

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ

جلد اول

WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

مرتبہ

محمد نعیم اللہ خاں قادیانی

بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ناشر: فیضانِ اسلامیہ پبلیکیشنز، جامع مسجد عربیہ، لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب _____ قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ
مرتبہ _____ محمد نعیم اللہ خاں قادیانی
بی ایس سی۔ بی ایڈ _____ بی ایس سی۔ بی ایڈ
ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ _____
صفحات _____ ۵۱۲

اکتوبر ۲۰۰۳ء

باراول

WWW.NAFSEISLAM.COM

180/- روپے

THE NATURAL PHILOSOPHY

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کا سونے

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

ملنے کے پتے:

- ❀ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ❀ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
- ❀ شبیر برادر زار اردو بازار لاہور ❀ اسلام بک ڈپو لاہور ❀ مکتبہ نبویہ لاہور
- ❀ رضا ورائی لاہور ❀ مسلم کتابوی لاہور ❀ فرید بک شال لاہور
- ❀ مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ ❀ مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ
- ❀ مکتبہ مہریرہ رضویہ ڈسکہ ❀ غوثیہ کتب خانہ گوجرانوالہ

فہرست رسائل

(1) قادیانی دھرم صفحہ ۵

(تصنیف : علامہ مفتی عبدالواحد قادری صاحب)

(2) مسئلہ ختم نبوت صفحہ ۱۳۳

(از قلم : علامہ مولانا سید محمود احمد انصاری علیہ الرحمۃ)

(3) ضخیمہ احوال اہل حیات عیسیٰ علیہ السلام صفحہ ۲۵۳

(مرتبہ : محمد عظیم اللہ خاں قادری)

(4) النظر الرحمانی فی کشف القادیانی صفحہ ۲۷۳

روند ادماظرہ مابین

حضرت علامہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی مناظر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

www.NATSEISLAM.com

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAJAMA"

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى آله وصحبه يا حبيب الله

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قادیانی دھرم

THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT



مصنف : مفتی عبدالواحد قادری صاحب

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
	پہلی ملاقات		مضامین
۱۲	خدا نے تعالیٰ و فرشتوں اور آسمانی کواکب پر ایمان لانا	۲۷	قادیانی مذہب کا اصل نام
۱۳	صفت نبوت و رسالت میں کوئی فرق نہیں	۲۸	قادیانی دھرم کے عقائد و نظریات
۱۴	انبیاء و مرسلین علیہم السلام آج بھی برہنہ ہیں	۲۹	حضرت آدم علیہ السلام کی گستاخی
۱۵	پیغمبروں کی تعداد	۳۰	حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ
۱۶	قادیانیوں کا ایمان کہ ہر وہ مذہب کو نبی مانتا ہے	۳۱	مرزا قادیانی کے اقوال کہ عارفانہ نبیوں پر کیوں؟
۱۷	پیغمبری کیونکر ملتی ہے؟	۳۲	مرزا قادیانی پر اسلامی شرعی حکم
۱۸	انبیاء کی تعداد	۳۳	باوجود عیسائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی حیثیت
۱۹	روز قیامت اور تقدیر پر ایمان لانا	۳۴	حضرت آدم کے متعلق قادیانیوں کے عقیدے
۲۰	دوسری ملاقات	۳۵	قادیانیوں کا آدم ثانی
۲۱	بعض کلمہ گو اسلامی بنیادی تعلیمات سے کتنے میں	۳۶	قادیانی دھرم میں حضرات ملائکہ اور شیاطین
۲۲	مسلمانوں کی اصل کتاب کی نفرت کا ایک سبب	۳۷	حضرت آدم پر مرزا قادیانی کی فوجیت
۲۳	گستاخوں کی شرعییت اسلامی طور پر عاید نہیں	۳۸	حضرت آدم علیہ السلام کی توہین و تمذیل
۲۴	قادیانیت عیسائی مذہبوں میں کیوں پھیل رہی ہے؟	۳۹	چوتھی ملاقات
۲۵	عیسائی مذہبوں میں ایسے دلائل کہ مسلمان قادیانیت سے بے خبر ہیں	۴۰	حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں گستاخی
۲۶	قادیانیوں کی نفرت کے سبب	۴۱	مرزا قادیانی کے نشانات اور معجزات نوحی
۲۷	عیسائی مذہبوں میں ایسے دلائل کہ مسلمان قادیانیت سے بے خبر ہیں	۴۲	حضرت نوح علیہ السلام پر مرزا قادیانی کی برتری
۲۸	قادیانیوں کی نفرت کے سبب	۴۳	حضرت یوسف علیہ السلام کی جہاں میں گستاخی
۲۹	عیسائی مذہبوں میں ایسے دلائل کہ مسلمان قادیانیت سے بے خبر ہیں	۴۴	حضرت یوسف علیہ السلام اور مرزا قادیانی
۳۰	قادیانیوں کی نفرت کے سبب	۴۵	مرزا قادیانی کی معرفت الہیہ تمام انبیاء سے بڑھ کر
۳۱	عیسائی مذہبوں میں ایسے دلائل کہ مسلمان قادیانیت سے بے خبر ہیں	۴۶	مرزا قادیانی کی نبوت
۳۲	قادیانیوں کی نفرت کے سبب	۴۷	مرزا قادیانی جہات انبیاء کا جامع ؟
۳۳	عیسائی مذہبوں میں ایسے دلائل کہ مسلمان قادیانیت سے بے خبر ہیں	۴۸	ظنی اور غرضی نبی
۳۴	قادیانیوں کی نفرت کے سبب	۴۹	مشہل اور مردوز میں فرق
۳۵	عیسائی مذہبوں میں ایسے دلائل کہ مسلمان قادیانیت سے بے خبر ہیں	۵۰	مآخذ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۰	سلف تاحلف عام مسلمانوں کو گولی مار کر	۵۰	انبیاء علیہم السلام کی نام بنام گستاخیاں
	آٹھویں ملاقات	۵۲	حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام قادیانی کے تابع
	قادیانی بنیادی عقائد اکثر قادیانی بے خبر ہیں	۵۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرسائی کیڑا (معاذ اللہ)
۹۶	قبرستان پاک کی توہین		حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لعنت (معاذ اللہ)
۹۶	احادیث تحریر کی توہین		حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شدید ترین توہین
۹۷	بیت اللہ شریف کی توہین	۵۷	قادیانی نشانات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۱۰۰	حرم پاک کی توہین		چھٹی ملاقات
۱۰۳	مسجد اقصیٰ کی توہین	۶۱	پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا قادیانی
۱۰۷	چنانچہ اسلامی کا انکار	۶۲	ظلی اور سرورزی کی منطق
	نوہیں ملاقات	۶۳	یتناح کا عقیدہ
	قادیانی دھرم میں مسلمانوں کی حیثیت	۶۵	کیمرزا قادیانی اور حقیقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۰	جو مرزا قادیانی کو زندمانے وہ پکا کافر	۶۶	صحابہ کرام کا مقابلہ قادیانی و یسائیوں سے
۱۱۳	جو مسلمان ہر مرزا قادیانی کی بیعت میں نہیں وہ بھی کافر	۶۹	قادیانیوں کی کلمہ گوئی
۱۱۶	جو کلمہ والا وہ مرزا قادیانی کو نہیں مانتا	۷۱	پیغمبر اسلام کی حیثیت قادیانیوں کے نزدیک
۱۱۷	مسلمانوں کی اقتدار میں قادیانیوں کی نااہلیاں	۷۳	عقیدہ ختم نبوت اور اعلان قادیانی
۱۱۹	جنازہ مسلم میں قادیانیوں کی شرکت	۷۳	اسی ہزاروں نبی پیدا ہوں گے ؟
۱۲۳	کوئی قادیانی کسی مسلمان کو اپنی طرف سے	۷۴	مرزا قادیانی کی حیثیت قادیانیوں کے نزدیک
	دسویں ملاقات		سنا توہین ملاقات
	مسلمان اور قادیانیوں کے درمیان تعلقات و معاملات	۷۷	حضرت پیر علی شاہ کی جناب میں گستاخی
۱۲۸	مرزا قادیانی اور اس کی عقلت عنائی	۷۸	حضرت مجدد الف ثانی کی جناب میں توہین
۱۳۹	مرزا قادیانی اپنے اقوال کی روشنی میں	۸۰	حضرت غوث اعظم کی جناب میں گستاخی
		۸۱	امام الشہداء حضرت امام حسین کی جناب میں شدید توہین
		۸۳	باب العلم سیدنا موسیٰ علی کی جناب میں گستاخی
		۸۴	حضرت سیدہ السار فاطمہ کی تذلیل
		۸۵	پنجتن پاک کی مجموعی توہین
		۸۷	صحابہ کرام کی مجموعی توہین

معائنہ تسمیہ

مغلک اسلام حضرت علامہ محمد تہسین الزماں صاحب زید مجدہ اعظمی خطیب اعظم یورپ، امریکی جنرل
دریڈ اسلامک مشن

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء ملت اسلامیہ نے انگریزوں
کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ اور قتل و غارتگری کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ غاصب اور ظالم
انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کریں اور ان سے اقتدار چھین لیں، اگرچہ جہاد آزادی
اس وقت کے مخصوص سیاسی حالات کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکا۔ مگر سفید سامراج نے
یہ یقین کر لیا کہ اگر قریب مسلم دو باغیہ علماء کی قیادت میں جہاد پر آمادہ ہوگی تو ان کا اقتدار آسانی
ختم کر دے گی اور ان کے ساتھ لڑنے کا سہو بھگت ہو جائیگا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں میں انشراق و انتشار کا کج ہوا
حکمت باطن فرقوں کو جنم دیا اور ان کی سرپرستی کی۔ ان تمام فرقہ ہائے باطلہ میں قادیانیت سے
خطرناک فرقہ ہے۔ اس فرقہ کے بانی سید قادیانی غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے اجماعی
عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کیا اور مدّصر یہ کہ اس نے سنی نبی کے امکان کو تسلیم کیا بلکہ
خود دعوائے نبوت کو بھیٹا۔ اس نے انبیاء سابقین بالخصوص سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی
مقدس ماں کی شان میں اذیت ناک کلمات استعمال کئے۔ انکی نبوت کا انکار کیا اور خود کو مسیح
موجود بنا کر پیش کیا۔ اس جعلی نبی نے ان تمام منصوبہ جات قرآنہ کا انکار کیا جس پر ۱۳ سو سال سے
علماء ملت اسلامیہ کا اجماع ہے۔

دعوائے نبوت کے ساتھ ساتھ اس نے قرآن کے تصور جہاد سے انحراف کیا اور انگریزوں کی
حکومت کو اللہ کا سایہ قرار دیا۔ اور ان سے جہاد کو غیر اسلامی عمل قرار دیا ان سے وفاداری کو اپنے
باعث اختیار قرار دیا۔ مغربی اقوام بالخصوص برطانیہ نے اس فرقہ کی بھرپور سرپرستی کی۔ اور اپنے
اس خود کا شہرہ پورے کو تار و دھت بنانے کیلئے جملہ وسائل اختیار کیا۔

آزادی ہند سے پہلے قادیانی بن جانے والوں میں سرکاری مناصب تقسیم کئے گئے۔ آزادی ہند کے بعد پاکستان میں ان کو تمام کلیدی عہدوں پر فائز کیا گیا۔ انہیں وزارت خارجہ کا قلمدان دیا گیا۔ تاکہ دنیا بھر میں قادیانیت کی تبلیغ کیلئے انہیں ہمواری جاسکیں۔ ڈین ہاگ (ہالینڈ) کی عالمی عدالت انصاف کی مسند پر بٹھایا گیا تاکہ وہ اپنے تمام وسائل اور ذرائع اختیار کر کے اپنے باطل عقیدے کی اشاعت کر سکیں۔

علماء اسلام بالخصوص مجدد دامت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنی کتابوں میں اس فرقہ کی کفریات اور ان کے ارتداد کو واضح کیا۔ اپنے شاگردوں اور خلفاء کی ایک ایسی عظیم جماعت تیار کی جو فرقہ باطلہ کی سیج کٹی کرے اور تمام فرقہ باطلہ بالخصوص قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کرے۔

مجدد جہاں جہاں علماء اہلسنت پہنچ سکے وہاں قادیانیت قدم نہ جما سکی، مگر ہندو پاک کے کچھ بے سادہ علاقے اور فرقہ پرستانہ جنوبی امریکہ کے کچھ دور افتادہ علاقے ان کے دام فریب میں آ گئے اور اس طرح قادیانیت نے خود کو ایک عالمی تحریک کی حیثیت سے متعارف کرانے کی کوشش کی۔ مرتد قادیان غلام احمد کی زندگی ہی اس امام احمد رضا فاضل بریلوی و مولانا عبد العليم صدیقی میرٹھی اور ان کے شاگردوں کے علاوہ شہنشاہ ولایت حضرت پیر سید مہعلی حسنا گولڑی رحمۃ اللہ علیہ، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محمد علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کا بھڑو رو فرمایا۔ مسلمان قادیان کو مناظرے کی دعوت دی، مہا ملے کے اجلاس میں بلایا، گمراہ سامنا کر سکا اور اپنے منطقی انجام کو پہنچ کر ایک لرزہ خیز موت سے دوچار ہوا **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَیْہِ**

پاکستان قومی اسمبلی میں علماء اسلام بالخصوص قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، حضرت مجاہد ملت مولانا عبد السلام خان سیاری، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ انصاری (ابن حضور صلی اللہ علیہ وسلم) رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر شاہ فرید الحق اور ان کے دوسرے رفقاء کی کوششوں سے انہیں ۱۹۷۲ء میں کافر قرار دیا گیا۔ مگر اسمبلی کے اس فیصلے کی مناسب تشہیر نہ ہو سکی، اور نہ ہی

حکومت نے اس فیصلے کو دنیا کے تمام افراد تک پہنچانے کیلئے کوئی مناسب انتظام کیا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے مناسبتاً تشہیر ہو چنانچہ ۱۹۷۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام عالمی دورے ترتیب دئے گئے، اور قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت علامہ عبدالستار خاں نیازی، رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد قادری اور پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب نے افریقہ، امریکہ اور یورپ کے تمام ملکوں کا دورہ کیا۔ اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے سامنے قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کیا۔ ادھر قادیانیوں نے پاکستان سے مایوس ہو کر اپنے حقیقی قاذوں کی آغوش میں پناہ لینے کیلئے یورپ کا رخ کیا۔ جرمنی، فرانس، بلجیم، ہالینڈ اور آسٹریلیا میں اپنے سرکار قائم کئے۔ A.M.T.V. کے نام سے ایک بورڈ بنائی، وی جینیل قادیانیت کے فروغ کے لئے وقف کر دیا۔ اس جینیل نے ۲۲ گھنٹے قادیانیوں کی بلین و ٹیلی ویژن ہے۔

یہ صورت حال انتہائی خطرناک ہے اب قادیانیت کا فتنہ مسلمانوں کو روز سے ہی بڑھتا رہتا ہے۔ بلکہ نئی نئی گمراہیوں کے ذریعہ ان کے گھر توں اور نشہ نگاہوں میں داخل ہو کر نئی نسل کے ایمان و عقیدے کو غارت کرنے پر تیار ہوا ہے۔

حضرت علامہ مفتی عبدالواحد صاحب قادری زیدہ مجدد نے میڈیا کے ذریعے قادیانیت کی اشاعت کا بروقت نوٹس لیا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر میڈیا کے ذریعے پھیلنے والے قادیانیت کے اثرات کو ناک نہ کیا گیا تو یورپ کے مسلمانوں کی نئی نسل جو عقیدہ ختم نبوت سے شعور کی اور فکر کی طور پر آگاہ نہیں ہے قادیانیت کے فریب کا شکار ہو جائیگی

علامہ اسلام اگرچہ جلسوں میں اور مساجد میں قادیانیت کی تردید کرتے رہتے ہیں مگر انکی آواز ہر فرد تک نہیں پہنچ سکتی اس لئے لٹریچر کے ذریعہ ہر مسلمان کو قادیانی فتنے سے آگاہ کیا جائے زیر مطالعہ قادیانی دھرم "اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اس کتاب میں قادیانیوں کے افکار و خیالات، ان کے عقائد باطلہ اور ان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا ہے، ان کا انداز تحریر اس قدر عام فہم، سلیس اور سادہ ہے کہ

ہر سطح تک کا حامل باسانی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کا انگلش، ڈچ اور دوسری یورپین زبانوں میں ترجمہ کر کے ہر مسلمان تک پہنچایا جائے۔ خدائے قدیر علامہ موصوف کی اس سعی بلیغ کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین بجاہ حبیبہ سیدہ الرسولین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

محمد ت الزماں اعظمی

نزیل ایسٹر ڈام ہالینڈ

WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

کلمات نورانی

قائدِ اہلسنت فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ شاہ اسماعیل نورانی مدظلہ مبلغ عالم اسلام لاہور
در لکڑا سلاک مش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَمِیْعًا دُوْلِیْنًا قَدِیْرًا لَا یَبْیَدُ
وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَیَعْلَمُ الْغُیْبُ

حضرت شہسوار فاضل جلیل مولانا علامہ مفتی عبدالواحد صاحب قادری زید مجاہد کی دینی
تبلیغی و اصلاحی خدمات، عوام و خواص اہلسنت سے تحقیقی نہیں ہیں۔

حضرت موصوف کی تصانیف قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں، خزانہ اللہ فی الخوانہ اب
تازہ تصنیف، قادریانی دھرم، مرزا غلام گلاب قادری کے، سہولت اور خود ساختہ دھرم کے
متعلق مفصل معلومات، شکل سوال و جواب، مختلف نشستوں پر پھیلی ہوئی تحریر استہانی انسان
عالم، ہم کو بدلتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب قایل میاں کب یاد ہیں کہ اس موضوع پر حالات کے
تناظر میں خصوصی توجہ فرمائی۔ مرزا قادریانی گلاب کے پیر و کار مختلف مقامات پر مختلف طریقہ
واردات اختیار کرتے ہیں۔ اور عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت
موصوف نے ان کا ردِ مبلغ فرمایا ہے۔ اور عصری ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔ حَکَمَ اللّٰہُ
اَحْسَنَ الْحُکْمَ اَبُو۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فیقر شاہ احمد نورانی العبد مفتی غفرلہ

نزہیل بالینڈ

تقدیم

باسمہ سبحانہ

تیرہویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں کئی نام نہاد اسلامی تحریکوں نے متحدہ ہندوستان میں جنم لیا۔ مثلاً وہابی ازم، ہکمر الوی ازم (اہل قرآن) دیوبندی ازم، اور قادیانی ازم وغیرہ، اور ان سب تحریکوں کے پیچھے اسلام دشمن طاقتوں کا ہاتھ تھا جس سے کوئی بھی باخبر مسلمان بے خبر نہیں ہے۔ ان تحریکوں کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی ساتھ برصغیر ہندوپاک کے علماء کرام، مفتیان اسلام، مشائخ عظام اور ممتاز دانشوروں نے بھرپور ان کا قلمی اور علمی نقاب کشائی شروع کیا۔ اور ان سازشی گروہوں کے خلاف قلمی میدان جہاد میں آئے۔ تاہم ان کے چہروں پر پہلے اسلامی نقاب کے اندر تار و پود کو بھیر دیا اور ان کے محروہ چہروں سے عامہ مسلمین کو روشناس کر دیا۔ فجزا

ہم اللہ تعالیٰ عنی وعن جمیع المسلمین۔

جب علماء اسلام کے قلمی جہاد کے نتیجے میں وہ سب اپنے اصلی چہروں کے ساتھ عام مسلمانوں کے سامنے آنے کے قابل نہ رہے تو انہوں نے تقلیدِ عمر یعنی حنفیت و حنبلیت اور قادریت و نقشبیت کا حسین و جمیل نقاب اپنے چہروں پہنچھایا۔ لیکن علماء فضل رسول بدلتوی، علامہ فضل حق خاں ابادی مفتی صدر الدین آذرودہ دہلوی، علامہ غصون اللہ محمد دہلوی، مولانا منقذ الدین دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، مولانا خیر الدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد)، مولانا شاہ عبدالرحمن فاروقی سلمیٰ، رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان سب کے اخیر میں مجددِ اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی، علامہ شاہ مہر علی نے انہیں مسلمانوں کے بیچ جوڑ دیا ہے۔ پر نگاہ اگر بے نقاب کر دیا جسکی وجہ سے وہ تمام تحریکیں منافقانہ جوڑے بدسنے پر اتر آئیں مصلحت میں وکار آسائیں کن پر عمل پیرا ہو گئیں۔

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ تمام نئی تحریکیں دفن ہو گئیں اور انکے مضمر اثرات سے برصغیر

کے مسلمان محفوظ ہو گئے نہیں بلکہ وہ تھیں آج بھی کسی نہ کسی طرح زندہ ہیں اور مسلمانوں کو اپنے دام تزییر میں پھنسانے کی کوشش کر رہی ہیں۔۔۔ مذکورہ تحریکوں میں سے زیادہ شاطر و دہشت پسند اولیٰ پے مشن میں فعال و منظم قادیانی ازم ہے۔ کیونکہ اسے اسلام دشمن قوتوں کی پشت پناہی بلکہ بھرپور تعاون حاصل ہے چنانچہ برصغیر ہند و پاک بنگلہ دیش و نیپال وغیرہ میں اپنی جتا کو جلتا ہوا دیکھ کر اکثر قادیانیوں نے یورپ امریکہ اور افریقہ کے ان ملکوں کی طرف کوچ کیا جہاں اپنے پشت پناہوں کے ذریعہ ملکی تحفظ، مالی تعاون اور قادیانیت کی نشر و اشاعت کا کھلے عام موقع مل سکے جو مسلمان ترکی و مراکھ و انڈونیشیا اور سوریام نیز برصغیر سے آگے یورپ امریکہ میں پہلے ہی سے آباد ہو چکے تھے ان میں سے اکثر مغربی تہذیب کی ائمہ و علماء میں کھوکھراپنے دین کے تقاضوں سے بے خبر ہو چکے تھے آپسی انتشار اور اپنی برتری کی ہوس نے انہیں ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔

دین اثنائے قادیانیوں نے ان ملکوں کی ایسی ہزاروں منظم جماعتیں بنام "احمدیہ جماعت" اور سیکڑوں قادیانی مشن قائم کر لئے اور قادیانی بد مذہبیت کی جو بلا برصغیر پر منڈلا رہی تھی وہ یورپ و امریکہ میں آکر برسرے لگی۔ اور صحیح اسلامی تعلیمات کا چہرہ مخہ ہونے لگا اسی طرح یورپ و امریکہ اور افریقہ میں اگر بس جانے والے مسلمانوں کی نئی نسل جس کی نشوونما غیر اسلامی معاشرہ میں ہوئی تھی تذبذب کا شکار ہونے لگی اور وہ اسلام و قادیانیت کا فرق سمجھنے سے قاصر نظر آنے لگی۔

علاوہ ازیں یورپ و امریکہ اور افریقہ کے غیر مسلم اقوام جنہیں بین المذاہب کتاہوں کے مطالعہ کا شوق ہے انہیں قادیانی کتاہوں کے مطالعہ نے اسلام سے بدظن کرنا شروع کر دیا۔ اور وہ مسلمانوں کو تنگ نظر جھگڑالو اور انتہا پسند اور بد معلوم کیا گیا سمجھنے لگے ہیں۔ لہذا جو جوان مسلمان نسل کی حفاظت اور غیر مسلموں کی اسلام سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا یورپ و امریکہ اور افریقہ میں مقیم علمائے اسلام اور اسلامی دانشور کی عظیم ذمہ داری ہے۔

مجھ تعالیٰ مذکورہ براہمنوں میں مسلمانوں کی اب نہت تنظیم میں اس نہج پر کام کر رہی ہیں اور وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں بایں معنی کامیاب بھی ہیں کہ مختلف ملکوں میں علاقائی زبان پر مشتمل کتابچے، رسائل، کیسٹ، اور پوسٹرز وغیرہ لکھتے رہتے ہیں جن سے ہماری نئی نسل خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہی ہے اور قادیانیت سے محترز ہے لیکن غیر مسلموں میں قادیانیوں کی مظلومیت کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اور انسانی اہم دہی کے ناطے غیر مسلم قادیانیوں کو ہر قسم کا تعاون دے رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کی اصلیت سے غیر مسلموں کو بھی آگاہ کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ قادیانی اپنی تخریب کاریوں اور مکاریوں کے سبب انسانی ہمدردی کے مستحق نہیں اور یہ کہ دراصل نہ وہ مسلمان ہیں نہ ان کے کتابچے اور رسائل

اسلامی معتقدات و نظریات کے مطابق ہیں۔
 زیر مطالعہ کتاب "قادیانی دھرم" کو سوال و جواب کی شکل میں میں نے اس کے آسان ترجمانے کی کوشش کی ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل اس کے مطالعہ سے بہرہ مند ہو سکے کہ قادیانی لازم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے جو اسلامی معتقدات و نظریات کو بری طرح مجروح اور غیر مسلموں کی نظر میں بدنام کرنا چاہتی ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس حقیر کاوش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔
 قادیانیت سے انجان و بے خبر بھائیوں کے لئے اسے نافع اور حق و باطل کے پرکھنے کا ذریعہ بنائے آمین آمین یا رب العالمین وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَلْدِ حَقِيقَةِ خَاتَمِ الانْبِیاءِ
 سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ عَلٰی الْہِ وَصَحْبِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَۃِکَ
 یا اَحْمَدَ الرَّحْمٰنِ۔

عبد الواحد قادری غفرلہ

۱۱ صرف المنظر ۱۳۱۸ھ

القرآن ادارہ اسلامیات، نیدرلینڈ (یورپ)

پہلی ملاقات

سوال :- السلام علیکم۔ جواب :- علیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال :- خدا کے بارے میں اسلام کیا سمجھا تا ہے؟

جواب :- یہ کہ خداوند کریم ایک ہے اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ تمام خوبیوں کا جامع اور ہر ایک برائی سے پاک ہے اسی نے سب کو پیدا کیا اور وہی سب کا حقیقی مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں

سوال :- فرشتوں کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

جواب :- فرشتوں اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا۔ وہ مرد ہیں نہ عورت۔ انھیں کھانے

پینے کی حاجت نہیں وہ سب حقائق سے معصوم ہیں جن کا من کیلئے پیدا

کئے گئے ہیں ان کا من دل سے ہے جس کی بھی خدا نے پاک کے حکم کی نافرمانی

نہیں کرتے چار مشہور فرشتے ہیں حضرت جبریل حضرت میکائیل حضرت اسرافیل

اور حضرت عزرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جو دوسرے فرشتوں کے سردار اور

رسول ہیں۔ فرشتے بے شمار ہیں جنکی تعداد میں معلوم نہیں۔

سوال :- آسمانی کتب ایوں کے بارے میں اسلام کیا حکم ہے؟

جواب :- اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ جن بڑی کتابوں کو رسولوں پر نازل

فرمائی انہیں کتب آسمانی، اور جن چھوٹی کتابوں کو نبیوں اور رسولوں پر نازل کی

انہیں صحائف آسمانی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں اپنے نبیوں اور رسولوں

پر اتاری وہ سب حق اور صحیح ہیں۔ آسمانی صحائف بہت ہیں جنکی گنتی معلوم نہیں

البتہ بڑی کتابیں چار ہیں جو چار مشہور رسولوں پر نازل ہوئیں۔ توریت حضرت موسیٰ

زبور حضرت داؤد، انجیل حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دی گئیں اور قرآن مجید نبی اکرم

الزمان سید الانبیاء والمرسلین حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل

فرمایا گیا

سوال :- کیا تمام آسمانی کتابیں اب تک محفوظ اور انسانی ملاوٹ سے پاک ہیں ؟
جواب :- آج روئے زمین پر توراة و زبور و انجیل جیسی مقدس کتابوں کا ان زبانوں میں وجود ہی نہیں جن زبانوں میں وہ نازل ہوئی تھیں ہاں ان میں سے بعض کے ترجمے جزوی طور پر پائے جاتے ہیں جن میں کتر تیوت اور تحریف کردئے گئے ہیں ان مقدس کتابوں کے جو مضامین قرآن مجید کے مضامین و احکام سے ہم آہنگ ہیں وہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تضاد محال ہے

سوال :- کیا قرآن مجید اور اس ترجموں میں بھی تحریف اور کاٹ چھانٹ ہوئی ہے ؟
جواب :- نہیں قرآنی الفاظ و جمل میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکے گی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کرم پر لے رکھا ہے ہاں قادیانی و سہائی اور دیگر بدعتی ان اسلام نے اپنے باطل و عیووں کو ثابت کرنے کیلئے قرآنی ترجموں اور تفاسیر میں موشگافیاں کیں۔ لیکن ائمہ اسلام اور علمائے علوم قرآنی نے قرآنی تراجم و تفاسیر کیلئے ایسے بنیادی اصول بنادیتے ہیں جن کی روشنی میں کوئی غلط ترجمہ اور غلط تفسیر درجہ قبول نہیں پاسکتا۔

سوال :- پیغمبروں کے بارے میں اسلام اپنے ماننے والوں کو کیا عقیدہ دیتا ہے ؟
جواب :- وہ انسانی ہدایت و رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں لہذا انہیں دل سے مان کر ان کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا جائے، صاجاً و بوالہی (جو کچھ نبی کے کرائے پر ایمان لایا جائے اور ان کے لئے ہوئے احکام و ہدایات کی پیروی کی جائے۔

سوال :- کیا رسولوں کے درمیان صفت رسالت میں کوئی فرق ہے ؟
جواب :- نہیں صفت نبوت و رسالت میں سب نبی و رسول علیہم السلام برابر ہیں قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

كُلُّ اٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا فَرْقَ

بَلَّغْتُ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۖ (البقرہ آیت ۲۵۳) کہ سب اہل ایمان نے اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو دل سے مانا یہ کہتے ہوئے کہ ہم اسکے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ صفت رسالت و نبوت پیش فرق کرنا ایمانی تقاضے کے خلاف ہے لہذا کوئی اہل ایمان نبوت و رسالت کی صفت میں فرق نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ فلا نے نبی کی نبوت حقیقی ہے اور فلا نے کی ظلی۔ فلا نے نبی کی رسالت حقیقی ہے اور فلا نے کی بروزی، کیونکہ ایسا عقیدہ رکھنا اسلام کے خلاف ہے۔ اور قادیانیوں کا یہی عقیدہ ہے۔

سوال۔ کیا فضائل و درجات میں بھی سب نبی و رسول برابر ہیں؟

جواب۔ نہیں مراتب و درجات میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سب برابر نہیں بلکہ بعض اوصاف و خصائص کے اعتبار سے ایک دوسرے پر فضیلت و برتری رکھتے ہیں اور یہ فضیلت و درجات بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا۔ تِلْكَ الشُّرُكُ فَصَلَّائِنَا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ ۚ يَعْنِي رُسُلُ ۖ (ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا) (البقرہ آیت ۲۵۳)

اس ارشاد باری تعالیٰ سے روشن ہوا کہ نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام پہلے نبی و رسول ہیں پھر دیگر اوصاف و خصائص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ایک دوسرے پر فضائل و درجہ و درجات عطا فرماتا ہے۔ اور یہی تمام اہل ایمان کا ایمان ہے کہ ہر نبی و رسول نبوت و رسالت کے علاوہ دوسری خصوصیتوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے افضل ہیں

سوال۔ پیغمبروں کی صحیح تعداد کیا ہے یعنی کتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے؟

جواب :- انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد متعین کر لینا جائز نہیں کیوں کہ احادیث و اخبار صحیحہ اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔ اپنی طرف سے نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کر لینے میں بعض نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا بعض غیر نبی کو نبی ماننے کا احتمال ہے اور اسلامی شریعت کے نزدیک یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اجمالا ہر نبی و رسول پر ایمان ہو خواہ ان کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہو یا نہ آیا ہو :-

جن لوگوں کی نبوت و رسالت کا ذکر قرآن و حدیث اور اخبار صحیحہ میں نہیں ان کے کارناموں اور چھائیوں کو دیکھ کر انہیں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس و موقوم جماعت میں لاکر کھڑا کرنا دعویٰ بلا دلیل حرکت ذلیل اور عند الشک کفر ہے۔ جس کا قادیانیوں نے زعم، کمرش، بوجھ و ٹانگ وغیرہم کو نبیوں کی جماعت میں شام کیا۔

سوال :- کیا سچے لوگوں کو ان کے اچھے کارناموں اور اچھے کاموں کی وجہ سے بغیر شہادت کے جواب :- نہیں منصب نبوت اور رسالت کا تحت و تاج کسی عظیم سے عظیم تر کرانے اور ریاضت و مجاہدہ کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ نبوت و رسالت صرف عطاۃ الہی اور وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ شرافت نبوت اور عظمت رسالت کس کس کو مقرر کیا جائے اور اس کا اہل کون ہے علم الہی میں تو اس کا اہل ہوتا ہے نبوت و رسالت اسی کو ملتی ہے۔ قرآن مجید کا اعلان ہے اللہُ اعْلَمُ حَقِیْقَتَیْ فَعَلَّیْ مَسْأَلَتَهُ۔ (الانعام آیت ۱۳۵) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ جہاں وہ اپنی رسالت رکھے

سوال :- نبیوں کی مشترکہ خصوصیت کیا ہے؟ جس کی وجہ سے وہ عالم انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں؟ جواب :- وہ مأمورین اللہ ہوتے ہیں خدا کا حکم اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں وہ اپنے فطرت و شریعت اور اعلیٰ قدروں کے باعث نیر تا نیر الہی کے سبب تمام طبقہ

انسانی نفس ممتاز و منتخب ہوتے ہیں۔ انسانی شرافت و کرامت کی ہر بلندی زیر پاہوتی ہے اور وہ ایسے مناصب جلیلہ و رفیعہ پر فائز المرام ہوتے ہیں جہاں خطا و عصبیان بلکہ سہو و نسیان کا گزر ممکن نہیں کیونکہ عصمت و حفاظت الہی کی تدسی چادر انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ لہذا احکام تبلیغہ میں سہو و نسیان اور عام حالات میں صَد و رعصیان ان سے ناممکن و محال ہے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مناصب جلیلہ نبوت و رسالت کی وجہ سے جنات و انسان اور ملائکہ کے تمام خصوصی اور ممتاز افراد سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔

سوال: کیا پیغمبروں کی نبوت و رسالت کا زبانی اقرار کر لینا کافی ہے یا انکی عزت و تعظیم بھی لازم ہے؟

جواب: صرف زبانی اقرار کافی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے اسکی تصدیق بھی ضروری ہے۔ نیز انکی عزت و تعظیم، عباد و تحکیم لازم و ضروری اور جزو ایمان ہے۔

یعنی ہر اہل ایمان پر فرض عین ہے کہ ان کی عزت و تعظیم کرے۔ قرآن مجید کا ارشاد گرامی ہے: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيعُوْا اللّٰهَ وَاطِيعُوْا الرَّسُوْلَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ** (الفتح آیت ۱) تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور خدا کی تسبیح و شام بیان کرو۔

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبی کی عزت و تعظیم تمام فرائض و تسبیحات پر مقدم اور ان سب کی اساس و بنیاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کا حکم دیکر ایسی عبادتوں اور تسبیحات پر رسول کی تعظیم و توقیر کو مقدم فرمایا۔ یہی سے یہ بھی روشن ہوا کہ اگر ایمان لانے کے بعد نبی کی تعظیم و توقیر دلوں میں پیوست ہو چکی ہے تو ایمان اور اعمال صالحہ دونوں مفید اور نلاج دارین کی ضمانت ہیں ورنہ دونوں بے سود و بے معنی۔

پھر خدائے خواستہ اگر نبیوں کی تعظیم و توقیر کی بجائے کسی کلمہ گو کے دل میں انکی طرف سے سورِ ظنی پیدا ہو جائے یا ان کی توہین کا شاہد بھی آجائے یا کسی طرح کی فحش و بے حیائی کی نسبت انکی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کر دی جائے تو نہ صرف یہ کہ وہ ایمان و اعمال صالحہ سے دور ہو کر دائرۂ اسلام سے نکل جائے گا بلکہ کفر و ارتداد کے ایسے دلدل میں جا پھنسے گا جہاں سے اسکی بازیابی مشکل ہو جائیگی۔ "العیاذ باللہ"

سوال: یہ بھی بتانے کی زحمت کیجئے کہ قیامت، تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کے متعلق اسلام اپنے ماننے والوں کو کیا عقیدہ دیتا ہے؟

جواب: ان تینوں باتوں پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین سے ہے یعنی یہ ماننا کہ قیامت کا آنا حق ہے جس دن تمام چیزیں نیا ہو جائے گی صرف ایک اللہ کی ذات گرامی باقی رہے گی۔ **كُلُّ مَنْ هَلَا فَاِنْ وَ يَبْقَى وَجْهٌ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ** احادیث و اخبار صحیحہ میں قیامت کے برپا ہونے کی جن جن نشانیوں کا ذکر ہے ان میں سے بعض نشانیاں ظاہر ہو چکیں اور بعض نشانیاں آئندہ ظاہر ہونے والی ہیں۔

تقدیر پر بھی عقیدہ رکھنا ضروریاتِ دین سے ہے کہ ہر خیر و شر کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر وہ خیر سے راضی اور شر سے ناراض ہوتا ہے۔ اس نے اپنے علم ازل وابدی کے مطابق جس جس مخلوق کیلئے جو جزا و جزا مقرر فرما دی ہے اس کو ویسا ہی ہوتا ہے۔

اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اپنی زندگی بھر کے کارناموں کا خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اور حساب و کتاب کے بعد ہر مکلف کو اسکی اچھائی و برائی کا بدلہ ملے گا۔ کسی مکلف کو اس کی سزا و جزا کے لئے باہارِ زندگی نہیں دی جاتی بلکہ مرنے کے بعد ایک ہی بار زندہ کیا جائے گا جہاں اسے سزا یا جزا دی جائے گی۔ اسی لئے

بتا سچ (آواگون) اسلام کے نزدیک باطل اور ایک فاسد عقیدہ کا نام ہے۔ مزرا قادیانی نے اسی فاسد عقیدہ کا سہارا لیکر اپنے فاسد دعووں کو پیش کیا ہے جو اسلام یا کسی مسلمان کے نزدیک لائق توجہ نہیں۔

سوال :- اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج کی ملاقات میں ایمان مفصل کے تعلق سے معلومات فراہم ہوئیں لیکن آپ نے دو تین جگہ قادیانیوں کے عقیدہ کا ذکر فرمایا۔ کیا وہ اسلام کے بنیادی عقیدوں کے خلاف ہیں؟

جواب :- جی ہاں قادیانی چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی کا ایک نیا

دھرم ہے جس نے اسلامی عقائد و تعلیمات کو مسخ کرنے اور عظمت انبیاء علیہم السلام کو گھٹانے کا بڑا اٹھا رکھا ہے۔ اس کے بنیادی عقیدے اور اعمال اسلامی

عقائد و اعمال سے بالکل مختلف ہیں قادیانی دھرم دین اسلام کے خلاف ایک

خطرناک سازش اور ہلک تحرک ہے جس نے مسلمانان عالم کے دینی جذبات

اور دلوں کو مجروح کیا۔ مسلمانوں کے درمیان افتراق اور انتشار کی بیج بویا۔ اور

عیسائی و یہودی کے مذہبی جذبات و احساس کو مسلمانوں کے خلاف برا بیج بویا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دوسری ملاقات

سوال :- کیا کوئی کلمہ پڑھنے والا اسلام کی بنیادی

تعلیمات کو مسخ کرنے اور پیغمبروں کی شان گھٹانے کی جرأت کر سکتا ہے؟

جواب :- واقعی یہ جہت کی بات ہے کہ جو جس کا کلمہ پڑھے گا وہ اس کی گستاخی کیونکر کر سکتا ہے

لیکن تاریخ اسلام بڑھنے کے بعد یہ امر واقعہ سامنے آتا ہے کہ ابتداء سے لیکر اب تک

کئی کلمہ گو اشخاص و جماعت نے اسلامی عقائد و تعلیمات کی صورت

بگائے اور عظیم شخصیتوں خصوصاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و

شان گھٹانے کی ناکام کوششیں کیں جس سے نہ صرف دنیا بھر کے مسلمان

کے دلی اور دینی جذبات مجروح ہوئے بلکہ ان قوموں کے احساسات و

جذبات بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز حد تک ابھر گئے جو کسی نہ کسی طرح بعض نبیوں کو اپنے طور پر مانتے اور اپنے آپ کو ان کی امت گردانتے ہیں سوال: دوسری قومیں (مثلاً عیسائی یہودی) گستاخی کرنے والوں کی بجائے عام مسلمانوں سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟

جواب: ان کے مذہبی جذبات کا مسلمانوں کے خلاف براہِ نگہ نہ ہونا بایں معنی حق بجانب ہے کہ ان کے نبی و مقدس کی شان میں گستاخی و بدتمیزی کرنے والا اپنے آپ کو کلمہ گو اور مسلمان ظاہر کرتا ہے۔

ان قوموں کو کیا خبر کہ ایسا بدعت اسلامی شرع کے نزدیک کلمہ گوئی اور دعویٰ اسلام کے باوجود دائرۃ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اور مسلمانوں سے اس کا رشتہ انوثت ٹوٹ چکا ہے۔ اسلام کی پاک شریعت نے ایسے بے باک گستاخوں کو مرتد قرار دیکر جہنم مسلمانوں کی ہر ادوی سے پرے ڈھکیل دیا بلکہ دنیا کے تمام عقیدان مذہب و ملت سے ایسے مرتد کے رشتہ و ناظرہ میل ملاپ، نشست و برخاست کو حرام قرار دیکر اسے عند القضاء لائقِ گردن زدنی بتایا۔

سوال: کیا اسلامی شریعت اور مسلمانوں کے معاشرہ میں ایسے گستاخوں کیلئے کوئی رو رعایت نہیں؟

جواب: نہیں۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلند و بالا شان میں کسی طرح کی گستاخی کرنا اور دین حق سے مرتد ہو جانے والا شرعی یا معاشرتی رو رعایت کا اہل نہیں رہا۔ اس کیلئے اسلامی شریعت میں دوی راستے ہیں یا تو جہنم (توبہ نصوح) کے بعد پھر سے اسلام میں داخل ہو جائے اور از سر نو تمام اعمال بجا لائے یا حاکم اسلام اس کے وجود سے روئے زمین کو پاک کر دے۔ ایسی سختی و شدت اس لئے ان مرتدوں گستاخوں کے کسی مسلم و غیر مسلم، جاندار و غیر جاندار مخلوق کے ساتھ روا نہیں اور وہ ایسے ہے کہ کسی عزت و عظمت والے کی عزت و عظمت سے کوئی کھلو اور زکریا کے

سوال :- کیا اسلامی شریعت کے حکم مذکور پر مسلمانوں نے عمل کیا ؟

جواب :- جی ہاں تمام مسلمان نبیوں اور رسولوں کی تعظیم و توقیر کو متابع ایمان اور رشتہ

اعمال صالحہ جانتے ہیں اسی لئے وہ کسی نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

خلاف کوئی کلمہ کسی حال میں سننے کو تیار نہیں۔ چنانچہ مدعیان اسلام میں جس

ذریعہ جماعت نے کسی نبی کی شان اقدس میں ادنیٰ گستاخی یا اسلام کی کسی بنیادی

حکم کا مذاق اڑایا اسے دودھ کی مکھی کی طرح دائرہ اسلام سے نکال کر دور پھینک

دیا۔ اور اس سے ایسا تنکا توڑ لیا کہ دنیاوی معاملات میں بھی اس سے دوکار مل

نہیں رکھا۔ اور یقیناً ہی اہل ایمان کے ایسا ہی قدروں کی شان اور ان کے اہل

حق ہونے کی پہچان ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہی حکم ہے۔ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ

الَّذِي كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ (یاد کرنے کے بعد ظالموں کے ساتھ

مت بیٹھو)

مسئلہ کذاب کے وقت سے لیکر قادیانی مسیح کذاب تک ہمیشہ مسلمانوں اور

مسلم رہنماؤں کا یہی قاعدہ رہا کہ ان کذابوں گستاخوں کو کیفرِ دار تک پہنچا ہی

کر دم لیا اور ان سے تمام اسلامی رشتے ناطے توڑ لئے۔

سوال :- لیکن قادیانی ازم تو غیر مسلم ملکوں میں پختی ہوئی نظر آتی ہے اس

کی کیا وجہ ہے ؟

جواب :- براہِ تعصب و عناد کا کہ جن قوموں کے پیشواؤں، رہنماؤں اور نبیوں کو منہ بھر

کر گالیاں دی گئیں انہیں قوموں کے اسلامی تعصب رکھنے والے تاجروں نے

ان دشمنانِ انبیاء و اولیاء کو اپنے دامنوں میں پناہ دی اور پھیلے بھولنے کا موقع

دیا تاکہ ان بدزبانوں کی وجہ سے مسلمانوں کے دل زیادہ سے زیادہ چھلنی ہوں

حالانکہ ان تاجروں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان گستاخوں کی زبان و قلم سے نہ

صرف مسلمانوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے بلکہ ان پیغمبروں کا دامن عصمت و شرافت

بھی تارنا ہو رہا ہے جنہیں وہ اپنا بی مانتے ہیں۔

یہ سوال صحیح نہیں ہے کہ غیر مسلم ملکوں میں قادیانی گروہ پنپ رہا ہے کیونکہ ہم سے غیر مسلم ملک جہاں مسلمان رہتے ہیں قادیانی دھرم اور اس کے رہنماؤں کو کوئی جانتا تک نہیں پہنچنے کا کیا سوال ہے۔ ہاں عیسائی یہودی قومی تاجروں سے قادیانی قومی تاجروں کا شروع سے ساز باز ہے اس لئے ہندو پاک میں اپنے چٹاؤں کو جلتا ہوا چھوڑ کر قادیانی گروہوں نے عیسائی و یہودی ملکوں کی طرف رخ کیا۔ جہاں انہیں سیاسی و ملکی رعایتیں حاصل ہو گئیں اور مسلمانوں کی بے خبری کی وجہ سے انہیں ہاتھ پاؤں مارنے کا موقع مل گیا۔

سوال۔ نفرانی و یہودی عوام اس گستاخ فرقہ کے خلاف آواز کیوں نہیں بلند کرتی ہے؟
جواب۔ ان قوموں کے یہاں مذہبی گرفت و تعلیم پڑ چکی ہے کلینائیں فروخت ہو رہی ہیں مذہبی احتجاجی اداروں دہریت کے نقار خانہ میں تحلیل ہو چکی ہیں اور ان کی عوام اپنے تاجروں کی چال بازیوں سے عوامانہ بے خبر ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ نفرانی و یہودی عوام کا ایک طبقہ اپنے مذہبی رہنماؤں کے گورکھ دھندھوں اور گرد و پیش کے ماحول سے بدن و عاجز ہو کر جب اس وامان اور انسانی تہذیب کی تلاش میں نکلتا ہے تو وہی گستاخ فرقہ اسلام کا لیل مانتے پر لگائے ہوئے اسلام کا داعی و نقیب نظر آتا ہے جس کو اسی طبقہ کے تاجروں نے دنیاوی مفاد کے خاطر اپنے آغوش میں پال رکھا ہے۔ لہذا عوامی طبقہ محض امن وامان کے حصول اور اپنے ماحول کی بے راہ روی سے چھٹکارا پانے کیلئے اس گندم نما جو فروش فرقہ سے منسلک ہو جاتی ہے۔

یہ دوسری بات ہے کہ چند دلوں کے بعد جب اس گستاخ فرقہ کی جامہ نشانی مل جاتی ہے اور اس کے راز ہائے منربستہ کی اصلیت سامنے آتی ہے تو پھر وہی لوگ جو امن و سکون کی تلاش میں اس جھٹے سے اُٹے تھے اب اسلام اور مسلمانوں کے

خلافت وہاں سے آگ بن کر بھاگتے اور دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزیاں کرتے اور طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ پھر بھی مجھے اس طبقہ سے اسلئے شکایت نہیں کہ جس مذہبی تحریک کاری کے ماحول میں جا کر انہوں نے پناہ لی اور جس نئے سانچے میں انہیں ڈھالنے کی کوشش کی گئی وہاں سوائے اس کے اور ملتا ہی کیا۔

سوال :- پھر قادیانی گروہ کے گمراہ کن عقائد و نظریات سے بچنے بچانے کی صورت کیا ہے؟

جواب :- قادیانی دھرم کی اصلیت سے یہاں یورپ و امریکہ میں بسنے والے اکثر مسلمان اور عوام انصافی و یہودی بے خبر ہیں کہ قادیانی دھرم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی برصغیر کے جو مسلمان بالخصوص ہندوستانی ترک وطن کر کے یورپ و امریکہ اور افریقہ میں آ گئے اور آباد ہو گئے۔ انہیں کیا خبر کہ جناب کے قادیانیوں میں ایک نئے دھرم نے جنم لیا ہے جس کے عقائد و نظریات اسلام کے خلاف ہیں۔ اور جن دوسرے ملکوں سے مسلمانوں کو یورپ و امریکہ میں لایا کر کام دیا گیا اور بالآخر وہ بھی یہیں کے ہو کر رہ گئے وہ بھی قادیانی سازشوں سے یکسر بے خبر ہے اور انصافی و یہودی عوام کا تو قادیانیوں سے بے خبر ہونا ظاہر ہے کہ نہ وہ قادیانی دجال کو جانتے ہیں نہ اس کے دجل قریب کو۔

اصل شکایت اُن اسلامی تعصب رکھنے والے انصافی و یہودی تاجروں سے ہے جنہوں نے خود اپنے تہیوں کی مثال میں گستاخی کرنے والوں اور مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پھیلانے والوں کو پناہ دے رکھی ہے اور سیاسی و حکومتی سطح پر انہیں مصلحت فراہم کی جا رہی ہیں۔ اے کاش انہیں حقیقت کا علم ہوتا اور وہ یہ سمجھتے کہ صرف دنیاوی مشہرت و جاہت کی خاطر قادیانیوں نے ایک نئے دھرم کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں میں لُفاق و افتراق پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اسلام کی بارگاہوں میں گستاخیاں کیں۔ مسلمان اور انصافی و یہودی

کے درمیان نفرت و حقارت کی آگ لگا دی۔ اور جو مدعی اسلام ہونے کے باوجود مسلمانوں کا نہیں ہو سکا وہ ان کا کب ہوگا جب وہ چند مادی مفاد کی خاطر ایسا جیسی دولت بے بہا کو نیلام کر سکتے ہیں تو دنیاوی عظیم مقاصد کے لئے وہ کیا کچھ منافقت نہیں کر سکتے۔

ان غیر اسلامی ملکوں میں قادیانی دھرم اور دیگر بد مذہبوں کی گمراہی و بد مذہبیت سے اسلامی نوجوان نسلوں اور بے خبر لوگوں کو بچانے کی یہی صورت ہے کہ یہاں مقیم اور دوسرے ملکوں سے آنے والے اسلامی مبلغین، قادیانیوں اور دیگر بد مذہبوں کے مکروہ چہروں سے نقاب اٹھائیں اور ان کی اصلیت سے مسلم و غیر مسلم عوام کو باخبر کریں خواہ اس کے لئے تقریر و تحریر کا سہارا لینا پڑے یا مؤثر افراد و جماعت کا حوالہ لیا جائے۔

جواب: جی ہاں۔ آج کل یورپ و امریکہ اور افریقہ میں اسلام کے نا ابر کی ایسی تنظیمیں اور افراد بہت ہی راز دارانہ مگر منظم طریقہ سے اپنے مشن کو بیک چل رہے ہیں جن کا مقصد اسلام کی اشاعت نہیں بلکہ اپنی اپنی بد مذہبیت کو پھیلانا اور یہاں کے باشندوں میں مذہبی اختلاف و انتشار پیدا کر کے آپس میں خانہ جنگی کو برپا دینا ہے۔

قادیانی دھرم ماننے والوں کے علاوہ کئی جماعتیں اور اشخاص اس پردہ رنگاری میں چھپے ہوئے ہیں جنکی نقاب کشائی مناسب وقت پر ہوگی۔ اس وقت صرف قادیانی دھرم کے مکروہ چہرے سے نقاب اٹھانا اور اس کے بنیادی عقیدوں سے اسلامی نوجوان نسل اور بے خبروں کو آگاہ و خبردار کرنا ہے۔ نیز قادیانی دھرم کے ان راز دارانے سب سے کم کھولنا ہے جو نہایت ہولناک ایمان سوز اور اسلام شکن ہیں جن کے ہوش و حواس نے برصغیر ہندو پاک کے امن و سلامتی کو بے گندہ کر دیا اور آپس میں تفسیق و تکفیر، تذبذب و توہین اور قتل و خون کا بازار گرم ہو گیا۔

سوال: کیا قادیانی دھرم کے معتقدات سے برصغیر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو آگاہ نہیں کیا گیا تھا؟

جواب: الحمد للہ کہ قادیانی دھرم کے پیدا ہوتے ہی عالم اسلام کے عظیم ترین اسکالروں، رہنماؤں خاص کر مفتیان اسلام اور مشائخ عظام نے انیسویں صدی عیسوی کی اخیر دہائیوں سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے نوایکاد قادیانی دھرم کا تعاقب شروع فرمادیا۔ اسے ہر چند راہ راست پر لانے کی کوشش کی گئی مگر تمام کوششیں بیکار ہو گئیں پھر مباحثے، مناظرے اور مباحلے ہوتے رہے لیکن سب بے سود، بالآخر ۱۹۰۶ء میں حج کے مبارک موقع پر جبکہ حرمین طہین میں دنیا بھر کے علماء، صلحاء، مشائخ، مفتی، قاضی اور اسلامی دانشوروں کا اجتماع ہوا تو شیخ الاسلام والمسلمین محمد واعظ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سمیت چند کفر و ضلال کے کلمات شنیعہ و اقوال کفریہ پر کئے گئے بحث و مندرجہ العتدال المسند کو علی فرمایا اور ان پر شرعی حکم نافذ فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر و مرتد، اسلام سے خارج اور جہمی ہے اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پھر اس حکم شرعی کی تصدیق کیسے آئے ہوئے عالم اسلام کے علماء و مشائخ اور حرمین شریفین کے تمام محدث علماء کرام و مفتیان عظام نے کی۔ آج بھی وہ تصدیقی فتویٰ بنام "حسام الحرمین" مل سکتا ہے صرف اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ پشاور سے بنگال تک دو سو اڑسٹھ مشہور و معروف علماء اسلام، مفتیان اسلام اور مشائخ کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و مرتد پر فتویٰ دیا اور قادیانیوں کے ساتھ شادی، بیاہ، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، شادی وغنی میں اس کے ساتھ شریک ہونا۔ اسکی بیمار پرسی و عیادت کرنا، سب حرام قرار دیا یہ فتویٰ العلوم الہندیہ کے نام سے شائع ہوا جو آج بھی دستیاب ہو سکتا ہے، اس کے بعد فتاویٰ علماء دنیا کے نام سے مشائخ بنارس مولانا شاہ عبدالحمید پانی پتی

اور مولانا شاہ عبدالرشید رحمہما اللہ نے ایک ضخیم کتاب مرتب فرمائی جس میں مرزا غلام قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا اسلامی بایبیکاٹ کیا گیا اسکے ساتھ اسلامی معاشرت کو حرام قرار دیا گیا اور اس حکم پر دنیا بھر کے علماء، مشائخ، مفتی اور دانشوروں کے دستخط و مہر لئے گئے۔

اس کا اثر متحدہ ہندوستان میں یہ ہوا کہ پیشاور سے مشرقی بنگال اور آسام تک مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا اسلامی شرعی بایبیکاٹ (مقاطعہ) کرنا شروع کیا تاہنیکہ پاکستانی حکومت نے آئینی طور پر بھی قادیانی دھرم ماننے والوں کو وہاں کی اقلیت (غیر مسلم) قرار دیا جسکی تائید تمام مسلم ملکوں نے کی مگر ان حالات میں عموماً ان پر یہ عوام یہ سمجھنے لگتے تھے کہ یہ مولویوں کے جیب اور پیٹ کا جھگڑا ہے اور اسی وجہ سے عوامی ہمدردیاں اس سے قریب ہو جاتی ہیں جسے وہ مظلوم سمجھتی ہے حالانکہ وہ مظلوم اور ہمدردی کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ اصل میں جارح و مفسد ہوتا ہے اور اس کا اختلاف اسوقت ہوتا ہے جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے

سوال: جب قادیانی دھرم کا شر و فساد اور اسکا باطل ہونا ظاہر ہو گیا تو انصاری تاجروں نے اسکے پرچار گول گولے کیوں لگایا؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوا جبکہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان ابتلا و آزمائش کے شکنجوں میں کسے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کا سورج غروب ہوا تھا اور ہندوستان کے افق پر برطانوی جیسہوئی طاقت چھاری تھی۔ اسوقت تاجر پیشہ ذہنیت رکھنے والے انگریزوں نے اپنی حکمت عملی سے کام لے کر تے ہوئے کئی موثر شخصیتوں کو خرید لیا انہیں میں سے مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بھی تھا جس نے ہندوستان و ہندوستانیوں اور خاص کر مسلمانوں سے غداری کرتے ہوئے انگریزوں سے ملت فروشی کا قہر حاصل کیا۔ مرزا غلام احمد

قادیانی ہمیں اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریز مہادروں کا حق نمک ادا کرتا رہا یہاں تک کہ سیا لکھٹ کچہری کا ملازم ہو گیا اور اپنی ملازمت ہی کے درمیان انگریزی آفیسروں اور حکمرانوں سے مل کر قوم فردوسی میں لگ گیا پھر ملکہ برطانیہ کے سپہ سالارشات نے مرزا کو کچہری کے کلرک سے اٹھا کر مولوی مولوی سے مصنف، مصنف سے محدث، محدث سے مجدد، مجدد سے مہدی موعود مہدی موعود سے مسیح موعود، مسیح موعود سے آدم، آدم سے تمام نبیوں کی اصل اور تمام نبیوں کی اصل سے نکل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ظل سے اوتار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر اوتار محمد کے بعد جو ولیت خداوندی سے فیضیاب ہونے والا رہا دیا

وَمَا كَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مِنْ ضَلْوَةٍ ۝ الْهَوَاتِ النَّبِيَّةِ

جب مرزا قادیانی ان شیطان باطل دعویٰ کے ذریعہ مسلمانوں کے اندر افتراق و انتشار پیدا کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو گیا اور انگریزوں کو متحدہ ہندوستان میں قدم جمائے گا پوری طرح موقع مل گیا تو انگریزی تاجروں نے قادیانی مرزا اور اس کے ایجاد کردہ قادیانی دھرم کو پروان چڑھانے کا بیڑا اٹھایا اور اس کے ہر طرح مدد کی تاکہ مسلمانوں کا ایسی انتشار کسی طرح ختم نہ ہو۔ اور وہ آسانی پر صغیر حکومت کر سکے۔ انگریزوں نے قادیانی دھرم کو صرف برصغیر ہی میں ہوا نہیں دی بلکہ اسے اسلام کے خلاف ایک نہ ہر لانا سورا اور تھکنڈہ سمجھ کر اپنے زیر سایہ پھیلنے بھولنے کا ذریعہ موقع فراہم کیا جس کے نتیجہ میں موجودہ امریکی حکومت کے دارالسلطنت تل ابیب کے قریب حیدر اور عیسائی حکومتوں کے عظیم مرکز لندن میں قادیانیوں نے اپنی تبلیغ و اشاعت کے مراکز قائم کر لئے اور وہیں سے اپنے فاسد افکار و عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔

سوال۔ اگر قادیانی اپنے عقائد و نظریات کی اشاعت عیسائی و یہودی کے درمیان کرتے ہیں تو اس سے ہم مسلمانوں کا کیا نقصان ہے ؟

جواب :- نقصان یہ ہے کہ عام نصرانی و یہودی اسے اسلامی عقائد و نظریہ سمجھتے ہیں اور اسلامی تعلیمات ہی سمجھ کر اس سے قریب ہوتے ہیں اور جب انہیں اصل مفارک کا علم ہوتا ہے تو بجائے قادیانیوں سے نفرت کرنے کے وہ اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ کہ یورپ و امریکہ اور افریقہ میں قادیانیوں کا حلقہ تبلیغ اگرچہ یہودی و نصرانی کی اکثریت کا علاقہ ہے مگر ان کا نشانہ یہاں کے بسنے والے وہ مسلمان ہیں جو دوسرے ملکوں سے آکر آباد ہو گئے ہیں اور ان کی نئی نسلیں آزاد قضا میں پروان چڑھ رہی ہیں۔

تیسری ملاقات

اسلام علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال :- قادیانی مذہب کا اصل نام کیا ہے؟

جواب :- چونکہ اس مذہب کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے اسلئے بانی کے نام کے چاروں حصوں کے ساتھ یہ مذہب موسوم ہے۔ بعض لوگ اس دھرم کو مہزانی کہتے ہیں بعض "غلامیہ" کہتے ہیں بعض "احمدیہ جماعت" بھی کہتے ہیں اور زیادہ لوگ اسے "قادیانی" کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے تیس کے طور پر اپنے ماننے والوں کا نام احمدیہ جماعت رکھا مگر انصاف یہ ہے کہ جس نسبت وطن کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ہمیشہ اپنے نام کا جملہ لایفک سمجھا اسی نام سے اس کا گروہ جانا پہچانا جائے اور گروہ کا نام "قادیانی دھرم" ہو

سوال :- قادیانی دھرم کے وہ عقائد و نظریات کیا ہیں جن سے مسلمانوں کو اختلاف ہے؟

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء نیز قریبی متبعین نے اپنے دھرم کی بنیاد جن انیٹوں پر ڈالی ہے وہ ساری کی ساری انیٹیں ٹھوس ہیں یعنی قادیانی دھرم کی

پوری عمارت اول سے آخر تک ٹھیک ہی ہے لہذا یہ سوال ہی صحیح نہیں کہ وہ عقائد و نظریات کیا ہیں؟ جن سے مسلمانوں کو اختلاف ہے؟ مسلمانوں کی قادیانی دھرم کے عقیدہ و نظریہ سے اختلاف ہے۔ خاص کر ان عقائد و نظریات جو اسلامی بنیادوں سے براہ راست متضاد ہیں۔ مثلاً انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ و السلام کی شان اقدس میں گستاخیاں، نماز روزے اور حج وغیرہ۔ ارکان اسلام کی توہین نبوت و رسالت کی حقیقی و کالی اور بروزی تقسیم عام مسلمانوں کی تکفیر اور مرزا کے دعوے،

سوال۔ قادیانیوں نے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی ہے؟ وضاحت کیجئے

جواب۔ پہلے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ تمام نبیوں، رسولوں علیہم السلام کی نبوت و رسالت پر ان کی خداداد عظمت و عزت کے ساتھ ایمان لانا ضروریات دین ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ ایسا متفقہ عقیدہ ہے جس میں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں۔ لیکن قادیانیوں نے ان کی بارگاہوں میں شدید ترین گستاخیاں کیں ان کی شان اقدس کو گھٹایا، بلکہ انہیں گایاں دیں، قادیانیوں نے ایک دو نبی محترم کی عظمتوں کو مجروح کیا ہو تو اسکی وضاحت کی جائے انہوں نے تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں سید المرسلین خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ و السلام تک تمام قدس بارگاہوں میں گستاخیاں اور بد تمیزیاں کی ہیں

سوال۔ دلیل کے ساتھ بتائیے کہ قادیانیوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے کیا گستاخی کی ہے؟

جواب۔ قادیانی دھرم کے بانی مہدی مرزا غلام احمد قادیانی انجمنی نے اپنی مشہور کتاب خطبہ الہامیہ میں سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق پوری وضاحت کرتے ہوئے لکھا۔

واللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح انس و جن پر سراج اکرم

بنایا جیسا کہ آیت، اسجدوا لادم سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنّتوں سے نکلوا یا اور حکومت اس اڑھے کی طرف لوٹائی گئی اس جنگ و جدل میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی۔ اور جنگ کبھی اس رخ کبھی اس رخ ہوتی ہے۔ اور رحمن کے یہاں پر ہمہ گاروں کیلئے نیک انجام ہے اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمان میں شیطان کو شکست دے (خطبہ الہامیہ معنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اس مطبوعہ تحریر میں پہلے تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سرداری و حاکمیت اور امارت کو تسلیم کیا پھر ساتھ ساتھ ہی ساتھ اپنی سرداری و حاکمیت اور امارت کی کلاہ افتخار کو شیطان لعین کے سر پر ڈال دیا۔ اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے نصیب میں معاف اللہ ذلت و رسوائی لکھ مارا۔ اور پھر مزید انکوں کے اخیر میں اپنے متعلق یہ ذہن لگا کر کہ میں ہی آدم کے مقابلہ میں ہمہ گار اور نیک انجام ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو شکست دینے کیلئے پیدا کیا ہے۔ ۵۲

واضح ہو کہ مرزا نے اپنی تحریر میں اڑھے سے مراد شیطان اور مسیح موعود سے مراد اپنی ذات کو لیا ہے کیونکہ اس کے نزدیک مسیح موعود اس کے سوا کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس امانت امیر لغزت انگیز تحریر نے ہر اس مذہبی آدمی کے دل کو چکنا چور کر دیا جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ نبی برحق اور ابوالبرہ جانا اور مانتا ہے سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: تمام اہل ایمان حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ تمام انسانی آبادی کے باپ یعنی ابوالبرہ ہیں اور ساری نسل انسانی کی دنیوی و دوزخی سعادت و فلاح کے ہادی و رہنما، خلیفۃ اللہ اور برحق نبی ہیں، تمام نبیوں میں سب سے پہلے نبی ہیں جو دنیا میں بھیجے گئے۔ تمام فرشتوں کے نزدیک آپ معظم و مکرم ہیں کہ تمام مقربین فرشتوں نے آپ کو سجدہ تعظیمی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام موجودات کا نمونہ

اور عالم جسمانی و روحانی کا مجموعہ بنایا اور کائنات کی ہر ایک مخلوق جو وجود میں آئے
وہی تھی اسکی جملہ جزئیات و تفصیلات کا علم دیا۔

سوال :- لیکن تعجب ہے کہ اس قدر عظیم و جلیل مقدس نبی کے بارے میں مرزا نے ذیل و
رسوا وغیرہ گالی کے الفاظ کو استعمال کیا آخر کیوں؟

جواب :- اگر آپ سوال پر سوال کرتے جائیں گے اور بال کی کھال نکالتے رہیں گے تو
قادیانی دھرم کے عقائد باطلہ سے آگاہ نہیں ہو سکیں گے۔ اسلئے ضروری سوالات
ہی پر اکتفا کیجئے۔ مرزا قادیانی کی نگاہ عداوت میں حضرت آدم علیہ السلام جیسا صلی
اللہ علیہ وسلم اسلئے ذلیل و رسوا اور شیطان کے مقابلہ میں شکست خوردہ نظر
آتے ہیں کہ کل امانہ یتقرشع بہا فیہ ہو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی اس سے
باہر پکٹا ہے۔ کے مصداق ہو تو اس کی صفت و خصوصیت ہے وہ دوسروں کے

www.naf-islam.com

سوال :- حضرت آدم سے متعلق مرزا قادیانی کا قول بدتر از بول خود اس کیسے ذات اور رسوائی
کا سبب ہونا چاہئے اور اس بیباکی کے خلاف اسلامی حکم اسی پر نافذ ہونا چاہئے
اس میں قادیانی دھرم ماننے والوں کا کیا قصور؟

جواب :- یقیناً اگر مرزا قادیانی اپنے ان ناپاک خیالات اور قلبی جھانمات کو اپنے تک محدود
رکھتا تو خدا کے نزدیک اسی کی گرفت ہوتی اور وہ تنہا اسکا جوابدہ ہوتا لیکن اس نے
اپنے اس یہودہ قول کو ضابطہ تحریر میں لا کر پریس کے حوالہ کر دیا اور اس پر خطبہ لہائی
کا ٹیبلنگ کیا دیا جس کو اس کے خلفاء اور متبعین نے نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس کی
حاشیہ آرائی اور تشریح کی۔ لہذا قادیانی دھرم کے تمام افراد خواہ مرزا کے اس فاسد
عقیدہ سے آگاہ ہوں یا نہ ہوں۔ عن اللہ اور عند اللہ قابل مواخذہ ہیں۔ کیونکہ وہ سب
مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھ رہے ہیں اور اس کے لئے دھرم کو حق جان رہے
ہیں۔ اور سمجھ نہیں عقائد باطلہ و نظریات کاسرہ کا نام تو قادیانی دھرم ہے اگر

اسلام کے خلاف مرزا قادیانی کے عقائد نہیں ہوتے تو اسے علیحدہ گروہ قائم کرنے اور نیانام رکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

سوال :- مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق اپنے جس عقیدہ کا اظہار کیا اس پر شریعت اسلامیہ کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

جواب :- جب آپ نے یہ سمجھ لیا کہ تمام نبیوں علیہم السلام کی نبوت اور انکی خداداد عظمت و کرامت کو باننا ضروریات دین سے ہے تو اسکا منکر شریعت کے نزدیک کافرو جہنمی ہے مرزا قادیانی نے نہ صرف حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا بلکہ انہیں شیطان بہر کا دوسے میں انینوالاجنت سے خارج کیا جانے والا سرداری و حکومت سے محروم ہو جانے والا شیطان کے مقابلہ میں شکست کھانے والا۔ ذلیل و رسوا اور بدکار و بدنام قرار دیا۔ اور یہ تمام باتیں کسی نیا کیلئے ثابت کرنا الٰہی دوسلے دینی ہے لہذا مرزا غلام احمد قادیانی حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں شدید ترین گستاخی و بدتمیزی کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کے نزدیک کافرو مرتد اور ابدی جہنمی ہے۔ جس کے اس کفر و عقائد سے آگاہ ہونے کے باوجود اس کے کفر و عذاب میں شک و شبہ کرنے وہ شریعت کے نزدیک کافرو جہنمی ہے۔

اب نام نہاد و احمق کہلانے والے ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا رہنما اور مسلمان مان کر خود کیا ہو گئے۔

سوال :- حضرت آدم کو مسلمانوں کے علاوہ دوسری قومیں بھی مانتی ہیں ان کے نزدیک مرزا قادیانی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب :- بیشک انسانی آبادی کا ہر ایک فرد کسی نہ کسی نام سے حضرت آدم علیہ السلام کو جانتا اور مانتا ہے۔ یہودی و نصرائی تو انہیں نبی بھی تسلیم کرتے اور انکی عزت کرتے ہیں لیکن مرزا قادیانی نے بیک جنبش قلم ساری اولاد آدم کے دلوں کو زخمی کر دیا خاص کر جو لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی نبوت و کرامت کو مانتے اور انکی تعظیم و تکریم کرتے ہیں

ان کے ایمانی تقاضوں کو برسی طرح مجروح کیا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اسی کتاب خطبہ الہامیہ کے ضمیمہ میں یہ بھی دعویٰ کیا کہ آدم اختلاف و عدالت کی آگ بھڑکانے کیلئے دنیا میں آیا اور میں اختلاف و مخالفت کی پرگندگی کو دور کرنے کیلئے آیا ہوں (ضمیمہ خطبہ الہامیہ بنام مالفرقنی آدم والمسیح الموعود) عیسائی و یہودی کے نزدیک جب مرزا کی مذکورہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ بالآخر وہ بھی تو مسلمانوں ہی کی جماعت کہہ ہے کیونکہ وہ کلمہ و نماز پڑھتا اور اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔ ان بیچاروں کو کیا خبر کہ اسلام کے نزدیک مرزا قادیانی اور اس کے دھرم کی کیا حیثیت ہے ؟

سوال : ذرا یہ بھی بتا دیا جائے کہ مرزا قادیانی کی تحریر مذکورہ کا قادیانیوں پر کیا اثر ہوا؟
جواب : بہت عمدہ سوال آپ نے کیا۔ اگر واقعی قادیانیوں نے مرزا کے ہفتوں مذکورہ کو کسی ایسے و جسکی کی بواسطہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہو یا تو ان کے متعلق یہ سوچا جاسکتا تھا کہ وہ اس عقیدہ یا طالع سے بے خبر ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد قادیانیوں نے اسی کے مطابق اپنا عقیدہ بھی لٹھ لیا۔

دیئے تو مرزا قادیانی کی مذکورہ تحریروں کی درجنوں قادیانی تشریحات ہیں مگر میں اس تشریح کو پیش کرتا ہوں جو تمام قادیانیوں کے نزدیک مسلم ہے کیونکہ یہ تشریح مرزا قادیانی کے اس نور نظر کی ہے جو اسکے عقیدے کے مطابق زمین پر خدا کا ظہور اور رساری روئے زمین کا نذر ہے۔ سینے اور سر دھینے۔

”میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرزا قادیانی اس دوسرے خاتم میں اور اگلے دوسرے آدم بھی آپ ہی ہیں کیونکہ یہ بلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا۔ اور گلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”مَا جَرَى اللّٰهُ فِي حَلَلِ الْأَنْبِيَا“ اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلقوں میں آئے ہی جس طرح

پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں۔ آئندہ آئیولے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔ (الفضل قادیان مجریہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۵ء جلد ۵۵)

اخبار الفضل میں شائع شدہ یہ مضمون مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ ثانی مرزا قادیانی آل جہانی کا ہے۔ جو مرزا قادیانی کا بیٹا اور تمام قادیانیوں کا آدم تھا۔

سوال یہ تو مرزا محمود کی صرف مضمون آرائی نہیں بلکہ اس کے عقیدہ کا اظہار ہے جس سے

یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کے عقیدے میں مرزا قادیانی خاتم آدمیت بھی ہے۔ اور آدم النسانیت بھی جس کی نسل سے ان گنت نبی و رسول پیدا

ہوئے ہیں۔ خدا کی بنا یہ نیا عقیدہ تو آج ہی سننے کو ملا۔ میرے خیال میں دنیا کی کسی قوم و ملت کا یہ عقیدہ نہیں ہے اور نہ کسی عقل و فہم کے مطابق ہے۔ پھر

۱۷ آج کل کے قادیانیوں نے اس عقیدہ کو تسلیم کیسے کر لیا؟

جواب: انجیل مانع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ابھی تو قادیانیوں کے خلیفہ ثانی

کی لاشانی تحریر سے یہی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی قادیانیوں کا آدم اول بھی ہے اور

آدم ثانی بھی اور وہی مرزا قادیانی اپنے تمام آئیولے نبیوں رسولوں کا ابتدائی نقطہ

بھی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت تک ابھی کئی کذاب و دجال آئیولے

ہیں جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور وہ سب کے سب مرزائی، قادیانی کے نسل سے

ہوں گے جن کا ناپاک حلقہ پہلے ہی مرزا قادیانی کو پہنچا کر اسے ان کا بابا آدم قرار دیا گیا

خلیفہ ثانی مرزا محمود انجیل کے عقیدہ فاسد سے یہ بات بھی واضح ہو کر سامنے آگئی

کہ اب قادیانیوں میں آدمیت و انسانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے کیونکہ حضرت

آدم علیہ السلام کی نسل آدمیت کا دوران کے نزدیک مرزا قادیانی پر ختم ہو گئی

کہ وہ اس دور کا خاتم تھا۔ اب قادیانی دھرم میں روئے زمین پر صرف قادیانیت

باقی رہ گئی ہے جس کا بابا آدم اور ابتدائی نقطہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔

عام قادیانیوں یعنی احمدی کہلانے والوں نے عقیدہ مذکورہ کو تسلیم کیا یا نہیں اس کا جواب میں نہیں ہوں لیکن جب اس گروہ کے بان اور خلیفہ ثانی نے اپنے اس عقیدہ کا پرزور شہرہ کیا تو قادیانی ہونے کے باوجود اسے نہ ماننے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی قادیانی انراہ منافقت اس عقیدہ کو مسلمانوں کے سامنے بیان کرنے سے گریز کرے اور انجان مسلمانوں کو دھوکہ دے۔ لہذا مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

سوال :- کیا اس عقیدہ کی وضاحت قادیانی سرغزوں نے کہیں اور بھی کی ہے؟

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک پوری کتاب اس عقیدہ کی وضاحت میں لکھی جس کا نام ”ما الفرق بین آدم والمسیح الموعود“ رکھا۔ پھر اس کے خلیفہ اول جیکم نور الدین اور خلیفہ ثانی کے علاوہ قادیانی مفتیوں اور اماموں نے اس عقیدہ کی تشریح و توضیح کر کے قادیانی اخبارات ابجد الفضل اور رسالوں میں شائع کیا۔ ایک بخیر اور ملاحظہ کیجئے۔

”فقہ عائدہ ساجدین“ کے بھی یہی مضمون ہیں کہ آدم اول کے متعلق فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے فرماں بردار اور غلام ہوں اور جب آدم اول کے متعلق فرشتوں کو یہ حکم ہوا۔ تو آدم ثانی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جو آدم اول سے شان میں بڑھا ہوا تھا اس کیلئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے“ (ملاکت اللہ ص ۶۵ تقریر میان محمود قادیانی)۔

جی۔ یہاں محمودنا مسعود نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار گھر میں بیٹھ کر قلم سے نہیں بلکہ میدان تقریر میں اپنی زبان سے کیا اور جو بات باپ کے زمانہ سے اسکے دل میں پروا چڑھ رہی تھی بر ملا اسے زبان بہنے آیا اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے باپ کی عظمت و شان کا خطبہ پڑھنے لگا۔

محمودنا مسعود کی اس تقریر سے قادیانیوں کے ایک اور عقیدہ کا پرہیز چلا کہ ان کے

خزویک عام فرشتوں ہی نہیں بلکہ مقرب فرشتوں کے مقابلہ میں عام اجنبی نہیں بلکہ شیاطین بھی افضل و اعلیٰ ہیں۔

آتش مخلوق یعنی جنات کو مرزا قادیانی کا زرخیز غلام قرار دیا گیا تاکہ مرزا قادیانی کا تفوق اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توہین واضح ہو جائے۔ مرزا محمود نا مسعود انچل خلیفہ ثانی کی اردو روانی دیکھنے کے غلام کو مکرر مؤنث استعمال کیا اور تقریب کے ناقل نے اسے مؤنث ہی برقرار رکھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ منظر خسر اور خلیفہ ثانی کی بولی تھی بچا سے ناقل کو کیا خبر کہ مرزا محمود نے اپنے باپ غلام کو عام کشت میں دیکھا ہو گا اور اس کے نام کی رعایت کرتے ہوئے غلام کو مؤنث استعمال کر لیا کیونکہ مرزا غلام کو حیض کی حالتوں سے بھی گزرا پڑتا تھا اور رجولیت خداوندی سے استمتاع کا موقع بھی ملتا تھا (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور ان رازوں کا کشف خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مشہور الزہرائی کتاب اور اس کے علاوہ دوسری تصانیف

DE AMESIAN AT WAR - یہ بھی کیا ہے۔

سوال :- تعجب ہے کہ قادیانیوں کے سرغنوں کی تحریر و تقریر سے نئے نئے عقیدوں اور نظریوں کا اظہار ہوتا جا رہا ہے۔ خدائے پاک ایسی باتوں کے سننے سے بھی مسلمانوں کو محفوظ رکھے جن باتوں کے سننے سے نہ صرف مسلمانوں کے دل زخمی ہوتے ہیں بلکہ تمام اولاد آدم دکھی ہوتی ہے۔

جواب :- بس ایک بات اور سن لیجئے جس سے آپ اور آپ جیسے انصاف پسند حضرات کو یقین ہو جائے گا کہ قادیان دھرم کے ہانی مرزا غلام قادیان نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی کسی کس طرح توہین و تذلیل کی ہے اور اپنی عظمت و بڑائی کا خطبہ پڑھا ہے

لکھتا ہے۔۔۔ "یزمانہ جو آخر الزماں ہے اس میں خدا سے تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم کے قدم پر پیدا کیا جو نبی راقم ہے اور اس کا نام بھی ادا رکھا۔۔۔ خدا نے خود روحانی

باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کی رو سے اسی طرح نہ
اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا گیا تھا۔ یعنی اس نے مجھے بھی
جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا۔ (تریاق للقلوب ص ۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)
یہ ہے مرزا قادیانی کا بنیادی عقیدہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے اربعہ عناصر سے
پیدا کیا مگر مرزا کو روحانی باپ بن کر خود پیدا کیا۔ اور جس طرح حضرت آدم و حوا کو جوڑا
پیدا کیا اسی طرح مجھے اور میری بہن جنت کو جوڑا بنا کر پیدا کیا، لیکن یہ دوسری بات ہے
کہ میرے جوڑے سے میری نسل نہیں چلی کیونکہ کم عمری میں وہ مر گئی۔ گویا مرزا نے
اپنی اس تحریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں مثیل آدم ظل آدم اور بروز
آدم ہوں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

www.AUSETISLAM.com
چوتھی ملاقات PHILOSOPHY

السلام علیکم وعلیٰ اٰلہ السلام ورحمۃ اللہ

سوال: کیا قادیانیوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے نبی کی بھی توہین و
تذلیل کی ہے؟

جواب: قادیانی دھرم کے بانیوں نے ایک دوسری نہیں بلکہ بہت سارے اولیاء العزم انبیاء
و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدا داد ارفع و اعلیٰ شان میں گستاخیاں کی ہیں
اور انہیں مرزا غلام قادیانی سے کم تر سمجھا ہے اگر آپ چاہیں گے تو قادیانیوں کی وہ
تمام ناپاک عبارتیں سنائی جائیں گی جو ایمانی دل و دماغ کو پرکھ دینے والی ہیں۔

سوال: کیا آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی شان عالی میں بھی گستاخی کی گئی ہے؟

جواب: جی ہاں پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ مسلمان حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم
ثانی اس نظر سے نہیں کہتے جس نظر سے مرزا قادیانی کو قادیانی دھرم والے کہتے ہیں،
مسلمان حضرت نوح علیہ السلام کو اسلئے آدم ثانی کہتے ہیں کہ طوفان نوحی کے وقت

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں اور بعض دیگر فرما بزرگواروں کے علاوہ پوری نسل آدم غرقاب ہو چکی تھی۔ دسے زمین پر دوبارہ نسل آدم کا وجود اور آبادی حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ ہے۔ لہذا حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں۔

لیکن قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام قادیانی خلقت، فطرت، اور شان و عظمت کے اعتبار سے آدم ثانی ہے جو شرعاً عقلاً باطل محض ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ پہلے رسول معظم ہیں جو نسل آدم میں جدید شریعت کے ساتھ کفار و مشرکین کے درمیان بھیجے گئے ہوئے تھے۔ نو سو برس تک سرکش کفار و مشرکین کو راہ راست پر لانے کی کوشش فرماتے رہے لیکن کفر و عناد کی سیلابی سختی کی وجہ سے وہ اپنے کفر پر مشاغل سے باز نہ آئے اس درمیان حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اعجاز نبوت کا بھی

اظہار فرمایا جس کا کوئی اثر دشمنان دین پر نہیں ہوا بالآخر سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے جہاد و قتال کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ذیادہ اسے پروردگار کافروں کی کسی آبادی کو زمین پر سلامت نہ چھوڑے کیونکہ یہ طرح سے میں نے کفار و مشرکین کو صراطِ مستقیم سے قریب کرنے کی کوشش کی پر وہ اپنی سرکشی و ہٹ دھرمی پر جیسے ہوئے ہیں اب میں ان سے ناامید ہو چکا ہوں۔

پھر خداوند قدوس نے اپنے نبی کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ایک اولوالعزم رسول سے سرکشی و نافرمانی کے بدلے سزائے اعمال کے طور پر اس دور کے تمام کفار و مشرکین کیلئے پانی کا عذاب بھیجا جس میں وہ غرقاب و ہلاک ہو کر نیست و نابود ہو گئے۔

دین اسلام نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے مسلمانوں کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ ہر نبی و رسول مطاع و مقتدا اور مخدوم ہونے کی حیثیت سے الٰہی مکریم و عظیم ہیں۔ لہذا عام مسلمانوں پر ان کی تعظیم و تکریم فرض عین ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے جو کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے پر فضیلت دی، ان کے فضائل و درجات کو تعالیٰ

اندر میں مسلمانوں کو اس طرح بیان کرنے کی اجازت نہیں کہ کسی بھی نبی کی تحقیر توہین لازم آئے۔

مگر مرزا غلام قادیانی اور قادیانی دھرم کے ماننے والے تقابلی انداز میں اپنے قادیانی نبی کی اور قادیانی خلفاء کی ایسی شان و عظمت بیان کرتے ہیں جس سے عالمیوں کے علاوہ اولوالعزم انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی بھی توہین لازم آتی ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کے نزدیک بلاشبہ بدترین کفر ہے۔ لیکن کیا کیجئے کہ مرزا غلام قادیانی اور قادیانی دھرم کے ماننے والوں کو اسلام و اسلامیات سے کوئی تعلق نہیں ہاں مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنا، بغض و عناد کی فضا تیار کرنا اور اپنی کتاب کو آپس میں لڑانا ایک دوسرے سے نفرت کرنا ہے

لیجئے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی ذات گرامی پر مرزا غلام احمد قادیانی کے لگائے ہوئے الزام کو سنئے اور اس کے کفریہ جہدات کی داد دیجئے
خدا نے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے

(تمتہ حقیقۃ الوحی ۱۳۷۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اس ناپاک تحریر میں مرزا قادیانی نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی توہین اور اپنے شیطانی الہامات و نشان (معجزات) کی کثرت کو اس طرح بیان کیا گویا معجزہ نوحی کی وجہ ہی سے کفار و مشرکین گمراہ ہوئے اور اپنی گمراہی کے سبب غرقاب ہوئے۔

سوال :- مرزا قادیانی کے وہ کیا نشانات ہیں جو معجزات نوحی کے مقابل میں کثرت سے دکھلائے گئے؟

جواب :- مرزا انجہانی کے نشانات (معجزات) قادیانیوں سے پوچھنا چاہئے مرزا قادیانی نے تو اپنے تین لاکھ نشانات کا دعویٰ کیا ہے۔ جو سب کے سب دجل و فریب اور

دروغ بیانی پر مشتمل ہیں اور انہیں نشانات نے قادیانیوں کو آج تک سرگرمیاں کر رکھا ہے مثلاً ۱۹۰۸ء سے پہلے اس نے ایک پیش گوئی کی کہ ہمارا بدخواہ فلاں مولوی ہرینہ کے عذاب میں مبتلا ہو کر تسے دونوں میں فی نار جنم ہو جائے گا اور اگر وہ ہرینہ میں گرفتار کر نہیں مرا تو مجھے کذاب سمجھنا مگر اس کے اس نشان کا انشا اثر ہو گیا ۱۹۰۸ء کے ہرینہ میں خود گرفتار ہو گیا اور دونوں سوراخوں سے غلیہ نکال کر پرنالہ جاری ہو گیا جس کے نتیجہ میں بجائے اپنے دشمن کے وہ خود ہی فی نار جنم ہو گیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنی زبان سے بھی واقعی کذاب تھا۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سچائی کا یہ نشان بھی بیان کیا کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئی ہوگی ہے اور یہ خدائی فیصلہ ہے پھر مرزا نے زندگی بھر محمدی بیگم کو حاصل کرنے کی کوشش کی اس کے ماں باپ کو دھمکی دی کہ فریب آمیز مخطوط لکھو لیکن محمدی بیگم کے سر پرستوں نے اس کی کم ہوشی کے پیش نظر اس کا نکاح مرزا مذکور کی بجائے مرزا سلطان محمد سے کر دیا پھر بھی مرزا قادیانی کی کوشش جاری رہی کہ کسی حیلہ و تدبیر سے محمدی بیگم ہاتھ آجائے مگر وہ مرتے دم تک مرزا قادیانی کے ہاتھ نہیں آئی۔

اسی طرح مرزا کا نشان بھی طشت از بام ہو گیا اور جب اس کی جگہ ہنسالی ہو رہی ہے اسی قبیل سے مرزا قادیانی کے اور بھی نشانات ہیں جن کا شرعاً عام مسلمانوں کے سامنے ہے سوال :- کیا قادیانی دھرم والے مرزا غلام قادیانی کو حضرت نوح علیہ السلام سے بڑھا ہوا مانتے ہیں؟

جواب :- مرزا قادیانی نے اپنی برتری و بڑائی کا اظہار خود کیا ہے جس کو حقیقۃ الوحی کے متمتع کے حوالہ سے بھی نے سنایا۔ اور قادیانی مرزا کے ماننے والوں نے اس کے خیالات و نظریات کو بنیاد بنا کر اسی پر مرزا قادیانی کی عظمت و فوقیت کی عمارت تیار کی ہے۔ اور یہاں تک کہ اس بات کا اعلان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام

مرزا قادیانی کے مقابلہ میں معاذ اللہ تعالیٰ تم تراور گھٹیا ہیں۔ چنانچہ قادیانی خلیفہ خانی مرزا محمود کا بیٹیاں اخبار الفضل نے جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی لعنہ اللہ علیہ) کا نام اللہ تعالیٰ نے نوح رکھا ہے پھر آپ کے ایسا سلوک ہو گا جو پہلے نوح سے بڑھ کر ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نوح رکھا تو دوسری طرف آپ کے بیٹے کو ہدایت سے محروم کر دیا تا کہ اس کے یہ نوح کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے مگر پھر اس بیٹے کو ہدایت نصیب کی نگاہ پر کر دے کہ پہلا نوح آیا اور اس کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ مگر یہ دوسرا نوح آیا تو اس کا بیٹا بھی اگرچہ ایک عرصہ تک ہدایت سے محروم رہا مگر خدا نے اسے ہدایت میں داخل کر کے ظاہر کر دیا کہ پہلے نوح کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک تھا اس سے بڑھ کر اس کا سلوک دوسرے نوح کے ساتھ ہے۔ (الفضل جلد ۱۹ شماره ۱۱ جولائی ۱۳۸۷ء)

قادیانی وراثت نے اللہ تعالیٰ پر یہ بہتان باندھا کہ قادیانی دجال کا نام اللہ تعالیٰ ہی نے نوح رکھا ہے اور قادیانی کے بیٹے کو گمراہ فرما کر دونوں کے اندر مشابہت پیدا کی پھر اس بیٹے کو ہدایت دیکر مرزا قادیانی کو حضرت نوح سے بڑھادیا اور نوح علیہ السلام کو اس کے مقابلہ میں گھٹا دیا۔

یہ ہیں قادیانی دھرم کے وہ کفریہ کلمات اور باطل مرعوبات جس کے سامنے انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ کہ ”نبی“ تمام انسان و جنات اور فرشتوں سے یہاں تک کہ فرشتوں کے رسولوں سے افضل و اعلیٰ برتر رہا ہوتا ہے اگر وہ انس و جن میں کوئی ولی خواہ وہ غوث و قطب، امیر اور تادیبی کیوں نہ ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور اہل ایمان ہو کر جو کسی غیر نبی کو نبی کے برابر یا اس سے بڑھ کر جانے وہ دائرۃ اسلام سے خارج اور حد کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ مگر مرزا محمود کی بے باکی و جرأت دیکھئے کہ وہ مضمون مذکور کو خطبہ جمعہ میں بیان کر رہا ہے اور غریب

اخبار اس کی اشاعت کر رہا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے عقیدہ صحیحہ کو مروج کیا جائے اور اس جراثیم پر نیک پاشی کی جائے۔

سوال۔ واقعی مرزا قادیانی اور اس کی امت کے گرو گھنٹالوں نے نبیوں رسولوں علیہم السلام کی شدید توہین کی اور نہ صرف نبیوں کی توہین کی بلکہ خداوند قدوس کی جناب میں بھی الزام تراشی و بہتان کاری کا رڈ قائم کر دیا میرے خیال میں کسی دہریہ کی بھی ایسی ہمت نہیں ہوگی جیسی ہمت و جرأت کا اظہار قادیانی نبی اور قادیانی امت نے کی ہے۔ جب قادیانیوں نے حضرت آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کی با عظمت بارگاہوں میں گستاخیاں کی ہیں تو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بھی توہین کی ہوں گی، کیا ان برگزیدہ شخصیتوں کے علاوہ نام لیکر کسی اور نبی علیہ السلام کی بھی گستاخی کی ہے؟

جواب۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا اور آپ نے کچھ سمجھ نہیں لیا کہ قادیانی دھرم میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے امت محمدیہ کی عظمت و حرمت اور تعظیم و تکریم کا کوئی معنی نہیں ہے انہوں نے بیشمار نبیوں رسولوں علیہم السلام کا نام لے کر انکی خدا داد عظمتوں عزتوں سے کھلواڑ کیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان آپس میں کٹ مریں اور وہ قومیں مسلمانوں سے الگ بن جائیں جو کسی نہ کسی طور پر کسی نہ کسی نبی و رسول کو جانتی مانتی اور اپنے آپ کو ان کی امت گردانتی ہیں کیونکہ غیر قومیں مرزا قادیانی اور اس کی امت کو مسلمانوں ہی کی ایک جماعت سمجھتی اور احمدیہ کا نام دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے اسکی تحریروں کو مسلمانوں کی جانب سے اپنے خلاف اشتعال انگیزی، فتنہ پردہ اور سنگ نظری و تعصب وغیرہ جانتی ہیں۔

ایسی صورت میں خواہی بخوابی مرزا قادیانی اور اسکی امت کی تحریریں سلیم و غیر مسلم قوموں خصوصاً اہل کتاب کے درمیان نفرت و حقارت پھیلاتے اور بغض و

عداوت کو بڑھاوا دینے کا سبب بن رہی ہیں۔ مثلاً حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی نبوت مسلمان اور دیگر اہل کتاب کے نزدیک مسلم ہے یہود و نصاریٰ بھی انہیں صدیق، نبی ابن نبی علیہ السلام مانتے اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ اور مسلمان تو ان کی خدا داد عظمتوں، شوکتوں اور کرامتوں پر قربان ہے کیونکہ ان کی عظمتوں کا خطبہ آیات ربانہ نے پڑھا ہے اور ان کے حالات کو احسن القصص قرار دیا اور ان کی ذلت گرامی کو امام المسلمین خاتم النبیین حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہی یوسف (اپنا بھائی) فرمایا۔ ان کی بلند و بالا شان میں گستاخی و بدتمیزی کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مشہور و معروف کتاب براہین احمدیہ میں لکھا ہے۔۔۔۔۔

اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیل یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قیدی دعا کر کے بھی قید سے بچا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ اور اس امت کے یوسف کی بریت کیلئے مجسٹریٹس پہلے نہیں خدا نے آپ کو ای دی دی۔ اور نشان دکھائے۔ مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کیلئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۷)

مرزا قادیانی کے قلم کا تیور دیکھئے جب اس کیلئے اٹھتا ہے تو پھول برستا ہے اور جیسے یوسف علیہ السلام کی جانب رخ کرتا تو ان کا سر اگھٹتا ہے۔ عبارت مذکورہ نہایت مختصر ہے مگر آپ خود موازنہ کر کے دیکھ لیجئے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مقابلہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی کس قدر توہین و تذلیل کی ہے۔

سوال: خدا کی پناہ! استغفر اللہ تو بہ ہزار بار تو بہ، یہ تو میں خواب و خیال میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ کوئی دہریہ یا مرتد کسی با عظمت نبی کی بارگاہ میں ایسی دریدہ دہنی اور گستاخی کریگا جس سے شرافت انسانی کا سر بھی شرم سے جھک جائے گا۔

اور انسانیت کیسے منہ چھپانے کے قابل نہ رہے گی۔ مگر مرزا قادیانی آنجنہانی کے ذہن ارتداد نے تو کہاں ہی کر دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیسے با عظمت نبی کے مقابلہ میں مرزا قادیانی جیسا عاجز بڑھ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اوپر لگائے گئے الزام سے بری ہونے کیلئے انسانی گواہی کے محتاج ہوئے (معاذ اللہ) مگر مرزا قادیانی اور محمدی بیگم کے معاشقہ کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے انسانی کپڑی میں بار بار گواہیاں دیں اور دیگر نشانات دکھلائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال کر اللہ تعالیٰ نے برسرعام رسوا کر دیا (معاذ اللہ) لیکن مرزا قادیانی کو اس کی دعا کے باوجود قید ہونے سے بچا لیا۔۔۔ میرے خیال میں یہ تمام کی تمام باتیں اسلام کے نزدیک شدید ترین کفر ہیں کیونکہ یہ ایک مشہور و معروف نبی جن کا ذکر شرح و مبسط کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے ان کے ساتھ کھلی ہوئی گستاخی اور توہین ہے۔

جواب: جی ہاں آپ صحیح کہہ رہے ہیں مگر کیا کیجیے یہی قادیانی دھرم والوں کا ایمان و عقیدہ ہے کہ ایک نبی برحق کے مقابلہ میں مرزا مسیح کذاب معاذ اللہ بڑھ چکا ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قید میں ڈالا جانا اس کے نزدیک کسی بہت بڑے گناہ کے سبب سے تھا جب ہی تو اسے توہین و تذلیل مان رہا ہے اور قید سے اپنی برأت کا بے لگ دہل اعلان کر رہا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی عقل دانی پر مرزائی دھرم والے جس قدر ماتم کریں کم ہے کہ غیبی مارنے بیک جنبش قلم خود مرزا قادیانی کو ذلت و رسوائی کے اس گہرے غار میں ڈھکیل دیا جائے اسکی برأت ناممکن ہے کہ اس نے دنیا والوں کے سامنے اپنی رسوائی سے بچنے اور روسیاہی کو چھپانے کیلئے بازار قید خانہ میں جا کر منہ چھپانے کی کوشش کی اور اس کیلئے دعائیں پڑھا رہا لیکن قید خانہ کی دیواروں نے اس کی ذلت و رسوائی کو پناہ دینے سے انکار کر دیا اور اسے معاشقہ محمدی بیگم نیز دیگر نشانات کے ساتھ دنیا کے بھرے بازار میں

ڈھکیل دیا تاکہ اس کی ذلت و رسوائی کا تماشا عام ہو جائے۔ اور ایک نئی برحق کی توہین کرنے کا نتیجہ اس کی آنکھوں کے سامنے آجائے۔

مرزا قادیانی وہ بے لگام و بد زبان امام المرتدین ہے جس نے گھنٹے گناہ کا اہتمام سیدنا یوسف علیہ السلام کے معصوم و پاکیزہ سر باندھا اور انہیں اس سے بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ٹھہرایا جبکہ قرآنی ارشادات کے مطابق خدائے کار سانسے اپنے صدیق نبی کی بے گناہی و عصمت کا خود اہتمام فرمایا اور انہیں عزت و کرامت کا تاج پہنا کر نبوت و حکومت کے تخت پر بٹھایا۔ مگر مرزا قادیانی اور اسکی امت کی لنگاہوں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں انہیں تو ہر جگہ مرزا قادیانی کی عزت و عظمت ہی نظر آتی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس مختصر کائنات میں اپنی شرابی اور نئی برحق کی مرانی کے علاوہ خود خداوند قدوس کو بھی اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے کہ جب بھی اسکی پیش گوئی غلط ہوتی یا اسے محمدی بیگم کی خواہش ہوتی تو خدائی گواہیاں اس کے حق میں سدا و بجا دو کی برسات کی طرح شروع ہو گئیں اور مرزا نے جب چاہا عوام کی کچھری میں خدائے گواہی دلا دی۔ یعنی اس کا خدا ہائی کورٹ کے باہر کرائے کے گواہوں کی ٹولی کا ایک فرد ہے جسے کرایہ بھی نہیں دینا پڑتا ہے بلکہ جب مرزا چاہتا ہے گواہی کیلئے لاکھ کراتا ہے۔ (ایمان اللہ رب الغلین)

سوال: کیا حضرت آدم حضرت نوح حضرت یوسف علیہم السلام کے علاوہ بھی کسی نبی کا نام میکہ قادیانی دھرم کے نبی مرزا غلام قادیانی نے توہین و تدلیل کی ہے؟

جواب: میں نے بار بار عرض کیا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے گور و گھنٹالوں نے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں شدید توہین کی ہے اور ان کے مقابلہ میں اپنی غفستوں کا خطبہ پڑھا ہے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

ابھی اگر چہ بودہ اندھے ہیں۔ من بصران نہ کمتر زکے
 آنچہ دادست ہر بی راجا ہ۔ داداں جاہ را مراد تمام
 کم نیم زان ہمہ برو یقین ہ۔ ہر کہ گوید دروغ بہت یقین

(در تہذیب ص ۲۸۸ و ۲۸۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

یعنی انبیاء علیہم السلام دنیا میں بہت آئے مگر میں معرفت میں کسی بھی نبی سے
 کم نہیں ہوں ہر نبی کو جو خصوصیتیں الگ الگ ملیں وہ تمام کی تمام خصوصیتیں
 یکجا طور پر مجھے مل گئیں اس لئے یقیناً میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں
 اور جو بات کو غلط سمجھے وہ مردود ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا وہ عقیدہ ایمان
 جو اس نے اپنی امت کو دیا ہے۔ اور اس کی امت کے سرغوں نے خوب خوب
 اس عقیدہ کی تشبیہ و اشاعت کی ہے۔ چنانچہ مرزا غلام قادیانی کا بیٹا مرزا احمد
 قادیانی اس عقیدہ کی تشریح و توضیح اس طرح کرتا ہے۔

۵۵۱۔ یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لئے
 یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کو ہم صلعم
 میں رکھے گئے ہیں بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات
 عطا ہوئے تھے کسی کو بہت کسی کو کم مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تو
 تسبیح نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر
 لیا۔ اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود
 کے قدم کو پیچھے نہیں بٹھایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ
 نبی کریم کے پہلو پر پہلو اکھڑ گیا۔ الخ (کلمۃ الفصل)

پیر پری صاحب زادہ مرزا بشیر احمد اپنی اسی کتاب میں آگے لکھتا ہے
 ”مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں بلکہ خدا کی قسم
 اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا وہاں غلام کو بھی اس مقام

پر کھڑا کر دیا جن تک انبیاء نبی اسرائیل کی پہنچ نہیں مہا تک وہ جو اس
نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچائے۔
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

باپ نے اپنے آپ کو تمام نبیوں سے افضل بتایا مگر بیٹے کی پرواز دیکھ کر اپنے
باپ کو تمام ترکہ ملاقات نبوت کا جامع اسی وقت سے قرار دے رہا ہے جب کہ
اس نے ظلی نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا۔ اور جب اس کے عقیدہ میں اسکا باپ
مرزا قادیانی ظلی نبی ہو گیا اور نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا تو فخر الاولین
والآخرین حبیب رب العالمین خاتم الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا (اعاذ باللہ تعالیٰ من اقوال الخبیثہ)

یہ بے تمام نبیوں، رسولوں کی تقدس بارگاہوں کی توہین و تذلیل کر ایک ایسا
کذاب نبی جو اپنی امت کو طہارت و ابدیت کا طریقہ نہیں بتا سکا اسے گروہ مصہوبین
کی طیب و طہر جماعت میں لاکر تمام نبیوں، رسولوں کے سردار و عالم کے تاجدار
احمد مختار علیہم السلام کے شانہ یہ شانہ کھڑا کر دیا۔ اور اگر نام بنام ہی آپ نبیوں
کی توہین مرزا قادیانی کی زبان سے سننا چاہتے ہیں تو سنئے

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے
سب حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب
وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم
کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد

یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ ہے۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۳۷) قرآن مجید میں قادیانی
یہاں اس نابکار نے نبیوں، رسولوں کی تمام فضیلتوں، کمالات کو حضور پر نور خاتم
الانبیاء امام المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے لئے منتقل کر لیا
یہاں سب کو عظمت و کرامت سے علیحدہ کر کے اپنی سفاکی کا ثبوت دیتے ہوئے

ان کے مبارک ناموں کو بھی اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ پھر اس نے اپنی دوسری تصانیف میں اپنے آپ کو شیش، اسحاق، اسمعیل، یعقوب، محمد و احمد علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی لکھا ہے۔

سوال :- اچھا یہ ظلی، مثلی اور بروزی نبی کیا ہوتا ہے؟

جواب :- یک بیک آپ نے سوال کا رخ موٹو یا آخر کیوں؟ ابھی تو مرزا قادیانی اور اسکے خلفاء کی وہ تمام عبارتیں سنائی باقی ہیں جن میں نام بنام ان لوگوں نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو گالیاں دی ہیں اور ان کی شان اقدس کو گھٹایا ہے۔

سوال :- دراصل مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے سرغنوں کی عبارتوں میں کئی بار ظلی نبوت اور ظلی کلمات سننے کو ملا اور میں اس اصطلاح سے ناواقف ہوں اس لئے سوچا کہ اسکو سمجھتا چلوں۔

www.NAFSEELAH.COM

جواب :- جی بہت خوب! اور اصل یہ سب قادیانی دھرم ہی کے اصطلاحات ہیں اور وہی

ان کے مؤجد ہیں اور اسکی ضرورت ان پیش آئی کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا اعلان یک بیک نہیں کیا بلکہ نہایت چالاکی و عیاری کے ساتھ نبوت کی منزل تک پہنچا اور پھر خدا اور خدا کی الوہیت کا دعویٰ کر دیا جیسا کہ اسکی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً اس کی تدریجی اڑان کو دیکھئے کہ پہلے اس نے میرٹ ہوئے

کا دعویٰ کیا پھر مجدد، پھر امام الزماں، پھر مثل مسیح، پھر مسیح موعود، پھر مہدی، پھر ملہم، پھر حایل وحی، پھر خاتم الاولیاء، پھر خاتم الخلفاء، پھر یسوعا کا الہی، پھر مسیح ابن مریم، پھر مثل انبیاء، پھر ظن محمد و احمد، پھر خاتم الانبیاء، پھر نطفہ مندا، پھر مظہر خدا پھر خدا کا بیٹا، پھر خدا کا باپ اور اس کے بعد نہ معلوم کیا کیا۔

مرزا قادیانی کے دعووں کی تشریح کرنا یقیناً طوالت کا باعث ہے مگر مثل وظل اور بروزی وغیرہ کا مفہوم سمجھ لیجئے

ظلی کا معنی سایہ اور چھاؤں کے ہے جس میں اصل کی صورت و شکل صاف نظر

نہیں آتی بلکہ مبہم ہوتی ہے اور اگر ابہام دور ہو جائے اور اس کی صفات یا کوئی ایک صفت اس میں منعکس ہو جائے تو اسے مثل کہتے ہیں پھر اگر ظل اپنی اصل کی پوری تصویر بن جائے اور اس کی خصوصیات ظل میں منتقل ہو جائے یا بالفاظ دیگر ایک جسم کی روح منتقل ہو کر دوسرے جسم میں آجائے تو وہی بروز کہلاتا ہے جسے ہندی میں آواگون اور عربی میں تناسخ کہتے ہیں۔

اس اجمال کی اگر تفصیل دیکھنی ہو تو قادیانی دھرم کی کتابوں میں ملاحظہ کیجئے کیونکہ انہوں نے جس نظریہ کے ماتحت ان اصطلاحات کو جنم دیا ہے اسکی توثیق ان کی کتابوں سے ہو سکتی ہے۔ ویسے قادیانیوں کا اخبار الفضل قادیان مجریہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء نے ان اصطلاحات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ لکھتا ہے

”ایمہ ظلیت میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا انعکاس ہو تو اس

وقت وہ ظل نہیں احوال بروز کہلاتی ہے۔“

پھر لکھتا ہے۔ ”مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجود

بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہوتا

ہے۔ لیکن مثیل میں نام کا ایک ہونا شرط نہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے مگر بروز نہ تھے کیونکہ خدا

نے آپ کا نام موسیٰ نہیں رکھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام (مرزا قادیانی) کو تمام انبیاء کے نام دیئے گئے اور آپ انکے

بروز ہو کر نبوت کے مقام پر پہنچے۔ پس فنا فی الرسول اور مثل ہونا بروز

سے علیحدہ چیزیں ہیں۔ البتہ بروز ہوا تو اراحم معنی ہیں“ (الفضل قادیان جلد ۱۹ شمارہ ۳۴)

پانچویں ملاقات

سوال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب۔ علیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

سوال۔ گذشتہ ملاقات میں یہ معلوم کر کے میں حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرق ہو گیا

کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے سرغنوں نے منتخب، مشہور انبیاء و مرسلین

علیہم السلام میں سے کئی نہیں چھوڑا سب کی توہین و تذلیل کی اور ان کی مقدس

شخصیتوں کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے ناپاک وجود کو سراہا بڑھایا ساتھ ہی ساتھ

یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی خادہ سزا نبوت کے لئے ظلی، مثنی اور بروزی

کے اصطلاحات کیوں ایجاد کئے، یہ کھلا ہوا مشرک و عقیدہ ہے پھر وہ کس منہ

سے سمائیبت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ التعمیۃ و

التسلیم کے طفیل ہر مسلمان کو قادیانی دھرم کے مزخومات و عقائد فاسد سے محفوظ

رکھے اور اپنے بزرگوں کے نفوس قدم پر چلائے۔ آمین

اب یہ بتایا جائے کہ دنیا میں مسلمانوں کے علاوہ دو بڑی دیگر قومیں آباد ہیں جنہیں

یہودی و نصرانی کہتے ہیں، اور انہیں موسوی عیسوی یا موسائی عیسائی بھی کہہ سکتے

ہیں کیوں کہ وہ دونوں بڑی قومیں علی الترتیب حضرت سیدنا موسیٰ اور حضرت

سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کے ماننے اور ان کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ کیا

ان دونوں بزرگزیدہ مقبولان بارگاہِ احدیت کی شانِ اقدس میں بھی قادیانیوں

نے گستاخیاں کی ہیں؟ یوں تو یہی ملاقات میں مجھے یہ معلوم ہی ہو چکا ہے کہ

قادیانی لیڈروں نے مجموعی طور پر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی شان و

عظمت سے کھٹا کر کیا ہے اور ان کی بارگاہوں میں گستاخیاں کی ہیں۔ مگر میں یہ معلوم

کرنا چاہتا ہوں کہ صراحت کے ساتھ ان دونوں مقدس شخصیتوں کی ارفع و اعلیٰ

شان کو مجروح کیا ہے یا نہیں؟

جواب۔ جب آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ قادیانی ازم ایک گستاخ و بے ادب اور مطلق

الغان ازم ہے جس کے یہاں سوائے مرزا قادیانی انجمنی کے کسی با عظمت

شخصیت کی کوئی وقعت و عزت نہیں تو پھر بار بار نام اینام شیعوں کی توہین

و تذلیل کے سننے کا مطالبہ کیوں ہے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھئے کہ قادیانیوں

نے انبیاء، اولیاء، صلحاء، اور متقین و صمد نقیبین کی بارگاہوں میں جس بازاری زبان

کا استعمال کیا ہے۔ اس کے تصور سے شرافت و آدمیت کی روح کانپ اٹھتی ہے

اور انسانیت لڑنے پر اندام ہوجاتی ہے۔

قادیانی دھرم والوں نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت سیدنا عیسیٰ

روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خداداد عظمتوں، عزتوں اور ان کے مناصب

بوت کو نہ صرف مجروح کیا ہے بلکہ ان کے بارگاہوں کے رُکھ دیا ہے۔ اگرچہ اصلاً

امت اور خیر خواہی کیلئے ان کفریہ اور خبیث عبارتوں کو نقل کرنا کفر نہیں ہے مگر

حق پر چھٹے ٹوٹا ناپاک عبارتوں کے تصور سے سینہ شق ہو رہا ہے اور قلم کے

ساتھ پر پسینہ آ رہا ہے، مگر کیا کیجئے کہ آپ کو نام اینام کچھ سننے کی خواہش ہے۔

سوال۔ واللہ باللہ مجھے اب کچھ سننے کی خواہش نہیں خدا مجھے مسلمانوں کے سیدھے سچے

راستہ پر گامزن رکھے اور قادیانیت کے مسموم و زہریلے عقیدوں سے بچائے

میں تو اب ان خبیث عبارتوں کے سننے کی بھی تاب نہیں لاسکتا، ہاں ان ناواقف

اور کھوئے بھائے مسلمانوں کی سنوایا چاہتا ہوں جو کسی نہ کسی طرح قادیانیوں کی چالاک

و عیاری میں پھنس جاتے ہیں اور پھر اس کی مظلومیت کا دم بھرنے لگتے ہیں، اے

کاش! ان سہمیائوں کی آنکھیں کھلتیں اور وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوتے کہ ان

ظالموں نے مقدس شیعوں کی جماعت خاص کو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام

کو کسی کسی بازاری گائیڈادی میں لادیا اور ان گستاخیوں کے سیدھے کس برتاؤ کے مستحق ہیں؟

جواب :- اللہم ھدنا لیلۃ الحق والصواب اللہ تعالیٰ اپنے منعم علیہم بندوں کے طفیل ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین
الحمد للہ آپ کا دل مطمئن ہے۔ اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کیلئے ان کفریہ باتوں کو سنایا سنوانا چاہتے ہیں تو یوحیٰ سے پرہیز کر کے سنئے اور حریت دینی کا بہتا ہوا خون دیکھئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں نبیوں کے بالمقابل اپنی عظمت و بڑائی کا مسلسل خطبہ اس طرح پڑھا ہے جس سے ان نبیوں علیہم السلام کی توہین و گستاخی لازم آتی ہے۔ اور یہ بات صرف اسی کی زبان و قلم تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کے خلفاء اور ماننے والوں نے اپنی اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ ان بدعتیہ گروں کی خوب خوب تشہیر و تبلیغ کی جو مرزا قادیانی سے وراثت پانچویں ملے ہیں چنانچہ قادیانی دھرم کا ایک ممتاز مولوی محمد حسن امرہوی دمرزا قادیانی کے متعلق اس طرح ڈینگ یا جکت ہے OF ALL

— پہلے انبیاء و المرسلین میں بھی اس عظمت و شان کا کوئی آدمی نہیں گزرا۔ حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں بھی موسیٰ و عیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود کی ضرورت نہ لگتی پڑتی

(الفضل قادیانی، ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء جلد ۳ شماره ۹۵)

اس فقرہ سے ناپاک تحریر کے ذریعہ مرزائی و قادیانی مولوی نے تمام اولیاء المرسلین علیہم السلام کی مقدس جماعت پر کچھڑا چھال دی سبب و شتم کیا اور ان کی خدا و عظمت و شان کی کھلی ہوئی توہین و تہلیل کی اور ان کے بالمقابل مرزا قادیانی ملہم شیطانی کی عظمت و شان کا خطبہ پڑھا جو شریعت اسلامیہ کے نزدیک بدترین کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے کا سبب ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قادیانی بدافعیہ

نے نبی آخر الزماں خاتم النبیین امام المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم کی رسالت عامہ کی توہین و تشکیک کرتے ہوئے عمومی فضیلت و اہل حدیث کے مفہوم کو اپنے قول بدتر از بول کے ذریعہ قادیانی کنویں کے مینڈک کے مرتعوب دیا جس سے سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی حدیث مبارک کی توہین و تذلیل لازم آتی ہے اور حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ و حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ایک نابکار کے سامنے مفضول و تابع ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ تمام باتیں عند الشرع کفر ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے یوں تو تمام انبیاء و مرسلین و صلوات و فضائل کی ارفع و اعلیٰ جناب میں گستاخی و توہین کو اپنا محبوب مشغلہ بنا رکھا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ روح السلام اللہ موعود روح القدس حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات، مرزا قادیانی، اور قادیانی دھرم کے دیگر سرغنوں کے خبیث و خوار قلم نابکار کے عین نشانہ پر ہے جہاں مرزا قادیانی اور اس کے متبعین نے اپنی اصالت کو ظاہر کرتے ہوئے رذالت و کمینگی کی حد کر دی ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی رگوں میں کوئی قطرہ خون ایسا نہیں ہے جس کو اسلامی حیت کی حرارت سے دور کا بھی واسطہ ہو لیجئے! حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے مرزا قادیانی غلام احمد انجمنی کے ہفوات و کبوات کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے

- (۱) خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ

۲ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴ مصنف مرزا قادیانی) برسات کے دنوں میں ہزار ہا کٹرے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(چشمہ مسیحی ص ۱۸ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

۳ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری (برہمنی) کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (الزالہ ادبام ص ۳۳ مصنف مرزا قادیانی) ابتدا بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہا بھی لعنت سے۔ اگر بظہر غور دیکھا جائے تو ان کا مصداق کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ یہودی لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے لیکن خود انھیں عواری بھی لعنت کرنے سے باز نہ رہ سکے عواریوں میں اسے ایک لعنتی قرار ان پر لعنت کی

(ملفوظات احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۱ مرتبہ منظور الہی قادیانی لاہوری)

۵ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات دیکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ جس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱ مصنف مرزا قادیانی)

۶ وہاں آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی کثرت عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کسی حرکات بجاٹے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور

یہودی ہاتھ سے کسر کمال لیا کرتے تھے، یہ بات بھی یاد رہے آپ کو کسی

قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی، (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

۷۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے (طنزاً) تین دواویاں

اور لٹیاں آپ کی زنا کار اور کئی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود

ظہور پزیر ہوا۔ آپ کا کچھ یوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ

سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک

جوان کچھری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا

دے اور زنا کاری کی گالی کا پلید و غطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو

اسکے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی

ہو سکتا ہے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ از مرزا قادیانی)

۸۔ ان مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہت غلام احمد ہے

(از ازالہ الادواء مصنف مرزا قادیانی غلام احمد انجمنی)

۹۔ ایک منہ کہ چپ بشارت آئے عیسیٰ کی جاست تانبہ ہند پارہ منبرم

(از ازالہ الادواء ص ۶۹ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۰۔ پھر خدائے تعالیٰ نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا ہے تاکہ پہنے عیسیٰ (علیہ

السلام) کو یہودیوں نے سولی پر لٹکا دیا تھا مگر آپ (مرزا قادیانی)

اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکا دیں

(تقدیر الہی ص ۳۹ مصنف مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی دھرم کے لیڈروں کی ایمان سوز قادیانیت

افروز ناپاک تحریریں سنے یہ صرف دس نمونے ہیں جنہیں آپ نے ملاحظہ

فرمایا، انہیں چند عبارتوں سے آپ قادیانی دھرم کے ایمان و عقیدے کا اندازہ

لیکھ لیتے کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے متعلق کیسے گندے

گندے عقیدے رکھتے ہیں۔ اگر مذکورہ بالا اہارتوں کی توضیح و تشریح بیان کی جائے تو اس سے ہزاروں ہزار کفریات آفتاب بنسرد کی طرح روشن ہو کر سامنے آجائیں گے۔ اور انہیں کفریات کو قادیانیوں نے گلے لگا رکھا ہے۔ بنا بریں وہ سب کے سب دین اسلام سے اس طرح باہر نکل چکے ہیں جس طرح دودھ میں پٹری ہوئی نکھی نکال باہر کی جاتی ہے۔

مگر افسوس اس کا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھنے والی قوم عیسائیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی امتیوں کو اب تک مسلمان ہی سمجھ رکھا ہے۔ اور اس کی ناپاک تحریریں دلوں کو مسلمانوں کی تحریک سمجھ کر عام مسلمانوں کو حارج، تنگ نظر، دہشت پسند، قدامت پسند اور منافرت انگیز و خیر و خیر قرار دے رکھا ہے۔ اور قادیانی امتیوں کو مظلوم و سیکس جان کر

اپنے ملکوں میں سیاسی زیادہ اور مالی تعاون دے رہے ہیں۔

AT نے کاش عیسائی قوم کی آنکھ کھل نہائی اور وہ اس حقیقت کو سمجھ پائی کہ قادیانی دھرم کے ماننے والے اپنے گندے عقیدوں کی وجہ سے نہ مسلمان ہیں اور نہ دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق ہے بلکہ قادیانی امت مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان نفاق و عداوت، بغض و عناد ڈالنے کیلئے وجود میں آئی جس کا کام ہی مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کو ہوا دینا، ایک قوم کو دوسری قوم سے لڑانا اور آپس میں نفرت و حقارت کی بیج بونا ہے۔

آپ ہی کہئے؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عظمت و شان میں مرزا غلام احمد قادیانی بڑھا ہوا ہے؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایسے کمزور و مجبور تھے کہ مرزا قادیانی کے کاموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام سے وہ معجزات بہرگز ظاہر نہ ہوتے جو مرزا قادیانی سے ظاہر ہوتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام ہر ساقی کی طرحے مکوڑوں

کی طرح پیدا ہو گئے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پیدائش میں جسمانی اعتبار سے نامکمل و ناقص تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر اپنے نور غیر سب ہی لعنت بھیجتے تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملعون تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ ہی ظاہر نہیں ہوا؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بدزبان اور گالیاں بکنے والے تھے؟ کیا وہ گالی دینے اور جھوٹ بولنے کے عادی تھے؟ کیا آپ کی دادیاں بھی تھیں؟ اور کیا آپ کے دادیاں نانیاں زنا کارہ تھیں؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا وجود مبارک زناؤں کے خون کا مجموعہ و مرقع تھا؟ کیا آپ کی مصاحبت رنڈیوں، کبچہ یوں کے ساتھ تھی؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عام شریف انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں تھے؟ کیا طوائف اپنی کمان کے پیسے سے علیٰ غریبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سوا قدس پر ملا کرتی تھیں؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے گیسوئے مبارک سے زنا کار عورتوں کے پاؤں صاف کیا کرتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نہایت بدچلن تھے؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنا بھی عیب و گناہ ہے؟ کیا مرزا غلام قادیانی ایسے مقام پر براجمان ہے جس مقام کی پہلی سیڑھی ملک حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی رسائی نہیں ہو سکتی؟ (وغیرہا میں ہفتوں القادیانیا)

اے عیسائیو! اے نصرانیو! اے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والو!!!

اگر حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی تھے جیسا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم والے مانتے ہیں تو تم لوگوں کو بھی قادیانیت ہو جانا چاہیے۔ اور اگر ایسے نہیں تھے اور یقیناً نہیں تھے بلکہ خدا کے پاک کے برگزیدہ اور پاک بندہ تھے خدا کے کچھے ہوئے نبی و رسول تھے خدا کے محبوب

و مقرب اور پسندیدہ تھے قرآن کریم نے ان کی بے شمار خوبیوں اور معجزات کو بیان فرمایا انہیں روح اللہ، کلمۃ اللہ اور مؤید روح القدس بتایا خلقت کے اعتبار سے مثل آدم قرار دیا۔ انہیں معصوم اور حفظ انسانی سے پاک ہونے کا عقیدہ دیا۔ تو پھر قادیانیوں کے ساتھ ساز باز کرنے اس کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرنے اور اپنے ملکوں میں سیاسی پناہ والی مدد دینے کا کیا مطلب ہے؟ اب بھی وقت ہے کہ پوش میں آؤ قادیانی ازم کی حقیقت کو پہچانو ورنہ تمہاری نسلیں تمہیں معاف نہیں کریں گی۔

اہل اسلام خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عیسائی تاجروں نے مرزا قادیانی اور اس کی انت کی اسلام کی تباہی و بربادی کے لئے استعمال کیا ہے لیکن اس سے صرف اسلام ہی کا نقصان نہیں بلکہ اس کی وجہ سے عیسائیت کی بنیادیں بھی کھولکھلی ہوتی جا رہی ہیں اور عیسائیوں کو نقصان پہنچ رہا ہے سب سے بڑا نقصان تو یہی دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کو نقصان پہنچ رہا ہے سب سے اپنے ملکوں میں نبرد آزما ہے اور ان ملکوں سے امن و امان، محبت و بھائی چارگی رخصت ہو رہی ہے۔

سوال :- آپ نے مرزا قادیانی کی ملعون عبارتوں کے تعلق سے جو آئینہ دکھلایا میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی وضاحت اور کریں تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا و عظمت آشکارا ہو جائے اور مرزا قادیانی کی شیطانی عظمت و شان بھی ظاہر ہو جائے؟

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عادت و خصلت اور سرشت کے اعتبار سے جیسا تھا ہمارے بزرگوں، دینی رہنماؤں یہاں تک کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھی ویسا ہی سمجھتا تھا کہ کل انما یتوشتح بمافینا (ہر برتن سے دسی چکنا ہے جو کچھ اس میں ہوتا ہے۔)

لیکن خوب یاد رکھیے کہ مرزا قادیانی جس شیطانی شان کا مالک تھا حضرت
سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ویسے نہیں۔ مرزا قادیانی نے جو جو شیطانی
کرتب و کرشمہ دکھلایا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہرگز وہ نہیں دکھلا سکتے
مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق میں جن جن جھوٹے نشانوں کا ظہور ہوا اس
قسم کے نشانات حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے صادق نبی کے ذریعہ نہیں
ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پیدائش میں سیدنا آدم علیہ السلام کے
مثل اور عظیم نشان قدرت ہیں البتہ مرزا قادیانی اپنی تحریر و دل کے مطابق
جنون و مایخولیا کا شکار اور نامرد تھا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نہ تو یوسف
نجات کے لطف سے پیدا ہوئے اور نہ ہی کسی دوسرے مرد کے لطف سے
پیدا ہوئے اس کا باپ نہیں جیسے حضرت آدم کا کوئی باپ نہیں (مثلاً عیسیٰ
کے مثلاً آدم) ہاں مرزا قادیانی جن مختلف نسلوں سے پیدا ہوا تھا ان
تمام نسلوں کے مرد اور دیگر گیلے مکوڑے اس کے باپ تھے جن لطفوں
کی آمیزش سے مرزا انجمنی کا وجود بنا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ
السلام کے واسن تقدس تک تو کسی لعنت و ملامت کے گذر کا سوال ہی نہیں
ہے کہ برہنہ معصوم عن الخطا ہوتا ہے البتہ مرزا قادیانی تمام انسانوں سے
جانتوں، ملائکہ ہر مخلوق یہاں تک کہ خالق کائنات جل مجدہ کی لعنتوں و ملامتوں
کا صحیح مستحق تھا اور ہے جس پر دعویٰ نبوت کے بعد سے ایک مسلسل لعنتوں
کی مسلسل دھار بارش ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بیشمار معجزات کا ظہور ہوا جسکی شہادت
قرآن پاک دے رہا ہے مگر مرزا قادیانی کی بیشمار ٹیٹن گویوں کا الٹا نشان
اسکی زندگی ہی میں ظاہر ہوا جسکی گواہی خود قادیانی امت دے رہی ہے۔
برہنہ گناہوں اور عیبوں سے پاک ہوتا ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

بھی ایک عظیم الشان اور العزم نبی و رسول ہیں لہذا ان کے واسطے عصمت تک گالی گلوچ، جھوٹ و بدزبانی صحبت طوائف وغیرہ خصائل و ذلیلہ جیشہ کا گزر نہیں ہو سکتا ہاں مرزا قادیانی مذکورہ بالا صفات ذمہ سے ضرور متصف تھا جس کی وجہ سے اپنے آپ پر ایک با عظمت نبی کو گمان کیا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے تو کسی کنجری طوائف سے واسطہ نہیں رکھا ہاں مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے لئے تن و من سب کچھ نثار دیا یہاں تک کہ اس کو ہتھیلے کیلئے وحی الہی کا سہارا لیا، منگھڑت خوابوں کو گرکھا محمدی بیگم کے رشتہ داروں اور دیگر با اثر متعلقین کے پاس خط و طر و اندکے لکھوائے۔ رہے قادیانی امت کے نبی کی قسمت کہ محمدی بیگم کا نکاح بھائے مرزا غلام احمد قادیانی کے مرزا سلطان محمد کے ساتھ ہو گیا۔ مرزا قادیانی زندگی بھر اسے ستا رہا۔ اور اس کی یاد کو بھلانے کیلئے روایتیں، انکویں، اور فیون وغیرہ امتیازات کا استعمال کرتا رہا۔

جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دایاں تھیں ہی نہیں تو ان کے بدکار و زنا کار ہونے کا کیا سوال ہے؟ بلکہ یہی بات مرزا کی طرف سے عائد کئے گئے تمام الزامات کی تردید و بطلان کے لئے کافی ہے۔ مگر کیا کیجئے کہ مرزا قادیانی نے انہیں اپنے اوپر گمان کیا اور اپنے آپ کو مثیل عیسیٰ لکھا لہذا اپنے آبائی و امہانی خاندان کی طرح حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے اقبالی خاندان کو سمجھ لیا اور اپنے آبائی خاندان کا الزام ان پر رکھ دیا۔ تاکہ اپنے دونوں نسبوں کے عیوب و نقائص کا اظہار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر کر سکے

مرزا غلام احمد قادیانی کی ردالت و ضلالت چونکہ مسلم اور زبان زد عام ہے اس لئے اس کے ذہن و فکر اور زبان و قلم میں جو کچھ ہے وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو قادیانی امت کی مندرجہ بالا عبارت کی کچھ اور وضاحت کروں

تاکہ قادیانی سرغنوں کے مکروہ چہروں سے کچھ اور پردے سرک جائیں۔
سوال: بس بہت ہو چکا، حق و ہدایت کے سب سے طلب گاروں کیلئے تو اشارہ بھی کافی
ہوتا ہے آپ نے تو محمد تعالیٰ مختصر طور اسی وضاحت کی کہ مردہ دل بھی جیٹھے
اور غفلت و گمراہی کا پردہ چاک ہو جائے۔ ہاں اگر کوئی نہ ماننے کی قسم اٹھائے
تو بات دوسری ہے۔۔۔

چند ملاقاتوں میں مرزا غلام قادیانی کی بدزبانی اسکی کئی توراتی اور انبیاء علیہم
السلام کی مقدس بارگاہوں میں مرزا قادیانی کی گستاخیوں نیز قادیانیوں کے ناپاک
عقیدوں سے واقف ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے صدقہ و طفیل ہر مسلمان کو قادیانیوں کے سایہ سے دور و نفور رکھے آمین
ایک نہایت جنوری سوال آئندہ ملاقات میں عرض کروں گا اب اجازت دیجئے
جواب: اے محمدؐ قادیانی گروہ شیطانی کے تعلق سے کچھ باتیں آپ کی سمجھ میں نہ ہوں
ہیں یہ ایک ایسا گروہ یا دھرم ہے جسکا بابا آدم ہی جد ہے اگر اس کی حقیقت
واضح ہو جائے تو ہر آدمی اسکے سایہ سے پناہ مانگے گا اور جو اسکے دام تزییر میں
اپنی لاعلمی کی وجہ سے پھنس چکے ہیں اس سے بیزاری کا اعلان کریں گے۔۔۔
اے کاش یہ مختصر سی محنت گم گشتگان راہ کیلئے نور ہدایت بن جائے اور اہل
ایمان کیلئے استقامت علی الدین کا ذریعہ آمین۔ خدا کرے کہ قادیانیوں
تعلق سے آپ زیادہ سے زیادہ ضروری سوالات کر سکیں اور مجھے ان
کے جوابات صحیحہ کی توفیق ملے۔

چھٹی ملاقات

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

سوال آج ہم اس پیغمبر عظیم رحمت عالم نور مجسم حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بات چیت کریں گے جو ساری مخلوقات الہیہ میں سب سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا سید الکونین رسول الثقلین رحمۃ اللعالمین محبوب رب کائنات وجہ تخلیق مشش حیات ہیں جو اپنی ذات و صفات میں ساری مخلوق کے اندر بے نظیر و بے مثل ہیں۔ انسان و جنات اور ملائکہ میں سے کوئی فرد بھی آپ کے ہم پلہ ہم رتبہ اور ہم سرو ہم نظیر نہیں، اگر ان عظیم مخلوق میں کوئی بھی سید المرسلین امام التبیین خاتم پیغمبریں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہم سہری و برابر ہی یا مثیل و نظیر ہوئے گا دعویٰ کرے تو وہ گمراہ اور گمراہ گمراہ یہی میرا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ و ایمان ہے، مگر میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا قادیانی دھرم والوں نے دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرح حضور پر نور ختمی مرتبت سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بھی

بدتمیزی و گستاخی کی ہے؟

جواب :- خداوند کریم آپ کے جذبات و محبت رسول علیہ السلام کو پیشہ سلامت رکھے اور آپ کی طرح ہر مسلمان کو محبت سرمدی کے جام لبالب سے سیراب و شاد کام فرماتا ہے آمین۔ یقیناً ہم مسلمانوں کے اعماء و مولیٰ سید العالمین محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات اور خصائص کبریٰ میں سراسوی اللہ سب سے عظیم اور برتر و بالا ہیں کسی عالم میں کوئی بھی مخلوق آپ کا مثیل و نظیر نہیں بیشک آپ بے مثل و بے نظیر ہیں۔

مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے غلام احمد نام رکھنے کے باوجود ڈلکھے کے چوٹ نبی آخر الزماں سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہم سہری و برابر ہی کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے آپ کو نہ صرف ان کا مثیل و نظیر لکھا بلکہ عین محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہونے کا دعویٰ باطل بھی کیا

اور قادیانی دھرم والوں نے اس کے بکواس کی تصدیق کی اور اسی کے مطابق اپنا ایمان و عقیدہ بھی گڑھ لیا، اپنی درجنوں تصانیف میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ "میں پیغمبر اسلام خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز یعنی اوتار اور ظل (سایہ) ہوں اور ظل اپنی اصل سے الگ کوئی شے نہیں رہ سکتا میں بھی گویا محمد ہی ہوں، اور جو فضائل و مناقب، محاسن و کمالات ان کے ہیں سو میرے ہیں پس جو شخص بھی مجھ میں اور محمد رسول میں فرق کرتا ہے وہ میرے نزدیک مسلمان ہی نہیں ہے" یہ سب دعاوے اس کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں سر دست اس کی دو ایک تحریریں ملاحظہ کیجئے اور اس کی حرماں نصیبی کو دیکھئے۔

لکھتا ہے: "مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بابا میر نام نبی اللہ اور رسول اللہ لکھا، مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔" (یعنی لفظ نبی کا جسے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہے۔) (ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا قادیانی)

پھر اپنی اسی کتاب میں لکھتا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت "خاتم النبیین" تھے رسول اور نبی کے لفظ پر کالے جانے کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیوں کہ میں بارہا بتلاچکا ہوں کہ میں بموجب آیتہ "وَلَنُخْرِجَنَّ مِنْهُمْ قَوْمًا مِّنْهُمْ" جیسے "بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے" براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد

رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔
پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم
الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہ ہوگا کیونکہ
ظن اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

(ایک غلطی کا ازالہ۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ان دونوں تحریروں کو بار بار پڑھئے اور مرزا قادیانی کی خباثت قلبی کا اندازہ
لگا سکیں تو اندازہ لگائیے کہ اس حرماں نصیب نے پہلے بروز یعنی اوتار ہو
نے کا دعویٰ کیا پھر اوتاری شکل صورت کو خدائی قدرت و طاقت دیدی
کہ وہ جس کو چاہے نبی و رسول بنائے۔ اور اس کے بعد خداوند قدوس
کو اپنا خاص ساز و برگ و منشی بنا دیا اور یہ الزام رکھا کہ مجھے نبی اللہ رسول اللہ
خدا ہی نے لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی شیطنت کی انتہا کر دی کہ اوتار
۷ کی صورت میں جوفض کا مکر بنا ہے وہ میرا نہیں بلکہ نبی آخر الزماں محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ہے، اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کسی
نفس کا ہے لہذا میں اس سے بری الذمہ ہوں ہاں خدا نے چونکہ میرا نام محمد
احمد رکھا اور لکھا ہے اسکے میں نبی اور رسول ہوں۔

دوسری تحریر میں اس خبیث التبتار نے از رو مکر و فریب سید الانبیاء و
المسلمین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین تسلیم کیا مگر ساتھ ہی
ساتھ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کو باقی رکھنے کیلئے یہ بھی لکھ مارا کہ اس سے
نہ تو میری ختمیت ٹوٹتی ہے اور نہ ہی یہ کوئی اعتراضی دعویٰ ہے۔ پھر جیسا کہ
مبارک کو اس نے اپنے بروز خاتم الانبیاء ہونے کی دلیل ٹھہرائی وہ خود
اسکے باطل و کاذب ہونے کی دلیل ہے کیونکہ سورہ جمعہ کی مذکورہ آیت
مقدسہ نبی مکرّم رسول معظم حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ والہ وسلم کے اس فیضان عام کا اعلان ہے جس سے تابعین رحمہم اللہ تا قرب قیامت ہر خاص و عام مسلمان بے واسطہ یا بالواسطہ فیضیا ہو تاکہ ہے گا اور آپ کا چشمہ فیض جاری رہے گا تو پھر مرزا قادیانی جیسے برساتی کڑے سکڑوں کی کیا ضرورت ہے کہ وہ شیطان نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے اور مسلمانوں کے صحیح و سالم عقیدوں میں دراڑیں پیدا کرے

اپنی دوسری ناپاک تحریر میں مرزا کذاب نے پھر خداوند قدوس کی بے عیب ذات پر یہ الزام و عیب لگایا کہ بیس سال پہلے میرا نام محمد و احمد خدا ہی رکھا لعنۃ اللہ علی الکذبنین اور اخیر میں اپنے مختلف النسب ناپاک جہود کو محبوب رب العالمین سید کائنات علیہ افضل الصلوات کا وہو مسعود قرار دیکر اپنی بارگاہ گرامی قاریں شدید ترین گستاخی و جرم ارتکاب کیا اور کفر و لعنت کا پلہ اپنے گلے میں ڈال کر بغیر جہم کی طرف چل دیا۔

یوں تو مدعیان اسلام میں کسی فرقہ ہائے باطلہ نے جہنم لیا جنہوں نے اپنے متبعین کو سنت نے عقائد بدعیہ باطلہ سے سرنگوں کیا مگر تساسخ (اواگون) کا عقیدہ مدعیان اسلام مرزا غلام احمد قادیانی ہی نے اپنے ماننے والوں (قادیانی دھرم) کو دیا ہے جس کے سہارے کبھی اس نے اپنے آپ کو رام و کرشن کہا، کبھی گویا و نالک کہا، کبھی آدم و نوح کہا، کبھی موسیٰ و عیسیٰ کہا اور کبھی خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا۔

اب یہ دیکھئے کہ اس تساسخ (اواگون) کے عقیدہ سے قادیانی دھرم والوں نے کیا سبق حاصل کیا۔ مرزا قادیانی کا بیٹا، قادیانی دھرم کا لیڈر رشید احمد قادیانی اپنی کتاب "کلمۃ الفضل" میں عقیدہ تساسخ سے متاثر ہو کر یوں لکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا آیت ”وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ“ سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ وضاحت کرتا ہے۔
”کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیانی میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے“

دکلمتہ الفضل مصنف صاحب زادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریلوے ایجنٹ
اس سے معلوم ہوا کہ تناسخ کا عقیدہ قادیانی دھرم میں راسخ اور عام ہے جس
کی تائید میں قادیانیوں کی کتابیں اور اخبار و جرائد مثلاً الفضل، فاروق
۱۷ البدر وغیرہ بھجھ کر دیتے ہیں جن میں ان کے قلم کاروں نے ایڑی چوٹی
۲۶ کا زور لگا دیا ہے تاکہ تناسخ کے طریقہ پر یہ ثابت ہو جائے کہ مرزا غلام احمد
قادیانی آنجنابی، حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے معاذ اللہ
تعالیٰ اوتار ہیں۔

سوال۔ بھتی تناسخ کا عقیدہ باطلہ بھی عجیب و غریب عقیدہ ہے کہ ایک انسان
سزا و جزا کے طور پر مختلف انسانوں، چوپایوں، درندوں، پرندوں اور
کیڑے مکوڑوں میں جنم لیتا رہے گویا خالق کائنات اجسام مختلفہ کے
لئے ارواح مختلفہ کو پیدا کرنے سے عاجز و مجبور ہے اسلئے ایک روح کو
مختلف جسموں میں گردش دیتا رہتا ہے: العیاذ باللہ، اور پھر انسان کو
جب اس کے اعمال کے عوض دوسرے جسموں میں یہیں منتقل کر دیا جاتا ہے
جہاں وہ اپنی گذشتہ زندگی کا پھل پاتا ہے، تو قیامت و حساب و کتاب
نشر اور جنت و دوزخ کا، اسلامی عقیدہ ہی سرے سے بیکار و بے فائدہ

ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانی دھرم کے ماننے والوں نے عقیدہ تناسخ کو مان کر بہت سے اسلامی عقیدوں سے منہ پھیر لیا عقیدہ تناسخ کو ان کا قادیانی دھرم والوں کو اب تلاش کرنا چاہیے کہ مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء اس وقت کس جالور کے روپے میں اپنی اپنی زندگی بتا رہے ہیں؟

حضرت! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہندو اور عقیدہ کو تمام قادیانیوں نے تسلیم نہیں کیا ہو؟ کیونکہ قادیانیوں کے عقائد سے متعلق ناواقف ہونے کی وجہ میں بھی بہت سارے قادیانیوں سے ملاہوں مگر کسی نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار نہیں کیا۔ ویسے قادیانی دھرم کا یہ عقیدہ خاصا دلچسپ ہے

اسلئے میں چاہتا ہوں کہ دو ایک حوالہ جات اور پیش کر دے جائیں تاکہ طالبانِ حق کیلئے مزید دلچسپی کا سبب ہو۔

جواب: جناب! قادیانیوں کا یہ عقیدہ خبیثہ کوئی ڈھکا چھپا عقیدہ نہیں ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اسکی تائید میں اس کی درجنوں کتابیں اور رسائل و جرائد موجود ہیں اگر واقعی قادیانی دھرم میں پھنس جانے والے عام لوگ اس عقیدہ سے باخبر نہیں ہیں تو خبر ہو جانے کے بعد قادیانی دھرم پر لعنت بھیجتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو کر اہل سنت و جماعت میں شامل ہو جائیں اور قادیانی دھرم والوں کو کافر و مرتد اور جہنمی یقین کریں ان سے دینی، مذہبی، معاشرتی، تمام تعلقات و معاملات کو ترک کر دیں۔

میرے بھائی! جہاں تک حوالہ جات کا تعلق ہے تو میں انکی درجنوں کتابوں سے حوالے پیش کر سکتا ہوں مگر میرے خیال میں یہ تقصیر اوقات ہو گا اسلئے آپ کی منشاء کے مطابق صرف دو حوالہ جات پیش کر رہا ہوں۔

(۱) قادیانی دھرم کے قاضی ظہور الدین اکمل نے نہایت خوش و خروش کے

ساتھ عقیدہ تناسخ کی نہ صرف تائید و اشاعت کی بلکہ اسی ہندوانہ عقیدہ کے سہارے لیے بنی غلام قادیانی کو نبی کائنات علیہ اکل التسلیمات کے بالمقابل عظمت و شان میں بڑھایا اور اپنی خباثت کا اظہار اشعار کی زبان میں کیا جسے قادیانی اخباروں اور کتابوں نے شائع کیا۔۔۔۔۔

”محمد پھر اتر آئے ہیں، ہسم میں یہ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل یہ غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت درحقیقت آنحضرت
اور قادیانی دھرم کا علمبردار اخبار الفضل پورے شرح و بسط کے ساتھ عقیدہ
تناسخ کی نشر و اشاعت اس طرح کرتا ہے

(۲) ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت درحقیقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی صحابہ میں کی ایک جماعت ہے اور
”جیسا کہ آنحضرت صلعم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر فرق
ایک درہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آنحضرت صلعم کا فیض جاری
ہوا پس یہ امر وزیر روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود
کی جماعت کا عین صحابہ میں کی ایک جماعت ہونا۔ اور آپ کے
جماعت پر عین بعین وہی آنحضرت صلعم کا فیض جاری ہونا جو صحابہ
پر ہوا تھا۔ اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود درحقیقت محمد
اور عین محمد ہیں۔ اور آپ میں اور اس حضرت صلعم میں باعتبار نام کام
اور مقام کے کوئی دولی یا مغائرت نہیں۔“

(الفضل مجریہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء، جلد ۴، شمارہ ۱۹)

یہ ہیں قادیانی دھرم کے قاضی و بانی کے قلبی تاثرات جو نظم و نشر میں شائع
ہو رہے ہیں جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ جس کو کامل و مکمل محمد دیکھنا ہو

وہ قادیانی غلام احمد کو دیکھے کیونکہ کئی مدنی محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شان و عظمت میں بڑھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قادیانی نا، بخار گروہ کو اس خیریت نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک خاص جماعت قرار دیا اور مرزا قادیانی نے اپنے تین سو تیرہ متبعین غبتار کی فہرست شائع کرانی ان سب کو اصحاب بدر کے بالمقابل لاکھڑا کیا۔

مضمون بالا کے اخیر میں قادیانی امام نے مرزا قادیانی کو تسامح کے تناظر میں حقیقتاً محمد بلکہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ثابت کیا ہے۔ پھر نام کام اور عظمت و برتری میں فخر الاولین والاخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مرزا غلام قادیانی کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں جانا۔

یہ اسے عقیدہ تاسیح کا دین جو قادیانی دھرم والوں کو باطنی وراثت میں ملا ہے۔ اگر بعض قادیانی عقیدہ تاسیح سے ایسی لاعلمی کا اظہار کریں، تو یہ ان کی نادانی ہے انہیں چاہئے کہ ایسی دھارمک کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

یوں تو غلام احمد قادیانی بے شمار عقائد بدعیہ خبیثہ باطلہ کا موجد و ناشر ہے اور قادیانی دھرم عقائد بدعیہ خبیثہ کا معجون مرکب ہے۔ لیکن تسامح (اداکون)

کا عقیدہ فاسد وہ عقیدہ ہے جس نے قادیانیوں کا رشتہ عقیدت بشکون سے جوڑ دیا ہے۔ اور اب کسی قادیانی کو اس سے انکار بھی نہیں کرنا چاہئے

کیونکہ غلام احمد قادیانی نے اپنے دجالی مفاد کے پیش نظر اس کی بنیاد ڈالی اور قادیانی دھرم کے گرد گھسٹالوں نے اسکی ہر زور تائید کی۔

تسامح وہ مشرکانہ عقیدہ ہے جسکی پھر پور تر وید حکما را اسلام اور اسماعلام نے فریال۔ اور تسامح کا عقیدہ رکھنے والوں کو دائرۃ اسلام سے خارج کیا۔

مگر جو دوسری صدی ہجری میں اسی عقیدہ باطلہ فاسد کا سد کو پر وں چڑھانے کیلئے مرزا غلام قادیانی میں جنم لیا۔ اور اب اسے عقیدہ کے مطابق

معلوم کس آبادی و سیابان میں جہنم پر جنم لے رہا ہے۔۔۔ قادیانیوں کو چاہئے کہ عقیدہ تناسخ کے تناظر میں اپنے رہنا اور بنا سستی نبی مرزا غلام قادیانی کی طرح اپنی پہلی پیدا کشوں کی نشان دہی کریں کہ وہ ذی روح کے کس جنس میں پیدا ہوئے اور آئندہ کس کس جنس و نوع میں پیدا ہوں گے۔

مذکورہ بالا قادیانی خواجہات اور اس کے دعووں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ قادیانی دھرم کے الف سے لیکر می تک ماننے والوں نے اپنے برساتی نبی مرزا غلام قادیانی کو حضور پرنور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسرہ و ہمزب جانا بلکہ شان و عظمت میں بڑھ کر مانا اور شریعت اسلامیہ میں یہ دونوں باتیں کفر اور فروع عین الاسلام

کی مین دلیلیں ہیں THE NATURAL HISTORY

سوال ۱۱ مرزا قادیانی اور اس کی امت کے سرغنوں کی تحریروں سے ناموس رسالت کی توہین و تمسک بالکلی واضح اور روشن ہے اور یہ بھی معلوم ہو کر تناسخ (اداکار) کا عقیدہ ان کے یہاں عام ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ بالآخر وہ بھی نبی آخر الزماں خاتم پیغمبروں فرکون و مکال سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا کلمہ پڑھتے ہیں اور انہیں کی امت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقرار واقعی بحیثیت قادیانی کیا ہے؟ کیا وہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو تسلیم نہیں کرتے یا انہیں خاتم النبیین نہیں مانتے؟

جواب: سچائی! کلمہ طیبہ پڑھ لینا اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسالت کا زبانی اقرار کر لینا کچھ اور ہے اور کلمہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا کچھ اور ہے۔ اگر کلمہ طیبہ کے اقرار کے ساتھ ساتھ تصدیق و یقین قلبی

بھی حاصل تو کلمہ کے تقاضوں کو پورا کرنا آسان ہوتا ہے اور اگر یقین و تصدیق کی دولت حاصل نہیں تو صرف زبانی اقرار سے نہیں ہوتا، قرآن عظیم نے صاف صاف فرمادیا اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَرْسُولَ إِلَيْنَا وَلَئِنْ كُنَّا إِلَّا الْمُنَافِقِينَ لَكُنَّا بِكَ بِرَسُولِ اللَّهِ وَأَلَلَّا لَيَعْلَمَنَّ أَنَّكَ لَمْ يَرْسُولَ إِلَيْنَا إِلَّا الْمُنَافِقُونَ (المنفقون آیت) کہ جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کو ابھی دیتے ہیں کہ حضور بیشک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

اگر اقرار رسالت کے ساتھ ساتھ تصدیق قلبی بھی حاصل ہو تو رسول کی صفات فاضلہ اور خصائص کبریٰ نیز اس کے احکام و فرائین کو مان لیتا آسان ہوتا ہے اور اگر تصدیق قلبی ہی حاصل نہ ہو تو پھر زبانی اقرار ایمان کا مدار نہیں ہے۔ یوں تو کہنے کو قادیانیوں کے یہاں کلمہ طیبہ کا اقرار ہے، امتی ہونے کا اقرار ہے، رسالت و نبوت کا اقرار ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بھی اقرار ہے۔ اسی طرح بعض دیگر عقائد اسلامیہ کا بھی اقرار ہے۔ لیکن یہ سب کے سب اقرار ہی اقرار ہیں تصدیق قلبی انہیں حاصل نہیں یعنی اقراراً باللسان ہے مگر تصدیق بالجنان نہیں۔ اگر تصدیق بالقلب ہوتی تو اقرار رسالت کے ساتھ تو بنیارسالت نہ ہوتی اقرار خاتم النبیین کے ساتھ ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبیوں کے انیکا عقیدہ نہ ہوتا۔ اقرار نبوت کے ساتھ نبوی صفات فاضلہ اور خصائص مصطفویہ سے انکار نہ ہوتا۔ اقرار رسالت کے ساتھ احکام رسالت سے سرتابی و بغاوت کی جرات نہ ہوتی۔

لیکن کیا کیجے کہ قادیانی، رسول اکرم رحمت عالم کی رسالت کا اقرار بھی کرتے ہیں اور آپ کی توہین و تذلیل اور شدید ترین گستاخی بھی، کلمہ اسلام کا بھی اقرار کرتے ہیں اور اسلام کی بنیادوں کو کھودتے بھی ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور مرزا غلام کو آپ کے برابر اور عظمت و شان میں بڑھا ہوا بھی مانتے ہیں آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور آپ کے بعد جدید نبیوں کے آنے کو خاتمیت کے خلاف بھی نہیں سمجھتے۔

اب یہ سن لیجئے کہ سرور کائنات فخر موجودات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت قادیانی دھرم میں کیا ہے۔

اس کا خلاصہ جواب یہ ہے کہ قادیانیوں کے دھرم میں مرزا غلام قادیانی کے بالمقابل منہایت کم تر دریا بڑا بڑا زیادہ سے زیادہ اسادگی حیثیت حاصل ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس سلسلہ میں چند حوالہ جات ملاحظہ کیجئے اور خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ قادیانی دھرم میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا حیثیت ہے۔

۱۔۔۔ مرزا قادیانی اپنی فضیلت و بڑائی اس طرح الپتا ہے۔

”لَمْ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُبْدِي وَأَنْ لِي بِغَيْبِ الْقَمَرِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَنْبُكُو“ یعنی پیغمبر اسلام کیلئے صرف چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند و سورج دونوں کیلئے مشترک گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اے سننے والو! کیا تم ابھی بھی نبوت و عظمت کا انکار کرتے ہو؟

(اعجاز احمدی ص ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۔۔۔ مرزا محمودنا مسعود خلیفہ ثانی مرزا قادیانی، سرکار کائنات علیہ اکمل التیمات کی حیثیت متعین کرتے ہوئے اس طرح وضاحت کرتا ہے۔

”پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔ لیکن کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے گوشاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر ہو جائے لیکن استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔ یہی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود میں ہے۔“ (ذکر الہی ص ۱۸)

۳۔۔۔ اور امام قادیان حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی سید عالم نغز نبی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت کا تعین یوں کرتا ہے۔
”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد، شاگرد دعوہ استاد کے علوم کا وارث ہو کر اسے طور میں ہو جائے یا بعض صورتوں میں ترجمہ بھی جائے مگر استاد بہر حال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی

(اللہ ہی ص ۲۹ مصنفہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی)

۴۔۔۔ قادیانیوں نے امام المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حیثیت کو واضح کیا ہے کہ روز ازل اللہ تعالیٰ نے تمام انبیوں رسولوں یہاں تک کہ سید الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میثاق و عہد کیا کہ مرزا غلام قادیانی پر ایمان لانا اور اسکی نصرت و حمایت کرنا لہذا تمام انبیاء علیہم السلام قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کذاب کے (معاذ اللہ) بتشر و حامی اور اس پر ایمان لانے والے ہیں۔
اس سلسلہ میں قادیانی تعلیمات کا آرگن اور پرچارک۔ الفضل جلد ۱۱
شمارہ ۲۶ ملاحظہ کیجئے لکھتا ہے۔

خدا نے یہاں تک سب انبیاء سے کہ جب تم کو دوں میں کتاب و حکمت

پھر آئے تمہارا مصدق پیغمبرؐ تو ایمان لاؤ کرو اسکی نصرت
 لیا تھا جو ميثاق سب انبیاء سے وہی عہد حق نے یہاں مصطفیٰ سے
 مبارک وہ امت کا موعود کیا یہ وہ ميثاق ملت کا مقصود آیا
 (الفضل مجلہ ۲۶ فروری ۱۹۲۳ء)

۵۔۔۔۔۔ خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خاتمیت کا انکار قادیانیوں نے
 اس طرح کیا

”خاتم النبیین“ آنے والے نبیوں کیلئے روک نہیں۔ انبیاء
 عظام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہونگے۔
 (الفضل خاتم النبیین نمبر ۱۵، ۱۲ جون ۱۹۲۸ء)

۶۔۔۔۔۔ مرزا محمود خلیفہ قادیان اپنے عقیدہ ختم نبوت کا اعلان ان جملوں میں کرتا ہے
 ”اے انہوں (اہلسنت و جماعت) نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم
 ہو گئے، ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدرت کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے
 ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہت ہوں ہزاروں نبی ہونگے۔“

(انوار خلافت ص ۶۲ مصنفہ مرزا محمود احمد قادیانی)

قادیانیوں کی یہ سب عبارتیں اور عقیدے عیاں ہیں مزید بیان کی ضرورت
 نہیں یہ دوچار قادیانی عبارتیں میں نے اسلئے پیش کر دیں کہ اس کتاب کے
 مطالعہ کرنے والے حضرات اچھی طرح آگاہ ہو جائیں کہ قادیانی دھرم میں جو ب
 پروردگار شفع روز شمار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی حیثیت
 کیا ہے اور آپ کو قادیانی لوگ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں

سوال :- آج کی نشست برنخاست ہونے سے پہلے میں چاہوں گا کہ قادیانی
 دھرم میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کیا حیثیت ہے اسکی مختصر سی وضاحت
 کر دیں تاکہ مسلمانوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ انبیاء و مرسلین علیہم

الصَّلَوةَ وَالسَّلَامَ كَسْمَقَابِلِهِ فِي قَادِيَانِي اِيَسَنِي بِنَا سَبِيْتِي نَبِي كُو كِيَا سَبَحْتِي اَو اِسْ بِر
كَس طَرَح اِيْمَان رَكْهَتِي هِيں۔

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت عجیب و غریب اور مختلف جہتیں ہیں مثلاً
خداوند کریم کے مقابلہ میں خود اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مظہر خدا، خالق، مظہر
خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا باپ وغیرہ ہے، ہندوؤں کے دیوتاؤں کے مقابلہ میں
بقول خود وہ رام و کرشن، رور و گویاں، کلشکی اوتار، بڑوں اوتار وغیرہ ہے
اور جانور کے مقابلہ میں اپنی شعری زبان میں وہ ننگ انسانیت اور سڈاس
میں ریٹکنے والا خاکی کیڑا ہے۔ شعر

سہ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نژاد ہزاروں

بہو بشر کی جگہ نفرت اور انسان کی عمارت

لیکن آپ جس مقصد سے اس کی حیثیت دریافت کی ہے وہ

سنئے اور اگر نبوت برداشت ہو تو برداشت کیجئے۔

مرزا حیثیت کا تعین میرے خیال میں مرزا سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا
کیونکہ اس کی امت کے لیڈروں اور اس کے خلفائے اسی کی تحریروں
تقریر ہی کو اپنے عقائد و نظریات کا متن قرار دیا ہے دوسرے قادیانیوں
کا کام تو اسی کی تشریح و حاشیہ لکھنا ہے یہ دوسری بات ہے کہ قادیانی
شارحین و محشی نے خوب خوب بے پرکی اڑائی اور کرم خاکی کے جسم
ناتواں پر شاہین کے پر جما دیئے ہیں۔ تو ایسے پہلے مرزا قادیانی ہی کی زبان سے
اس کی حیثیت کا اندازہ لگائیے

۱۔۔۔۔۔ دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ

براہین احمدیہ میں خدانے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں

میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل

ہوں، میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں،
میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی ہر روزی طور پر کہ ہر ایک نبی کی شان
مجھ میں پائی جاتے۔ (تمتہ حقیقت الوحی مصنفہ مرزا قادیانی)

۲۔۔۔ "خدا نے چاہا کہ جس قدر راستہ باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں
ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ
میں ہوں۔" (براہین احمدیہ ص ۹۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۳۔۔۔۔ زندہ شدہ ہر نبی بہ اندنم ہر رسوے نہاں بہ پیرانہم
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

فتم مسیح زمان و فتم کلیم خدا فتم محمد و احمد کہ جتبی ہا شد

(کلام مرزا منقول از الفضل حمزہ ۱۸ فروری ۱۹۳۲ء قادیان)

۴۔۔۔۔ "اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں
نے دی ہے اور اس شخص کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے
کے لئے بہشت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی اسلئے اسے اپنے
ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔"

(اربعین ص ۷۷ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا کی ناپاک تحریروں اور دعوؤں کے بعد اسکے نور نظر خلیفہ ثانی مرزا محمود
احمد قادیانی کا ایک دعویٰ دیکھئے اور اسی سے مرزا قادیانی کی حیثیتوں کو سمجھ
جائیے۔

۵۔۔۔۔ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا، قرآن کریم زندہ
ہوا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زندہ ہوا، خدا کی توحید زندہ ہوئی، ہر
نیک زندہ ہوئی، ہر نبی زندہ ہوا، ہر راستہ باز نے دوبارہ حیات

پانی، پس حضرت مسیح موعود کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے۔ (منقول از الفضل، ۲ مئی ۱۹۲۳ء)

مرزا قادیانی اور اس کے نور نظر خلیفہ ثانی کی تحریروں کو اسکی حیثیت واضح کرنے کیلئے اس طرح سمیٹا جاسکتا ہے کہ۔

مرزا قادیانی، تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے نام، کام اور مقام کا مجموعہ ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی، ہر راستہ باز اور گروہ انبیاء علیہم السلام کے اعمال و کردار کا نمونہ اور مظاہر ہے۔ (معاذ اللہ)

ہر نبی و رسول علیہم السلام مرے ہوتے تھے مرزا قادیانی نے اگر انہیں زندگی دی۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

ہر رسول علیہم السلام مرزا قادیانی کے پیروں (لباس) میں منہ چھپا ہے ہوئے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی بیشمار مشنوں کا مجموعہ مرکب ہے۔

مرزا قادیانی ہی مسیح زمانہ، کلیم خدا، محمد و احمد اور مصطفیٰ مجتبیٰ ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی ہی وہ ہے جس کے آنے کی بشارت تمام نبیوں نے دی تھی (لعنة الله على الكاذبين)

مرزا قادیانی ہی وہ ہے جس کے دیکھنے کی تمنا بہت سے پیغمبروں کو تھی (لعنة الله على الكاذبين)

مرزا قادیانی کے آنے سے پہلے خدا کی توحید، دین اسلام، قرآن کریم، پیغمبر اسلام کا نام، تمام نبی، اور شیخ و راستہ بازی مردہ ہو چکی تھی مرزا قادیانی نے ان

سب کو زندہ کیا۔ (العیاذ باللہ رب العالمین من ہذہ البہفوات الشیطانیہ)

۱۰ مرزا قادیانی کوئی معمولی انسان نہ تھا کیونکہ اس نے رسولوں کو اور انکی تعلیمات کو زمرہ کیا۔ (خدا کی پناہ قادیانی ہفوات و بکواس اور اسکے شیطانی عقائد سے) تو مرزا قادیانی کی "قادیانی دھرم" میں یہ سب حیثیت ہے جس کو کوئی بھی صاحب ایمان سن کر برداشت نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر اسکا ضمیر ہی بد مذہبیت کے ہاتھوں بک چکا ہو تو بات دوسری ہے۔ اسی لئے قادیانی کی یہودہ باتوں کو میں درمیان میں لانا نہیں چاہتا تھا مگر آپ کی اصرار کی وجہ سے مجبوراً مجھے بیان کرنا پڑا اور وہ بھی اس نیت سے کہ "نقل کفر کفر نہ باشد" اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض ناواقف اندیش لوگ جو قادیانیوں کے بہکاوتے میں اگر نام نہاد "جماعت احمدیہ" میں شامل ہو چکے ہیں انہیں تو یہی توفیق مل جائے اور وہ سچے مذاہبِ اسلامیت و جماعت کی طرف لوٹ آئیں۔

وَهُوَ الْهَادِي إِلَى الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

DE AHIC

تاجدار گولڑہ کی جناب میں گستاخی قطب الاقطاب شیخ العلم حضرت سیدنا میر علی شاہ صاحب گولڑہ کی جن کی رگوں میں سیادت و بزرگی کا پاکیزہ خون رواں تھا۔ جو علوم شرعیہ اور معارف روحانی کا سنگم تھے حق گوئی و بے باکی جن کی فطرت تھی جو علماء و صوفیاء کے مقدس گروہوں کے پیشوا و رہنما تھے۔ جن کی بے لوث خدمات دینیہ نے کفر و ارتداد کو جہنم رسید کیا جن کی شوکت و عظمت کے سامنے مرزا غلام قادیانی اور اس کے تمام چیلے لرزہ بر اندام تھے۔ جسکی تربت الفوار کے ذرات آج بھی طالبان حق کے دلوں کو طمانیت و جلال بخشتے ہیں۔ ان کی بارگاہ فلک و قمار میں مرزا غلام احمد قادیانی کی دریدہ دہی ملاحظہ کیجئے اور شرافت زبان کی داد دیجئے۔

”کذاب، خبیث، مزدور (جھوٹا بد معاش) بچھو کی طرح نیش زن

اسے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کے سبب
ملعون ہو گئی۔ (نزول المسیح ص ۷۵)

ساتویں ملاقات

السلام علیکم رحمۃ اللہ ————— وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: گزشتہ ملاقات میں مرزا قادیانی وغیرہ کی زہریلی اور ناپاک عبارتوں
اور ان کے عقائد و نظریات کو سن کر ذہن پر آگندہ اور دماغ مایوس
ہونے لگا تھا۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ ہر مسلمان کو قادیانی عقائد و افکار کی
مسمومیت اور غلامیوں سے بچائے۔ آمین

کیا قادیانی دھرم کے بانیوں اور اماموں نے اعظم علمائے کرام صلحائے
امت اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی بھی توہین و تشلیل کی ہے؟
انگریزوں تو نمونے کے طور پر صرف دو چار شخصیتوں کے بارے میں کچھ
بتائے کی رحمت گوارہ کریں

جواب: جب ان ظالموں نے خداوند قدوس، انبیاء و مرسلین اور سید الانبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا مذاق اڑایا، انکی بارگاہوں میں گستاخیاں
کیں انہیں سڑی سڑی گالیاں دیں۔ تو علماء، صلحاء، اور بزرگان دین کی ان
دریدہ دہن ظالموں کے یہاں بھلا کیا وقعت و منزلت ہوگی؟ پھر بھی پاکی
فہمائش کے مطابق چند نمونے پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی سیدنا احمد سرہندی کی توہین۔ اما ربانی مجدد
الف ثانی حضرت سیدنا احمد سرہندی فاروقی نقشبندی علیہ الرحمۃ والرضوان
کی ارفع واعلیٰ ذات گرامی اور خدمات سے کون مسلمان واقف نہیں ہے
جنہوں نے اکبری طاغوت (نام نہاد دین الہی) میں آخری کیل ٹھونک کر

ہندوستان میں اسلام کو سر بلند فرمایا اور اپنے مکتوبات گرامی کے ذریعہ سالکان راہ شریعت و طریقت کی پیاس بجھائی۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کی دور و دراز ملکوں تک شاعت کی۔ مگر مرزا قادیانی نے آپ کی ذات اقدس کو بھی ہدف ملامت بنایا اور اپنی نام نہاد فضیلت کو آپ کے بدرجہا بہتر بتایا۔ یعقوب علی قادیانی کی مرتبہ "حیات احمدیہ" سے ایک ناپاک عبارت سماعت کیجئے۔ لکھتا ہے۔

”حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے ہیں۔ سو یہ عاجز خیال کرتا ہے کہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکوہ اعمتہ اللہ کی کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر فضیلت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے واللہ“ (حیات احمدیہ جلد دوم ص ۷۹ ارشاد مرزا)

مرزا قادیانی نے اپنے اس قول سے تمام مسلمانوں خاص کر نقشبندیوں کو مجذوبوں کی سخت دل آزاری کی ہے۔ کیونکہ امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوب گرامی میں جن لغویں قدسیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہاں تک مرزا قادیانی کے مرغ تصور کی پرواز ممکن نہ تھی۔ اور پھر امام ربانی کی یہ کس نفسی اور عجز و انکساری کا اظہار ہے جو انکے شایان شان ہے اور وحقیقت یہی ان کے علو مرتبت کی دلیل ہے مگر مرزا قادیانی نے اپنی بسا اہل علم کے مطابق اس سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی برتری کی ڈینگ باگنا شروع کر دیا۔ اور جن مخصوص حضرات

پر حضرت احدیت جل مجدہ کی خاص خاص عنایات ہیں ان مقدس حضرات سے بھی اپنے آپ کو بہتر کر دینے لگا۔

۳۔ مرزا قادیانی کے بعد اسکے خلیفہ ثانی میاں محمود ناسعدی کی کئی ترانیاں سماعت کیجئے جس کو اس نے بطور خطبہ جمعہ عام مجمع میں بیان کیا اور اس فرقہ کے مشہور اخباروں نے شہ سرخیوں کے ساتھ اسے شائع کیا۔

حضور غوث اعظم علیہ السلام کی توہین

”سید عبدالقادر جیلانی نے اپنے آپ کو اپنے خال کی کیفیات بیان کرنے تک رکھا۔ کیونکہ وہ مامور نہیں تھے مجدد تھے اور مجدد کے مقام پر کھڑے تھے اسلئے انہوں نے اپنے اندر کی کیفیت بیان کر دی کہ جو کچھ میرے اندر گزر رہا ہے اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ مجدد تھے مخاطبہ مکالمہ الہیہ سے مشرف تھے اور اپنے زمانہ میں لوگوں کیلئے رحمت الہیہ تھے۔ مگر توحید کو اصولی طور پر بیان کرنا ان کیلئے نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے رکھا گیا تھا، جو مامور کر کے بھیجے گئے۔ اسلئے آپ سے پہلے لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے ورنہ توحید کے اصول بھی بیان کر رہے۔ توحید کا حال اور خاص کردہ حال حوالہ کے ساتھ گزر رہا تھا وہی بیان کر سکتے تھے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا کام تھا کہ توحید کی اصل اور اس کے اصول اور اس کی غرض بیان فرماتے۔ پس یہ فرقہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور گذشتہ صوفیاء حضرت سید عبدالقادر جیلانی وغیرہ کے درمیان توحید بیان کرنے کے متعلق ہے“ (الفضل موزعہ، برکت پورہ ۱۹۲۷ء)

قادیانی خلیفہ ثانی نے اپنے اس تپاک بیان میں حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توحید کے اصول و مقاصد سے بے خبر اور اس کی اصل سے انجان بتایا۔ اور آپ کے بائبل کا قادیانی مسیح کذاب کو یا مؤثر من اللہ۔ توحید کی اصل و اصول کا مبلغ اور اس کی غرض و غایت کا عالم و ناشر بتایا۔ اور یہ یقیناً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کھلی ہوئی گستاخی اور توہین ہے۔ اس کے بعد خلیفہ قادیانی نے مرزا قادیانی کی برتری و عظمت کو صرف غوث اعظم شہ شاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ گذشتہ تمام بزرگان دین صوفیاء کرام پر مستکم مانا، جو میاں محمود کی جہالت اور اساطین امت کے احوال و کوائف سے بے خبری کی کھلی دلیل ہے۔

۴۔ امام الشہداء سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی توہین امام اعلیٰ مقام شہید اکبر الاولیاء رسول جگر گوشہ بتوال حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مراتب احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جو عام مسلمانوں کی زبان زد ہے۔ مگر مرزا غلام قادیانی ان تمام احادیث مبارکہ کو متواترہ کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

”ہاں یہ سچ ہے کہ وہ (امام حسین) بھی خدا کے راست باز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے پس بلاوجہ انکو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اپنے اور اس کے رسول پاک نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کا ملکہ

کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے ؟
 کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کے
 شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع
 کمالات متفرقہ ہے۔ پھر اگر حقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں
 تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیے۔ اور
 اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صد بانٹان کیوں دکھائے اور
 کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔“

(نزول المسیح صفحہ ۵۹-۶۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۹۹ پر اپنا ایک شعر لکھا۔ سنئے

کربلا نسبت میر پرانم : صد حسین امت درگیر بانم
 یعنی کربلا تو میر سے ہر لمحہ کی تفریق کا ہے جہاں سیکڑوں حسین میری پوشاک
 کے چاک میں پڑے ہوئے ہیں۔ مرزا کا یہ شعر اسکی کتاب درمیں ص ۲۸
 پر بھی ہے۔ پھر اسی مرزا قادیانی نے اپنی دوسری کتاب میں امام الشہداء
 سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا۔

”میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ
 تھا۔ پس فرق کھلا اور ظاہر ہے“

(اعجاز احمدی ص ۱۱۰ مصنفہ مرزا قادیانی)

مذکورہ بالا مرد و عورتوں میں مرزا قادیانی نے حضور امام الشہداء رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی نشان اقدس میں صریح گستاخی و توہین کی کہ ان کو عام گرد و
 بزدگان خدا کی صف میں لاکھڑا کیا اور ان کے بالمقابل خود ایسی بلند و بالا
 کرسی پر مہراجمان ہو گیا کہ ”خاکم بدین“ امام الشہداء کی پستی و ذلت کی اسکی

بلندی و عظمت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خداوند کریم کے مقدس نبیوں رسولوں پر یہ تہمت بھی لگائی کہ انہوں نے مجھے تم کا نبیوں کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا۔ خدا کی اور خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں کی لعنت ہو ایسے مفتری و کذاب پر جس نے تمام نبیوں رسولوں اور قرآن و حدیث میں انک کہ خداوند قدوس کی ذات پاک پر افتر کر کیا اور اپنی نام نہاد شان و عظمت کو مقبول و محبوب ترین بندوں سے بڑھایا۔

مرزا کے شعر مذکور کا ترجمہ جو میں نے کیا اس سے زیادہ اہم مفہوم اس کے خلیفہ ثانی نے بیان کیا ہے جسے میں مدیر ناظرین کو ناچاہتا ہوں۔ سنئے۔ ”لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں حسین کے برابر ہوں“ لیکن میں کہتا ہوں، اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ شیوہ حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔“ (اخبار و رسائل قادیانیہ)

یہ ہے قادیانی تعلیمات کا نتیجہ کہ مرزا قادیانی کو امام الشہداء نواسہ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کہنا قادیانی دھرم میں مرزا قادیانی کی توہین ہے کیونکہ مرزا قادیانی مرد و دکا ایک ایک لمحہ قادیانیوں کے نزدیک شیوہ حسین کی قربانیوں کے برابر ہے۔

(۵) باب العلم سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جتنا میں گستاخی شیر خدا فاتح خیر یا الب علم سراج سیدہ فاطمہ پر درود رسول حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الشریف کے فضائل و مناقب آیات ربانہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں بلکہ کتب احادیث میں مناقب سیدنا علی کا مستقل باب موجود ہے۔ پھر آپ کا عبد الرحمن ابن ملجم جیسے ظالم و سفاک کے

ہاتھوں رمضان شریف کے مقدس مہینہ کو فہ کی جامع مسجد بوقت بارش
 نو زنجیرت، بحالت صوم، درجہ شہادت پر فائز المرام ہونا آپ کی حیاست
 سرمدی اور شہیدی زندگی کھلی دلیل ہے۔ مگر شیعہ قادیانی خلیفہ شیطانی
 مرزا غلام کی لوگا ہوں میں آپ کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ وہ آپ کی جنابت
 میں اس طرح زبان طعن دراز کرتا ہے

”پرائی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ
 علی تم میں موجود ہے اسکو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو“

(منلفوظات احمدیہ جلد اول ص ۱۲)

مرزا قادیانی نے خلافت راشدہ کو جھگڑا و قرار دیکر اور اسکو چھوڑنے کی تاکید
 کر کے اپنی دنیا و آخرت حرب کی کہہ کر کہ حکم رسول علیہ السلام (علیہ السلام)
 لیسنی و سمعہ الخلفاء الراشدين المہدیین (الحدیث) یعنی تم
 میرا اور خلفاء راشدین کا طریقہ لازم ہے (کی خلاف ورزی اور بغاوت
 ہے ساتھ ہی ساتھ حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توین امیر
 طور پر مردہ قرار دینا قرآنی ارشاد (بَنِیْ اَحِبَّاءُ وَّوَلِّیْیْنَ لَا تَسْعَوْا وِیْہِ) کے
 خلاف ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو قرآن و حدیث سے کیا لینا دینا ہے۔ اسے
 تو صرف بزرگوں کی بارگاہوں میں گستاخیاں کرنی اور مہنہ بھر بھڑک کر گالی دینی
 ہے سودہ دے رہا ہے۔

حضرت سیدۃ النساء کی بارگاہ میں گستاخی پتیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی پیاری چیتی بیٹی۔ جگر گوشہ رسول مقبول حضرت سیدتنا بتول فاطمہ
 الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کی عفت و پاکیزگی پر جو ان بہشتی بھی قربان
 جنکی عظمت و برتری پر کثیر احادیث صحیحہ متواترہ منقول جن کا وجود مبارک
 جسم مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الشہادہ کا حصہ۔ ان کی بارگاہ اقدس میں مرزا قادیانی

نے جس بد زبانی و دیدہ و بینی اور جاسوز حرکت کا ثبوت دیا ہے اس سے
الہیاتی شرافت اور شریفوں کی غیرت پانی پانی ہو جاتی ہے۔ لیکن کیا کیجیے
گا مرزا غلام احمد قادیانی اس زبان کو اپنی سرشت کے اعتبار سے استعمال
کرنے کیلئے مجبور ہے۔۔۔۔۔ لکھتا ہے

”حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کشفی حالت میں اپنی
رآن پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔“

(ایک غلطی کا الزام ”جاشیہ ص ۱۱ مصنفہ مرزا قادیانی“)

پنجتن پاک کی مجموعی توہین اہل ایمان کے نزدیک پنجتن سے مراد

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدنا مولیٰ علی، حضرت
سیدنا فاطمہ الزہراء، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہیں جنہوں نے شجر اسلام کی آبپاری فرمائی اس
حیثیت سے کہ ان میں سے اسلام بھی کہہ سکتے ہیں لیکن مرزا قادیانی نے
اپنی نامراد اولاد کو بنائے اسلام اور پنجتن قرار دیا ہے جس سے پنجتن پاک کہے
شدید ترین توہین ہوتی ہے۔۔۔۔۔ لکھتا ہے

میری اولاد سب تیری عطا ہے بہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں یا یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درمیں ص ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی گستاخیاں محبوبان نبوت و زین
رسالت حضرات شیخین امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و درجات اور کردار و کمالات کے واضح بیان میں
قرآن مجید کی درخون آیات مقدسہ موجود ہیں کتب احادیث میں ان کے فضائل
و مناقب کے علیحدہ علیحدہ ابواب ہیں جن سے انکی فضیلت و عظمت آشکارا ہے

ائمہ اسلام اور علماء اعلام نے ان کی افضلیت و برتری اور خلافت و سرور کے سے متعلق سیکڑوں تصانیف ائمہ مسلمہ کو عطا فرمائی ہیں۔

مگر مرزا غلام احمد قادیانی جس پر اپنی برتری کا بھوت سوار ہے۔ اور جس کو اپنے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا ہے وہ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ اس طرح تبلیغ کرتا ہے۔۔۔۔۔

”میں وہی مہدی ہوں جسکی نسبت ابن سیرین سے پوچھا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ بعض انبیاء سے بہتر ہیں“ (تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۳۱)

یہ تو مرزا غلام کی بولی تھی کہ اس نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تہلیل کی بنیاد رکھی اس لیے دیکھئے کہ اس کی تعلیم کا اثر اسکے اہل خانہ پر کیا ہوا اس سلسلہ میں قادیانی حکیم الامتہ میاں محمد حسین کی ایک ایمان

۱ مسودہ تحریر خاص خدمت ہے۔ DE AHLESUN

”مجھے اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا۔ مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود علیہ

السلام کے ساتھ دل ارادت ہے۔ اور میں ان سب کی کفایت برداری اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کے طفیل سے بڑے بڑے نفع

ہوئے ہیں۔ میں ان کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ میرے ایک محبوب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح

موعود کے خاص رکن رکن ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ مسیح تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیش گوئی نہیں

جتنی کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دیکھ دیکھنے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر عمر کیا تھے وہ تو حضرت

غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے لائق نہ تھے۔

(المہدی ص ۵۵ حکیم محمد حسین قادیاہی)

یہ مرزا قادیاہی کی تعلیم و تربیت کا اس کے اہل بیت پر اثر کہ اسکے سب سے بڑے فاضل رکن کی نظر میں افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اتنی بھی قدر و منزلت نہیں کہ بقول اس کے یہ مقدس حضرات۔ مرزا قادیاہی کی جوتیوں کا فیتہ کھولنے کے لائق ہوں (العیاذ باللہ رب العالمین) اور اس توہین و تذلیل و حقارت و نفرت کے بعد بھی مرزائی حکیم الامتہ کی دلی ارادت مرزائی اہل بیت کے ساتھ برقرار ہے اور ان کے کفش پروازی کو فخر سمجھتا ہے۔

اے قادیاہیو! اگر تمہارے اندر ذرا بھی غیرت و حمیت کا شائبہ ہے تو سوچو اور غور کرو کہ یہ زہریلی اور ایمان سوز بولی کوئی سیاہ دل کا فریبی اپنی زبان پر لاسکتا ہے؟ اور کیا دعویٰ کہہ گئی کے بعد مذکورہ نظریہ کا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے؟ طاقتور تو اسے چرخ گردوں تفویض۔۔۔۔۔

اب بھی وقت ہے کہ قادیاہیت سے توبہ کرو۔ مرزا قادیاہی اور اس کے ماننے والوں پر لعنت بھیجو اور مذہب مہذب السنّت و جماعت سے منسلک ہو جاؤ۔ کیونکہ۔۔۔

کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجموعی توہین و تذلیل اقادیاہیوں نے

حضرت تاجدار گولڑہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و جلالتہ العلم حضرت محی الدین ابن العربی حضرت سیدنا غوث اعظم حضرت سیدنا امام اعظم حضرت سیدنا شہید اعظم حضرت سیدنا مولیٰ علی حضرت سیدنا فاروق اعظم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بارگاہوں کے نام لے لے کر گالیاں

دیں مہاورا ہانت وگستاخی کی۔ لیکن قادیانی بد بختوں کا جی نہیں بھرا تو تسلیم کرتا
 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی توہین و تذلیل پر اتر آیا پہلے قادیانی نے
 کلکی اودھار کی بولی سنے اور دیکھے کہ اس مرد و داری نے جمیع صحابہ کرام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کی توہین و تذلیل کی شروعات کس طرح کی۔۔۔۔۔
 جو شخص میری جماعت (قادیانیت) میں داخل ہوا اور حقیقت سرور
 خیر المسلمین کے صحابہ میں داخل ہوا۔

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پھر اسی پنج پر مرزا غلام کی امت۔ اور امت کے رہنما کھین موند کر چل پڑے
 نوز و نوز مضامین کی اشاعت قادیانی اخباروں میں ہونے لگی اعلیٰ حضرت
 جیسی گراہ کن کتابیں لکھی گئیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخیاں
 کی گئیں۔

"THE NATURAL PHILOSOPHY
 OF THE HUMAN MIND"

صحابہ کرام کی مبارک جماعت وہ فائز الموم جماعت ہے جسکے بارے
 میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ (اللہ ان سب سے راضی اور وہ سب اللہ سے راضی)
 قرآنی ارشاد ناطق ہے اَشِدُّكَ عَلَى الْكَافِرِينَ وَرَحَمًا بَيْنَهُمْ وَكَافِرِينَ
 زیادہ سخت اور آپس میں رحم دل ہیں) یہ وہ تغیر قرآنی ہے جو براہ راست
 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل ہے اسی طرح سیکڑوں آیات قرآنیہ و
 احادیث نبویہ سے صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان و عظمت ظاہر و
 باہر ہے۔ لیکن قادیانی دھرم میں صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مسلم عظمتیں
 مرزا قادیانی کے نوکروں چاکروں کو حاصل ہیں۔ قادیانی کتب و رسائل سے
 صرف دو تین اقتباسات مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ صحابہ رسول علیہ علیہم
 السلام کی کیسی کیسی توہینیں کی گئی ہیں۔

① ایک نبی ہم (قادیانیوں) میں بھی خدا کی طرف سے آیا۔ اگر اسکا اتباع

کریں گے تو وہی پہلے پائینگے جو صحابہ کرام کیلئے مقرر ہو چکے ہیں (ایضہ ملاقات ۸۵)

۱۵ جو اصحاب مسیح موعود (مرزا قادیانی کے چیلے) کی عیب چینیاں کرتے ہیں کہ ان کی اصحاب آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیا نسبت ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں اور وہیں یہ دیتے ہیں کہ ان اصحاب نے آنحضرت صلیع سے تربیت پائی۔ اور ان لوگوں نے مسیح موعود سے۔ دونوں میں فرق بینا ہے۔ حالانکہ حوالہ خات ما فوق اللذکر سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کو وہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا اور مسیح موعود مصطفیٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا کیونکہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہیں پھر صحابہ مسیح موعود کو ان حضرت صلیع کے ہاتھ کے تربیت یافتہ اور آنحضرت کے صحابہ قرار دیا۔ پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں کہ دونوں فرقہ درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں۔ صرف زمانہ کافرق ہے وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں یہ بعثت ثانی کے۔

(الفصل قادیان مجریہ ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء جلد ۵ شمارہ ۹۲)

۱۶ سب بڑا فضل اور انعام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے لیکن اس سے دوسرے درجہ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنے والے انسان کے ساتھ تعلق ہو۔ کیونکہ نبیوں کو خدا تعالیٰ سے بلا واسطہ تعلق ہوتا ہے۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض آدمیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ بلا واسطہ کلام کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان منقول از الفصل جلد ۲ شمارہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۵ء)

ان اقتباسات پر اگر طائرانہ نگاہ ڈالیں تو مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں

(الف) مرزا قادیانی کی چاکری میں وہی فضائل و درجات حاصل ہوتے ہیں جو صحابہ کرام کو ہوئے۔

(ب) مرزا قادیانی کے پیلوں کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گھٹیا سمجھنا یہ مرزائی صحابہ کی توہین و تذلیل ہے۔

(ج) خاتم الانبیاء سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وسلم اور قادیانی گویاں مرزا غلام کے درمیان تفریق کرنا منوع ہے۔

(د) مرزا قادیانی کے حلقہ بگوشوں اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کوئی فرق کرنا اور صحابہ کرام کو انصاف جانتا ٹھیک نہیں ہے۔

(ه) اخلا وند کریم سے بلا واسطہ تعلق نہیںوں کو تو کہہ دو کہ انہی سے اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے مگر قادیانی جماعت کے بعض افراد کو خدا سے وہ تعلق ہے کہ خدا پاک

ان سے بلا واسطہ گفتگو فرماتا رہتا ہے (العیاذ باللہ منہم الغامضین) یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعلق مرزا قادیانی، اس کے خلفاء اور اسکی امت کا عقیدہ و نظریہ جس کے ہر ایک لوگ و ملک سے صحابہ عطا آرضی اللہ

تعالیٰ عنہم کی توہین و تضحیک اور تذلیل کے دھماکے بہہ رہے ہیں۔

سوال :- کیا قادیانی دھرم والوں اور اس کے بانیوں نے عام مسلمانوں کو کبھی گالی گلوچ دی ہے اور انکی توہین و تذلیل کی ہے ؟

جواب :- کیا خوب سوال ہے جب قادیانیوں نے اسلام کے اعظم علماء کرام صوفیا عظام، اسلاف والا مقام اور صحابہ ذوالا خرام کی قرار و اتقی عظمتوں سے کھلوڑ

کیا انہیں بازاری گالیاں دی، ابانت گستاخی کی انتہا کر دی۔ تو اب کون مسلمان بچتا ہے جو انکی دشنام طرازیوں، چہرہ دستیوں اور بے لگام زبان سے محفوظ

رہ جاتا ہے۔ قادیانی دھرم کے نبی اور اس کے رہنماؤں نے صحابہ کرام رضی اللہ

تعلیٰ عنہم سے لیکر کچک کے تمام مسلمانوں کو گوب سے قیامت تک جب قدر
اہل ایمان ہونگے سب کو منہ بھر بھر کر گالیادی ہیں اور ان پر سب دشتم کیا
ہے۔ مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب میں لکھتا ہے۔

”اسلام میں اگرچہ ہزار ہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں مگر ان میں
کوئی موعود نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔
(تذکرۃ الشہادتیں ص ۲۹ مصنفہ مرزا غلام قادیانی)

پھر لکھتا ہے یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ
نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے۔ اور جب قدر علوم غیبیہ مجھ پر ظاہر
فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو ان تک بجز میر سے
یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اور اگر کوئی منکر ہو تو بار شہوت اس کی گردن
پر ہے۔ غرض اس حقیقت کو میر کی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں
میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء
اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ
کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا کام پانے کیلئے
میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق
نہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اویہ بھی مرزا قادیانی ہی کا دعویٰ ہے۔

”میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ جو مجھ سے
ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا“ (خطبہ الہامیہ ص ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کے اس نظریہ و عقیدہ کو سنا منے رکھتے ہوئے قادیانی خلیفہ نے
اپنے مذہب کا اظہار اس طرح کیا۔

بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو اس
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور مطیع اور ایسا فرما ہر وار و ہوا جیسا
کہ حضرت مسیح موعود تھے۔

حقیقتہ النبوۃ ص ۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ ثانی قادیانی
قادیانی نبی اور اسکی امت کے خلیفہ ثانی کی مذکورہ تحریروں کو سامنے رکھتے ہوئے
آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ زمانہ خیر و ان سے بیکراہت کون ایسا مسلمان،
اور کون ایسا ولی و بزرگ ہے جس کے خون ناحق سے قادیانیوں کے
آستین رنگین نہیں ہیں۔ سرسری طور پر بھی اگر مذکورہ تحریروں کو پڑھئے
تو نتیجہ یہ باتیں سامنے آجاتی ہیں۔

(۱) کسی ولی یا اہل اللہ کی پیدائش سے پہلے ان کے آنے کی بشارت
کبھی نبی یا ولی نے نہیں دی مگر مرزا غلام احمدؒ کذاب کے نام سے آیا تھا
۷ اسکی بشارت پہلے ہی تھے نبیوں اور رسولوں اور ولیوں نے دیدی تھی۔

(۲) ۶ مرزا قادیانی کو پورے دین کا عالم تھے اپنے منکارت و خواطر کیلئے چلے آیا تھا اور
بیشمار امور غیبیہ پر مطلع فرماتا رہتا تھا مگر صحابہ کے زمانہ سے لیکر آج تک امت
محمدیہ میں کوئی ایسا نہیں ہوا۔

(۳) مرزا قادیانی کی اک اولاد اور دوسرے بچے قادیانیوں کے سوا کوئی مسلمان
قیامت تک ولی نہیں ہو سکتا۔

(۴) تیرہ سو سال کے اندر امت مسلمہ میں کوئی ایسا فرد نہیں گزرا جو مرزا غلام
انجہانی کی طرح مطیع و فرما ہر وار اور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کا فدائی
ہو۔ وغیرہ۔۔۔۔۔

قادیانیوں کی طرف سے یہ ساری امت مسلمہ کیلئے سب و شتم ہے کہ نہیں
اور ان سب کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کذاب و دجال کی برتری کا اعلان

امتِ مصطفویٰ کو تو بین و تذلیل ہے کہ نہیں؟ ہاں اگر تمام مسلمانوں کے لئے
بازاری اور پھوپھو پرگالی مرزا قادیانی کی زبان کجی ترجمان سے سننا چاہتے ہیں
تو بیچے سنئے اور اسکی سرشت کی داو دیجئے۔

(الف) کجیوں (رنڈیوں) کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے
مہر لگا دی ہے باقی سب میری نبوت پر ایمان لایچکے ہیں۔

(آئینہ کمالات احمدیہ ص ۵۴)

(ب) دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں کے
بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۱۰۰)

(ج) ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں، اور حرامیوں کی طرح اپنی نفس
گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۴، مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ تحریر میں ان تمام مسلمانوں کو رنڈی کے اولاد کہا
جنہوں نے اسکی دعائی نبوت کو قبول نہیں کیا۔ پھر انہیں مسلمانوں کو جنگلی
بیابانی سورا اور انکی بیویوں کو کیتوں سے زیادہ ذلیل و خوار کہا جس کو کذاب
پر ایمان نہیں لائے۔۔۔

اور اپنی آخری مذکورہ تحریر میں ان مسلمانوں، مجاہدوں کو چور، ڈاکو اور حرامی
کہا جس نے اسکی محسن گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو قبول
نہیں کیا اور اس کے خلاف جدوجہد شروع کی۔

آپ ہی اندازہ لگائیے کیا یہ کسی پڑھے لکھے انسان کی زبان ہے یا کسی
جاہل و سپورہ اور کجی رنڈی کی۔ یہ تو صرف اسکی گوبر نشانیوں کے چند نمونے
تھے۔ ویسے اس نے اپنے جس مخالفت کیلئے زبان کھولی ردالت و کیننگی
کی حد کر دی ہے۔ مثلاً جب مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی شہار اللہ امر
تسری وغیرہ کی تنقید و تردید کیلئے بیٹھا تو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا اور دہرانہ

کتے کی طرح یوں بھونکنے لگا۔

رئیس الدجالین عبدالحق عزیزی۔۔۔ اور اسکا تمام گروہ علیہم فعال

تَعْنِ اَدْلَهُ اَلْفُ اَلْفُ مَوْتُهُ اِن پر خدا کی لعنت کے دس لاکھ جوتے برس،

اسے پلید و جہاں! تعصّب سے تجھ کو اندھا کر دیا۔ (ضمیمہ ہلم، آتم ص ۲ مرزا غلام قادیانی)

یہ ہے لعنت و ملامت اور گالیوں کی بوچھاڑ کی کوئی مثال کسی اہل قلم کے یہاں

نہیں مل سکتی ہے لیکن قادیانیوں کو فخر کرنا چاہیے کہ یہ اس کے نبی اور مامور

من اللہ کی بولی ہے جس کی ہر بولی اس کے یہاں قانون کی حیثیت رکھتی ہے جس

کے خلاف کسی قادیانی کو اختلاف کی جرأت نہیں۔

اگر بنا سبقتی نبی کی زبان پر ہندیاں ایسی نہیں ہو تو شریفوں و رزویوں میں

فرق کرنا مشکل ہو جاتا۔ اسلئے مرزا قادیانی کی زبان سے جو کچھ نکلا وہ لائق تعجب

نہیں اسکو اپنی خاموشی زبان استعمال کرنی ہی چاہیے۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے

جنہوں نے اسکی بولی کو وحی الہی کا درجہ دیا اور اپنا دینی رہنما، مجدد وقت، مجدد

زمانہ اور نبی و رسول مان لیا۔

آٹھویں ملاقات

السلام علیکم؟ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: اب تک قادیانیوں کے جس قدر عقائد و نظریات اور مرزا قادیانی کے دعوے

سننے کو ملے ہیں پوچھے تو میرے قدموں تلے سے زمین نکل گئی اور میں حیرت و

استعجاب میں پڑ گیا کہ کیا کوئی مسلمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود ایسی ایسی ناپاک اور

شیطانی بکواس سے کتہوں کو سیاہ کر دے گا۔ اور اپنے کو

جہنم کا ایندھن بنا لے گا۔

حضرات! میرے خیال میں مرزا قادیانی کے ان گندے

عقیدوں سے خود تمام قادیانی بھی آگاہ نہیں ہونگے انہیں تو اسلام ہی کا سبز باغ دکھلا کر قادیانیت میں پھنسا لیا گیا ہوگا، ورنہ ان پڑھ سے ان پڑھ اور دین سے بیگانہ آدمی بھی ان خبیث عقیدوں کو برداشت نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اس جماعت میں شامل ہو جائے (العیاذ باللہ) آج کی ملاقات میں میں تجھنا چاہوں گا کہ کیا قادیانیوں کے نزدیک شعائر الہیہ مثلاً قرآن و حدیث، بیت اللہ و بیت المقدس، مکہ و مدینہ وغیرہا کی کوئی عزت و عظمت ہے یا نہیں؟ کیونکہ شعائر الہیہ کی عزت و عظمت کرنا اہل ایمان کی صداقت و سچائی کی نشانی ہے۔

جواب:- جی ہاں آپ کا خیال درست ہے کہ اکثر قادیانی عقائد قادیانیت کے بے خبر ہیں۔ صرف اسلئے قادیانی ہر گئے کر کے باپ دادا قادیانی تھے۔ یا اکثر رشتہ دار قادیانی تھے۔ یا پھر قادیانی مبلغوں نے اصل اسلام کا سبز باغ دکھلا کر انہیں قادیانیت میں پھنسا لیا اور اب وہ اپنے نام نہاد جماعت احمدیہ سے الگ ہونا اپنے لئے شرم و عار محسوس کرتے ہیں اور جتھے ہیں کہ اہلسنت و جماعت والے ہمارے باپ دادا کو گمراہ سمجھنے لگیں گے اور ہماری گذشتہ زندگی پر لعنت و ملامت کریں گے۔ لیکن میرے بھائی! یہ سمجھنا بالکل ہی غلط اور بے معنی ہے کہ جب حق و باطل ظاہر ہو جائے تو باطل پر تھوک دینا چاہیے اور حق کے دامن سے وابستہ ہو جانا چاہیے۔ کہ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی اور اللہ جل جلالہ اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خوشنودی ہے۔ بالفرض اگر وہ شرم و عار کرتے تو یہی گئے تو ان کی آئندہ نسلیں بھی خراب ہو سکتی ہیں اور ان کی جوابدہی کے لئے یہ بھی ذمہ دار ہوں گے۔ جیسے انکی گمراہی و ضلالت کیلئے ان کے ساتھ ساتھ ان کے باپ دادا بھی عند اللہ گرفتار ہوں گے۔

ہوں گے۔ شعائر الہیہ کی عزت و تکریم یقیناً واجب اور اخلاص و ایقان کی علامت ہے جس کلمہ گو کے اندر اس کی تکریم و تعظیم نہیں اسکی کلمہ گوئی صرف زبانی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يَعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ

(جو شعائر الہیہ کی تعظیم کرتا ہے تو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے) قادیانیوں نے تمام شعائر الہیہ کی توہین و تمذیل کی ہے نہ قرآن و حدیث ان کی زبان طعن سے محفوظ ہے نہ مکہ مدنیہ اور بیت المقدس یہاں تک کہ نماز روزے اور حج وغیرہ کی توہین کرنا بھی اسکے مذہب خبیث میں داخل ہے۔ قادیانیوں کے ذخیرہ اہانت میں سے چند نمونے پیش

کر رہا ہوں ملاحظہ کیجئے اسکی کلمہ گوئی زبانی ہے یا قلبی؟
(الف) قرآن پاک کی توہین مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفہ حضرات مرزا محمود و نامہ مسعود اپنے خطبہ جمعہ میں اعلان کرتا ہے۔

”یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سولئے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سولئے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سولئے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو داسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اسکے لئے یٰٰھْدِیْ مِّنْ یَّسَّارٍ وَالْاِقْرَآنَ نہ ہوگا۔ بلکہ یُضِلُّ مِّنْ یَّسَّارٍ وَالْاِقْرَآنَ ہوگا۔ الخ (منقول الفضل مجریہ قادیان جلد ۱۱ شماره ۱۲)

یہ مرزا قادیانی کی خلافت کا اثر کہ اسکی روشنی میں سوائے "برائین احمدیہ" کے کوئی قرآن نہیں سوائے "ملفوظات احمدیہ" کے کوئی حدیث نہیں۔ اور سوائے رام و کرشن اور گوپال و نالک کے کوئی دوسرا نبی نہیں یہاں تک کہ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وجود سراپا مسعود بھی کوئی معنی نہیں رکھتا ہے اگر قادیانیت کی عینک لگا کر نہ دیکھا جائے۔ اپنی اس ناپاک تقریر میں خلیفہ قادیانی نے پوری دنیا کے قرآن پاک کو طعنا و گمراہی کا پلوند اور ہدایت و نور سے دور و مہجور بتایا۔ صرف مرزائی قرآن کو صحیح مانا اور یہ قرآن پاک کی بدترین اباحت و تزییل ہے۔ شاید یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ خلیفہ قادیانی کی تقریر ہے جس میں جوش و جذبہ کی کار فرمائی ہے لہذا اسکی شرعی گرفت نہیں ہونی چاہئے۔

لیکن یاد رکھا جائے کہ کلمہ کفر خواہ جوش و جذبہ میں زبان سے نکلے یا ہوش و حواس میں، ہر طرح کفر ہی ہے۔ پھر تقریر کو تقریر ہی رہنے دیا جاتا تو صرف مقرر و سامع ہی عند الشرائع مانوڑ ہوتے مگر قادیانیوں نے اس تقریر کو مضابطہ تحریر میں لا کر اخبارات و رسائل کے ذریعہ اسکی اشاعت کر کے قادیانی دھرم والوں کو جنم رسید کر دیا کیونکہ کسی قادیانی نے اسے تردید نہیں کی بلکہ اسی کے مطابق اپنا ایمان و عقیدہ گڑھ لیا۔

اب کوئی بھی قادیانی یہ کہہ کر اپنا دامن نہیں بچا سکتا ہے کہ "ہم بھی قرآن کو مانتے ہیں" ہاں اس کو یہ کہنا چاہیے "ہم قادیانی قرآن کو مانتے ہیں" اسلئے کہ قادیانی خلیفہ نے قرآن کو تقسیم کر دیا اور بنا تک و بل اعلان کیا کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جسے تدریج موعود (مرزا قادیانی) نے پیش کیا۔

احادیث کرمیکہ کی توہین | قرآن کریم کی طرح سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام محمد بن اسلام کی اساس و بنیاد ہے جس کے بارے میں ارشاد

ربانی ہے۔ مَا أَتَكُمْ أَلَسْ سَوَّلَ فَخْذُ ذُوهُ وَمَا نَهَكُمْ عَنْهُ فَأَنْتُمْ تُؤَا۟رِءُو۔ رسول جو کچھ تمہیں دیں انہیں لے لو اور جن سے منع کریں ان سے رک جاؤ۔ اور جس کے بارے میں ارشاد رسول علیہ السلام ہے "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي تَمَاهِكُمْ" اور میری سنت لازم ہے۔ مگر قادیانیوں نے سنت نبوت اور احادیث مبارکہ کے متعلق بھی زبان درازیاں کی ہیں۔ ان کے یہاں احادیث کریمہ کے پرکھنے کا معیار، رواۃ و اسناد اور اصول حدیث نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی زبان یہ دگما ہے۔ یعنی قادیانیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں اگر کسی متین حدیث کے راوی کون ہیں اور اصولی اعتبار سے ان کی کیا حیثیت ہے؟ بلکہ وہ صرف مرزا قادیانی کی زبان کو احادیث کی صحت و عدم صحت کا معیار جانتے مانتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی کی جرات و ہمت یہ باکی دیکھئے اور اس کی نظر میں احادیث مبارکہ کی اہمیت کا اندازہ لگائیے۔

۱۸۸۷ء انگریزوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے۔ تودہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی فرمایا کرتے تھے۔ حدیثوں کی کتابوں کی مثال تودہ مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔

(پھر کہتا ہے) چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا انجمنی) بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیث لے پھرتے ہیں مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں۔ بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤ فلاں حدیث درست ہے اور فلاں غلط۔

(خطبہ جمعہ منقول از الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث مبارکہ کے ذخیرے (بخاری، مسلم، ترمذی

ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، نسائی، موطا امام مالک، موطا امام محمد وغیرہم کو
مداری کا پٹارہ قرار دیا۔ اور اس کے خلیفہ نے اسی کو اپنا ایمان قرار دیا۔
بناسیتی قادیانی نبی کے قول مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احادیث کرمیہ کے
روشنی میں قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک نہیں کیا جاسکتا کیونکہ
وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ احادیث کرمیہ کی روشنی میں اسکی دجالی نبوت کا
پول کھل جائے گا۔ لہذا اس نے احادیث مبارکہ کے تمام ذخائر کو مداری
کا پٹارہ کہہ کر قابل اعتناء ہی نہیں سمجھا، صرف وہ حدیثیں جو اسکی نگاہ میں اسکی
مؤید ہیں اس کے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔ اور یہی اسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے ارشادات گرامی کی شدید ترین توہین ہے۔ جو وحی مخفی کی توہین ہونے
کی وجہ سے ضلالت و گمراہی اور بددیہی ہے۔

بیت اللہ شریف کی توہین پہلے یہ سن لیجئے کہ قادیانی دھرم دو
مشہور فرقوں میں بٹا ہوا ہے ایک گولہ پوری گروپ اور دوسرے کو قادیانی
گروپ کہتے ہیں۔ قادیانی گروپ لاہوری کو غیر متابعین کہتے ہیں اور قادیانی
گروپ کو متابعین۔۔۔۔۔ ان دونوں گروپ کے بنیادی عقائد تقریباً یکساں
ہیں یعنی دونوں گروپ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مقتدر و رہنما مانتے ہیں۔ نبی و
رسول اور تشریفی نبی ہوتے ہیں ان کا آپسی اختلاف ہے اسی طرح بعض مسائل
میں بھی اختلاف ہے جو اہلسنت و جماعت کے نزدیک قابل توجہ نہیں۔
قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے امام و مقتدی مولوی محمد علی لاہوری نے خانہ
کعبہ (بیت اللہ شریف) کی عظمت و شان کو میان کرتے ہوئے اپنی مشہور
کتاب ”ذکات القرآن حصہ سوم ص ۲۶“ پر لکھا

”یہ بھی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی حاصل ہے

کہ وہ ابن کا مقام ہے ”مَنْ دَخَلَ كَانَ آمِنًا (القرآن)۔ (مکتبہ مودودی)

لیکن مولوی محمد علی لاہوری کے پیر و مرشد اور نبی اعظم مرزا غلام احمد قادیانی اُس
سچائی نے یہ خصوصیت و صفت اپنی قادیانی مسجد کو قرار دیکر کعبہ مکرمہ
(بیت اللہ شریف) کی شدید ترین توہین و تذلیل کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے
قرآن (براین احمدیہ) حاشیہ در حاشیہ میں لکھتا ہے۔

” بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز
کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت
الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے
اور آخری فقرہ مذکور بالا (مَنْ دَخَلَ كَانَ اِمْنًا) اسی مسجد کی

صفت میں بیان فرمایا ہے۔ (براین احمدیہ ص ۵۵)

قرآن پاک نے جس آیت کریمہ میں بیت اللہ شریف اور حرم بکرم کے تقدس
و احترام کو بیان فرمایا اسی آیت کریمہ کو مرزا قادیانی اپنی نام نہاد مسجد اور چوبارہ
پر چسپاں کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ کبیت اللہ شریف کی عظمت و بزرگی کسی
ناپاک و جوہ کی بیشک کو دنیا بیت اللہ شریف کی اہانت و تذلیل ہے۔

حرم پاک کی توہین | کعبۃ اللہ شریف کے ارد گرد مسجد حرام شریف

ہے اور اس کے گرد و میلوں میں پھیلا ہوا علا قہ حرام ہے جو حرم
الہی کہلاتا ہے جسکی عزت و احترام کا قانون آفاقی قوانین سے جدا گانہ ہے اسی
طرح آرام گاہ نبوی (روضہ منورہ) کے گرد و مسجد نبوی شریف ہے اور مسجد
نبوی کے ارد گرد میلوں میں پھیلا ہوا ”حرم نبوی“ ہے جسکا مقام و مرتبہ
حرم الہی کے بعد ساری روئے زمین سے بلند رہا ہے اور عاشقوں کی نگاہ
میں تو حرم نبوی کا مقام ہی کچھ اور ہے۔ لیکن قادیانیوں نے حرم الہی اور حرم
نبوی شریفین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی سچائی کے مقابلہ میں قادیان
کو مقام محترم اور اراض حرم قرار دیکر حرمین شریفین کی توہین و تذلیل کی اور

اپنی قلبی کدورتوں اور اسلام دشمنی کا اظہار کیا۔
مرزا غلام احمد قادیانی حرمین شریفین کی اہانت و تذلیل کی بنیاد اس طرح ڈالتا ہے۔

”زمین قادیان اب محترم ہے، ہجوم خلیق سے ارض حرم ہے
(دو شہین ص ۵۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے تو قادیان کو ارض حرم قرار دیا اور اسکے خلفاء نیز امتیوں نے
قادیان میں منعقدہ جلسوں میں شرکت کرنے کو حج قرار دیا اس طرح حرمین
طہین دونوں کی توہین کر کے اسلام سے بغاوت کا اعلان کیا۔ ایک جلسہ

کی رپورٹ سنئے۔
”جو احباب واقعی مجبوروں کے سبب اس موقع (رسالہ جلسہ) پر

قادیان نہیں آ سکے۔ وہ تو زیر معذرت ہیں۔ لیکن جنہوں نے دین کو دنیا
پر مقدم رکھنے کے عہد رائق کا پاس کیا۔ اور ارض حرم (قادیان)

کے انوار شکست سے ہیرو اندوز ہوئے۔ اب محترم (مرزا قادیانی)
کی زیارت کرنے کے شوق میں دارالامان مہدی ٹھیک وقت

پر آئے۔ پہنچے انکی للہیت انکا اخلاص فی الواقعہ انکی تحسین ہے۔

(پھر لکھتا ہے) اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلافت مسجد مبارک میں
نہیں سما سکتا۔

تو گلیوں، دوکانوں، اور رستوں میں نمازی ہی نمازی نظر آتے
ہیں، اور ارض حرم کے چار مصطفیٰ کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ
نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔

(الفضل قادیان ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء جلد ۲ شمارہ ۲۴)

غور کیجئے کہ مسلمانوں کے نزدیک تو حرمین شریفین دارالامان ہے مگر قادیانی

خلیفہ اور قادیانی امت کے نزدیک حرمین طہین و لڑلا مان نہیں بلکہ قادیانی و لڑلا مان
سب کے انور و برکات سے قادیانی کے بھاری لوگ بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔
مکہ مکرمہ اور مدینہ طہیہ کی توہین احب قادیانیوں نے بیت اللہ
شریف اور حرم محترم کی توہین و تذلیل کو اپنا ایمان و دھرم بنا لیا ہے تو مکہ
معظمہ اور مدینہ منورہ کی تعظیم و تکریم کا ان کے یہاں کوئی سوال ہی نہیں ہے
اور جب گنبد خضراء و ضہ منورہ ان بدعتوں کے نزدیک کپڑے کپڑے اور
تلفین سے بھر پور ہے تو اس کی عزت کا کیا سوال ہے پھر بھی ان کے نفاق
قلبی اور شوریدہ سری کو دیکھئے کہ ان کے جغرافیہ میں مکہ و مدینہ کہاں ہے

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کا یہ جواب ہے کہ
ہم مکہ میں نہیں گئے یا مدینہ میں اس منقلب اہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں
ناک قادیان کہے ہیں۔ مگر خیر صابغین (لاہوری قادیانی گروپ) مدینہ
لاہور کو اور مکہ قادیان کو قرار دیتے ہیں اور اسی بات پر وہ قائم ہیں“

(الفضل قادیان ۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

یہ میاں محمود خلیفہ ثانی قادیانی کے سالانہ جلسہ میں تقریر کی رپورٹ ہے کہ اسکے
نزدیک مکہ و مدینہ سے مراد قادیان ہے مگر یہ بھی اس کی پاگل پن ہے کیونکہ مرزا
غلام احمد قادیانی اپنے وطن قادیان میں نہیں مرا بلکہ لاہور کے ایک سٹڈنٹ اسمیں
جا کر مرا پھر معلوم نہیں کیوں اس نے مکہ و مدینہ سے مراد قادیان ہی لیا ہے
حالانکہ یہ مرزا قادیانی کی نامراد پیشگوئی سراسر خلاف ہے۔

جب مرزا محمود نامسعود کو اپنے باپ کی پیش گوئی یاد آئی تو فوراً اس نے پیٹرا
بدلا اور لاہوری قادیانی گروپ کا عقیدہ پیش کیا کہ اس کے نزدیک مدینہ سے
مراد لاہور اور مکہ سے مراد قادیان ہے۔ لہذا لاہور میں مرنا گویا مدینہ ہی میں
مرنا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

مسجد اقصیٰ کی توہین

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ ہے اور اس سے پہلے بہت سارے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیوں کا قبلہ رہا ہے۔ قبلہ تبدیل ہو جانے کے بعد بھی اس کی تعظیم و تکریم اپنی جگہ مستم ہے کہ وہاں کی ایک نماز پچاس ہزار نساؤں سے بہتر ہے۔ مگر قادیانی دھرم والوں نے اس کی عزت و تکریم کو بھی جبر و جبر کیا تاکہ مسلمانوں کا دل زخمی ہو۔ لیکن کیا کیجیے جو بیت اللہ شریف، ارض حرم اور مکہ و مدینہ کی اہانت و تذلیل برسر عام کر سکتا ہے اسکی نگاہوں میں مسلمانوں کے قبلہ اولیٰ کی بھلا کیا عزت ہوگی۔ قادیانیوں نے اپنے دل کی خبر اس نکالتے ہوئے اپنی کتاب "تبلیغ رسالت جلد نہم" کے کئی صفحات سکھایا کر ڈالے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد یروشلم کی مسجد اقصیٰ نہیں بلکہ قادیان میں بجانب مشرق واقع مسجد ہے اس سلسلہ میں ان کے اخبار "الفضل" کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

”سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَنَاهُ كُنَّا حَوْلَهُ“ کی آیت کرمیہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ اس معراج میں اسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے۔ اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے۔“ (الفضل ۱۲ اگست ۱۹۳۲ء جلد ۲ شمارہ ۳۲)

یہ ہے قادیانی مفسرین قرآن کی تساوت قلبی اور شعائر الہیہ سے انحراف کی روشن دلیل کہ نزول قرآن کے وقت سے یکبریا تک تمام مسلمانوں

کے نزدیک مسجد اقصیٰ سے مراد یرشلیم کی مسجد اقصیٰ ہے جو حضرت سیدنا
 سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں تعمیر ہوئی ہاں بعض بزرگوں نے مسجد اقصیٰ
 سے وہ دور والی مسجد (بیت المعمور) مراد لیا ہے جو آسمانوں کے بچوں کی نورانی
 مسجد گاہ ہے۔ لیکن ماتم کیجئے قادیانی مفسر قرآن کی تفسیر دانی پر کہ ان کے
 نزدیک قرآن پاک کی تمام تفسیریں نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں اور صرف
 وہی تفسیر قابل اعتبار ہے جو قادیانی مفسرین نے کی اور ان کے نزدیک
 آئینہ مذکورہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے اتباع میں قادیانی مفسر قرآن کو بھی
 ایضاً وہ جنگ اور خون کی عادت رہی ہوگی جسکے نشہ میں بدست ہو
 کر قرآنی آیت مقدسہ کی یہ تفسیر کر گیا کہ چونکہ تاریخی پس منظر میں اس وقت
 قادیان کے اندر کوئی مسجد ہی نہیں تھی جس وقت سیر اقصیٰ کا واقعہ
 پیش آیا تھا اور وہ اس وقت مرزا قادیانی کا وجود نہ تھا جس کے حکم سے
 قادیان میں امام نہاد مسجد بنی، پھر آپ ہی غور کیجئے کہ معراج نبوی کے وقت
 قادیان کیا باں میں مسجد اقصیٰ کہاں سے آگئی؟

لیکن قادیانیوں کو ضد ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ
 نہیں بلکہ مسجد اقصیٰ وہی ہے جو قادیان میں مرزا قادیانی کے حکم سے بنائی گئی
 (تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۲۵)

جب قادیانی دھرم کے رفاؤں اور قرآنی علوم کے جاننے والوں کا یہ حال ہے
 تو معلوم نہیں قادیان عام امت کا کیا حال ہوگا
 گزشتہ است مکتبہ دلاپہ کار طفلاں تمام خواہ شد

مرزا غلام احمد قادیانی آنجنابی نے قادیان میں ایک سالانہ
 حج کی توہین جلسہ کی بنیاد ڈالی اور اس میں شرکت کی تاکید کرتے ہوئے

اپنی امتیوں کو بتایا کہ اس جلسہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی گئی ہے اور اس میں شرکت کے بڑے فضائل و برکات ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی معروف کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں لکھتا ہے

"اس جگہ نفی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان

اور خطر۔ کیونکہ یہ سلسلہ آسمانی اور حکم ربانی ہے۔ (آئینہ ص ۲۵۲)

یہ اسلامی حج کی غفلتوں اور برکتوں کو مجروح کرنے اور ایک نئے حج کی شروعات

کی طرف پہلا قدم ہے جسکی بنیاد قادیانیوں کے نبی اعظم (معاذ اللہ تعالیٰ) نے

اپنے وطن میں ڈال دی اب یہ دیکھئے کہ ایک نئے حج اور اس کے مقامات کی

تغیر قادیانی رہنماؤں نے کس طرح کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا

مرزا محمود نامہ مسعود خلیفہ ثانی قادیانی، قادیان کے جلسہ کی اہمیت و فضیلت

اور اسلامی حج کے مقامات کی توہین و تذلیل کرتے ہوئے تقریر و تحریر بیان کرتا ہے

"آج کا جلسہ پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج

خدا نے تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کیلئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں،

(قادیانیوں) کے لئے دینی لحاظ سے توجہ مفید ہے، مگر اس سے

جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی

کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل

کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعالیٰ نے قادیان کو

اس کام کیلئے مقرر کیا ہے (برکات خلافت ص ۱۷)

مرزا محمود کی یہ تقریر و تحریر ۱۹۳۲ء کی ہے جب حرمین شریفین کی خدمات

شریف مکہ کے سپرد تھیں اور عرب شریف پر شریفوں کی حکومت تھی اس

وقت سعودی نجدی کا غلبہ وہاں نہیں ہوا تھا اور شریف مکہ کی نظر میں قادیانی

و نجدی دونوں برابر تھے، اسی وقت قادیانیوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ ہمارے

حج کا مقام اب مکہ نہیں بلکہ قادیان ہے۔ جو حکم الہی حج کے لئے مقرر کیا گیا ہے
جہاں حج کے اغراض و مقاصد اور برکات و منافع حاصل ہوتے ہیں اور مکہ کا
حج تو بے خشک اور بے فیض ہو گیا (معاذ اللہ) چنانچہ یہ پیغام صلح "جو قادیان
کا مشہور اخبار تھا" میں ایک قادیانی بزرگ کا شائع شدہ انوکھا فیصلہ سنئے
"حضرت مرزا کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک
اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ
جاتا ہے کیونکہ وہاں پر حج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔
یوں تو قانونی طور پر اسے قاتل سے مجبور ہو کر سعودی گورنمنٹ نے بھی حرمین
شریفین میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیا ہے۔ مگر مختلف ملکوں میں
مقیم سعودی سفراء کو دھوکہ دیکر قادیانی دھرم والے بھی نام نہاد حج و عمرہ کا رواج
حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن جب مکہ کے حج و عمرہ سے ان کے لئے کوئی فائدہ
اور فوجی ترقی و البسط نہیں بلکہ الٹا جان و مال کا خطرہ ہے تو انکو وہیں حج کرنا
چاہئے جہاں ان کیلئے حج کے مقامات مقرر کئے گئے ہیں۔ اور پھر جب مکہ
والا اسلامی حج ان کیلئے خشک حج کا درجہ رکھتا ہے تو انہیں ترجیحاً کی طرف
ہی رجوع کرنا چاہئے کیونکہ حج سے زیادہ ثواب تو انکو جلسہ و جلوس کی چلت
بھرت میں مل جاتا ہے ترخیص مال، دھوکہ دہی اور اپنے آپ کو سستی مسلمان
ظاہر کرنے سے کیا نائدہ؟

ان باتوں کے پیش نظر یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھ لینے
اور اپنے آپکو قادیانی یا احمدی شمار کر لینے کے بعد بھی اکثر قادیانیوں کا دل
اپنے دھرم پر مطمئن نہیں ہے ورنہ وہ کئی حج کیلئے رجھوٹی قمیص نہ کھاتے
اپنی قادیانیت نہ چھپاتے اور اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت ظاہر نہ کرتے
لیکن حق دہی ہے جو سر چڑھ کر لوٹتا ہے۔ ہزار جتن کے باوجود بھی قادیانی کے

حلق سے بات نیچے اترتی نہیں کہ حج کیلئے قادیان کو مقام مقرر کیا گیا ہے۔
جہاد اسلامی کا انکار اور اسکی توہین جہاد۔ اسلامی و انض میں
 سے ایک اہم فرض ہے کہ

جیب ضرورت داعی ہو اور اسباب مہیا ہوں تو مسلمانوں پر جہاد فرض
 ہو جاتا ہے، تاکہ مسلمان باغیان اسلام سے بحکم خداوندی "وَجَاهِدُوا فِي
 اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ" نبرد آزما ہو سکے اور اسلامی تقاضوں کو پورا کرے
 مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے برٹش کی غلامی اور کافرانہ مزاج رکھنے کی
 وجہ سے جہاد اسلامی کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے اسکی کھلی توہین کی
 ہے جو کسی کلمہ گو سے متصور نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی نے جہاد کرنے والے
 مسلمانوں کو دشمن خدا اور منکر حق کہہ کر ان صلی اللہ علیہ وسلم قار دیا ہے۔

جناح مرزا قادیانی نے اپنی مشہور کتاب "اربعین" میں لکھا ہے۔
 آج سے اسلامی جہاد تو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ
 بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر سے تلوار اٹھاتا اور اپنا آغازی
 رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
 جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے
 آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور
 کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاوی
 کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔ (اربعین، ص ۷۷)

مرزا قادیانی نے اپنی امت کو ترک جہاد کا جو حکم دیا ہے دراصل اپنی محسنہ
 برطانیہ گورنمنٹ کا حق نمک ادا کیا ہے، کیونکہ اسی اہم تحریر کیلئے اس پر لاکھوں
 پونڈ خرچ کئے گئے تھے اور مسلمانوں کے خلاف اسے برٹش شیشہ میں ڈھالا
 گیا تھا۔ جہاد اسلامی سے متعلق اس کا ایک اور نفونی ملاحظہ

کیجئے اور دیکھئے کہ اس کو باطن نے اسلامی فرائض کا جنازہ کیسے درج کر دیا ہے۔
کے ساتھ نکال رہا ہے۔ اور جہاد اسلامی کو حرام قرار دیا ہے۔ لکھتا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اسے دوستو خیال

دیں گے نئے حرام ہے اب جنگ و قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے

دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزل ہوا ہے

اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ منقول ہے

و دشمن ہے وہ خدا کا جو کہ تمہارے جہاد

مکرم کی کہ ہے جو کہ تمہارے اعتقاد

اعلان مرزا قادیانی - مندرجہ تلخیص رسائل جلد نہم ص ۴۹

عیاں و چہ بیان آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کبھی کبھہ گوئی بولی ہے یا کسی دشمن

OF AHLESUNNAT WAL

سوال ۱۔ العیاذ باللہ۔ قادیانی دھرم کے بانی اور اسکے اماموں کی کاغذی گفتگو سنئے

سنئے میں پریشان ہو گیا ہوں میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی

کہ کبھہ گوئی کے باوجود کوئی تدبیر اسلام، شعائر الہیہ مقامات مقدسہ یہاں تک

کہ فرائض اسلام حج و جہاد کی ایسی توہین و تذلیل کرے گا۔ جس سے ہر کلمہ گو کا

سر شرم و ندامت سے جھٹ جائے گا۔۔

اللہ پاک اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہر مسلمان

کو قادیانی عقائد و نظریات سے اور ناپاک خیالات و تحریرات سے محفوظ و

مامون رکھے۔ آمین

جواب۔ خدا کرے کہ آپ کی طرح ہر مسلمان قادیانی دھرم کے گندے عقائد و خیالات

اور اسلام کش نظریات سے باخبر ہو جائے اور اسکی اصلیت کو جان جائے تاکہ اس کے گرد فریب کے جال میں پھنسنے سے بچے اور اپنے ایمان و اسلام کی حفاظت کر سکے۔ قادیانی دھرم جو دہویں صدی ہجری کے ربع اول کی وہ ہولناک تحریک اور ناپاک سازش ہے جس کے کئی پڑھے لکھے لوگ بھی شکار ہو گئے اور ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسے کاش انہیں قادیانیت کی اصلیت معلوم ہوتی اور قادیانیوں کا صحیح روپ ان کے سامنے ہوتا تو وہ ہرگز قادیانی دام ترور میں نہیں پھنستے۔

خدا کرے اب بھی ان کی آنکھوں سے پردے اٹھ جائیں اور حقیقت میں نگاہیں انہیں مل جائیں تاکہ وہ سچ اور حوث حق و باطل اور نور و تاریکی میں امتیاز پیدا کر سکیں۔ وَهُوَ الْمَوْفِقُ إِلَى الْهُدَى وَالْقَوْلُ الْبَالِغُ

THE NATURAL PHILOSOPHY OF نوین ملاقات AL JAMAAT

اسلام علیکم ؟ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال :- الحمد للہ قادیانی دھرم کے منافقانہ چہرہ سے آپ نے نقاب اٹھا دیا اور اس کا اصل چہرہ میرے سامنے آگیا۔ لیکن کیا ان حقائق کو جان لینے کے بعد کوئی عقل و شعور والا آدمی مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی دھرم سے وابستہ لوگوں کے ساتھ کسی طرح کا دینی یا دنیوی تعلق کو بحال رکھ سکے گا؟ میرے خیال میں اگر کسی کے اندر اسلامی غیرت و حیثیت ہو اور اسلام سے ذرا بھی محبت ہو تو ایسے اسلامی غداروں اور دین کے میرپاروں سے نہ تو کوئی دینی رشتہ باقی رکھے گا اور نہ ہی دنیاوی تعلقات استوار کرے گا۔ کیونکہ ان لوگوں نے خود ہی اپنے آپ کو دین اسلام سے الگ تھلگ کر رکھا ہے اور ضروریات دینی و ایمانی کی منج کنی پر کمر بستہ و آمادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صدقہ ہر مسلمان کو قادیانی جراثیم سے محفوظ رکھنے
آج کی ملاقات میں میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ قادیانی دھرم کے بانی اور اہل
نے تو مسلمانوں کو فتنہ گاریوں سے نوازا ہے جسکو میں نے ساتویں ملاقات میں سن
لیا تھا۔ لیکن کیا ان کے دھرم کے مطابق مسلمان ان کی نظر میں مسلمان جنت میں
جانے کے لائق ہے؟ یا نہیں؟ یعنی قادیانی دھرم میں مسلمانوں کی شرعی حیثیت
کیا ہے؟

جواب: خدا کا شکر ہے کہ تھوڑی سی توجہ کے بعد آپ نے قادیانی کی اصلیت و حقیقت
کو جان لیا اور اس کے تئیں آپ نے اپنے قلبی شغل کا اظہار کیا، مولیٰ کریم صراط
مستقیم پر استقامت عطا فرمائے اور ہر طالب حق کو حق پہنچانے اور باطل
سے تنکا توڑ لینے کی توفیق ارزائی عطا فرمائے۔

جی ہاں مسلمانوں کو کوٹھے دار گاریوں سے نوازا اور برکھتا قادیانیوں کا آبائی
پیشہ ہے جس سے مسلمانوں کو تنگ دل نہیں ہونا چاہئے کہ گالی دینا انکی
عادت ہے اور برداشت کرنا مسلمانوں کا طریقہ۔

مسلمانوں کی شرعی حیثیت قادیانیوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ایمان
و اعمال صالحہ سے آراستہ و بیراستہ ہونے کے باوجود کافر و جہنمی ہے کیونکہ
وہ مرزا غلام قادیانی کا غلام نہیں۔ اور جو مرزا غلام قادیانی کا غلام نہیں وہ ہزار
مسلمان ہونے کے بعد بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مرزا غلام قادیانی نے
اس بات کا اعلان بذریعہ اشتہار کیا اور اسکی امت کے دیگر رہنماؤں نے
اس بات کا پروگنڈہ اپنی کتابوں میں اسی اشتہار کے حوالہ سے کیا۔

غلام قادیانی نے اس اشتہار کے مضمون کو الہامی قرار دیتے ہوئے اشتہار
کی سرخی ”عیسایہ الاخیسایہ“ قائم کی اور اس میں جگہ بہ جگہ لکھا۔

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل

نہیں ہوگا اور تیرا مخالفت رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جنہی ہے۔ ان

قیامت تو یہ ہے کہ قادیانی بے رحموں نے صرف مسلمانوں ہی کو کافر و گمراہ اور جنہی نہیں ٹھہرایا بلکہ ان لوگوں کو بھی کافر و جنہی گردانا ہے جو لوگ مرزا قادیانی کو سچا ماننے اس کی نبوت و رسالت کا اقرار و یقین کرنے کے باوجود اسکے حلقہ بیعت میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔

گویا اس کے یہاں مسلمان ہونے کیلئے مرزا غلام کا مرید ہونا اور اسکے حلقہ بیعت میں داخل ہونا ضروریات دین میں سب سے اہم و اکلہ اور ضروری ہے چنانچہ قادیانیوں نے نہایت جرات جیہا کی کے ساتھ اس کی تشبیح و توثیح کرتے ہوئے اپنے ”عقائد احمدیہ“ میں لکھا ہے۔

یہ آپ (مرزا غلام) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کیلئے اسکی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلا اس کو بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔

(عقائد احمدیہ ص ۱۱۱ مولفہ میر شہر قادیانی)

مذکورہ بالا عقیدہ قادیانیہ کے پیش نظر تمام قادیانی (بہ خیر مناسبت) کہ مرزا غلام قادیانی کو سچا جانتے اور اسکی نبوت کا انکار نہ کرنے کے باوجود وہ قادیانی دھرم میں کافر و جنہی ہیں۔ کیونکہ اسوقت کے موجودہ قادیانیوں نے نہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اسکی بیعت کی ہے۔ اور قادیانی دھرم کے مطابق جو مرزا قادیانی کی بیعت میں توقف بھی کرے وہ کافر ہے لہذا موجودہ دور کے تمام قادیانی خود اپنے عقیدے میں کافر ہوئے۔

اب یہ دیکھئے کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو کس کس طرح کافر بنانے اور جنہی قرار

دینے کی جہانہ کوشش کی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔
 کفر و دوطرف پر ہے۔ ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً
 وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا
 ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے
 تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے۔ پس
 اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور
 سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔
 (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹ مرزا غلام قادیانی)

جی قادیانی بناسچی نبی کے نزدیک کفر کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ نبی آخر الزما
 سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت رسالت
 کا انکار کرنا۔ مثلاً یہودی، نصرانی، مجوسی، آتش پرست، بت پرست، زنجیر پرست
 گوتم پرست اور ملحد وغیرہ ہونا۔ اور دوسرا کفر یہ کہ قادیانی مسیح کذاب
 کو نہیں مانتا۔ مثلاً عامۃ مسلمین اور بروہ کہہ گئے جو مسیح قادیانی کی نبوت کا انکار
 کرتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی نے ان دونوں قسموں کو ایک ہی قسم میں شمار
 کیا۔ یعنی جو مسلمان مرزا کو نبی و رسول نہ مانے وہ اور یہودی و مجوسی، نصرانی و
 آتش پرست وغیرہ سب برابر ہیں۔ ایک ہی جنبش قلم میں مرزا قادیانی انجبینانی
 نے تمام امت مسلمہ کو جہنم رسید کروا دیا اور ساتھ ہی ساتھ خلتے قدر رس
 اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر الزام و اتہام بھی رکھ دیا۔
 سوال :- گویا قادیانی اپنے تمام مخالفین کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکتے ہیں خواہ وہ مسلمان
 ہو یا غیر مسلم؟ کیا قادیانیوں نے کہیں واضح طور پر یہودی و نصرانی کے تعلق
 سے کوئی فتویٰ صادر کیا ہے؟

جواب۔ قادیانی تو خود ہی یہود و نصرانی کا خود کاشتہ پودا ہے لیکن براہِ عیاری یہودی و نصرانی پر بھی وار کیا ہے تاکہ اسکا اصل چہرہ مسلمانوں کے سامنے نہ آ سکے۔ اور اس بات کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں کیا ہے۔ قادیانی کفری مشین گن کا اصل نشانہ مسلمان ہے پھر وہ لوگ بھی خواہی خواہی اس زد میں آ گئے جو اہل کتاب (یہودی و نصرانی) ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیجئے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی کا ایک فتویٰ ہے۔

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ نہیں مانتا، عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو تو مانتا ہے مگر مسیح کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ کپکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اسکی طرف سے ہے۔ جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے (اولئک ہم الکافرؤن حقا) فرمایا ہے۔ (کلمۃ الفصل مؤلفہ مرزا بشیر قادیانی)

اس فتوے میں مرزا بشیر قادیانی نے امتِ موسوی (یہودی) امتِ عیسیٰ (نصرانی) اور امتِ مسلمہ تینوں کو یکساں کافر اسلام سے خارج اور جہنمی قرار دیا ہے۔ اور پھر اسکا الزام خداوند قدوس پر لگا دیا۔ حالانکہ آئینہ مذکورہ حقیقتاً قادیانیوں ہی پر چسپاں ہوتی ہے جو عظمتِ الوہیت و رسالت اور تقاضائے ختم نبوت کے خلاف اقدام کر رہے ہیں اور یہ اختلاف کوئی جزوی و فردی اختلاف نہیں ہے۔ جسے مسلمان نظر انداز کر دے، چنانچہ اس کا اقرار خود قادیانیوں کو بھی ہے کہ مسلمانوں سے انکا اختلاف کوئی نظری و فکری اختلاف نہیں بلکہ اصولی بنیادی اختلاف ہے اور بنیادی اختلاف ہی کو دہ سے کفر یا اسلام کا حکم نافذ ہوتا ہے اور آدمی جہنمی یا جنتی ہوتا۔ قادیانی مفتی

اپنے مجموعہ فتاویٰ احمدیہ میں لکھتا ہے۔

۔ یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔۔۔ کسی مامورین اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے، ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیوں کر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے "لَا تَفَرِّقْ بَيْنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَبَيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا" لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو فرقہ ہو جاتا ہے " (بیچ المصطفیٰ) مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲۴

مذکورہ فتوے کی تائید میں ایک مضمون قادیانی اخبار الفضل خبر ۱۲ جون ۱۹۳۲ء کے اندر بھی شائع ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی مرزا محمود سے جامعہ علمیہ دہلی کے طالب علم عبدالقادر نے سوال کیا کہ کیا صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟ تو خلیفہ انجہانی نے جواب دیا کہ ہاں یہ درست ہے عبدالقادر نے اس کی وضاحت اس طرح چاہی کہ تکفیر کی وجہ کیا ہے؟ کیا کلمہ گو نہیں ہیں؟ تو مرزا محمود نے اس طرح وضاحت کی۔

۔۔۔ بیشک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کے لئے توحید پر، تمام انبیاء پر، ملائکہ پر، کتب آسمانی پر ایمان لازم درمی ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے، جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔ لیکن صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار ہیں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا۔ (الفضل قادیان جلد ۱۰ شمارہ ۹۹)

آج کے وہ روشن خیال اور جدت پسند حضرات بھی ڈر ٹھنڈے دل سے سو نہیں جھکتے ہیں کہ شیعہ سنی اختلاف، قادیانی و سنی اختلاف اور دہائی سنی اختلاف مولویوں کا گورکھ دھندہ ہے جسکو چند مولویوں کی جند اور ہٹ دھرمی نے سنگین بنا دیا ہے۔ قادیانی امام کے مذکورہ بالا بیان کو بار بار پڑھئے اور دیکھئے کہ اس نے تمام غیر احمدیوں کو کتنی بے رحمی اور سفاکی کے ساتھ کفر کی عوار سے قتل کر دیا غیر احمدیوں کا حرم صرف یہ ہے کہ ایک منکار، دغا باز، کذاب و جال، بنا سستی نبی کو نبی نہیں مانا، اور اسکی بیعت میں داخل نہیں ہوا۔ اور اس کے نزدیک اصولی بنیادی اختلاف ہے جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو کافر ہی نہیں بلکہ پکا کافر، سہروردی و نصاریٰ اور یابی سورت سمجھتا ہے۔ لیکن نام نہاد روشن خیالوں کے نزدیک اسکی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ اسلام و ایمان کی ان کے یہاں کوئی اہمیت ہی نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ قادیانی عقائد و نظریات اور افکار و تحریکات سے بے خبر ہوں اور اس بخیر کی وجہ سے ان کے دلوں میں قادیانیوں کیلئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہو۔ لیکن قادیانیوں کے غلیظ عقائد و تحریکات کے سامنے ابلانے کے بعد ان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور ان علمائے کرام کا شکریہ گزارنا چاہئے جنہوں نے بد مذہبوں کے چہروں سے نقاب اٹھایا اور انکی اصلیت کو برسرِ عام ظاہر کر دیا۔ تاکہ مسلمان ان بد مذہبوں سے اسلامی شرعی قطع تعلق کرے اور دولت لازوال ایمان کی حفاظت کرے۔

اور اگر اس بات کو تسلیم کرتے سے انکی روشن خیالی مانع ہو تو انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت میں شامل ہو جانا چاہئے تاکہ وہ اپنے آپ کو پکا کافر اور جنمی ہونے سے بچا سکیں۔ کیونکہ جس شخص نے بھی مرزا غلام کو نبی مس دیکھا نہیں سنا، اسکے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اسکی بیعت

میں شامل ہو جیسا کہ قادیانی امام میاں محمود نے لکھا کہ
 وہ جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
 خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کا فر اور کافر
 اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت مصنفہ مرزا محمود خلیفہ قادیانی)
 دیکھا آپ نے سب کو بیک سانس مسلمان کہتا ہے اسی کو کا فر اور خارج
 از اسلام گردانتا ہے صرف اس وجہ سے کہ وہ مرزا قادیانی جہنم مکانی کی بیعت
 میں شامل نہیں ہوا۔ اور یہ فتویٰ فقط قادیانی خلیفہ ہی کا نہیں بلکہ قادیانی دھرم
 کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی ہے۔ وہ اپنی متعدد تصانیف میں لکھتا ہے
 کہ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی۔
 مگر کفریوں (رندوں) اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں
 مانا۔ (آئینہ کمالات ص ۵۳) جو شخص ہمارے فتح کا بل نہ ہوگا
 تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (جڑی) بننے کا شوق
 ہے۔ (انوار الاسلام ص ۲۷)

وہ جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے
 (نزل المسیح ص ۲۸)

بس جن روشن خیالوں کے نزدیک قادیانیت بد مذہبیت کا ذکر کرنا اور انکی
 اصلیت سے عامہ مسلمین کو آگاہ کرنا مولویوں کا گوگھڑ ضدہ اور بکواس
 ہے انہیں مرزا قادیانی کی فکر وہ بالاتحریس غور سے پڑھنی چاہئے اور خود
 اپنے ضمیر سے فیصلہ طلب کرنا چاہئے کہ قادیانیت قابلِ رحم ہے یا قابلِ نفرت
 ہے؟

قادیانی تحریروں کے جراثیم کا رخ صرف علماء اہلسنت ہی کے گھروں کی طرف
 نہیں ہے بلکہ ہر خاص و عام مسلمان کی طرف ہے خواہ وہ عالم دین، صوفی یا

کاملین ہوں یا ان پڑھ، دیندار ہو یا دنیا دار، مزدور پیشہ ہو یا تجارت کوئی بھی فرد بشر ہو اگر وہ مرزا قادیانی کو نہیں مانتا اور اسکی بیعت میں شامل نہیں ہوتا تو وہ قادیانیوں کے نزدیک کجخلوں، بدکاروں کی اولاد، اولد الحرام، عیسائی و یہودی اور مشرک و جہنمی ہے۔

سوال کیا قادیانی نوگ مسلمانوں کی اقتدار میں نماز پڑھتے ہیں؟

جواب۔ اول تو قادیانی دھرم والے مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو ان کی اقتدار میں نماز پڑھنے کا کیا سوال ہے؟ اور اگر کوئی قادیانی، مسلمان امام کی اقتدار میں اٹھک بیٹھک کرے تو یہ اسکی چالبازی اور دھوکہ دہی ہے کیونکہ قادیانی، مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں جانتے بلکہ کافر و مشرک سے بدتر گردانتے ہیں تو اسکی امامت کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ پھر یہ کہ قادیانی ۱۷ اماموں اور قادیانی دھرم کے ہالی کی اپنی امت کو سخت تاکید ہے کہ ہرگز

۲۔ ہرگز کسی مسلمان امام کی اقتدار نہ کرے خواہ وہ امام بزرگ اور عارف بالہ کیوں نہ ہو۔ چنانچہ مرزا غلام قادیانی نے اپنی کئی کتابوں میں اپنے اس جاہلانہ حکم کو اول بدل کے لکھا ہے مثلاً "اربعین" میں لکھا ہے۔۔۔۔۔

.. پس یاد رکھو۔ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے اوپر حرام اور قطعی حرام کہ کسی منکر اور مکذوب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ (اربعین سرلیف ص ۲۲ حاشیہ مرزا قادیانی)

.. صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو، بہتری اور نیکی اسی میں ہے، اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے (ارشاد مرزا قادیانی منقول از اخبار الکرم، اگست ۱۹۱۷ء)

مرزا قادیانی دوزخ مکانی نے صاف صاف لکھ مارا کہ جو میری نبوت کا منکر یا مجھے جھٹلانے والا یا میری صداقت و نبوت میں شک و شبہ کرنے والا ہے

اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی ہے۔ اور پھر اس شیطانی حکم کو وحی الہی کا درجہ دیدیا تاکہ کسی میں تعقید کی جرات نہ ہو۔ اب آپ غور کیجئے کون مسلمان ایسا ہے جو مرزا قادیانی کو کذاب و دجال اور اسکی نام نہاد وحی کو الہامی شیطانی نہیں یقین کرتا۔ یقیناً جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے اور اسلام سے کسی نہ کسی طرح واسطہ ہے وہ مرزا قادیانی اور اس کے تمام متبعین کو کافر و مرتد و دجال و کذاب اور لعنتی و جہنمی سمجھتا اور اسی کو اپنا ایمان جانتا ہے۔ کیونکہ فقہائے اسلام کا اسکے بارے میں بھی فیصلہ ہو چکا ہے۔

مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ دَعَا ابْنَهُ حَقَّقَ كُفْرَهُ (جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے) تو کون مسلمان ہے جو اس کے بارے میں متردد

ہے گا؟
مرزا قادیانی نے تو فتویٰ صادر کر دیا کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی ہے اب اسکے حیلوں کو دیکھئے کہ اس فتوے پر کسی کیسی حاشیائیں کی ہیں۔ مرزا محمود احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی اپنی خلافت کی ترنگ میں یوں بالسرری بجاتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں جائز نہیں“ (الواخلافت ص ۴۹)

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اور اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کرکے

کر سکے۔ (انوار خلافت ص ۹ مصنفہ مرزا محمود)

یہ ہے قادیانی دھرم جس پر نماز روزہ تو فرض نہیں مگر غیر احمدیوں کو غیر مسلم سمجھنا فرض ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی حرام قطعی ہے۔ پھر بھی عام مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں اور قادیانیوں سے چوری چھپے تال میل کی راہیں نکال رہے ہیں کبھی کہتے ہیں وہ بھی کلمہ گو ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ شاید انہیں خبر نہیں کہ اسلام کے نام پر اب تک جتنے فرقوں نے جنم لیا ان میں اسلام کیلئے سب سے زیادہ ہلک اور فتنہ پرور بھی قادیانی فرقہ ہے جن کے یہاں ہزاروں خانہ سازی بنی ہیں۔ لعنت اللہ علیہم اجمعین۔

ان قادیانیوں کو اپنے زمانہ و عمل کا احتساب کرنا چاہیے جنہوں نے کسی مسلمان کو مسلمان سمجھا ہوا کبھی کسی مسلمان امام کی اقتداء میں اٹھک جھٹک کر لیا ہوا کیونکہ ان کا یہ عمل قادیانی فرقہ و فتنہ کے خلاف ہوا اور ان کے تمام اعمال اکارت ہو گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب مدار بعین سیر میں لکھا۔

”چاہئے کہ تمہارا ہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ اَمَّا مَكْتُمٌ مِّنْكُمْ یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں بیکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پہ پڑ اور تمہارے عمل ضبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو“ (اربعین ص ۱۱۷ حاشیہ)

سوال :- کیا کسی مسلمان کے نماز جنازہ میں بھی کوئی قادیانی شریک نہیں ہو سکتا؟
جواب :- نہیں، قادیانی دھرم کے بانی اور اس کے اماموں کے نزدیک کسی مسلمان

کی نماز جنازہ میں کسی قادیانی کا شریک ہونا گناہ اور ناجائز ہے۔ بلکہ جو شریک ہو گیا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی قادیانیوں کے نزدیک گناہ ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے خلیفہ ثانی راجہ محمد احمد انجمنی کا ایک فتویٰ سنئے جس کو ان کے اخبار الفضل قادیان ۱۲ اپریل ۱۹۲۶ء نے شائع کیا۔

”میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کا جنازہ جائز نہیں کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح غیر احمدیوں کو لڑکی دیدیں وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں، غیر مبایعین لاہور کے قادیانی گروپ کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی، اور وہ نبوت کے معانی میں حضرت مسیح موعود کے اتفاقاً کو غلطی پر محمول کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں، ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔“ (مکتوب میاں محمود خلیفہ ثانی قادیانی)

مسلمانوں کے جنازہ کی نماز تو الگ رہی خود ان قادیانیوں کی نماز جنازہ بھی قادیانیوں کے نزدیک جائز و درست نہیں جس قادیانی نے کبھی ایک بار کسی مسلمان کی اقتدار میں اٹھک بیٹھک کر لیا ہو یا جس قادیانی نے مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہیں کیا ہو اور اس قادیانی کی بھی نماز جنازہ پڑھنا گناہ عظیم ہے جس نے اپنی لڑکی کسی غیر قادیانی کو دیدیا ہو۔

خاص کر یورپ و افریقہ میں بسنے والے قادیانی غور کریں جو مسلمان کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کی مسجدوں میں آدھکتے ہیں اور اٹھک بیٹھک شروع کر دیتے ہیں۔ یا مسلمانوں کے جنازہ میں بے بلائے حاضر ہو جاتے ہیں اور وارثین جنازہ کی ہدایتوں کے باوجود وہ جنازہ کی صفوں سے نہیں

نکلے ہیں۔ یا اپنی بیٹیوں کو گاہے باجے کے ساتھ مسلمانوں کے گلے میں باندھ دیتے ہیں۔ انکی حیثیت قادیانی دھرم میں کیا باقی رہ جاتی ہے، اگر انہیں اپنے قادیانی دھرم کا ذرا بھی پاس ہے تو انہیں مسلمانوں کے مسجدوں اور جنازوں سے کلیتہً الگ رہنا چاہئے۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں اپنی ترکیوں کو ڈھکیل دینے سے بھی گریز کرنا چاہئے۔ کسی شخص نے مرزا محمود خلیفہ قادیانی سے سوال کیا کہ غیر احمدیوں کی نماز جنازہ پڑھنا تو جائز نہیں لیکن اگر غیر احمدیوں کے بچوں کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب میاں محمود احمد قادیانی نے یہ دیا۔

۱۷۔ جو جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا اگرچہ وہ بمصنوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا (الفضل ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۲ء)

خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنے میٹے فضل احمد کے جنازہ میں محض سلسلہ شریک نہیں ہوا کہ وہ غیر احمدی تھا۔ (الفضل قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء) نماز پنجگانہ ہو یا نماز جنازہ یا نماز عیدین، کسی نماز میں بھی مسلمانوں کے ساتھ قادیانیوں کو شریک ہونے کی اجازت نہیں بالفرض اگر کوئی قادیانی شریک ہو جائے تو قادیانی دھرم کے مطابق اس قادیانی کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاسکتی۔ اسی طرح جس قادیانی نے کسی اہلسنت کو اپنا داماد بنالیا ہوا اس کے جنازہ کی نماز بھی قادیانی دھرم میں جائز نہیں، لکھنؤ کے معاملہ میں قادیانی اور زیادہ سخت ہیں مگر مسلمانوں کی غیرت بیدار نہیں ہوتی ہے جبکہ شریعت اسلام میں بھی قادیانیوں کا لکھنؤ کسی مسلم و غیر مسلم، انسان و حیوان سے جائز و درست نہیں، لیکن یورپ میں انجانے مسلمانوں اور قادیانیوں کے

درمیان سلسلہ کثرت جاری ہے جو شرعی طور پر دونوں کے نزدیک حرام و بد انجام ہے۔ مسلمانوں کو اپنی آنکھیں کھولنی چاہئے اور زندگی بھر کے بدکاری و زنا کاری سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔
 خلیفہ قادیانی مرزا محمود احمد انجمنی اپنی تصانیف میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔۔۔

”حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے، اسکی تعمیل کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔“ (برکات خلافت ص ۵۰)

”حضرت مسیح موعود نے احمد پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمد کو دے، آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کوئی قسم کی مجبوریاں پیش کیں۔ لیکن آپ نے اسکو بھی فرمایا کہ لڑکی کو بیٹھا رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ یہی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی، تو حضرت خلیفہ اول رحیم نور الدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔“

(انوار خلافت ص ۹۳ مصنفہ میاں محمود خلیفہ قادیانی)

یورپین قادیانیوں کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنی چاہئے کہ مسلمان تو انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دیتے لیکن وہ نوجوان مسلمانوں کو لڑکیوں کے ذریعہ پہلے اپنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ قادیانی دھرم میں ایسے قادیانیوں کی توبہ بھی قابل قبول نہیں اور نہ ان کی نماز جنازہ جائز ہے، لہذا انہیں مسلمانوں کو داماد بنانے سے باز آنا چاہئے۔

دسویں ملاقات

السلام علیکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال :- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ قادیانی دھرم کی خانہ تلاش کے بعد اسکی اصلیت و حقیقت آفتاب نیردز کی طرح روشن ہو کر سامنے آگئی ، اور یہ معلوم ہو گیا کہ کلمہ گوئی کی آڑ میں وہ مسلمانوں کا ایمانی و جانی دشمن ہے مسلمانوں پر لازم و ضروری ہے کہ ایسے اسلامی غداروں اور ایمان کے ٹکڑوں سے ہر طرح کا رشتہ و نااط توڑ کر اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کریں ، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا قادیانی دھرم کے بانی نے اپنی امت کو مسلمانوں کے ساتھ تال میل کا حکم دیا ہے یا مسلمانوں سے قطع تعلقات کا حکم صادر کیا ہے ؟ اگر تال میل کا حکم دیا ہے تو یہ قادیانی دھرم کے اصولی نظریات اور بنیادی عقائد کے خلاف ایک منافقانہ چال ہے۔ اور اگر ترک تعلقات کا حکم صادر کیا ہے تو پھر اسکی امت اس حکم پر عمل پیرا کیوں نہیں ہے ؟

جواب :- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ قادیانی دھرم کی خباثتوں سے آپ کو کچھ نہ کچھ آگاہی ہو گئی اور اس کے تئیں آپ نے مسلمانوں کو صحیح مشورہ دیا جو انک اللہ۔ قادیانی دھرم کے لیڈروں نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں سے تال میل کا حکم تو کہیں نہیں دیا ہاں اگر وہ منافقت تال میل کے تعلق سے تقریریں کرتے اور اپنے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کو بھی دھوکہ دیتے ہیں۔ البتہ ترک معاملات اور ترک تعلقات کا تحریری حکم قادیانی دھرم کے بانی نے اپنی تمام امت کو دیا ہے اور اسکی تائید قادیانی اماموں نے کی ہے۔ سنئے ۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے صاف صاف حکم دیا ہے کہ غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات انکی غی اور

شادی کے معاملات میں نہ ہوں۔ (الفضل قادیان ۱۸ جون ۱۹۱۷ء)
 ”یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول
 تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ کہ اپنی طرف سے۔ اور دوسرے
 وہ لوگ آبا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں بھی حد سے بڑھ گئے
 ہیں۔ اور ان لوگوں کو انکی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے
 ساتھ ملا نایا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ
 دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں۔ جو سڑ گیا ہے اور اس میں
 کتے بے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے
 تعلق نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔

تشہید الاذیان علیہ السلام

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے نہایت واضح انداز
 میں اپنے اس اقدام کا اعلان کیا، اور مسلمانوں سے ملنے جلنے پر پابندی
 عائد کی۔ لکھا ہے

”غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ انکو ٹریاں دینا
 حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی
 کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے
 تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیاوی۔ دینی تعلق کا
 سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیاوی تعلقات کا
 تجارتی ذریعہ رشتہ ناٹھ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار
 دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو انکی ٹریاں لینے کی اجازت ہے۔ تو میں
 کہتا ہوں نصاریٰ کی ٹریاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو
 کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے

کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کبھی سلام نہیں کہا۔ نہ انکو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے۔ اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہوا اور پھر ہم کو اس سے نزدیک کیا ہو۔ (کلمۃ الفصل)۔

ان عبارتوں کو بار بار غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ قادیانی بنا سبستی نبی اور قادیانی لیڈروں نے اپنی امت اور یاریوں کو کس کس طرح مسلمانوں سے نفرت دلانے کی کوشش کی ہے کہیں مسلمانوں کو شہرہ ہوا اور کٹر لڑ ہوا دودھ کہا تو کہیں نصاریٰ شہرہ دیا۔ کہیں عورت میں شریک ہونا حرام کہا تو کہیں رشتہ و نااطہ قائم کرنے کو بد انجام کہا۔ کہیں مسلمان کی لڑکیوں کا مذاق بنایا تو کہیں مسلمانوں کو سلام کہنا ناجائز سنایا۔

لیکن مسلمان ایسا خواب خرگوش ہے کہ اس کے کانوں میں جوں تک نہیں دینگتی اور وہ ان معاندانہ، منافقانہ، تحریروں کی نوٹس تک نہیں لیتا۔ بلکہ در پردہ قادیانیوں کے ساتھ رشتہ داریوں کیلئے آمادہ و تیار ہے، ایسے نام نہاد مسلمانوں کو شرم و ندامت سے ڈوب مرنا چاہئے کہ جس بات کو اس کی شریعت اسلامی حرام و بد انجام قرار دیتی ہے اسی بات کو سر انجام دینے کیلئے غفیعہ تدبیریں کرتے اور اسلام کو دھوکہ دیتے ہیں اسی طرح ان قادیانیوں کو بھی چلو بھریانی میں ڈوب مرنا چاہئے جو نوجوان مسلمانوں کو دام تیریر میں سچائیں کر اپنی بیٹیاں خوار کر دیتے اور اپنے قادیانی دھرم کا مذاق اڑاتے ہیں۔

جب اسلامی شریعت اور قادیانی دھرم دونوں تے لینے اپنے ماننے

والوں کو عبادت و معاملات میں، دینی و دنیاوی تعلقات میں ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہنے کی شدید تاکید کی ہیں تو پھر ان دونوں کچر و کاروں کا اپنے اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو نظر انداز بلکہ پامال کرنا بگڑا ذریعہ نہیں دیتا، مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں پر لازم ہے کہ اپنے اپنے اصولوں اور اماموں کے حکموں کی پابندیاں کریں اور ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہیں یہی ان کے بنیادی اصولوں کا تقاضہ اور مرکزی مطالبہ ہے۔

اگر قادیانی اپنے نبی علیہ اللعنة اور خلفاء کے حکموں کو روند کر مسلمانوں کی طرف رشتہ و رابطہ کا ہاتھ بڑھاتے اور مسلمانوں کی محال میں شریک ہوتے ہیں تو یہ اس کی کج الہامی اور منافقت ہے اگر واقعی انہیں مسلمانوں میں رشتہ واریاں کرنی ہوں تو پہلے انہیں قادیانیت سے توبہ و نصح کرنی ہوگی اور اس وقت و جماعت کا جبراط مستقیم اختیار کرنا ہوگا، اور جب مسلمانوں کا اس پر اعتقاد نکال ہو جائے تو رشتہ و رابطہ کی بات ہو سکتی ہے اور مسلمان اپنے بھولے بچھڑے بھائی کو گلے لگا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

سوال :- مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت، دعویٰ ہدایت اور دعویٰ نبوت و رسالت میں دلائل و حقائق کی روشنی میں کہاں تک سچا یا جھوٹا ہے؟
جواب :- ہر دعویٰ اپنے دلائل کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے، اگر دلیل قوی ہو تو دعویٰ سچا سمجھا جاتا ہے اور اگر دلیل کمزور ہو تو دعویٰ جھوٹا مانا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے جس قدر دعویٰ کئے ان سب کے پیچھے جھوٹے اور بے بنیاد دلائل ہیں جسکی وجہ سے اس کے دعویٰ تبارک نبوت سے زیادہ اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔

پھر بھی بات بالکل ظاہر اور مسلم ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا
رہنمایا مجدد وقت، یا محدث زمانہ، یا خلی نبی یا بروزی رسول، یا ظل الانبیاء
یا سید عالم سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
اوتار، یا نبی تعقیقی مانتے ہیں ان کے نزدیک مرزا قادیانی تمام سچوں سے بڑا
سچا ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

باقی رہے وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہایت شاطر، مکار، فریبی
مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے والا، شیطانی وحی کا دعویٰ کرنے
والا، اپنی دجالی نبوت کا اعلان کرنے والا، اپنی مجددیت و مہدیت کا جھوٹا
پرچار کرنے والا، دین اسلام اور اس کے بنیادی عقائد کا مذاق اڑانے والا،

اور اسلام دشمن طاقتوں کا خرو کا شتر پوذا قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک
مرزا غلام احمد کے سچا ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان کے نزدیک
سچا ہوتا تو اس سے کبھی بغض رکھے اور اسے جھوٹوں کے روپ میں دیکھنے کا
کوئی مطلب ہی نہیں ہوگا۔

اب مرزا قادیانی کی سچائی و جھوٹائی کا سب سے عمدہ فیصلہ میرے نزدیک بھی
وہی ہے جو خود مرزا قادیانی نے اپنے سچے جھوٹے ہونے کا معیار قائم کیا
اسی معیار کو پوری دیانت داری کے ساتھ دیکھا جائے اگر وہ اپنے معیار
پر سچا اترتا ہے تو ویسا ہی ہے اور اگر جھوٹا اترتا ہے تو مسلم ہے کہ وہ جھوٹا ہے
مرزا قادیانی نے اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کیلئے یہ معیار قائم کیا ہے کہ جن
کاموں کیلئے میں بھیجا گیا ہوں اگر وہ سب کام میرے ہاتھوں سے انجام
پا گئے تو میں سچا ہوں اور اگر وہ سب کام ادا ہوئے نہ گئے تو میں جھوٹا
ہوں۔ بس اسی معیار صدق و کذب کو سامنے رکھتے ہوئے ہم لوگوں کو
جائزہ لینا چاہئے کہ جن کاموں کیلئے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو پیش

کیا تھا کیا وہ سب کام سرانجام پا گئے؟ اگر ہاں تو وہ سچا ہے اور اگر نہیں تو وہ جھوٹا ہے۔

اس سلسلہ میں اس نے باضابطہ ایک اشتہاری مضمون لکھا اور ۱۹۰۷ء میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شائع کیا پھر اسی مضمون کو اس کے کثیر الاشاعت اخبارات مثلاً التبذرو غیرہ نے شہ سرخیوں کے ساتھ چھپا پھر بطور حوالہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی نے اس مضمون کو اپنی مشہور کتاب ”المہدی“ میں نقل کیا۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے اسے اشتہار و اخبارات کا دستیاب ہونا تو قدرے مشکل ہے لیکن ”المہدی“ آج بھی دستیاب ہے جو چاہے اس مضمون کو پڑھ لے، پورے مضمون کا لب لباب اور ماحصل یہ ہے۔

میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں گھر ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستوں کے ستونوں کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑوں شان ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس مجھ سے دشمنی کیوں ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نہ اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا ہے جو حق موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میرا گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام

بقلم خود مرزا غلام احمد

(منقول از المہدی ص ۳۳ مصنفہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی)

مرزا قادیانی کے مضمون بالا کی روشنی میں انصاف کے ساتھ دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی عیسیٰ پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور کیا تسلیٹی قائمین میں توحیدی اجالہ پھیل

گیا، نہیں ہرگز نہیں بلکہ آج بھی دنیا میں لاکھوں کٹر دوس چرچ کے اندر حضرت
سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام اقدار کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت
مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرستش ہو رہی ہے۔ اور خدائے پاک کے
ساتھ ان دونوں مقدس ذات کو سارے عالم کائنات و بندہ مانا جا
رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۸۶ء میں مرزا قادیانی نے اپنی مہدیت و
مسیحیت کا دعویٰ شروع کیا اور ۱۹۰۲ء تک مسلسل اپنے مشن کو آگے
بڑھاتا رہا تا انیکہ اس نے اپنے سچے بھوٹے ہونے کا معیار شکل شہاد
شائع کیا۔ اور ۱۹۰۶ء میں لاہوری بیضہ کا شکار ہو گیا، اب دیکھنا یہ ہے
کہ ۱۹۰۶ء سے پہلے عیسائیت کی وہ کون سی تعلیم و ترقی تھی جو ختم ہو گئی
اور اسکی جگہ اسلام و توحید نے لے لی۔ بلکہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ
دنیا کے مختلف گوشوں خاص کر قادیانی دھرم کے مرکزوں کے ارد گرد
عیسائیت و یہودیت بڑھتی جا رہی ہے (اور اس وقت تک بڑھتی
رہے گی جب تک حقیقی مہدی موعود اور مسیح موعود کی تشریف آوری
نہیں ہو جاتی ہے) اور قادیانی توحید کے متوالے اس میں گم ہوتے جا
رہے ہیں، آج قادیانیوں کی سب سے بڑی مشنری عیسائیت و یہودیت
کے مراکز لندن اور حیفہ میں کام کر رہے ہیں (حیفہ یروشلم سے تیس کلو
میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے) مگر ان مراکز میں بھی بجائے عیسائی پرستی کے
ستونوں کو توڑنے کے اسلامی ستونوں کو توڑ رہے ہیں یہاں تک
کہ قادیانی مشنری کے کل پرزے خود عیسائی و یہودی کارخانوں میں ڈھل
رہے ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ یہ دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی نے اپنے دور میں اور اس کے
مرنے کے بعد خلفاء اور قادیانی مشنری حضور سید عالم خاتم الانبیاء محمد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم کی جلالت و عظمت اور شان
 کو دنیا پر کہاں تک ظاہر کیا؟ جب کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کے مطابق
 اس تمام ترکوششیں اسی جہت میں لگی ہوئی تھیں، اگر قادیانیوں کی
 تمام تصانیف کو کچا کر کے دیکھا جائے تو سوائے مرزا قادیانی کے کارناموں
 انہی پلٹی پیش گوئیوں اور دشنام طرازیوں کے اور کچھ بھی سنائے نہیں آتا
 ہے، اسی سے ظاہر ہے کہ حضور پر نور رسالت مآب سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت و عظمت اور رفیع و اعلیٰ شان سے مرزا قادیانی
 اور اسکی امت کو کتنا لگاؤ ہے۔ مرزا قادیانی کی سوانح دسیرت اور اسکے پیغام
 پر سیکڑوں کتابیں چھپ کر مارکیٹ میں گئیں۔ مگر سید عالم فخر موجودات صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ یا احادیث کریمہ کے تعلق سے قادیانی

HY کی کتنی کتابیں منظر عام پر آئیں؟ "THE

مرزا قادیانی انجمنی کی سچائی کی علت غالب یہ تھی کہ عیسائی پرستی اور تثلیثی عقیدہ
 ۱۹۰۸ء تک نیست و نابود ہو جائے گا اور توحید کا پرچم عالم عیسائیت
 و یہودیت پر لہرانے لگے گا لیکن ۱۹۹۶ء تک ہنوز روزا دل ہے یعنی
 نہ تو عیسائی و مریم پرستی کا خاتمہ ہوا اور نہ عقیدہ تثلیث نیست و نابود ہوا اور
 نہ ہی توحید و رسالت کی جلالت و عظمت، شان و شوکت عیسائی ماحول
 پر غالب ہوئی تو یقیناً مرزا قادیانی اپنے دعوے میں جس کام کیلئے اس میدان
 میں کھڑا ہوا تھا وہ تمام دعوے وہیں کے وہیں دھرے رہ گئے۔ بلکہ مرزا
 قادیانی کے زمانہ سے لیکر اب تک مجموعی طور پر عیسائیت کو بڑھاوا ملا ہے
 اور عقیدہ تثلیث کے پیروکار زیادہ ہوئے ہیں۔ حالانکہ مرزا کے اس میدان
 میں کھڑے ہونے کا اصل مقصد اپنے قادیانی دھرم کو پھیلانا یا اپنے نشانہ
 کو ظاہر کرنا تھا بلکہ اصل مقصد عیسائی پرستی کے ستونوں کو توڑنا تھا اور

تشکیث کی جگہ توحید کو پھیلانا تھا، لہذا ستارح کے اعتبار سے وہ اپنے دونوں
بلکہ تینوں کاموں میں ناکام و نامراد رہا پس یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ اپنے تحریری
و تقریری بیان کے مطابق وہ کذاب و دجال تھا اور اس کے جس قدر دعوے
تھے وہ سب کے سب جھوٹے اور باطل تھے۔ قادیانی تحریر کے
مطابق اب تمام قادیانیوں کو چاہئے کہ وہ اس بات پر گواہ ہو جائیں کہ مرزا غلام
احمد قادیانی اپنے دعووں میں جھوٹا اور کذاب و دجال تھا اور اگر خداوند قدوس
قادیانیوں کو توفیق بخشنے تو اس کذاب و دجال کے و جالی دھرم سے
بچتی تو یہ کر کے دین اسلام میں آجائیں اور مذہب مہذب الہدیت میں
داخل ہو جائیں کہ یہی ایک نجات کا ذریعہ اور دین و دنیا میں سرخروئی و
کامیابی کی ضمانت ہے۔ وَاللّٰهُمَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَقْبِعِ الْهَدْيِ. وَصَلَّى اللّٰهُ
تَعَالٰی عَلٰی خَلْقِ خَلْقٍ دَلَّوْا عَرْشِيْ وَرَيْسِيْ فَرِيْشِيْ وَمُظْهِرِ طَفِيْ
وَحَابِرِ اَنْبِيَآئِيْ سَيِّدِ نَاوِيْئِيْ وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ
جَزْبِ اٰجْمَعِيْنَ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ



باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب

باطل اپنے آنکھنے میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY

مؤلفہ: علامہ مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی

باہتمام : محمد سرور اویسی

ناشر:

مکتبہ فیضانِ اولیاء جامع مسجد عمر روڈ کاموئی ضلع گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
مسلمہ ختم نبوت پر ایک مدلل اور لازوال تحقیق



- مسند ختم نبوت کی اہمیت و عظمت کا قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں مدلل بیان۔
- مرزا یوں کے آرگن الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا مکمل اور مدلل جواب۔
- مرزا قادیانی احادیث و واقعات کی روشنی میں۔
- مرزا قادیانی کے امراض مراق وغیرہ
- مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور عجائبات وغیرہ امور پر مدلل گفتگو

مؤلف :-

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمد اسد احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ
سابق جنرل سیکرٹری مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان، ناظم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

فہرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۳۵	ختم نبوت اور علماء اہل سنت	۱۳۵	شریعت اسلام کیا کہتی ہے؟
۱۴۳	خار و گل	۱۴۳	نبوت کا چور
۱۴۸	پلو مری شراب	۱۴۸	مراتی نبی
۱۵۵	مرزائیوں کے ٹپاک، عزائم اور عقائد	۱۵۵	قرآن رسول اکرم ﷺ کا طہ الزہراء امام حسین کی توہین
۱۵۹	مرزائیوں کے عزائم	۱۵۹	سر ظفر اللہ اور پاکستان
۱۶۶	ختم نبوت از قرآن	۱۶۶	لفظ خاتم کی تشریح
۱۶۹	ختم نبوت از احادیث	۱۶۹	دلائل عقلیہ
۱۷۶	اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان	۱۷۶	مرزائی نبوت اور حضرات صوفیہ کرام
۲۱۸	ضروری نوٹ	۲۱۸	الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا جواب
۲۲۲	چوں چوں کا مرید	۲۲۲	مرزاجی کا فیصلہ
۲۲۹	مرزائی عیسائیت	۲۲۹	مداری کی بنیادی
۲۳۸	عجائبات مرزا	۲۳۸	افیمی استاد افیمی شاگرد
۲۴۱	قدوسی نبوت کے ثبوت میں آخری کیل	۲۴۱	مرزا غلام احمد احادیث اور واقعات کی نظر
۲۴۳	احادیث کی پیچکنائیاں	۲۴۳	خاتم المرسلین
۲۴۹	مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت	۲۴۹	

ختم نبوت اور علماء اہلسنت

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کی ہدایت کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء کا سلسلہ جاری رہا اور جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا وَلَکِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ لفظ خاتم کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر حسان ص ۲۵۰ میں فرماتے ہیں:

"خاتم" اسم الکمل ہے جس سے کسی کو ختم کیا جائے جیسے طالع جس سے طبع کیا جائے تو بمعنی خاتم النبیین یہ ہیں کہ ان پر نبی و نبوت ختم ہو گئے یہ حاصل

معنی آخر النبیین ہوئے" OF AHLESUNNAAT

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی (۱) مجھے جوامع الکلم دیے گئے (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا (۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنایا گیا اور اس سے تمہم کی اجازت دی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

(ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(ابو داؤد۔ کتاب الفتن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا واضح اشارہ فرمانے کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہوگا اگر کوئی بھی شخص آج مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے وہ اپنا حال دیکھ لے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا رہا ہے۔

امام ترمذی نے کتاب الناقب میں یہ حدیث نقل کی ہے:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن

”THE NABI“

”اس حدیث کے بعد مرزا قادیانی کا جھوٹا دعویٰ نبوت کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ چونکہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں اس لیے دوسرا اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا نبی ہونا محال ہے اس لیے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔“

ذیہ نظر رسالہ میں مسئلہ ختم نبوت پر علمی بحث کی گئی ہے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ میں قرآن و حدیث اور عقائد مرزا سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے فاضل محقق کے علمی رسائل میں رد پیکر الودیت، رد عیسائیت کے علاوہ بخاری شریف کی شرح فیوض الباری بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دیگر علماء اہلسنت کی خدمات قابل تعریف ہیں چنانچہ اس ضمن میں رئیس التحریر حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ فرماتے ہیں۔

”علماء و مشائخ اہلسنت عظمت الودہیت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے ہمیشہ سینہ سپر رہے ہیں اور ان کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی معاف نہیں کیا، قسریوت میں نقب لگانے والے مرزائی قادیانی کو کیسے معاف کر دیتے؟ مولانا غلام قادر بھیروی (متوفی ۱۳۳۷ھ / ۱۹۰۹ء) نے مرزا کی زندگی میں اس کا شدید رد کیا۔ حضرت پیر سید مر علی شاہ گولڑوی نے ۱۹۰۰ء میں شمس الدیایہ لکھ مرزا کے مزعومات کا رد کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے، مرزا نے جواب دینے کی بجائے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ حضرت پیر صاحب علماء کے جم غفیر کے ساتھ مقرر کردہ تاریخ پر بارشانی مسجد لاہور پہنچ گئے، لیکن مرزا کو سامنے آنے کی جرات نہ ہو سکی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو اس نے اعجاز المسیح کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر عربی میں لکھ کر شائع کی اور دعویٰ کیا کہ یہ الہامی تفسیر ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں سیف چشتیانی شائع کی جس میں نہ صرف مرزا کے دعویٰ کی ذمہ داریاں نکھیر دیں، بلکہ اس کی عربی دانی کا پوچھ بھی کھول دیا۔ قادیانی آج تک اس کا جواب نہیں دے سکے۔

امام احمد رضا بریلوی نے متعدد فتوؤں کے علاوہ پانچ رسائل قادیانیوں کے رد میں لکھے۔ ان کی زندگی کی آخری تصنیف ”انجراز الدیانی علی المرتد القادیانی“ مرزا کے رد میں ہے آپ کے صاحبزادے حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی نے ”الصائم الربانی“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرتے ہوئے، مرزائیوں پر حجت قائم کر دی۔

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے بارشانی مسجد لاہور میں تقریر کرتے ہوئے مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے مرزا کے رد میں دو جلدوں میں ”الکادیب علی النفاویہ“ لکھی، پروفیسر مولانا الیاس برنی نے مرزائیت کے رد میں مبسوط کتاب ”قادیانیت کا علمی محاسبہ“ لکھی۔

مولانا کرم الدین دبیر نے مرزائے قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف مقدمہ کیا، جو دو سال چلا رہا۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو گوردا سپور کے جج نے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ دیا اور انہیں بالترتیب پانچ سو اور دو سو روپے جرمانہ کیا۔ مولانا نواب الدین بشکوی ساری زندگی ان کی تردید کرتے رہے۔ وہ حسب ضرورت زبان کے ساتھ لاشعری بھی استعمال کرتے تھے۔

۱۹۵۳ء میں تمام طبقتوں نے مل کر تحریک ختم نبوت چلائی اور بالاتفاق مجلس عمل کا صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو منتخب کیا گیا، مطالبہ یہ تھا کہ ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ حکومت نے مطالبات تسلیم نہ کیے اور قائدین کو گرفتار کر لیا، علامہ ابوالحسنات نے سکھر جیل میں جب یہ سنا کہ ان کے اکلوتے بیٹے مولانا سید خلیل احمد قادری کو تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں چھائی دے دی گئی ہے تو ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا کہ مخالفین بھی عیش عیش کر اٹھے۔ قائدین کی گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے مسجد اور لڑا خان کو امر گزینا، شعلہ بار، انفریڈوں سے آگے بڑھایا، انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا اور ان کے خلاف سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت تھی کہ بعد میں یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا۔

۱۹۷۳ء میں دوبارہ ختم نبوت چلی تو علامہ سید محمود احمد رضوی شارح بخاری اس کے جزل سیکرٹری تھے۔ یہ تحریک کامیاب ہوئی اور ۱۷ ستمبر کو مرزائی قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ اس موقع پر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت العلماء پاکستان، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا محمد علی (حیدر آباد) اور مولانا ذاکر (جھنگ) کی مساعی لائق صد ستائش ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت پر یہ مجموعہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر علامہ سید

محمود احمد رضوی نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ اس سلسلے میں علامہ سید محمود احمد رضوی کو اعظم خان کی مارشل لاء کے دور میں گرفتار بھی کیا گیا، قلعہ میں بند رکھا گیا اور سنٹرل جیل میں بھی قید رکھا گیا۔

مسئلہ ختم نبوت کا یہ علمی رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرزا قادیانی کے فریب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کنور فرحان

۱۲ / مارچ ۱۹۹۷ء

۲ / ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM
اے رب انبیا کما قیل لہم

وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دستہ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم
○

(اہم السنۃ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے

شریعت اسلام کیا کہتی ہے:

ملت اسلامیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ چنانچہ ۳ جولائی کو لاہور میں جو اجتماع ہوا اس میں ہر طبقہ خیال کے علماء اور ہر مدرسہ فکر کے رہنماؤں نے متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کیا کہ مرزائی صرف کافر نہیں بلکہ مرتد بھی ہیں۔ یہ بات بھی سب کو تسلیم ہے کہ اگر مرتد تو پہلے نہ کہے تو واجب القتل ہے اور حکومت اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ مرتد کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اسلام نے مقرر

کیا ہے۔ DE AHLESUNNAHAT WAL JAMAA

وَمَنْ يَزِدِدْ مِشْكَمَ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ
فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ
أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور کفر کی حالت میں
مرے اس کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں
اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اس کا بیان ہے جو مرتد ہو جائے اور اسی ارتداد پر مرے اس کے
اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لیے داخل کیا جائے گا۔

۲۔ دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تو ان کی سرکوبی کے لیے اللہ

ایسی قوم لائے گا جو اللہ کو محبوب ہوگی اور وہ اللہ کو محبوب رکھیں گے جو مسلمانوں کے سامنے حقیر اور کافروں پر سخت ہوگی۔

يُحَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَتَحَفُّونَ لَوَمَةٍ لَا قِمْ۔

وہ قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرے گی اور ملامت سے خوف نہ کھائے گی۔

۳۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنی حیات مبارکہ میں مرتدوں کے قتل کا حکم دیا اور آپ ﷺ کے ہی حکم سے قبیلہ عربہ کے چند مرتد افراد کو قتل کیا گیا (بخاری)۔

۴۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا کیونکہ وہ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر کے مرتد ہو گئے (بخاری)۔

۵۔ میلہ کذاب، اسود غسی، ابن میاد، شجاع، خیلہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے

زمانہ حلیت نبوی و زمانہ صحابہ کرام میں دعویٰ نبوت کیا۔ ان کو مرتد قرار دیا گیا اور قتل کیا گیا۔ ابن میاد نے چونکہ توبہ کر لی تھی اس لیے اس کو باقی رکھا گیا۔ بہر حال اس پر

سب کا اتفاق ہے کہ 'مرتد کافر اصلی' ہے (بھی بدلتا ہے اور واجب القتل ہے۔ اگر وہ توبہ

نہ کرے تو اس کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں ہے۔ خصوصاً حضور سید المرسلین

خاتم النبیین حبیب کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی توہین کرنے والے مرتد کے متعلق

تو آئمہ کرام نے تصریح کی ہے کہ وہ فوراً قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ

کی جائے۔

۶۔ مرتد سے سلام کلام میل جول حرام ہے اس کی بیع و شراء اور عقود سب فاسد

ہیں اس کو تو زمین پر چلنے کا بھی حق نہیں ہے۔

مرتد کافر اصلی سے بھی بدتر ہے۔ ہندوؤں یا عیسائیوں کی طرح اس کو ذبی یا

مستامن بھی نہیں قرار دیا جاسکتا چہ جائیکہ اس کو اقلیت قرار دیا جائے۔ مرتد خدا و

رسول کا باغی ہوتا ہے اور باغی کی سزا سب جانتے ہیں کہ کیا ہے؟

بہر حال یہ تو ہے مرتد کے متعلق اسلامی نظریہ اور فقہی احکام جن پر تمام

مسلمانوں کا اتفاق ہے شریعت اسلامیہ کے اس صاف اور واضح قانون کی روشنی میں ہمارا اصلی اور شرعی مطالبہ تو وہی ہونا چاہیے کہ ان کو مرتد قرار دیا جائے اور ان پر مرتدوں کے احکام نافذ کیے جائیں۔ مگر یہ کام حکومت کا ہے اور ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھ میں آج اقتدار کی باگ ڈور ہے ان کا فرض ہے کہ قانون اسلامی کو عملی جامہ پہنائیں۔ کیونکہ صحیح اسلامی حکومت کا سب سے پہلا فرض یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں کا استحصال کرے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کی وفات کے بعد امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ افسوس آج صحیح اسلامی حکومت نہیں اور اقتدار کی باگ ڈور ان ہاتھوں میں ہے جن کے دل و دماغ پر فرنگیت سوار ہے۔ اس لیے عوام حضور نبی کریم علیہ السلام کے اس حکم کے پابند ہیں۔

”مگر جب تم کوئی منکرات دیکھو تو اس کو طاقت سے ختم کر دو اور اگر

طاقت و حکومت نہ ہو تو پھر زبان سے جہاد کرو۔“

الالب رہا مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اس کے متعلق تو سب کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس مطالبہ سے مرزائیوں کو تقویت پہنچے گی۔ چنانچہ جمعیت کے شیر خصوصی نے بھی ”بصیرت“ میں لکھا ہے۔

”مگر ہم جانتے ہیں کہ اس سے مرزائی صاحبان کو فائدہ ہوگا جو حضرات

مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے باوصف کامیاب نہ ہو سکے اور ان کے

فاتر المرام ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے“ وہ اقلیت کے افراد ہونے کے

اعتبار سے ایک دو نشستیں حاصل کر سکیں گے۔“

اس لیے اقلیت والے مطالبہ کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ یہ مطالبہ ایک

نہایت ہی نیچے درجہ کا مطالبہ ہے اور مرزائیوں کو مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ وہ

ان کے متعلق اپنا اصلی مطالبہ پیش نہیں کر رہے۔ حکومت کو بھی اپنی پہلی فرصت میں

اس مطالبہ کو تسلیم کر لینا چاہیے کیونکہ اگر مسلمانوں نے اپنا اصلی اور شرعی مطالبہ پیش

کر دیا تو بہت مشکل پڑ جائے گی مسلمان مرزائیوں کو اقلیت اس لیے قرار دینا چاہتے ہیں۔

۱۔ تاکہ ملت پر ظاہر ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی خارج از اسلام اور مرتد ہے۔

۲۔ تاکہ پاکستان کی سالمیت کو برقرار رکھا جائے۔

۳۔ مرزائیوں کو اصول اقلیت کے مطابق حصہ دیا جائے۔

۴۔ مرزائیوں کی خلاف پاکستان سازشوں کو ختم کیا جائے۔

خار و گل

۷ نبی کیوں بنے؟
www.NAFSEISLAM.com

"THE NATURAL PHILOSOPHY"

مثنوی میں مولانا بزم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ وقت کو جب خبر پہنچی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ ضرور وہ شخص یا تو پاگل دیوانہ ہے یا بھوکا ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے مدعی نبوت کو بلایا اور باورچی خانہ میں قسم قسم کے کھانے جنوا دیے۔ مدعی نبوت نے جب انواع و اقسام کے لذیذ کھانے دیکھے تو بے تحاشا نکلنے لگا۔ خلیفہ وقت نے کہا نبی صاحب اب بھی سلسلہ انعامات جاری ہے یا نہیں۔ مدعی نبوت نے نہایت متانت سے جواب دیا جی ہاں۔

"بھی ابھی وحی آئی ہے میرا رب فرماتا ہے اے میرے پیارے نبی

اس باورچی خانہ سے کبھی مت نکلنا۔"

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ حضور خاتم المرسلین علیہ السلوٰۃ والسلام کے بعد دعویٰ نبی کر سکتا ہے جو یا تو دیوانہ، سزی و پاگل ہو یا بیٹ سے بھوکا اور دنیا طلبی کا سودا اس کے دماغ میں پیدا ہو گیا ہو۔

چنانچہ یادش بخیر مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھ لیجئے۔ آپ سیالکوٹ میں پندرہ روپے کے ملازم تھے۔ مگر پندرہ بیس روپے میں شکم اقدس کی کون کون سی درخواستیں پوری فرماتے۔ اس لیے آپ نے سمجھ لیا کہ غریبانہ زندگی بسر کرنا بڑا مشکل کام ہے کوئی نیا سلسلہ جاری کرنا چاہیے تاکہ۔

یاں تو آرام سے گزر جائے

عاقبت کی خبر خدا جانے

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنی زندگی کو رنگین اور ہمیش و آرام سے گزارنے کے لیے کچھ دعاوی کیے مگر جب ان دعووں سے پیٹ کی خواہشیں پوری نہ ہو سکیں تو آپ نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا اور نبی بن جانے کے بعد اب مرزا جی کی پانچوں گچی میں ڈوب گئیں۔ روپوں کی بوچھاڑ ہونے لگی فرنی، زرے، پلاؤ، تورے میسر آنے لگے کبھی ماتھے خاں کا منی آرڈر آیا اور کبھی شمس الدین پٹواری نے اپنے اکرام کی پارش کر دی اور پھر حضرت ”بیچی“ ”بیچی“ جناب حیراتی صاحب نے بھی الہامات کی بوچھاڑ شروع کر دی اور یہ الہامات بھی صرف روپوں کے متعلق ہی ہونے لگے۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں ”ایک دفعہ کشفی طور پر ۴۴ یا ۴۶ روپے دکھائے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ماتھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور سے بھیجنے والے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کارڈ آیا جس میں لکھا تھا ۴۰ روپے ماتھے خاں کے بیٹے اور ۴ روپے پٹواری کی طرف سے ہیں۔“

(نزول المسیح ص ۴۰۹ و مکاشفات ص ۳)

پھر فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے قطعی طور پر الہام ہوا کہ اکیس روپے آئیں گے کم نہ زیادہ (نزول المسیح ص ۱۲۸) چنانچہ اکیس روپے آ گئے۔

اور فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے وحی آئی کہ عبد اللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خان۔ میں

نے سب کو اطلاع دے دی کہ اس نام کے کسی شخص سے روپیہ آئے گا۔ (نزل المسیح ص ۱۵۹)

ناظرین ان تمام الہامات سے ظاہر ہوا کہ مرزا جی نے نبوت کی دکان صرف اس لیے چکائی تھی تاکہ روپوں کی بارش شروع ہو جائے یعنی ان کا دعویٰ نبوت صرف دنیا طلبی کے لیے تھا اور وہ اسی لیے نبی بنے تھے۔

بلی کو خواب

پھر جس طرح بلی کو خواب میں بھی چھسچھوڑے نظر آتے ہیں ٹھیک اسی طرح آپ کو بھی خواب رذیلوں پیسوں کے آتے تھے۔ چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

”رویا میں دیکھا کہ ایک لٹا ہوا ہے جس میں سے کچھ پیسے نکل کر باہر آ گئے ہیں“ (الہدیر ص ۵، ۱۹۰۵ء) اور فرماتے ہیں ”رویا میں دیکھا کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ایک ڈھیری سامنے پیش کرتی ہے“ (الہدیر ج ۱، نمبر ۲۸ ص ۱۹۵) اور کہتے ہیں ”اور عالم کشف میں دیکھا آسمان پر سے ایک روپیہ اترتا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ (مکاشفات ص ۵۸)

پھر فرماتے ہیں کہ ”ہر شخص جانتا ہے جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے۔ مجھے فقط اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔ مگر اب (یعنی بعد از دعویٰ نبوت) اس نے کئی لاکھ آدمیوں کو میرے دسترخوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاک خانہ والوں سے پوچھو کہ کس قدر روپیہ اس نے بھیجا میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں اے ایمان والو! کو یہ معجزہ ہے یا نہیں۔“ (نزل المسیح ص ۱۱۸)

دیکھئے اس بیان میں مرزا جی نے خود اقرار کیا ہے کہ دعویٰ نبوت سے قبل مجھے اپنے دسترخوان کی فکر تھی صرف اپنے پیٹ بھرنے میں مصروف رہتا تھا مگر جب میں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میری پانچوں گئی میں ڈوب گئیں جس سے یہ چیز بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا جی نے یہ ڈھونگ صرف حصول زر و قلمہ تر کے لیے رچایا تھا۔

کیوں مرزا سیو!

ذرا انصاف سے کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کے بھی ایسے ہی معجزے تھے اور کیا نبی علیہ السلام کو بھی دنیا اور روپوں کی لالچ تھی۔ یہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو مرزا جی مظہر صفات محمدیہ ہونے کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کا عل و عکس قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف دنیا ہی کے طالب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی مقدس زندگی کے ساتھ مرزا جی جیسے لالچی اور دنیا پرست انسان کی زندگی کو ملانا بدترین گناہ ہے کہاں مرزا جی اور کہاں خاتم المرسلین۔

♣ چہ نسبت خاک رابا عالم پاک۔

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY"

پھر جس طرح مرزا جی کو دینی الہام خواب اور دویا روپے پیسوں کے آنے تھے ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب کو قسم قسم کے لذیذ کھانے اور مٹھائیاں بھی دکھائی دیتی تھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک خزان میرے پیش ہوا اس میں قالودہ معلوم ہوتا تھا اور کچھ فرنی بھی رکابیوں میں تھی۔ میں نے کہا کہ چچے لاؤ (شاید یہ ٹیپنی فرشتے سے کہا ہوگا) تو کسی نے کہا کہ ہر ایک عمدہ کھانا نہیں ہوتا سوائے فرنی اور قالودہ کے۔ (البدور جلد ۲)

اور سنئے

آپ نے ایک بار خواب میں نہایت خوش نما برنی ایک ڈبہ میں دیکھی (مکاشفات ص ۳۷) شاید برنی دکھانے والا جناب خیراتی صاحب ہوں گے

پھر فرماتے ہیں

رویا میں کسی نے بیروں کا ڈھیر چارپائی پر لا کر رکھ دیا۔ (مکاشفات ص ۳۶)
 معلوم ہوتا ہے بچپن میں مرزا جی کو بیروں سے بڑا پیار ہو گا جیسی تو خواب میں
 بھی بھر نظر آ گئے۔

پھر فرماتے ہیں رویا (خواب) میں دیکھا کہ کسی نے کھجوریں اور ہر پکے ہوئے پیش
 کیے (مکاشفات ص ۳۷)

اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ زیادہ چیزیں کھانے سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اور نہ
 معلوم یہ بھر 'فرنی' برقی وغیرہ مرزا جی نے ایک رات ہی میں تناول فرمائیں یا کئی رات یہ
 خوان پیش ہوتے رہے۔ مگر اغلب یہی ہے کہ یہ سارے بیروں 'برقیوں اور فرنی اور
 فالودوں کے خواب ایک ہی رات میں پیش آئے اور مرزا جی بغیر ڈکار لیے ایک ہی
 سانس میں ہضم کر گئے۔ جس کی وجہ سے بد ہضمی ہو جانے کا اندیشہ قوی پیدا ہو گیا۔ مگر
 نہیں جناب گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مرزا جی کا خدا کوئی ایسا وسیلہ تو تھا ہی نہیں بلکہ
 حکیم تھا۔ جب مرزا جی کے مریض خدا نے سب کچھ کھلا دیا تو اب ہوئی فکر بد ہضمی کی
 کہ کہیں یہ فالودہ برقی اور پکے ہوئے بھر اپنا رنگ نہ لائیں۔ چنانچہ اس کے انتظام کے
 لیے کہ ہاضمہ نہ بگڑ جائے مرزا جی کے خدا نے کرم فرمایا۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

رویا میں کسی نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھ دی۔

(مکاشفات ص ۳۵)

بچپن میں جناب بد ہضمی کا قصہ بھی پاک ہو گیا اور حضرت صاحب بغیر ڈکار لیے سب کچھ ہضم
 کر گئے۔

نبوت کا چور

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ حضرت صاحب (یعنی مرزا قادیانی)

ساتے تھے کہ جب میں بچہ تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ اپنے گھر سے
 میٹھالاؤ، میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں
 بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا میرا دم
 رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں
 میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہے کہ یہ کارنامہ کس ذات شریف کا ہے یہ کارنامہ جناب
 امین الملک جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اور آپ کے اس کارنامہ کو مرزا
 صاحب کے لخت جگر نور نظر مرزا بشیر الدین نے کتاب سیرۃ الہدی کے صفحہ ۲۲۶ پر
 تحریر فرمایا ہے۔

یعنی مرزا بشیر الدین کی والدہ اپنے شوہر کا مقدس پچھنہ بنان فرما رہی ہیں کہ
 حضرت صاحب کو بچپن میں چوری کی عادت تھی اور اس کام کے لیے ان کے ساتھی
 بچوں کی نظر انتخاب بھی صرف حضرت صاحب پر لائی پڑا کرتی تھی اس لیے کہ
 ”ہر کسے را بہر کارے ساختہ“

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کا بچپن چوری میں گزرا ہو اور جس کو لڑکے
 چوری کرنے کے لیے خاص طور پر نعت کرتے ہوں وہ شخص بڑا ہو کر چوری کرنے سے
 کیونکر باز آ سکتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرزا جی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ
 کر کے تاج و تخت ختم نبوت میں نقب لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

پلو مرکی شراب

نبی اور شراب یہ کبھی آپ نے نہ سنا ہو گا مگر پنجاب کے بیاسپتی نبی مرزا غلام احمد
 قادیانی شراب و افیون بھی استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء لکھتا ہے کہ
 ”حضرت مسیح موعود مرزا جی فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون

نصف طب ہے۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق الہی ایک دوا بنائی۔ اس کا بڑا جز ایون تھا اور یہ دوا کسی قدر ایون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے تھے۔

اور سینے خطوط مرزا غلام محمد ص ۵ مکتوبات مرزاجی کو حکیم محمد حسین قریشی کو لکھتے ہیں۔

”اس وقت میاں یار محمد کو بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومرکی دوکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے۔“

ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت ٹانک وائن کی حقیقت لاہور پلومرکی دوکان سے دریافت کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواب دیتے ہیں ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سرہند پوتھوں میں آتی ہے (سودائے مرزا ص ۳۹) کچھ آپ مطلب یہ ہے کہ شراب قدیانی نبوت میں شاید جائز ہوگی یہ ہی وجہ ہے مرزاجی ان منشیات کا استعمال کرتے تھے اور ایون کھاتے تھے شراب اور اعلیٰ درجے کی شراب منگاتے تھے۔ مگر پھر بھی غبی تھے یہ ہیں وہ خصوصیات جو اس سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔

ٹپنی ٹپنی

حقیقت الوقی کے صف ۳۱ پر مرزا غلام احمد قدیانی لکھتے ہیں کہ مارچ ۱۸۶۵ء کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے سامنے ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ نام تو ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ”ٹپنی ٹپنی“ ہے۔ سبحان اللہ مرزاجی کے فرشتہ کا کیا پرانا نام ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ مرزاجی کا فرشتہ جھوٹ پونے

کا عادی ہے تو جس کے پاس ایسا فرشتہ آوے وہ کیا ہو گا۔ مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

پیر منٹ

مرزا جی کے اہلبیت تو بڑے عجیب و غریب تھے۔ اخبار الحکم قلدیان ۲۳ فروری ۱۹۵۰ء میں لکھتا ہے کہ (حضور) مرزا جی کی طبیعت ناماز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی ہے جس پر لکھا تھا ”خاکسار پیر منٹ“

ایک دفعہ مرزا کو الہام ہوا۔ ”کرم بابے تو مارا کرو گستاخ“۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۵) لیکن پھر مرزا جی کے فرزند ارجمند خلیفہ جی ثانی نے الفضل ص ۱۲-۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء میں لکھا کہ ”مادران ہے وہ شخص جس نے کہا ہے کہ کرم بابے تو مارا کرو گستاخ کیونکہ خدا کے کرم بندہ کو گستاخ و مہرکش نہیں بنایا کرتے۔“

جیسے باب بیٹے کی جنگ یعنی مرزا کو بعض الہام ایسے بھی ہوتے تھے جن کو ان کے فرزند ارجمند خلیفہ جی ثانی غلط قرار دے دیا کرتے تھے۔

رحم پر مہر

مرزا جی تحت مہریتہ الوحی کے صف ۱۳ پر مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں اس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْسَرُّ گویا اسی دم سے خدا نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی اور اس کو یہ الہام کھلے لفظوں میں سنا دیا گیا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ چلے گا۔

ذرا غور کیجئے مرزا جی کا خدا جب کسی کی بیوی کی رحم پر مہر لگا دے تو یہ مہر توڑ کر نو دس ماہ کا بچہ بھی باہر نہ آسکے اور اولاد کا سلسلہ نہ چل سکے لیکن جب حضور خاتم المرسلین علیہ السلام کا سچا خدا نبوت پر مہر لگا دے تو ایک بچاں ساٹھ برس کا بوڑھا

”نہی“ کسی نہ کسی طرح مہر توڑ کر باہر آ جائے اور نبوت کا سلسلہ جاری رہے۔

خاتم الاولاد

مرزا جی تریاق القلوب میں لکھتے ہیں اسی طرح میری پیدائش ہوئی۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکل اس کے بعد میں نکلا اور میرے بعد میرے والدین کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی نہ ہوئی اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔

کچھ سمجھے آپ؟ مرزا جی جب اپنی والدہ کے پیٹ سے نکلے تو دروازہ بند ہو گیا۔ اب ان کی والدہ کے پیٹ مبارک سے نہ اصلی لڑکا لڑکی نکل سکے اور نہ نقلی، بروزی، غیر تشریحی لڑکا لڑکی برآمد ہو سکے کیوں۔ اس لیے کہ مرزا جی خاتم الاولاد بن کر نکلے تھے اور پچانک بالکل بند ہو چکا تھا۔ پہلا خاتم الاولاد کے بعد بھی کوئی اولاد باہر آ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر اس کے بعد بھی کوئی اولاد ان کی والدہ کے پیٹ سے باہر آ جاتی تو وہ بیابستی اور نقلی ہی ہوتی۔ یہ حق حال مرزا جی کا ہے۔ وہ حضور خاتم المرسلین کے بعد نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اس لیے مرزا جی نبی تو ہیں مگر نقلی، بیابستی اور کذاب نبی۔

گویا بچے ہی تھے

مرزا بشیر الدین صاحب سیرۃ المہدی حصہ اول کے ص ۴۰ پر لکھتے ہیں کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی مرزا سلطان احمد، مرزا فضل احمد حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے۔

واقعی ایک بچہ کا بچہ پیدا کرنا بہت بڑا معجزہ ہے مرزا صاحب کی نبوت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ”بچے ہی تھے“ کی حالت میں ایک بچہ پیدا کر دیا۔ امت مرزائیہ اس سے مرزا جی کی نبوت کا استدلال کیوں نہیں کرتی۔

مرزا بشیر الدین صاحب سیرۃ الممدی کے حصہ اول کے صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ
 یہاں کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا
 فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ”بچے دی ماں“ کہا کرتے تھے، بے تعلقی
 ہی تھی جس کی وجہ یہ تھی حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی
 تھی۔ اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔
 مگر کابھیدی لکا ڈھائے جب ترک کر دی تھی تو مرزا فضل احمد کہیں سے تشریف
 لے آئے۔

ایک اور تماشا
 www.NAFSEISLAM.COM

۷ مرزا جی فرماتے ہیں ۳۱ ستمبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بستر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی
 خواہش نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ سالہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے
 دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اخبار الحکم قادیان
 جلد ص ۵ ص ۳۵۔

کیا تماشا ہے جب پندرہ برس کی عمر کے درمیان جب کہ آدمی پورا بالغ نہیں ہوتا
 مرزا جی کے ہاں مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تو مرزا فضل احمد زیادہ سے زیادہ گیارہ برس
 کی عمر میں جب کہ انسان حقیقی بچہ ہوتا ہے پیدا ہو گئے یعنی مرزا جی کی نبوت کا ایک
 زبردست کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہیں فضل احمد کی والدہ بچے دی ماں سے اوائل ہی
 سے بے تعلقی تھی اور انہوں نے اوائل ہی سے مباشرت ترک کر دی تھی اور ان کی
 عمر بھی دس گیارہ برس کی تھی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے بطور اعجاز پیارے دو لڑکے
 پیدا کر دیے (سبحان اللہ) واقعی یہ نبوت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

جائے نفرت

مرزا صاحب اپنے متعلق خود فیصلہ کرتے ہیں اور سلف طور پر اعلان فرما رہے ہیں کہ

سہ کرم خانگی ہوں میرے پیارے اور آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اب اس کی تفصیل کی ضرورت تو شاید نہ ہوگی کہ بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار کیا چیز ہوتی ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں اور مرزائی حضرات اس پر ایمان لائیں کہ مرزا کی حیثیت صرف یہ تھی کہ وہ "انسانوں کی عار" اور بشر کی جائے نفرت تھے نبی ولی نہ تھے۔

www.NAFSEISLAM.COM
 "THE NATURAL PHILOSOPHY
 OF AHMADIYAT WAL JAMAAT"
 مراقبہ نبی

"میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا دو چادریں اس نے پنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی۔ یعنی مراقبہ اور کثرت بول (اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر ۲) اور رسالہ احمدی خاتون جلد ۲ نمبر ۳ و ۵ صفحہ ۳۳

۲۔ چودھری ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب احمدی لکھتے ہیں "حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنگی دل اور بد ہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراقبہ وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔" (ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۹۲ء ص ۳۶)

۳۔ پی ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں "حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مرقا ہے مگر جہاں تک مجھ کو علم ہے انہوں نے اس کی تفصیل یا علامات کی تشریح نہیں فرمائی۔ یونانی میں مرقا اس پردے کا نام ہے جو احشاء العذر کو احشاء البطن سے جدا کرتا ہے اور معدہ کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تھنس میں کام آتا ہے پرانے سوء ہضم کی وجہ سے اس پردے میں تشنج سا ہوتا ہے۔ بد ہضمی اور اسہال بھی اس مرض میں پائے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا کی طرح مریض کو لمپے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا تو یہ امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بد ہضمی، اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء ص ۶)

۴۔ مرقا کا جو مرض حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے باعث پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تھکرات، غم اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی منہض تھا اور جس کا اظہار مرقا اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعے ہوتا تھا۔

(ریویو آف ریلیجز بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء کے ص ۱۰ پر ہے)

۵۔ حضرت خلیفہ المسیح ثانی (یعنی میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ

"مجھ کو بھی کبھی کبھی مرقا کا دورہ ہوتا ہے۔"

"صاحب مرقا"

"نبی"

اس مرض یعنی مرقا میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو

نبی میں اجتماع توجہ بالارادہ ہوتا ہے، جذبات پر قابو ہوتا ہے۔ (ریویو) بابت ماہ مئی ۱۹۳۶ء ص ۳۰

نہیں رہتا۔ (ریویو) بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء ص ۶

ناظرین کرام یہ تمام اقتباسات مرزائیوں کی کتب کے ہیں ان میں غیر مبہم الفاظ میں یہ اقرار کیا گیا ہے کہ مرزا جی مراقی اور پاگل تھے اور جو پاگل اور مراقی ہو وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزائیوں کو خود اقرار ہے کہ مرزا جی پاگل تھے تو پھر وہ ان کو نبی کیوں مانتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں ”خویریں“ ”روپے“ اور ”ملازمتیں“ ملیں وہاں ایمان و دیانت کہاں باقی رہتا ہے۔

مرزائیوں کے ناپاک عزائم اور عقائد

حکومت پاکستان اور ملت اسلامیہ کے لیے لمحہ فکریہ

www.NAFSEELISLAM.COM
مرزائیوں کے عقائد
"THE NATURAL"

۱۔ تمام مسلمان کافر ہیں: کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت، ص ۳۵، مصنف میاں محمود)

۲۔ مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے: خدا نے مجھے ہزار ہا نشانات (معجزات) دیے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے (چشمہ معرفت مصنف مرزا غلام احمد ص ۳۱۷)

۳۔ مرزا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے: مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے جو شخص مرزا کو نبی نہیں مانتا وہ کافر اور جہنمی ہے۔ (اتحاج آتھم ص ۶۳ مصنف مرزا غلام احمد)

۴۔ مرزا کے مخالف جنگل کے سور ہیں: مرزا غلام احمد کے مخالف جنگلوں

کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتبوں سے بدتر ہیں۔ (نجم المندی ص ۱۰ مصنف غلام احمد)

۵۔ غیر احمدی ہندو اور عیسائی کی طرح کافر ہیں: (ملائکتہ اللہ ص ۲۶ مولفہ بشیر الدین)

۶۔ مرزا کا منکر کجگریوں کی اولاد ہے: جو شخص میرے دعوے (نبوت) کی تصدیق نہیں کرتا مجھے قبول نہیں کرتا و عدویوں (کجگریوں) کی اولاد ہے (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳۸ مصنف مرزا غلام احمد)

۷۔ مسلمانوں سے رشتے ٹاٹے جائز نہیں: مسلمانوں سے رشتے ٹاٹے جائز نہیں۔ غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز نہیں ہے (برکات خلافت ص ۳۷ مصنف مرزا بشیر الدین محمود)

۸۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں: غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں۔ (انوار خلافت ص ۸۶ مصنف مرزا بشیر الدین)

قرآن، رسول اکرم، فاطمہ الزہرا، امام حسین کی توہین

۱۔ رسول اللہ پر بہتان: حضرت محمد ﷺ سورت کی چرل والا پتھر کھا لیتے تھے (معاذ اللہ) (الفصل ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء)

۲۔ محمد ﷺ سے بڑھ کر: اس نظم کے دو شعر جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے اس کے ایک مرید اکمل نامی نے پڑھی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں مرزا کو پیش کی جسے مرزا صاحب جبراکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اپنے ساتھ اندر لے گئے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں۔
 محمد دیکھئے ہوں جس نے اکمل
 غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(الفضل ص ۲۵۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

”الفضل“ اس بے ایمانی و بے غیرتی پر چلو بھرپائی میں ڈوب مرنے کی بجائے
 تقریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر و غرور کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”یہ شعر اس نظم کا حصہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی
 گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قلم کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور.....

(جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت کا شرف
 سماعت حاصل کرنے اور ”جزاکم اللہ تعالیٰ“ کا صلہ پانے اور اس جملے کو اندر
 خود لے جانے کے بعد کسی کو حق نہیں کیا چھٹپتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے
 اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفانی کا ثبوت دے۔

(الفضل ص ۲۲۸-۲۲۹ ص ۳)

تفسیر اس ایمان پر اور لعنت ہے اس عرفان پر۔

ع گروہی است لعنت بروہی

۳۔ مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں محمد ہوں

محم سج زماں و من کلیم خدا

محم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(ترجمہ میں مسیح ہوئی اور موسیٰ کلیم خدا ہو میں محمد ہوں احمد مجتبیٰ ہوں)۔

(تربیان القلب مصنف مرزا غلام احمد ص ۳)

۴۔ اس وحی اعلیٰ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ص ۸) ایک غلطی کا ازالہ

۵۔ خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار

دیا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰ مصنف مرزا غلام احمد)

۶۔ ہر شخص ترقی کر کے محمد ﷺ سے بڑھ سکتا ہے: یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (مزار بشیر الدین اخبار الفضل قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

۷۔ قرآن پاک کی بے حرمتی: اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن و حدیث کالیں سے پر ہے (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۸۲)

۸۔ حضرت فاطمہ الزہرا پر اہتمام: حضرت فاطمہ نے کشتی حالت میں اپنی دین پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱)

مصنف مرزا غلام احمد۔

THE NATURAL PHILOSOPHY
OF ALHIMAM حسین علیہ السلام کی توہین

کریبلانیست سیر . ہر آنم

صد حسین است دہ گریبانم

ترجمہ: میری سیر ہر وقت کریلا میں ہے میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ (نزول)

المسج ص ۹۹ مرزا غلام احمد۔

مرزائیوں کے عزائم

۱۔ ”ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے: حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان بھی مضبوط ہیں جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع میں مسیحا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سچ پر جمع کرنا چاہتا ہے اور مسیح کے گلے میں احمدیت کا جواں ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے ساری قومیں شریعت شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک ملک سے بچے نہ ہوں۔ بیشک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتیجے میں شاعر ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع میں پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔“ (مرتبہ میر احمد و فیض احمدی۔ مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)۔

۲۔ ہم تقسیم ہند پر یہ امر مجبوری رضامند ہوئے اور کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے: ”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی

طرح جلد متحد ہو جائیں۔“

(بیان مرزا بشیر الدین محمود اخبار الفضل ۱۶ مئی ۱۹۵۲ء)

۳۔ حکومت کے خواب: ”تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔“

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

۴۔ ۱۹۵۲ء میں مخالفوں کو مرزائی ہونے پر مجبور کر دو: ۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کر لے کہ اب احمدیت (مرزائیت) مٹائی نہیں جاسکتی اور مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آکرے

(۱۶ مئی ۱۹۵۳ء) WWW.NAFSEISLAM.COM

۵۔ ہمیں سارے محکموں پر قابض ہونا چاہیے: جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، ٹیکس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے یہ آٹھ دس موٹے موٹے محکمے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ یہی بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر محکمے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر طرح ہماری آواز پہنچ سکے (الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء)

۶۔ ہمارا مقصد مرزائیت کا پھیلانا ہے: ہماری اصل غرض احمدیت کا پھیلانا

ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم بخونٹہ تبلیغ کریں۔

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۵۲ء)

جماعت احمدیہ کی تلوار

”حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں نہ خوشی ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔“

(”اخبار الفضل“ قادیان، جلد ۶، نمبر ۴۲)

(چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب اسی پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہیں) انگریزوں سے وفاداری اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے اشرف اور قابل شکر سمجھنا اس کے مختصر حوالہ جات شائع کیے جا رہے ہیں۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے اور ان کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جو بھی تحریک انھی اس کی مخالفت پر ناکھوں اڑویے اس لیے خرچ کیا گیا کہ جس طرح بھی ہو سکے سلطنت برطانیہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیر الدین نے خود اس کا اعتراف کیا جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت احمدیہ لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی اس لیے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اسی نہرو کی حکومت قائم ہو گئی تو ”الفضل“ کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔

کانگریس:

”بے شک کانگریس کے اصول بڑے جمہوری تھے۔“ (الفضل ۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

”تقسیم اصولاً غلط ہے“

ہم نے یہ بات پہلے بھی کہی بارہی ہے اور لب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک

(الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

ہم ہندوستان حکومت کے وفادار ہیں

”مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزا نیے نے بھیجا اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا ہے ”خدا جانتا ہے کہ یاجوہر اس کے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں“ (الفضل ۲ فروری ۱۹۳۸ء)

انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی کے مترادف ہے

۱۷ ”میرا مذہب جس کو میں ہزار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کو دوسرے اس سلطنت کی جس نے اس قائم کیا ہے سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔“ (شہادت القرآن ص ۸۱)

انگریزی سلطنت رحمت اور جہاد بدترین مسئلہ

”انگریزی سلطنت بھی تمہارے لیے ایک رحمت ہے تمہارے لیے ایک برکت ہے تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی مسئلہ نہیں۔“ (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۴۲)

یہ امن مکہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں

اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنایا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معمر میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تحت قسطنطنیہ میں۔ (تریاق القلوب ص ۲۵)

انگریز کا خود کاشتہ یودا

انتہاس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائیے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بمائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا نہ اب ہی فرق ہے۔

(درخواست مرزا صاحب بکنور لفٹنٹ گورنر بلور پنجاب مندرجہ تلخیص رسالت

جلد نمبر ۷ ص ۳۰)

سر ظفر اللہ اور پاکستان

۱- قرارداد پاکستان پر ظفر اللہ کی تصریحات: ”جہاں تک ہم نے اس پر غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑ اور نامکن العمل خیال کرتے ہیں۔“ (ڈیوائڈ انڈیا ص ۲۰۷)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف عیاں ہے کہ سر ظفر اللہ پاکستان کے نعرے کو ایک مجذوب کی بڑ سمجھتے تھے یا بالفاظ دیگر پاکستان کا انہوں نے والوں کو باگل خیال کرتے تھے اور اپنے خصوصی عقائد کی بناء پر یہی خیال کرتے تھے کہ انگریز جو ان کے نزدیک اولی الامر ہے ہندوستان سے نہیں جاسکتا اس لیے پاکستان بھی نہیں بن سکتا۔

۲- پاکستان کی اطاعت کی بجائے اطاعت خلیفہ محمود: لیکس ۶ نومبر عرب ڈیلیکیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان ڈیلیگیشن کے لیڈر چودھری محمد ظفر اللہ خاں کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھہرنے کی اجازت دی۔“

(اخبار الفضل ۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سر ظفر اللہ وزارت خارجہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیت کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور بیرونی ممالک میں یہ ظاہر کرنے کی ٹپاک سازش کی گئی کہ پاکستان کا امیر مرزا بشیر ہے اگر ایسا نہیں تھا تو شکر یہ کا تار حکومت پاکستان کی بجائے مرزا بشیر کو کس حیثیت میں ظفر اللہ نے دلویا یہ ایک سیدھا

سادہ سوال ہے جس کے جواب کے لیے عوام مضطرب ہیں وہ حیران ہیں کہ یہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

وزیر خارجہ یا مبلغ مرزا سیہ

۲۸ مئی ۱۹۵۲ء جماعت گھر پارک کراچی میں مرزائیوں کی جو دو روزہ کانفرنس ہوئی اور جس پر یہ حکومت کی طرف سے پابندی عائد کی گئی تھی کہ کانفرنس میں کسی اختلافی مسئلہ پر تقریر نہیں ہوگی۔ اس کانفرنس کے آخری اجلاس میں سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے جو گوہر افشانی کی وہ مندرجہ ذیل سطور میں مرزائیوں کے اخبار الفضل ۳۱ مئی کی اشاعت سے نقل کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ اسی تقریر سے مسلمان کراچی کی رپورٹ کے مطابق وزیر اعلیٰ محنت جگ پاکستانی پولیس نے لشکر آوارہ گیس کے بھول کا استعمال کر کے مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہا اور انہماک لافنی چارج کر کے انہیں کفر و ارتداد کی تبلیغ روکنے سے بند رکھنے کی کوشش کی گئی۔

”آخر میں چودھری (سر ظفر اللہ خاں) صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے مسلمانوں کی ناکفہ بہ حالت تھی۔ لیکن آپ کے دعوے کے بعد یہ حالت بدل گئی۔ کسی مسلمان کو آج بھی جب کسی آریہ سے ہندو یا عیسائی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو وہی دلائل پیش کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں درج ہیں۔ کیونکہ ان دلائل کے بغیر آج چارہ نہیں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کا لکھا ہوا پودا ہے۔ یہ پودا اسلام کی حفاظت کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔ جس کا وعدہ قرآن مجید میں دیا گیا تھا۔

اگر نعوذ باللہ آپ کے (غلام احمد) وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک خشک درخت شمار کیا جائے گا اور اسلام کی کوئی برتری دیگر مذاہب

سے ثابت نہیں ہو سکتی۔“

(المصلح کراچی ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء)

منقول الفضل ۳۱ مئی ۵۵ کالم ۲)

سر ظفر اللہ وزیر خارجہ کی نسبت پاکستانی اخبارات کی رائے

۱۔ وہ بہت منحوس گھڑی تھی جب چودھری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد کیا گیا۔

(مغربی پاکستان لاہور)

۲۔ سر ظفر اللہ امور خارجہ میں پاکستان کو برطانیہ کا خیمہ بردار نہ بنائے۔ (نوائے

وقت)

۳۔ چودھری ظفر اللہ اپنے ذاتی رجحانات کی بنا پر پاکستان کی خارجہ شکست عملی کا یہ غرق کر رہے ہیں (مصلح)

۴۔ چودھری ظفر اللہ خاں اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر بھی انگریز کو اپنا آقا اور مولا

سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ ہے کہ ڈیپلومی کے میدان میں وہ آج تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء)

۵۔ بہر حال یہ واقعہ ہے کہ اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی ابھی تک مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں ہو سکی تو اس کا حقیقی سبب ظفر اللہ خاں کی ذات ہے جس کی خوش عقیدگی کا دامن برطانیہ سے بندھا ہوا ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک اگر پاکستان کشمیر کے مسئلہ کو پر امن ذرائع سے حل کرنے کا متمنی ہے تو اسے اپنی خارجہ پالیسی پر اس وقت تک نظر ثانی نہیں ہو سکتی جب تک چودھری ظفر اللہ خاں کو موجودہ عہدے سے سبکدوش نہیں کیا جاتا۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء)

۶۔ جہاں تک پاکستان کے نصیہ طبقوں کا تعلق ہے ان کا ایک فرد بھی اس سے

اختلاف نہیں کرے گا واقعہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ کی پالیسی ہر لحاظ سے ناکام ہو چکی ہے۔ ہم نے اینگلو امریکی ہلاک سے ضرورت سے زیادہ دوستی کے تعلقات بڑھائے لیکن اس دوستی سے ہمیں فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوا۔ کیونکہ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ گئی اور اسے اس ہلاک نے منہ مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔
(آفاق ۳ اپریل ۱۹۵۲ء)

۷۔ چودھری صاحب ان لوگوں میں ہیں جو ہر گورے کو لیفٹنٹ گورنر سمجھتے ہیں اور اس کی مافوق الفطرت صلاحیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تسلیم لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۵۲ء)

ختم نبوت از قرآن

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابْنًا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رُّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پ ۲۲ رکوع ۲)

اس آیت کا ترجمہ ہم خود نہیں کرتے بلکہ مرزائیوں کے مطاع و امام کا کیا ہوا ترجمہ ہی پیش کرتے ہیں تاکہ ان پر قطعی حجت ہو۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے۔ ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت صاف جھارہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

صفحہ ۲۵۲، ۲۵۳ ازالہ ادہام

وَلَكِن رُّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ أَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمَّى نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ بَعْدَ إِشْتِغَائِهِ وَقَبْرِهِ نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي بَيِّنًا وَاضِحًا لِلطَّالِبِينَ۔

(حاشیہ البشرى صفحہ ۳۳ و مجموعہ صفحہ ۱۶۸)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے (اے بے سمجھ مرزائیو) کہ خدا رحیم و کریم

نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبیین کی تفسیر لائے بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کے لیے یہ بات واضح ہے۔

مرزا صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي "مکھوۃ کتب الفتن" میں عیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نہیں۔

شکر الله که میان من ادصلح فحاد
خوریان و قص کنان ساغر مستطانه زوند

(حافظ شیرازی)

اگرچہ ہم نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر میرزا صاحب کی زبان و قلم سے کی ہوئی پیش کر دی ہے جس کے بعد کسی مرزائی کو ہمارے ساتھ خاتم کے معنوں میں الجھنے کا مطلقاً استحقاق باقی نہیں رہتا مگر ہم اتمام حجت کے لیے لفظ خاتم کے معنی لغت سے پیش کرتے ہیں۔ وہ ہذا

لفظ خاتم کی تشریح (۱) مفردات راغب صفحہ ۱۳۲ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ خَتَمَ النَّبُوَّةَ أَيْ تَمَّتْهَا بِمَحِيَّتِهِ۔ یعنی حضور کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔

۲۔ لسان العرب: خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ أَخْرَجَهُمْ۔ خَاتِمٌ اور خَاتَمٌ کے معنی ہیں آخر۔

۳۔ تاج العروس: وَمِنْ أَسْمَائِهِمْ عَلِيُّ السَّلَامِ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِمَحِيَّتِهِ اور خَاتِمٌ اور خَاتَمٌ قوم کے سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور انہیں معنوں میں ارشاد خداوندی ہے۔ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ یعنی آخر النبیین۔

مذکورۃ الصدر حوالجات سے ثابت ہو گیا ہے کہ خاتم النبیین کے سینے آخر النبیین کے ہیں نہ کہ افضل و اعلیٰ کے۔

سر خدا کہ عابد و ژاہد کسے نگفت
در حیر تم کہ بادہ فروش از کجا شنید

(مناظر شیرازی)

میرزا شیوں کا ایک ناجائز مطالبہ

میرزائی کہتے ہیں کہ لفظ خاتم فتح تا کے ساتھ جب جمع کے معنی کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی بیش افضل کے ہوتے ہیں۔ میرزا شیوں اول تو تمہارا یہ مطالبہ ہی صحیح نہیں کیونکہ جب ہم آیت خاتم النبیین کے متعلق میرزا صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پیش کر آئے ہیں تو انہیں بغیر کسی حیل و حجت کے اس کو تسلیم کر لینا چاہیے مگر خیر ہم تمہاری ناز برداری کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی پورا کر دیتے ہیں (سکرم تفتلون) لیکن میرزا صاحب ہی رقم طراز ہیں "اسی طرح میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا "تزیین القلوب صفحہ ۲۷۹۔"

"بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے (خاتمہ نعرۃ الحق) ضمیر براہین

احمدیہ صفحہ ۱۱)

میرزا شیوں ذرا ہوش سے کام لو۔

نہ خنجر بھی نہ سوزا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

(اسیر مٹائی)

سوال: جب خاتم الشعرا یا خاتم الانبیاء وغیرہ کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو پھر خاتم الانبیاء کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب: یہ استعمال مجازی ہے پہلے حقیقی معنی ہوتے ہیں اگر وہ نہ ہو سکیں تو پھر مجازی چونکہ یہاں حقیقت مجبور و متروک نہیں اس لیے وہی مراد ہوگی مجاز کے لیے قرائن خارجیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ یہاں نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں بے نظیر شاعر اور فلاں بے نظیر ادیب ہے تو اس کے معنی عام طور پر یہی ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں سے اچھا ہے اور اگر کوئی مخالف جیسائی کہے تو پھر جب بے نظیر کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو جب خدا کو تم بے نظیر کہتے ہو تو اس کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے کہ وہ سب سے اعلیٰ ہے نہ کہ وہ احد محض ہے تو ہم کیسے کہیں گے کہ یہ استعمال مجازی ہے اور اللہ کے متعلق حقیقی اس لیے کہ اس کا واقعی کوئی شریک نہیں اسی طرح خاتم الشعرا وغیرہ میں مجازی استعمال ہے اور خاتم النبیین میں حقیقی یعنی آپ آخری نبی ہیں۔

OF AHLESUNNAT WAL JAMAT

جواب ثانی: خاتم النبیین کو خاتم الانبیاء وغیرہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ خاتم النبیین جمع مذکر سالم ہے اور یہ قاعدہ جمود نحویوں کے نزدیک مسلم ہے کہ اگر جمع مذکر سالم پر الف لام داخل ہو تو اس وقت استفراق حقیقی مراد ہوتا ہے۔ بخلاف خاتم الشعرا وغیرہ کے کیونکہ وہ جمع مذکر سالم نہیں ہیں نیز کلام خداوندی کو کلام الناس پر قیاس کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے۔

سوال: خاتم کے معنی ذہبت کے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر خاتم النبیین کے معنی ذہبت النبیین کیوں نہیں ہو سکتے۔

جواب: خاتم کا لفظ انگوٹھی کے معنے میں ضرور استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں حضور کی توہین ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء تو بمنزلہ عروس کے ہیں اور حضور کی حیثیت محض انگوٹھی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ انگوٹھی پہننے والے سے انگوٹھی کی

حقیقت کم ہوتی ہے لہذا یہ سنے متروک ہیں۔

جواب ثانی: انگوٹھی کا وجود بالطبع ہوتا ہے یعنی اپنے قیام میں غیر کی محتاج ہوتی ہے اور ذی انگوٹھی کا وجود بالذات ہوتا ہے یعنی اپنے تحقق و قیام میں غیر کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ حضور پر نور ﷺ کا وجود بالطبع اور بالعرض ہو۔

سوال :- خاتم کے معنے مر کے کیوں نہیں یعنی وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔

جواب: خاتم مر کو بھی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صحیفہ کو کمال کرنے کے واسطے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ اس لیے اس صورت میں معنے یہ ہوں گے کہ صحیفہ نبوت کے آخری کلمات آپ ہیں یہ نہیں کہ وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔ یہ معنی غیر عربی اور غیر صحیح ہیں جیسا کہ جلالہ جات میں گزرا چکا ہے "TUE
OF AULESUNNAT WAL AMMAAT"
دوسری اور تیسری آیت

حضرت عیسیٰ انجیل میں فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہوں مجھے دوسری قوموں سے سروکار نہیں۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صرف قریش کے واسطے بھیجے گئے بلکہ لکھا ہے کہ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (پ-۹-ع-۸) اے حبیب ان کو فرما دیجئے کہ میں تمام دنیا کے واسطے رسول بھیجا گیا ہوں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پ-۱۷-ع-۲۱) یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کر کے نہیں بھیجا بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جاوے پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت ﷺ تمام جہان کے رسول ہیں اور تمام جہان کے واسطے رحمت ہیں۔ (ضمیمہ ہشتم معرفت ص ۸) پس جس طرح دوسرا خدا ماننے والا مشرک ہے ایسا ہی آنحضرت ﷺ

کے بعد مدعی نبوت کو ماننے والا کافر ہے اور حضور سید عالم ﷺ کی رحمت عامہ میں حائل ہو کر لعنت میں گرفتار ہو رہا ہے۔

چوتھی آیت

(پ ۱۸، ۱۹)

لِيَكُونَنَّ لِلْمُؤْمِنِينَ نَذِيرٌ أَوْ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرٌ أَوْ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرٌ
قوموں کو ڈرانے اور القرآن نمبر ۵ جب کہ حسب قرآن مجید تمام دنیا کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ نذیر ہیں تو کسی کا یہ کہنا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا صریح منافی قرآن ہے۔

پانچویں آیت

(پ ۲۰، ۲۱)

أَوَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ الْكَافَّةُ الْإِنْسَانُ نَذِيرًا وَلَئِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
یعنی ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا لیکن اکثر لوگ (مرزا) نہیں جانتے لفظ اس اطلاق عربی میں جن کو بھی شامل ہے۔

چھٹی آیت

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
(پ ۱۸ ع ۱۹) وہ ذات بڑی عالی شان ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اپنے بندہ خاص محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا و جہان والوں کے واسطے یعنی جن و انسان وغیرہ کے لیے ڈرانے والا ہو۔

ساتویں آیت

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ
وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ
وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ بِ ۳ ع ۱۷ اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے حمد لیا کہ جب
میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا
جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس پر ایمان لا کر
اس کی تصدیق اور مدد کرنی ہوگی حقیقتہ الوحی ص ۳۰ مفہوم واضح ہے خدا نے اور
رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ کو بھیجا جو خاتم الانبیاء
اور خیر الرسل ہے (حقیقتہ الوحی ص ۳۱)

مرزا یو کیا یہاں بھی جو قول مرزا ہے آخر کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں حالانکہ
قرآن نے جو جس قدر حضور سے بعد ہو رہا ہے اسی قدر اس سے خیر و کوئی اعلیٰ جاد ہی ہے
کما وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ إِنَّ آيَةَ فِي لَفْظِ غَاثٍ طَوْرٍ قَابِلٍ غَوْرٍ هُوَ أَنَّ عَرَبِي
زبان میں تراخی (حالت) کے لیے آتا ہے لفظ اگر لکھا جائے کہ جَاءَ نَبِيٌّ الْفَوْزُ ثُمَّ
عُمِرَ قَوْمٌ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آئی اس کے بعد عمر آیا۔ اسی طرح اس
آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے تشریف لانے کے بعد سردار انبیاء تشریف لائیں
گے چنانچہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مَا
بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْمِيثَاقَ لَئِنْ بَعَثَ
اللَّهُ مُحَمَّدًا وَهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَيَنْصُرُنَّهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ
الْمِيثَاقَ عَلَى أُمَّتِهِ لَئِنْ بَعَثَ مُحَمَّدٌ وَهُمْ أَحْيَاءُ لَيُؤْمِنُنَّ بِهِ
وَلَيَنْصُرُنَّهُ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث کیا اس سے یہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی
زندگی میں اللہ نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو اس کو حضور ﷺ پر ایمان لانا
چاہیے اور ضرور نصرت کرنی چاہیے اور اسی طرح اس نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت

سے پختہ عہد لے کہ اگر ان کی زندگی میں نبی محترم ﷺ مبعوث ہوں تو ان کو آپ پر ضرور ایمان لانا چاہیئے اور نصرت کرنی چاہیئے۔ تفسیر ابن کثیر ص ۷۷۱ تفسیر جامع البیان ص ۵۵ اس آیت میں رسول کا لفظ نکرہ ہے مگر اس کی تخصیص ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے کر دی اگر اس سے انکار کیا جاوے تو رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا اور لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ وَغَيْرُ وَغَيْرُ میں تخصیص کس طرح ہوگی۔

آٹھویں آیت

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (پ ۶ ع ۵) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف نے تو رات و انجیل کی طرح کسی دوسرے نبی کا حوالہ نہیں دیا بلکہ اپنی کامل تعلیم کا تمام دنیا میں اعلان کر دیا اور فرمایا الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (لائیہ) (براین احمدیہ ص ۱۱) اس آیت میں اکمل دین بھی مجھ پر اور اتمام نعمت بھی اور اس کے بعد راضیت بھی فرمایا میرا اس لیے آپ خاتم النبیین ہوئے اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کو منصب نبوت عطا ہو ورنہ معاذ اللہ آپ کے دین اور تعلیم کو ناقص و نامکمل مانا پڑے گا اور اس صورت میں زبردست استحالة لازم آتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں هَذَا أَكْبَرُ مِنْ نِعْمِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيَّ هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ أَكْمَلَ اللَّهُ نِعَالِي دِينَهُمْ وَلَا يَحْتَاجُونَ إِلَيَّ دِينَ غَيْرِهِمْ وَلَا إِلَيَّ نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَلِهَذَا جَعَلَهُ اللَّهُ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ (ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۷۹)

ترجمہ: یہ اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہے اس امت پر کہ اس نے ان کے واسطے ان کے دین کو کامل فرما دیا اب وہ کسی دین کے محتاج نہیں اور نہ کسی دوسرے نبی کے سوا اپنے نبی کے یہ اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنا دیا۔ مرزا

صاحب کہتے ہیں فَلَا حَاجَتَ لَنَا إِلَى نَبِيِّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ یعنی محمد ﷺ کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں۔ (حکمت البشری ص ۲۰)

پاکٹ بک احمدیہ کے مصنف نے اس آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کا یہ جواب دیا ہے کہ توراہ بھی تمام تھی مگر اس کے بعد بھی کتاب آگئی۔ قرآن شاہد ہے کہ حضور یوسف علیہ السلام پر بھی نعمت پوری کی گئی۔ انعام صرف نبوت ہی نہیں آیت کی رو سے نبوت صدیقیت شہادت صلیحیت سب انعام ہیں کیا یہ بھی بند ہیں مخلص ص ۵۲۰۔

جواب: توراہ بے شک فی نفسہ تمام تھی مگر اپنے وقت اور قوم کے واسطے۔

گزشتہ نبی مخصوص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ (مرزائی پاکٹ بک ص ۴۲۲) وَكَانَ النَّبِيُّ يَنْتَحِلُ إِلَى قَوْمِهِ بَخَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَةً بخاری و مسلم باب فضائل سید المرسلین۔ پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف آئے اور میں تمام دنیا کی طرف

OF AHLISUNNAT WAL

ہاں تورات اپنی ذات میں تمام تھی مگر کمال دین الہی اور اتمام نبوت اور تعلیم عالمگیر کی رو سے ناقص تھی۔

اب قرآن شریف اور دوسری کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر طرح کے غلطی سے محفوظ بھی رہیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کمال تعلیم آئے۔ مگر قرآن شریف کے واسطے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ نہیں۔ تو نبی شریعت اور نئے الہام نازل ہونے میں امتناع عقل لازم آیا۔ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۱۱۰ ملخصاً بلغہ) اور حضرت یوسف پر جو نعمت تمام ہوئی وہ اسی طرح کا اتمام تھا کَمَا اَتَتْهَا عَلٰی اَبُوْثَكْوَةَ (یوسف ع ۱) جیسا کہ آپ کے باپ وادار پر ہوا تھا۔ یعنی وقتی اور حسب ضرورت زمانہ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ نبوت صدیقیت

شہادت اور صالحیت بلاشبہ انعام ہے۔ اسی طرح صاحب شریعت نبی ہونا بھی انعام ہے۔ جبکہ روزِ آفریش میں ہی خدائے لایزال نے تاج نبوت کو مزین و آراستہ کر کے حضور سید عالم رحمۃ اللعالمین راحت العاشقین فداء الہی و الہی روحی و جدی کے سر پر رکھ دیا تو اب ناحق جلنا اور کڑھنا بد باطنوں اور خبیث روحوں کا کام ہے سچ ہے۔

مرہ نشانہ نور مک عمو کند

آیۃ و مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ 'كَفَاةٌ لِّلنَّاسِ' رَاتِي رُسُوفُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت موسیٰ تمام نبی اسرائیل کی طرف رسول تھے کیا ان کے بعد نبی اسرائیل کے لیے حضرت داؤد و سلیمان علیہ السلام نبی ہو کر نہیں آئے؟ الجواب ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ وہ شریعت باقیام و ناقص تھی۔ اس لیے وقتی ضروریات کے لیے انبیاء کا آنا ضروری تھا اور توراۃ کے متعلق قرآن شریف میں ہرگز ہرگز حضرت موسیٰ کا یہ دعویٰ موجود نہیں کہ تمام نبی اسرائیل کے لیے صرف میں ہی کیا رسول ہوں بخلاف اس کے کہ قرآن شریف کمال و مکمل غیر متبدل اہل قانون اور محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لیے اکیلے رسول ہونے کے مدعی ہیں اُرْسِلْتُ إِلَيَّ الْخَلْقِ كَفَاةً وَخُصِمَ بِي النَّبِيُّونَ صحیح مسلم میں تمام دنیا جہن کی طرف بھیجا گیا ہوں میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اَنَا رُسُوفُ مَنْ أَدْرَكْتُ حَبًّا وَمَنْ يُّؤَلِّدُ بَعْدِي (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۲۹ طبقات ابن سلام جلد ۲ ص ۱۰۱) خدا نے تمام جہن کے لیے ایک نبی بھیجا۔ چشمہ معرفت ص ۳۶۔ مذکورہ بالا آٹھ آیات قرآنی اور اقوال فرزا سے بغیر کسی طرح کی کھینچ تان کے بمعبارت انص ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اور متعدد آیات ایسی ہیں جن سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے مگر ہم انہیں مذکورہ بالا آیات پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ یہ مختصر رسالہ ان کا متحمل نہیں جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کے لیے

ایک آیت بھی کافی ہے اور بے ایمانوں کے واسطے تمام قرآن بھی ناکافی اب ہم احادیث نبویہ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں تاہم غور سے پڑھیں اور ایمان تازہ کریں۔

ختم نبوت از احادیث

حدیث اول : وَ عَنْ ثَوْبَانَ رَأَى قَوْلَهُ إِنَّهُ سَبْكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ فَلَا تُؤْنَوْنَ كُلَّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (ابو داؤد، ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب النبی)

ترجمہ : ضرور میری امت میں تمہیں کذاب (جھوٹے) پیدا ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں جو شخص دعویٰ نبوت ہو وہ کذاب ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد وغیرہ۔
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

اعتراض : مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں تمہیں کی محسن کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آویں گے۔

جواب : یہ احتمال ناشی عن الدلیل نہیں اس لیے مردود ہے نیز اس کے متعلق حدیث کے یہ الفاظ ہی کافی ہیں لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

اعتراض : سین فعل مضارع پر داخل ہو کر استقبال کے معنوں میں کر رہتا ہے اس صورت میں اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ کذاب وغیرہ عنقریب پیدا ہوں گے۔

جواب : اس امر کا تو مرزا صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ وہ وجہ قیامت کے قریب تک ہوں گے۔ کیا مرزا صاحب علوم علی سے نااہل تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک تمہیں کے قریب تک وجہ پیدا ہوں گے (ازالہ

جواب ثانی : اس میں شک نہیں کہ سین فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل قریب کے سینے میں کر دیتا ہے مگر حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کذاب حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ فوراً ہی آجائیں گے اس لیے کہ قرب و بعد امور اضافیہ میں سے ہیں۔ ایک چیز ایک شخص کی نظروں میں قریب ہوتی ہے اور دوسرے کی نظروں میں بعید۔ جیسا کہ حضور پر نور ﷺ نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر فرمایا اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (یعنی قیامت میں اور مجھ میں اس طرح اتصال ہے) تو جس طرح حضور ﷺ کی بالغ نظری کے لحاظ سے قیامت قریب ہے اور ہماری کم نگاہی کے لحاظ سے بعید ایسے ہی ان کذابوں کا آنا حضور ﷺ کے لحاظ سے بالکل قریب اور ہمارے لحاظ سے بعید۔ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں سَيَذَرُوكُم خَلْقًا جَهَنَّمَ ذَاخِرِينَ ترجمہ : عنقریب وہ (مرزائی وغیرہ) جہنم میں ذلیل ہوتے ہوئے داخل ہوں گے فَمَسِيحُ مَرْهُمُ الْيَهُودُ حَبِشَةً عَنْقَرِبَ ان کو اپنی طرف اکٹھا کرے گا وَسَبَّعَلَّمَ الَّذِينَ ظَلَمُوا عَنْقَرِبَ ظالم لوگ جن لیں گے دیکھئے ان آیات میں سین فعل مضارع پر داخل ہوا ہے اور قیامت کا ذکر ہے اس جگہ بھی قیامت کی نسبت جب ذات واجب الوجود کی طرف جاوے تو قیامت بالکل قریب ہے اور اگر ہماری طرف کی جاوے تو بعید۔

اعتراض : یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں جیسا کہ اکمل الاکمل میں لکھا

ہے

جواب : صریح حدیث کے مقابلہ اکمل الاکمل والے کا ذاتی خیال سند نہیں حدیث میں قیامت کی شرط ہے بعض دفعہ انسان ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے اسی طرح انہوں نے تعدا پوری سمجھ لی۔ مگر چونکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس کی تعدا میں کمی ہے۔

اعتراض: اس حدیث کو حج الکرامہ میں حافظ ابن حجر نے ضعیف لکھا ہے۔

جواب: یہ سراسر دروغ ہے لیکن ہم حافظ ابن حجر کی اصل کتاب کی عبارت جس کا حوالہ دیا گیا ہے پیش کرتے ہیں وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَعِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ سَبْعُونَ كَذَّابًا وَمُسْنَدُهُ ضَعِيفٌ وَعِنْدَ أَبِي يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ نَحْوُهُ وَمُسْنَدُهُ ضَعِيفٌ أَيْضًا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ دہلی جزو ۳، ص ۵۶۳)

طبرانی میں عبد اللہ ابن عمر کی ستر دہائی والی حدیث کی سند ضعیف ہے اور ایسا ہی ابو یعلیٰ میں جو انس کی روایت ستر دہائی والی ہے وہ ضعیف ہے حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے ستر دہائی والی روایت کو جو بد طریق سے مروی ہے ضعیف لکھا ہے نہ کہ تیس دہائی والی کو قاعدہ اس حدیث میں حضور سید عالم ﷺ نے مطلقاً دعویٰ نبوت کو کاذب فرمایا ہے نہ تشریحی یا غیر تشریحی کی کوئی قید نہیں اور علم اصول کا مشہور قاعدہ ہے الْمَطْلُوقُ يَجْرِي عَلَى إِطْلَاقِهِ يَعْنِي مطلق اپنے اطلاق اور عموم پر جاری رہتا ہے لہذا مرزائیوں کا مطلق کو مقید کرنا ان کی جمالت کی دلیل ہے۔

حدیث دوم عَنْ الْعُرَيْضِ بْنِ سَارِبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّ آدَمَ لَمُنْحَدِلٌ فِي طَبَقَتِهِ (شرح سنن احمد و مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)۔

آنحضرت نے فرمایا کہ آدم جس زمانہ میں گوندھی ہوئی مٹی کی ہیت میں تھے میں اس وقت بھی خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا تھا۔

حدیث سوم وَعَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَا فَايُزُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَاخِرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَاخِرَ۔

(رداء الدار، مشکوٰۃ باب مذکورہ)

جواب : میں قائم انبیاء ہوں میں خاتم الانبیاء ہوں یہ بات میں فخر سے نہیں کرتا
(بلکہ اظہار حقیقت ہے)

حدیث چہارم إِن لِّيَ أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ إِلَى قَوْلِهِ وَ
أَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔

بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب اسماء النبی ﷺ - نبی ﷺ نے فرمایا میرے کئی نام
ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی
نبی نہ ہوگا۔

اعترض : عاقب کے معنی جو حدیث میں بیان کیے گئے ہیں یہ راوی کا اپنا خیال ہے
ورنہ یہ حدیث کے اپنے الفاظ نہیں۔

جواب : راوی کا ذاتی خیال نہیں یہ قطعاً غلط ہے بلکہ عاقب کے معنی خود آنحضرت
نے کیے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وَفِي رَوَايَةٍ سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ
عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ بِلَفْظِ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (رح الباری ج ۲
ص ۳۳) ترجمہ : امام سفیان ابن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی کے نزدیک یہ
لفظ ہیں کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حدیث پنجم وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَمَاعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ
بِالرُّغْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ
طَهُورًا وَ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَ حُخِمَ بِي السَّيِّئُونَ (مسلم
در باب مشکوٰۃ مذکورہ)

ترجمہ : آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چھ باتوں میں جملہ انبیاء پر فضیلت دیا گیا
ہوں مجھے کلمات جامع ملے (۲) میں رعب کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں (۳) میرے لیے
خمس حلال کی گئی ہیں (۴) تمام دنیا میرے لیے پاک مسجد بنائی گئی (۵) میں تمام مخلوقات

کی طرف رسول بٹایا گیا ہوں (۴) میرے ساتھ انبیاء ختم کیے گئے۔

حدیث ششم كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْشُرُونَ (بخاری ص ۴۱۱ و مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۷ ابن ماجہ وغیرہ) بنی اسرائیل کی عنان سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی۔ جب ایک نبی فوت ہوتا اس کا جانشین نبی ہی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا۔ پس بکثرت ہوں گے۔ اس حدیث کی تشریح قول مرزا سے یوں ہوتی ہے کہ وحی اور رسالت ختم ہو گئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔ ان کے مکتوب مرزا تشریح

(الذہاب)

اس حدیث میں نبوت غیر تشریحی کے انتقال پر دو صریح قرینے موجود ہیں۔ پہلا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو صاحب شریعت مستقل نبی نہ تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں نبی آئے جو شریعت موسویہ کے متبع تھے اور ان نبیوں کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل کے امور کا انتظام کیے بعد دیکرے فرماتے تھے۔ ان کے بعد آپ نے فرمایا کہ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي یعنی میرے بعد کوئی نبی میری امت کے امور کا انتظام کرنے والا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل اور وہ غیر مستقل ہوتے تھے۔ لہذا نبی غیر مستقل کی نفی کی تشریح ہو گئی۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا اپنے بعد نبی کی مطلقاً نفی کرنے کے بعد صرف خلفاء کا اثبات فرمایا نبی غیر مستقل کی نفی کا صریح قرینہ ہے۔

حدیث ہفتم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلِيَّ وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصِيرٍ أَحْسَنَ بَنِيَانَهُ وَتَرَكَهُ مِنْهُ مَبْذُوعَ لَبَنَةٍ

قَطَافٍ بِعِ النَّظَارِ يَتَعَبَّوْنَ مِنْ حُسْنِ بُشَائِهِ إِلَّا مَوْضِعَ
تِلْكَ اللَّيْنَةِ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّيْنَةِ عَنِمَ بِيَّ الْبُشَيَّانُ وَ
حَنِمَ بِيَّ الرُّسُلُ وَفِي رَوَايَةٍ فَانَا اللَّيْنَةُ وَأَنَا حَاتَمُ النَّبِيِّنَ
(بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب فضائل النبی ﷺ)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور سابقہ انبیاء کی ایک
ایسے محل کی مثال ہے جس کی عمارت اچھی بنائی گئی ہو۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ
خالی ہو۔ لوگ اس کے ارد گرد گھومتے ہیں اور حسن عمارت پر تعجب کرتے ہیں مگر ایک
اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں سو میں وہ مبارک اینٹ ہوں جس نے اس
جگہ کو پر کیا۔ میری ذات کی وجہ سے نبوت کے محل کی تکمیل ہو گئی ہے۔ بدیں صورت
میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبوت کی آخری
اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

OF AHLESUNNAT
مرزا سیول کا اعتراض

غیر احمدی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ مبعوث نہ ہوتے تو قصر نبوت وغیرہ مکمل
ہو چکا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جس کو آپ نے آکر پر کیا مگر ہمارا ایمان
ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نظام کائنات نہ بنایا جاتا۔

جواب: مرزا یہ اس وجہ فرمائی گا کیا کہنا کیا خوب رنگ بدلا ہے مگر یاد رہے

بہر رنگ کہ خوابی جامہ سے پوش

من اندازِ قدتِ را می شناسم

لیجے ہم تمہارا ایمان ظاہر کرتے ہیں مرزا صاحب اپنی کتاب حقیقتہ الوحی ص ۹۹ پر یوں کہتے

ہیں لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

ترجمہ: اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا۔ مرزا یوں ذرا انصاف سے

بتانا کہ تمہارا حضور ﷺ کے متعلق یہ ایمان ہے یا مرزا علیہ باعلیہ کے متعلق ذرا سمجھ سوچ کر جواب دینا۔

بحود شعاع وفا ہای من ز مردم پرس
بمن حساب جفا ہائے خویش من یاد آر
(غالب)

اعتراض: جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی منجائش نہیں رہی تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

جواب: مثلاً اگر کہا جاوے کہ مرزا صاحب اپنے والدین کے گھر میں خاتم الاولاد ہیں اور ان کی پیدائش سے قبل ان کا ایک بھائی کسی ملک میں گیا ہوا تھا۔ وہ قادیان میں آ گیا تو اس کے آنے کو کوئی صحیح الدماغ انسان مرزا صاحب کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں سمجھے گا۔ اس لیے کہ مرزا صاحب کے بھائی کی پیدائش ان سے پہلے ہو چکی تھی تو جس طرح مرزا کے بھائی کا اس ملک کو چھوڑ کر قادیان میں آنا مرزا کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت تشریف لانا حضور پر نور ﷺ کی خاتمت کے منافی نہیں اس لیے کہ ان کو پہلے نبوت مل چکی ہے فقط۔

باقی رہا یہ کہینہ عذر کہ معلو اللہ مسلمان آنحضرت ﷺ کو ایٹ سے تشبیہ دیتے ہیں سو مرزائیوں کو یہ بات کہتے ہوئے شرمنا چاہیے اس لیے کہ اگر اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو وہ حدیث پر نہ کہ اس شخص پر جو اس کو نقل کر رہا ہے حضور کی غرض اس حدیث کے بیان قربانے سے محض اپنی امت کی تقسیم مقصود ہے مگر مرزائی یہودی صرف ایک وقتی اعتراض کر کے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہے سچ ہے۔

بے حیاباش ہرچہ خواہی کن

حدیث ہشتم:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ
مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (بخاری مسلم اب مناقب علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

”اے علی تیرے اور میرے درمیان وہ نسبت ہے جو کہ موسیٰ اور ہارون
کے درمیان تھی۔“

سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی نسبت تھی ظاہر ہے کہ وہ نسبت دو
امور پر مشتمل تھی ایک قائم مقامی دوسرے اشتراک فی النبوة اب حضرت علی کو انہیں
دو امور کے متعلق اشیاء ہو سکتا تھا۔ یعنی قائم مقامی و اشتراک فی النبوة حالانکہ حضور کو
ایک امر کا اثبات اور ایک کا انقطاع فرماتا مقصود تھا۔ لہذا حضور نے یہ خیال فرما کر کہ
کیسے حضرت علی یہ نہ سمجھ لیں کہ جس طرح حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے تابع ہو
کر نبی تھے۔ ایسا ہی میں بھی حضور کی عدم موجودگی میں آپ کا قائم مقام ہوں اور آپ
کے تابع ہو کر نبی ہوں اس لیے حضور نے ایک امر کا اثبات فرمادیا یعنی قائم مقامی کا اور
دوسرے کے متعلق لَا نَبِيَّ بَعْدِي کہہ کر اس نبوت کی نفی کر دی جو کہ حضرت
ہارون میں تھی یعنی غیر تشریحی۔

حدیث نہم:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عِيسَى ابْنُ
الْحَطَّابِ (ترمذی مشکوٰۃ بن مناقب عمرا
ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہو تو عمر ہوگا۔

الف: حضور ﷺ نے یہ قول حضرت عمر کی مدح میں فرمایا ہے اور مقام مدح کا
تقاضا یہ تھا کہ اگر آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی ہوتی تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے لیے اس کا اثبات فرماتے نہ کہ نفی کرتے جس آپ کے مطلقاً نفی فرمانے سے معلوم

ہوا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔

ب: اگر حدیث میں نبی مستقل کی قید لگائی جائے اور معنی یہ کیے جائیں کہ اگر میرے بعد کوئی مستقل نبی ہوتا ہوتا تو حضرت عمر ہوتا۔ اس صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی غیر مستقل ہونا ضروری ہے کیونکہ حضور نے حضرت عمر کو منصب نبوت کے قابل و مستحق بتایا ہے اور نبوت کے ملنے سے مانع صرف نبوت کا ختم ہونا فرمایا ہے جس جب نبوت غیر مستقل ختم نہیں ہوئی تو اس کے ملنے سے کوئی چیز مانع نہیں لہذا وہ ضرور نبی ہونے چاہیں حالانکہ وہ نبی نہیں تھے اگر ہوتے تو دعویٰ نبوت ضرور کرتے کیونکہ نبی کے لیے دعویٰ نبوت کا اخفا قطعاً جائز نہیں۔ جب انہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور نہ ہی اہل اسلام میں سے کسی نے ان کو نبی مانا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہ تھے۔ قراب آپ غور فرما سکتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ مستحق نبوت اور جس کا مستحق ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت ہو اس کو تو نبوت نہ ملے اور خشی غلام احمد صاحب قادیان میں نبی بن جائیں یہ امر عقلاً محال ہے۔

حدیث دہم:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبِيَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي (ترمذی شریف)۔ یعنی رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی و رسالت تائیمات منقطع ہے۔ ازالہ اوہام مطبوعہ لاہور ص ۵۳ نیز آئینہ کمالات ص ۳۷۷ پر لکھتے ہیں مَا كَانَ اللَّهُ أَنْ يُرْسِلَ نَبِيًّا بَعْدَ نَبِيِّنَا خَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَمَا كَانَ يُصْحِدُ سِلْسِلَةَ النَّبِيِّينَ ثَانِيًا بَعْدَ انْقِطَاعِ عَهْدِهَا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خاتم النبیین کے بعد کسی کو نبی کر کے بھیجے اور نہ یہ ہوگا کہ سلسلہ نبوت کو اس کے منقطع ہو جانے کے بعد

پھر جاری کرے۔ حلد بشری ص ۳۴ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قَدْ انْقَطَعَ
الْوَحْيُ بَعْدَ وَفَائِهِمْ وَخَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبِيِّينَ بے شک آپ کی وفات کے
بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور حقیقت
الوحی ص ۳۵ نمبر علی میں لکھتے ہیں وَإِنَّ رَسُولَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَعَلَيْهِ
انْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ الْمُرْسَلِينَ تحقیق ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور ان
پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حدیث یازدہم:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ قُلْتُ لِبْنِ أَبِي أَوْفَى أَرَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاتَ صَبِيْرًا وَلَوْ فَطِنِي أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ
مُتَّحِدًا نَبِيًّا لَعَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَأَنْتَبَيْ بَعْدَهُ
ترجمہ: اسماعیل جو سند میں مذکور ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے
دریافت کیا کہ آپ نے حضور پر نور ﷺ کے صاحبزادہ صاحب ابراہیم کو دیکھا ہے تو
انہوں نے فرمایا کہ وہ تو چھوٹے ہی رحلت فرما گئے تھے اور اگر یہ فیصلہ ازل میں ہو چکا
ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہو گا تو آپ کے صاحبزادے زندہ
رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا لہذا ان کو زندہ نہیں رکھا گیا۔

حدیث دوازدہم:

أَنَا الْخَيْرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ الْخَيْرُ الْأُمَمِ (ابن ماجہ فتح دجل ص

(۳۰۷)

ترجمہ: میں سب نبیوں کا پچھلا نبی ہوں اور تم تمام امتوں کی پچھلی امت

اگرچہ مذکورہ سات آیات قرآنی اور بارہ احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ ختم نبوت بغیر کسی قسم کی کھینچ مکن کے آفتابِ نبیروز سے زیادہ تر واضح ہو گیا ہے مگر ہم مزید وضاحت کے لیے مذکورہ مسئلہ کو اجماع امت اور دلائل عقلیہ سے ثابت کرتے ہیں ناظرین بخور پڑھیں۔

اجماع امت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَنَمَّ الدِّينُ (ترجمہ) کہ وحی منقطع ہو گئی اور دین مکمل ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر کہا یا بَیَّ اَنْتَ وَ اُمِّیْ بَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضْلِکَ عِنْدَہٗ اَنْ یَّعْثَرَ اَنْحَرُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی میرے ہاں باپ قرآن آپ کو خدائے آخری ہی بھیجا تھا۔ (مواہب جلد ۲ ص ۳۹۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں شامل ترمذی ص ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لِاَنَّ نَبِیَّکُمْ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ (تلخیص التاریخ جلد ۱ ص ۲۹۳)

اجماع امت: وَکَثُوْہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَتْ بِہِ الْکُتُبُ وَ سَعَدَتْ بِہِ السَّنَہُ وَ اجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ فِیْ کُفْرِہِ مُدَّ عِیُّ خِلَافَہُ وَ یُقْتَلُ اِنْ اُھْمِرَ۔ (روح المعانی جلد ۷ ص ۶۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں باطل ہیں اور احادیث نبویہ بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اجماع ہے پس اس کے خلاف کا دعویٰ کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں وَمَنْ اَعْتَقَدَ وَحْدًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَفَرَ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ (فتاویٰ ابن حجر مکی) یعنی جو شخص آپ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو اور

کافر ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں وَدَعَا إِلَى الْفُتُوۡرَةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ كُفْرًا
 بِاِجْمَاعِ الْاِجْمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت
 یا اجماع کفر ہے۔ شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے اَخْبَرَ اَنَّهُ خَاتَمُ
 النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَاَخْبَرَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
 وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰی حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰی ظَاهِرِهِ
 وَاَنَّ مَفْهُومَهُ الْمُرَادَ بِهٖ بِدُوْنِ تَاْوِيلٍ وَلَا تَخْصِيْصٍ فَلَا شَكَّ
 فِیْ كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَاغِیْتِ كُلِّهَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَشَعًا۔ یعنی
 آپ نے خبر دی کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
 اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کی ختم کرنے والے ہیں اور اس
 پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہر پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری
 الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں
 کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔
 امام غزالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں کون نہیں جانتا کہ یہ وہی
 بزرگ ہیں کہ جن پر حضور سید عالم ﷺ 'حضرت موسیٰ' اور عیسیٰ علیہ السلام کے
 رو برو فخر و مباہلات کرتے اور فرماتے ہیں کہ میری امت میں غزالی جیسے ہستیاں ہیں چنانچہ
 عبارت ذیل ہے نمبر انھیات الانس ص ۳۳۵۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کہ قطب زبان بود از واقعہ کہ دیدہ جنس خبردادہ
 است کہ حضرت رسالت ﷺ باموسٰی و عیسیٰ علیہم السلام مفاخرت و مباہلات کردہ
 است بھزالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسالت ﷺ بتعریف بعضے منکراں غزالی امر
 فرمود۔

یعنی شیخ ابوالحسن شاذلی کہ قطب زبان تھے انہوں نے جو واقعہ دیکھا اس کی یوں
 خبر دی ہے کہ حضرت رسالت ﷺ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ امام

غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عبارت کرتے تھے اور حضور ﷺ نے امام غزالی کے مکررین کو تعزیر فرمائی ہے۔ مذکورہ الصدر عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی دوبار رسالت میں کس قدر مقبولیت ہے اب ان مموح کا عقیدہ سنئے۔ فرماتے ہیں:

پس باخبر ہمد رسول مارا ﷺ فرستاد و نبوت دے بدرجہ کمال رسانید، بیچ زیادت دایاں راہ نبو وہیں سبب اور اخاتم الانبیاء کہو کہ بعد از دے بیچ پیغمبر نباشد۔ (کیسائے سعادت ص ۷۰)

ترجمہ پھر سب پیغمبروں کے بعد ہمارے رسول ﷺ کو خلق کی طرف بھیجا گیا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال درجہ تک پہنچا کہ اب اس پر زیادتی محال ہے۔ اسی واسطے آپ کو خاتم الانبیاء کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۶۹ میں ہے **أَوَّلُ هُمْ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ**۔ (ترجمہ) اول الانبیاء آدم ہیں اور آخر الانبیاء محمد ﷺ ۱۸۴ فتوحات مکیہ شریف ص ۳۵ میں حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: **وَإِنْسَدَّتْ أَبْوَابُ الْأَوَامِرِ وَالتَّوَاهُتِ فَمَنْ إِذَا عَاَهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَهُوَ مُدْعٍ شَرِيعَةً أَوْ حَسْبٍ أَلَبِئْسَ سَوَاءً وَافَقَ بِهَا شَرْعُنَا أَوْ خَالَفَ**۔

اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو گیا جو حضور کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ میری دہی میں امر بھی ہے اور نہی بھی تو وہ مدعی شریعت کا ہے خواہ وہ ہماری شریعت کے مخالف ہو یا موافق۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عبارت کے ساتھ اور اضافہ فرماتے ہیں **فَإِنْ كَانَ مُكَلَّفًا ضَرَبْنَا عَنْقَهُ وَإِلَّا ضَرَبْنَا عَنْقَهُ صَفْحًا** (الہدایۃ ص ۲۴ جلد ۲) صاحب شریعت ہونے کا مدعی ہو (جیسے مرزا نے کہا) اگر عاقل ہو تو اس کی گردن ازا دیں گے اور اگر کوئی پاگل مراقی سودائی ایسی باتیں کرے گا تو مجنوں سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ اسی طرح حضرت ابن عربی فتوحات مکیہ ص ۷۶ ج ۲ میں

فرماتے ہیں اِسْمُ النَّبِيِّ زَالَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ (ترجمہ) حضور سید الکونین کے بعد نبی کے لفظ کا کسی پر اطلاق کرنا جائز نہیں۔

ان "مشتے نمونہ از خروارے" سوالوں سے اصل مسئلہ کی کافی وضاحت ہو جاتی ہے اور نبوت کا پتلا جماع کمال کو پہنچ کر ختم ہو جانا کسی مزید بیان کا منت گزار نہیں رہتا۔

دلائل عقلیہ:

دلیل اول:

نظام کائنات ایک درسگاہ ہے اور انبیاء کرام بمنزلہ معلمین کے ہیں اور ظاہر ہے کہ معلم اعلیٰ کی تعلیم سب سے آخر میں ہوتی ہے اس لیے کہ جب تک تعلیم کے ابتدائی مراتب حاصل نہ کر لیے جائیں معلم اعلیٰ کی تعلیم کا حاصل کرنا دائرہ امکان سے خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید عالم ﷺ کو جملہ انبیاء کے آخر میں بھیجا گیا۔

دلیل دوم:

کسی نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے کی دو وجہ سے ضرورت ہوتی ہے ایک یہ کہ کسی صیغہ کی تعلیم غیر مکمل رہ گئی ہو تو اس کی تکمیل کے لیے کوئی دوسرا نبی بھیج دیا جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے نبی کی تعلیم میں تحریف ہو گئی ہو۔ دنیا میں اس کی صحیح تعلیم باقی نہ رہ گئی ہو۔ تو دوسرا نبی صحیح تعلیم دے کر بھیج دیا جاتا ہے تاکہ لوگ صحیح تعلیم سے محروم نہ رہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے بعد نہ تو کوئی صیغہ تعلیم غیر مکمل رہا ہے جس کی تکمیل کی غرض سے کسی دوسرے نبی کو بھیج دیا جائے اور نہ ہی آپ کی تعلیم میں تحریف واقع ہوتی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی جو کسی دوسرے نبی کو

صحیح تعلیم کے لیے بھیجے کی ضرورت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو تحریف سے قیامت تک محفوظ رکھنے کا اعلان فرما دیا ہے جو سورۃ حجر کی آیت **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** میں مذکور ہے یعنی ہم نے ہی کلام مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال کا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ کلام الہی میں آج تک ایک حرکت کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔ حرف و کلمات کی تبدیلی تو درکنار رہی۔ تو اب آپ غور فرمائیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کے بھیجے کی کیا ضرورت ہے۔

دلیل سوم:

آپ نے بعد مستقل نبی کا آنا تو فریق مخالف نے بڑی ٹھیکہ بھی مسلم ہے۔
منازعہ فیہ تو صرف نبی غیر مستقل کا آنا ہے لہذا اس کے متعلق مرزائیوں سے چند امور
دریافت طلب ہیں (۱) **OF AHLE SUNNAT WAL JAMA**

الف: یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے اس قابل نہیں کہ اس میں صرف رائے زنی سے کام لیا جاوے بلکہ اس کے اثبات کے لیے نصوص قطعیہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا کوئی ایسی نص پیش کیجئے جو نبوت غیر مستقلہ کے عدم انتفاع پر صراحۃً دلالت ہو۔

ب: نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا دارو مدار کیا چیز ہے اس کی تعیین و دلیل تعیین دونوں کے بیان کرنے کے بعد تلاش ہے کہ وہ چیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی تھی یا کہ نہیں۔ اگر تھی تو ان کو نبوت کیوں نہ ملی اور اگر نہیں تھی تو یہ بات اجماع امت کے خلاف ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تمام امت میں افضل ہونا مجمع علیہ ہے اور صورت مفروضہ میں غیر صحابی کا صحابہ سے افضل ہونا لازم آتا ہے لہذا یہ شق جو مستلزم ہے خلاف اجماع کو مردود ہے۔ اور قابل تسلیم نہیں اور علاوہ اس کے یہ بات فیصلہ عقل کے بھی خلاف ہے کونسا عقل اس بات کو تسلیم کر سکتا

ہے کہ منشی غلام احمد جیوں میں ایسی خوبی پائی جاوے جس سے ابو بکر صدیقؓ جیسے حضرات بھی محروم رہے ہوں۔ العیاذ باللہ۔

ج: کیا حضور سید یوم النورؐ کے بعد ساڑھے تیرہ سو سال میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے یا نہیں اگر ہوا ہے تو اس کا حوالہ عنایت ہو اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ بیان فرما دیجئے کہ باوجود نبوت منقطع نہ ہونے کے اس قدر زمانہ دراز تک لوگوں کو اس نعمت عظمیٰ سے کیوں محروم رکھا گیا۔

دلیل چہارم:

نبوت اور رسالت اور نبی یہ تینوں کلیمیں ہیں خواہ از جنس متواہلی ہوں یا از جنس مشکک ان تینوں پر لای نفی جنس واقع ہوا ہے جو مفید استغراق ہوتا ہے عند النفاۃ میں نبوت کی نفی سے تمام افراد نبوت کی نفی ہوگی اور رسالت کی نفی سے تمام افراد رسالت کی نفی ہوگی۔ اور نبی کی نفی سے تمام افراد نبی کی نفی ہوگی اور نبوت غیر تشریحی بھی افراد نبی سے ہے پس اس کی بھی نفی ہوگی لہذا حضور سید یوم النورؐ کے بعد نبی غیر تشریحی بھی نہیں آسکا۔

اجراءے نبوت پر الفضل کے دلائل اور اُن کے جوابات:

پہلی دلیل:

اللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنْ النَّاسِ (پ ۷۷ ع ۷۷)
(ترجمہ) اللہ ہی چتا ہے یا چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔ اس آیت میں مصطفیٰ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال دونوں کے لیے آتا ہے پس مصطفیٰ کے معنی ہیں چتا ہے یا چنے گا مگر اس آیت میں مصطفیٰ سے حال مراد نہیں لیا جا

سکا کیونکہ لفظ رسل جمع ہے اس سے مراد آنحضرت واحد نہیں ہو سکتے۔ پس ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے اور مصطفیٰ مستقبل کے لیے ہے۔

الجواب: مرزا یحیٰٰ ہوش کو کہیں مسئلہ ختم نبوت کے صریح دلائل اور کہیں اس قسم کی یہودیانہ تحریفات ”اِذَا فَاَتَاكَ الْحَبَابُ فَاَجْعَلْ مَا شِئْتَ“ تم مصطفیٰ کا حال اس لیے ترجمہ نہیں کرتے کہ آنحضرت ﷺ چونکہ واحد ہیں وہ اس کے مصداق نہیں بن سکتے یہ تو بتاؤ کہ پھر مرزا اس کا مصداق کس طرح بن جاوے گا کیا وہ جمع ہے پھر یہ دیکھیے کہ آیت مذکورہ میں انبیاء پر نازل ہونے والے فرشتے کو بھی تو جمع کے معنی سے بیان کیا گیا ہے کیا انبیاء پر دو چار فرشتے اترتے تھے۔ انبیاء تو پھر بھی ہزار ہا ہوئے ہیں لیکن ان پر نازل ہونے والا فرشتہ تو صرف ایک ہی ہے جیسا کہ تمہاری پاکٹ بک کے ص ۵۳۳ پر ہے۔ جبرائیل انبیاء کی طرف وحی لانے پر مقرر ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کلمہ پر مقرر نہیں۔ قرآن پاک بھی ”شہادہ“ ہے کہ ”نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (جبرائیل نے) اس قرآن کو میرے قلب پر اتارا ہے۔“

”رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لیے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھائے جاتے ہیں“ (ازالہ ادہام ص ۵۳۳ / ۲۲۱)

پس جب کہ پیغام رساں فرشتے کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ رسل سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر آنحضرت پر اس کا استعمال کیوں ناجائز ہے۔ الحمد للہ کہ مرزائیوں کے اعتراض کی حقیقت تو واضح ہو گئی کہ آیت میں جمع کا صیغہ ہے اس لیے آنحضرت واحد مراد نہیں لیے جاسکتے اور اگر آیت کا وہی ترجمہ کیا جائے جو کہ مرزائی کرتے ہیں یعنی اللہ ہی چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں چنا ہے نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ علم صرف کی کتابوں میں میزان اعرف سے لے کر فصول اکبری تک یہی لکھا ہے کہ مضارع یا ماضی یا استقبال کے لیے آتا ہے

نہ کہ دونوں کے لیے اکتھا تو معلوم ہو گیا کہ اگر مصطفیٰ کا ترجمہ چنے گا کیا جائے تو چنا ہے کرنا ناجائز ہوگا اس صورت میں آیت مذکورہ کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ رسول کو چنے گا اب تک چنا نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ سرور انبیاء اس وقت موجود تھے اور آیت بھی انہیں پر نازل ہوئی معلوم ہوا کہ یہ ترجمہ عقلاً و ظہراً مردود ہے۔

اس آیت کا ترجمہ چنے کا کرنے میں دوسرا احتمال یہ لازم آتا ہے کہ اس صورت میں کلام الہی میں تعارض لازم آئے گا اس لیے ہم پہلے متعدد آیت قرآنی سے حضور کا خاتم النبیین ہونا ثابت کر آئے ہیں اور حالت تعارض میں کلام ربانی کا من جانب اللہ ہونا محال ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے خود فرمایا ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (پ ۵ ع ۹) اگر قرآن مجید غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف و تناقض پایا جاتا تو یاری تعالیٰ نے عدم اختلاف کو اس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ اس میں اختلاف و تناقض نہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ہم آیت کا ترجمہ چنا ہے کریں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

آیت کا مضمون تو صرف اس قدر ہے جو کہ سیاق و سباق کلام سے واضح ہے کہ جب تکبرین اسلام کے رو برو کلام خداوندی پڑھا جاتا۔ تو وہ نہ صرف بگڑتے بلکہ مارنے کو دوڑتے خدا نے فرمایا تم اس قدر کیوں بگڑتے اور براہم ہوتے ہو کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری مرضی کے مطابق رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ اعْلَمُ حَيْثُ يَخْتَصِلُ رِسَالَتُهُ (پ ۸ ع ۳) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے اس میں تمہاری عقل نارسا کو کوئی دخل نہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ ہی چنا ہے فرشتوں میں سے رسول جو اس کے احکام انبیاء کے پاس لاتے ہیں اور انسانوں میں رسول چنا ہے جو تبلیغ کا کام کرتے ہیں الغرض اس آیت میں آئندہ رسولوں کے آنے کا کوئی ذکر نہیں اور اگر بالفرض محال ہو بھی تو نبی تشریحی کا نہ کہ غیر تشریحی کا۔ اور نبی تشریحی کا آنا تمہارے

زودیک بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ اس صورت میں یہ آیت تمہارے خلاف بھی جائے گی۔
مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

۷۔ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

دوسری دلیل

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا يَنْتَهِىْكُمْ رُسُلُكُمْ عَنْ الْفَحْشَا وَالْمُنْكَرِ (پ ۸ ع ۸) (ترجمہ) اے نبی
آدم البتہ ضرور آویں گے تمہارے پاس رسول۔ یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہوئی اس میں
تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا
سب جگہ آنحضرتؐ اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ (پاکت بک احمد یہ

www.NAFSEISLAM.COM

اس آیت ہے بھی اجراء نبوت پر استدلال چند وجوہات سے باطل ہے۔

اولاً: اس لیے کہ مرزا اور اس کے جمنو آؤں کے نزدیک رسول سے مراد محدث اور
مجد بھی ہو سکتا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

اقوال مرزا

رسول سے ہر جگہ مراد خدا کا رسول نہیں کیونکہ اس لفظ میں محدث اور مجدد بھی
شامل ہے مرزا غلام احمد کہتا ہے۔

۱۔ قَلَّا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبَةِ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰهُ مِنْ رَّسُوْلٍ وَرَسُوْلٍ عِنْدَ رَسُوْلٍ
لفظ عام ہے۔ جس میں رسول اور نبی محدث داخل ہیں (آئینہ کلمات اسلام ص ۳۲۲)

۲۔ کمال طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا
نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ
نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں (ایام صلح حاشیہ ص ۱۷)

تیسری دلیل

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (پ آ ۱)

مرزائیوں کے استنباطات عجیبہ سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ سے جریان نبوت کی دلیل پکڑی ہے صورت استدلال یوں بیان کی جاتی ہے کہ جن لوگوں پر خدائے تعالیٰ کے انعامات ہیں وہ چار ہیں چنانچہ لکھا ہے وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيفًا (پ ۵) یعنی جو لوگ خدا اور رسول کے حکم سے اطاعت کریں تو ان کو ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہو گا جن پر خدائے انعام کیا ہے اور وہ انبیاء ہیں اور عِدَّتین ہیں اور شہیدین ہیں اور صالحین ہیں اور یہ سب اچھے رفیق ہیں۔

مرزائی کہتے ہیں کہ جب ہم اللہ اور رسول کی اطاعت بھی کرتے ہیں اور صراط الذین انعمت علیہم سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس سے ہم مدد حقیقت اور شلوت اور صالحت کے مقام پر ترقی کر سکتے ہیں تو ان سب کے ساتھ انبیاء کی رفاقت کا بھی ذکر ہے تو اگر آنحضرت کے بعد نبوت بالکل بند ہو اور کوئی شخص بھی نبی نہ بن سکے تو یہ دعا بھی انکار ت جائے گی اور اطاعت بھی بے ثمر رہے گی پس لازم ہے کہ اس دعا کی قبولیت اور اس کی اطاعت کا ثر و رجب نبوت کی عطا کی صورت میں بھی ہو (اعجاز السج مصنف مرزا صاحب)

جواب : مرزائیوں کا یہ استنباط و استدلال پختہ وجوہ از سر تپا باطل محض ہے اس لیے کہ۔

۱۔ یہ استنباط متعدد آیات قرآنیہ کے خلاف اور کثیر التعداد احادیث نبویہ مرعیہ کے

مثالی ہے اور جو استنباط قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے نیز اس آیت میں دنیا کے اندر نبوت وغیرہ کے مقام ملنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو شخص مومن ہے وہ آخرت میں انبیاء و صدیق و شہداء و صالحین کے ساتھ ہوگا چنانچہ اگلے الفاظ **حُسْنُ أَوْلِيَّائِكَ رَفِيقًا** رفاقت پر دال ہیں اور آیت میں مع کا لفظ بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں ساتھ کے۔ خود مرزائی مانتا ہے کہ مع کے معنی ساتھ کے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** کہ خدا نیک لوگوں کے ساتھ ہے پاکٹ بک ص ۵۰۳

مرزائی کہتے ہیں کہ اگر اس جگہ مع کے معنی ساتھ کے لیے جاویں تو مسلمانوں کو کوئی درجہ بھی نہ ملانے صدیقیت کا نہ شہادت کا نہ صالحیت کا یہ محض ان کے ساتھ جوتیاں چٹکتے پھریں گے۔

جواب: مرزا یوں اس آیت میں درجات کے ملنے کا ذکر نہیں اور نہ ہی درجات کی نئی ہے ایمان تو صرف قیامت میں نیک رفاقت کی خوشخبری ہے ہاں کلام مقدس میں درجات کے ملنے کا دوسرے مقام پر یوں ذکر کیا گیا ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ فِي الصَّالِحِينَ** جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے وہ صالحین میں داخل کیے جاویں گے۔

۲۔ اس لیے کہ آیت زیر بحث یعنی **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** میں **مُنْعَمٌ عَلَيْهِمْ** کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نئی بننے کی جس کے یہ سننے ہیں کہ ان کی ہدایتوں پر عمل کریں اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں جیسا کہ فرمایا **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** یعنی تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ قابل اقتداء نمونہ ہیں اگر انبیاء کے راستے کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہم نبی بن جائیں تو کیا خدا کے راستے کی پروی سے ہم خدا بھی بن سکیں گے دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا** فَا تَبِعُونِي یعنی میرا راستہ یہ ہے اس کی

پیروی کرتا۔

۳۔ تیسری دلیل استدلال کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ نبوت ایک وہی چیز ہے کسی نہیں اگر نبوت کا ملنا دعاؤں اور التجاؤں پر موقوف ہوتا تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضرور ملتی کیونکہ وہ بھی ہر نماز میں آیت مذکور پڑھا کرتے تھے۔

غور طلب نتائج

- ۱۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یہ دعا حضور سید کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مانگی۔ بلکہ یہ دعا مانگنا آپ نے ہی امت کو سکھایا لیکن یہ دعا آپ نے اس وقت مانگی جب آپ نبی منتخب ہو چکے تھے اور آپ پر قرآن مجید اتنا شروع ہو گیا تھا ظاہر ہوا کہ آپ اس دعا سے نبی نہیں ہوئے پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا۔
- ۲۔ اسلام نے عورتوں پر بھی یہ دعا ممنوع نہیں کی لیکن ایک عورت بھی فیہ نہیں ہوئی۔

۳۔ نبوت باشریت بھی نعمت ہے بلکہ ذیل نعمت مگر امت اس نعمت سے کیوں محروم ہے اگر کہو کہ اب جدید شریعت یا کتاب اس لیے نازل نہیں ہو سکتی کہ شریعت قرآن مجید پر آکر کمال ہو گئی ہے تو اسی طرح اب کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا اس لیے کہ نبوت اور رسالت سردار انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال ہو چکی ہے۔

چوتھی دلیل

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۗ ع ۱۵ ع ۱۶ جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے موجودہ عذاب اس امر کا مقتضی ہے کہ خدا نے کوئی نہ کوئی رسول ضرور بھیجا ہے۔

جواب: اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موجودہ عذاب مٹنی غلام احمد کے انکار کی وجہ سے ہے تو جو عذاب مرزا صاحب سے قبل نازل ہوتا رہا ہے وہ کس کے انکار کی وجہ سے تھا اگر کو کہ وہ عذاب حضور سرور عالم ﷺ کے انکار کی وجہ سے تھا تو موجودہ عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ حضور سید یوم النور ﷺ چونکہ تمام جہان کی طرف رسول ہیں اس لیے تمام عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے ہے (جیسے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے) خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول (نبا کر) نہیں بھیجے گا (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

پانچویں دلیل

وَلَا تَزِدُ لِلْعَذَابِ وَالْكَافِرِينَ (پ ۲۰ ع ۵) ہم نے اس کی (ابراہیم کی) اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔
 جواب: اگر اس آیت سے نبوت جاری معلوم ہوتی ہے تو کتاب بھی جاری معلوم ہوتی ہے جو امر کتاب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی نبوت کے جاری ہونے سے مانع ہے۔

چھٹی دلیل

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (پ ۱۵ ع ۱۵)

ترجمہ: اور جس وقت ابراہیم کے رب نے اس کو کئی باتوں کے ساتھ آزمایا ان کو پورا کیا کہا میں تجھ کو لوگوں کے واسطے امام کرنے والا ہوں، کہا میری اولاد سے کہا میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ اگر نبوت کو بند مانا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ امت ظالم

جواب: اگر آیت کا مفہوم یہ ہو کہ غیر ظالم کو نبوت ضرور ملے گی تو کیا صحابہ کرام سے لے کر اب تک یہ امت ظلم کرتی رہی ہے۔ ہاں اگر حضور کے بعد نبوت جاری ہوتی تو غیر ظالم کو مل سکتی تھی۔ مگر خدائے لایزال نے فرمادیا ہے کہ وَلَٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّیْنَ (پ ۲۲ ع ۲) (مرزا صاحب لکھتے ہیں) یہ آیت صاف دلائل کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی اکرم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آوے گا (ازالہ اوہام ص ۱۱۸) حضرت ابراہیم نے دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی مگر حضور نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ساتویں دلیل

www.NAFSEISLAM.COM

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي سَكْنٍ مِّنْهَا جَاءَكُمْ بِهِ إِذَا أَهْلَكَ قُلُوبُكُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُوْلًا (پ ۲۲ ع ۹) (اے باشندگان مصر) تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام اس سے قبل روشن دلائل لے کر آئے پس تم اس سے جو وہ لے کر آئے شکری میں رہے حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خداوند تعالیٰ اس کے بعد اب ہرگز رسول نہ بھیجے گا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت کو ختم سمجھتے تھے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے۔

جواب: یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تھے۔ انہوں نے از روئے کفر فتنہ خداوندی کے خلاف ایک عقیدہ قائم کر لیا تھا کہ حضرت یوسف خاتم النبیین ہیں حالانکہ خدا کے علم میں ابھی سینکڑوں انبیاء باقی تھے اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں خاتم النبیین ہوں بخلاف اس

کے حضور خاتم النبیین ہونے کے مدعی ہیں۔ جیسا کہ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَ
تَحَاتَّمِ النَّبِيَّاتِ سے ظاہر ہے نیز یہ لوگ (آل فرعون) توحید خداوندی کے منکر
تھے۔ یہ رسالت کے کس طرح قائل ہو سکتے تھے ہذا اہل اسلام کو کافروں پر قیاس کرنا
قیاس مع القاذب ہے۔

ف: جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اس امر کا اثبات جس کے وہ
مدعی نہ تھے (یعنی ختم نبوت) کافروں کا کام ہے ایسے ہی حضور سے اس امر کا سلب کرنا
جس کے آپ مدعی ہیں کافروں کا کام ہے۔

آٹھویں دلیل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۙ
ع ۱۸ (ترجمہ) اے رسول پاک کھاؤ اور نیک کام کرو۔ یہ جملہ امیہ ہے حال اور
استقبال پر دلالت کرتا ہی اور لفظ رسل صیغہ جمع کم از کم ایک سے زیادہ رسولوں کو چاہتا
ہے اور آنحضرت تو اکیلے رسول تھے آپ کے زمانہ میں کوئی اور رسول نہ تھا لہذا ماننا
پڑے گا کہ آپ کے بعد رسول آئیں گے ورنہ کیا خدا وفات یافتہ رسولوں کو کہہ رہا ہے
کہ اٹھو کھانے کھاؤ (پاکٹ بک مرزا)۔

جواب: لفظ واحد کو جمع کے معنی سے تعبیر کرنا صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید میں
متعدد مقامات پر آیا ہے ہم اختصاراً ایک آیت نقل کرتے ہیں وَ اِذْ قَالَتِ
السَّامِرَةُ بَاۤسْمِ رَبِّیْمْ لَوْ جِئْتُکُمْ بِمَا لَمْ تُلَٰمَکُمْ لَآ اَکُوْا مِنْکُمْ لَٰکِنْ اِنِّیْ
اٰتِیْتُکُمْ بِبَیِّنٰتٍ ۚ لَٰکِنْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ تُرَدُّوْا عَلٰی اَفْهَامِکُمْ ۚ
اپنی شب و روز کی بول چال تحریر و تقریر میں مرزا کے واحد ہر صنف کے باوجود جب کبھی
اس کا نام لیتے ہیں تو جمع کے معنی سے لیتے ہیں اگر ان سے سوال کیا جائے کہ تم ایسا
کیوں کرتے ہو تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم مرزا کا نام قطعاً جمع کے معنی سے لیتے ہیں۔

مرزا یوں شرم کا مقام ہے کہ مرزا پر توجع کا اطلاق تعظیماً صحیح ہو مگر سید کو نہیں ^{مرزا} منع، شرم، شرم، شرم۔

جامنی آرباب و فاجن رہ عشقش نہ روند
شرم باوا کہ ازیں راہ قدم باز کشی
(جامی)

چنانچہ علامہ اسماعیل حق رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں اِنَّهُ
تَخَطَّبَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَحَدَّهٗ عَلٰی دَابِّ الْعَرَبِ فِی
مُخَاطَبِ الْوَاحِدِ بِالْمُفْرَدِ الْجَمْعِ لِلتَّعْظِیْمِ فِیْوَ اَبَانَهُ لِفَضْلِہِ
وَفِیْہِ مَقَامَ الْکُلِّ فِیْ حَبِیْ زَاوٍ کَمَا لَا یَتَّہِمُ (تفسیر روح البیان ص
۸۶ ج ۶ آیت مذکورہ) ترجمہ: اس آیت میں لفظ جمع کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام واحد تعظیماً مخاطب کیے گئے ہیں اور اس مخاطبہ میں حضور کے فضائل اور کمالات
کا اظہار مقصود ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ حق جل مجدہ نے جتنے کمالات جمیع انبیاء
کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو انفرادی صورت میں عطا فرما دیے ہیں۔ وہ سب آپ
میں موجود ہیں۔

سہ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری
آنچه خوبان ہمہ دارند توتنہا داری
ان دلائل سے اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ اس آیت میں حضور سے مخاطبہ
فرمایا گیا ہے یہ آیت کسی جدید نبی کے آنے کی مقتضی نہیں۔

تحریف اول از احادیث: کَوْعَاشِ اِبْرٰہِیْمَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا (ابن
ماجر) اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور وہ بچے نبی ہوتے (پاکٹ بک مرزائیہ ص ۱۲۵)
جواب: یہ حدیث ہی صحیح نہیں اس لیے کہ محدثین نے اس کی صحت میں ایک
طویل کلام کیا ہے جہاں سے مرزائیوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے یعنی ابن ماجہ اس

کے حاشیہ پر ہی لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا راوی ابوشیبہ بن عثمان ہے۔
 شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی مدنی، محلی ابن ماجہ فرماتے ہیں وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ
 النَّاسِ فِي صِحَّةِ هَذَا الْحَدِيثِ كَمَا ذَكَرَهُ السَّيِّدُ حَمَّالُ
 الدِّينِ الْمُحَدِّثُ يَعْنِي بَعْضَ مَحْدِثِينَ فِي اس کی صحت میں کلام کیا ہے جیسا کہ
 سید جمال الدین محدث نے اس کو ذکر کیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں۔ در سند این حدیث ابوشیبہ ابراہیم بن
 عثمان (واسطی) است و ۹۷ ضعیف است (مدارج النبوه
 ص ۳۱۷)

یعنی اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان واسطی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن عثمان کے متعلق فرماتے
 ہیں قَالَ أَحْمَدُ وَبُخَارِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ ضَعِيفٌ۔ احمد اور بخاری اور ابو داؤد نے
 کہا کہ وہ ضعیف ہے وَقَالَ بَيْهَقِيُّ اَيْضًا لَيْسَ بِثِقَةٍ بَعْضُ نے یہ بھی کہا ہے
 کہ وہ ثقہ نہیں وَقَالَ الْبُخَارِيُّ سَكَتُوا عَنْهُ اور بخاری نے کہا ہے کہ
 محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ مُسْكِرُ الْحَدِيثِ اور
 ترمذی نے کہا ہے کہ وہ مسکر الحدیث ہے وَقَالَ النَّسَائِيُّ مَثْرُوكٌ
 الْحَدِيثِ اور نسائی نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے علا علی قاری فرماتے ہیں
 وَفِي سَنَدِهِ أَبُو شَيْبَةَ اِبْرَاهِيمُ ابْنُ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيِّ وَهُوَ
 ضَعِيفٌ (مرقاۃ ص ۳۹۵ جلد ۵ بکذا فی مواہب اللدنیہ ص ۲۰ ج ۱) یعنی اس حدیث
 کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے اور مرقات کے اسی صفحہ
 پر ہے نیز مواہب اللدنیہ کے ص ۲۰ ج ۱ پر وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي تَهْذِيبِهِ وَ
 مَا رَوَى عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِينَ حَدِيثٌ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيمَ
 لَكَانَ صِدْقًا نَبِيًّا فَباطِلٌ یعنی نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتب تہذیب میں

فرماتے ہیں کہ بعض حقد میں سے جو حدیث روایت کی گئی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے یہ باطل ہے اور مرقات کے اسی صفحہ پر اور ابن ماجہ میں اس حدیث کے حاشیہ پر اور مدارج النبوة ص ۲۶۷ ج ۲ اور مواہب اللدنیہ کے ص ۲۰ پر ہے قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ لَا أَدْرِي مَا هَذَا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْوَهَّابِ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مَنْ يَدْعُو بِهِمْ فِي رَحْلِهِمْ رَوَيْتُ كَيْسِي عَنْ شَيْخِ عَبْدِ الْحَقِّ مَحْمُودِ دَهْلَوِي رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَرَمَاتے ہیں و در روضۃ الاحباب ایس را ایس چنیس نقل کردہ گفتہ کہ آنچہ از سلف منقول است کہ ابراہیم پسر پیغمبر در حالت صغر وفات یافت اگر می زیست پیغمبر میشود بصحت نرسید و اعتبار ندارد (مدارج النبوة ص ۲۶۷) روضۃ الاحباب میں ہے کہ وہ روایت جو سلف نے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم زمانہ طفولیت ہی میں رحلت فرما گئے اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے محنت کو نہیں پہنچی اور اعتبار نہیں رکھتی۔ ۲۶۷

مرزا یو اگر ساتھ والی حدیث جو کہ ابن ماجہ ہی میں آئی ہے اس کو بھی نقل کر لیتے تو کیا حرج تھا مگر نقل کرتے بھی کس طرح جب کہ مخوس وجود کی غرض و غایت ہی مخلوق خدا کو گمراہ کرنا ہے۔ لیجئے ہم اس حدیث کو نقل کرتے ہیں جس سے تمہاری آبلہ فریبی کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ حضرت اسماعیل بن خالد نے حضرت عبداللہ بن اویس : سے فرمایا اَرَأَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ کیا آپ نے حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا مَاتَ وَهُوَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا لَعَاشَ ابْنَهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۱۰۹) وہ بچپن ہی میں رحلت فرما گئے اگر قضائی الہی میں یہ ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ہو تو البتہ وہ زندہ رہتے لیکن حضور کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں اس لیے ان کو زندہ نہیں

رجال اور کذاب ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

مرزائیو تمہیں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افترا باندھتے ہوئے شرم نہ آئی
آخر آتی بھی تو کس طرح جبکہ تم اللہ اور رسول پر افترا باندھتے ہوئے نہیں شرماتے۔
نبی ام المومنین کا وہی عقیدہ ہے جو کہ جسور اہل اسلام کا ہے۔ حضرت صدیقہ نبی
حضور سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّهُ قَالَ
لَا يَبْقَى بَعْدَهُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ مَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الثَّرَوَاتُ الصَّالِحَةُ بَرَاهَا الْمُسْلِمُ الْأَخِيرُ
لَهُ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری بعد
نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔ سوائے مبشرات کے صحابہ کرام نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں آپ نے فرمایا کہ انہیں خواب جو کوئی مسلمان دیکھے
یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے۔

THE NATURAL HISTORY
OF AHLESUNGAAT WAL JAMAAT
تحریف سوم

فَإِنَّا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ (ترجمہ) میں
آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے اگر حضور ﷺ کی مسجد کے بعد
مسجدوں کا بننا آخر المساجد ہونے کے متالی نہیں تو آپ نے بعد نبی کا آنا آپ کے آخر
الانبیاء ہونے کے متالی کیوں ہوگا۔

جواب : حدیث کے صحیح الفاظ یہ ہیں أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي
خَاتَمُ الْمَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ (کنز العمال) یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد
انبیاء کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے یعنی نہ کوئی نبی حضور کے بعد پیدا ہوگا اور نہ ہی
یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ فلاں نبی کی مسجد ہے۔

تحریف چہارم

عَنْ شِهَابٍ مُّثَرِّسًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِطْمَئِنَّ بِاَعْتَمٍ
فَإِنَّكَ تَحَازِمُ الْمُهَاجِرِينَ اس حدیث میں حضور نے اپنے چچا حضرت عباس
کو خاتم المہاجرین فرمایا ہے کہ اب ہجرت بند ہے جس طرح حضرت عباس کے بعد
ہجرت کرنا ان کے خاتم المہاجرین ہونے کے منافی نہیں اسی طرح آنحضرت کے بعد کسی
نبی کا آنا حضور کے خاتم الانبیاء ہونے کے منافی نہیں۔

جواب: اس روایت کو اگر صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں بلکہ
ہمدی مویہ ہے اس لیے کہ حضور نے حضرت عباس کو جن مہاجرین کا ختم فرمایا ہے وہ
وہی ہیں جنہوں نے خدا اور رسول کے ارشاد کے مطابق ہجرت کی تھی سب سے آخر
حضرت عباس نے ہجرت کی تھی اس لیے حضور نے ان کو خاتم المہاجرین فرمایا۔ اس کی
مزید وضاحت طبرانی ابوالخیم ابن عساکر ابویعلیٰ اور ابن شجار کی روایت میں یوں مرقوم ہے
کہ حضرت عباس نے جب ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اَعْتَمِ اَقَمِ
مَكَانَكَ اَنْتَ بِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَقَّبَ بِكَ الْهَجْرَةَ كَمَا عَقَّبَ
بِیْ السَّيْبِیُّوْنَ (ترجمہ) چچا آپ ابھی ہجرت نہ کریں اپنے مکان میں ٹھہریں عنقریب
اللہ تعالیٰ اس ہجرت کے سلسلہ کو آپ سے ختم کرے گا جیسا کہ اس نے نبوت کے سلسلے
کو مجھ پر ختم کیا ہے۔

دوسری روایت میں تفسیر صافی کی پیش کی ہے جس میں حضرت علی کو خاتم الاولیاء
کہا گیا ہے۔ یہ تفسیر چونکہ شیعہ کی ہے اس لیے اس روایت کی بھی وہی حیثیت ہے
جیسے کہ لف حریر جیسی روایات لہذا اس کا جواب بھی انہیں سے طلب کیجئے اور اگر
بافترض والتعذر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ احادیث متواترہ کے سامنے
کوئی وقعت نہیں رکھتی لہذا قابل اعتبار نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ مرزائی کچھ عجیب

اوندھی کھوپڑی والے انسان ہیں۔ ان کی ہر حرکت عقل و دانش سے دور فہم و فراست سے بعید ہے۔ اگر کثیر التعداد احادیث متواترہ صحیحہ کے مقابل میں کوئی ایک آدھ بے سند اور غیر معتبر کتاب کی روایت مل جائے تو عقل کی بات ہے کہ اس بے سند روایت کے ایسے مننے کیے جائیں گے جو ان تمام احادیث صحیحہ کے مطابق ہوں مگر مرزائیوں کو بے سند روایت بھی مل جائے تو اس کے ایسے مننے کرتے ہیں جو تمام احادیث کے خلاف ہوں، بڑیں عقل و دانش برباید گریست

مرزا کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام

الفضل ۲۷ جولائی (صفحہ ۱۲) میں مرزا صاحب کی نبوت غیر تشریعی ثابت کرنے کے لیے بعض اکابر صوفیاء کرام مثلاً شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے استدلال کیا ہے تحقیق مقام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے عجیب متضاد بیانات ہیں۔ کہیں تو مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس جن جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پلایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب میں بھی انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ الخ اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے

اب اس کے خلاف نبوت تشریعی کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

اگر کہو کہ صاحب الشریعت انفرادی کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتوی تو اول تو یہ دعوے بلا دلیل ہے۔ خدا نے انفرادی کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا ہے وہی صاحب الشریعہ ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ^{میں} ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی میں ۷۶ اربعین ۳۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو "صاحب الشریعت" کہا ہے۔ کہیں سرے سے بکرجاتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی نبوت کا مفاد ^{کرو دیتے ہیں} فرماتے ہیں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ مجددیت کا دعویٰ ہے جو کہ بحکم خدا کیا گیا ہے" (ازانہ اوصاف طبع دوم ص ۷۷)

لہٰذا مرزا صاحب عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا صاحب کی وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ اور قادیانی مرزائی عوام کو بھکانے کے لیے غیر تشرعی نبوت والی عبارتیں دکھا دیتے ہیں۔ مرزائی اگر مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں تو قطعی طور پر انہیں صاحب شریعت نہی مانتے ہوں گے کیونکہ اربعین کی عبارت منقولہ بالا میں مرزا صاحب نے غیر مبہم طور پر اپنے آپ کو صاحب شریعت قرار دیا ہے۔

لیکن ختم نبوت کے دلائل سے تنگ آکر قادیانی مرزائی اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشرعی نبی ہیں۔ صرف تشرعی نبوت ختم ہوئی ہے۔ غیر تشرعی جاری ہے۔ نبوت کی دو قسمیں تشرعی و غیر تشرعی جن معنی میں مرزائیوں نے بیان کی ہیں وہ قرآن و حدیث اور دلائل شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب الشریعت نہ ہو۔ مرزائیوں کو نبوت کی اس تقسیم کے دعویٰ کی دلیل میں نہ کوئی

قرآن کی آیت ہاتھ آئی نہ کوئی حدیث البتہ حضرات صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمہ کی بعض عبارات سے انہوں نے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی ہلک کی ہلک کو شش کی اول تو مرزائیوں کو شرم و حیائے کام لینا چاہیئے کہ جن صوفیائے کرام کو مرزا صاحب نے طہ اور زندقہ قرار دیا ہے ان ہی کے اقوال و عبارات کو وہ مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو ”رسالہ تحریر اور خط“ مرزا صاحب نے ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وحدت الوجود کا حامی بتایا اور وحدت الوجود کے قائلین کو طہ اور زندقہ کہا۔

قل اس کے کہ ہم ان حضرات صوفیائے کرام کی عبارات پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کریں اور مرزائیوں کی افتراء پر دوازی کا جواب نکلیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر صوفیائے کرام اور ان کے مقاصد کو با وضاحت بیان کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی مقدس جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ تزکیہ باطن مغالی قلب کے بعد اپنے دل و دماغ اور روح کو انوار معرفت سے منور کریں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر خدائے تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کریں ظاہر ہے کہ یہ فیوض و برکات اور انوار و کمالات آفتاب نبوت ہی کی شعاعیں ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کی نبوت اور رسالت ہی کا فیض ہے اگر بارگاہ نبوت سے کسی کو فیض نہ پہنچے اور آفتاب نبوت کی شعاعیں کسی کے دل کو نہ چمکائیں تو اس کو ہرگز کوئی فضل و کمال حاصل نہیں ہو سکتا نہ اس کے دل میں کوئی نور پیدا ہو سکتا ہے۔ ہر فضل و کمال کا سرچشمہ صرف نبوت اور رسالت ہے۔

اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ نے باب نبوت کو مسدود فرما دیا تو شاید وہ تمام فیوض و برکات بھی بند ہو گئے جو بارگاہ نبوت سے وابستہ تھے اور نبوت کا دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے کسی کو مقام نبوت سے کسی قسم کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ اگر یہ صحیح ہو اور ختم نبوت کا یہی مفہوم

لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو جانے سے مقام نبوت کے تمام فیوض و برکات بند
 ہو گئے تو صوفیائے کرام کا ریاضت و مجاہدہ کرنا اور صفائی باطن اور تزکیہ نفس کر کے
 مقام نبوت کے فیوض و برکات اور آفتاب رسالت کے انوار سے مستفیض و مستیز
 ہونے کی امید رکھنا بھی لغو و بے معنی ہو گا اور اس طرح صوفیائے کرام کا تمام سلسلہ
 تصوف اور جدوجہد سب بیکار اور لغو ہو جائے گی۔ اس شبہ کو دور کرنے اور مقصد
 تصوف کو کامیاب بنانے کے لیے صوفیائے کرام کا فرض تھا کہ وہ یہ باتیں کہ ختم نبوت
 کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام نبوت اس طرح ختم ہو گیا کہ اب کسی کو کوئی فضل و کمال
 نبوت کے دروازے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ دوسرے شیطانی ہے اور حقیقت یہ
 ہے کہ فیضان نبوت جاری ہے اور ہر صاحب فضل و کمال کو اس کی استعداد کے موافق
 جو کمال ملا ہے یا ملے گا اس کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے اور ختم نبوت کے معنی یہ ہیں
 کہ کسی کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب نہیں کیا جائے گا اور شریعت نہیں دی جائے گی۔
 اس کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب کرنا ہی تشریح ہے عام اس سے کہ وہ امر و نہی قدیم ہو
 یا جدید شریعت و نبوت میں کچھ فرق نہیں نبوت شریعت ہے اور شریعت نبوت کوئی نئی
 ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی امر و نہی سے مخاطب نہ فرمایا ہو۔ قرآن مجید میں
 ارشاد فرمایا فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ہر نبی بشیر اور
 انذار پر مامور ہوتا ہے اور یہ ہی شریعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ ہونے
 کا یہ مطلب نہیں کہ مقام نبوت کے فیوض و برکات بند ہو گئے لیکن فیوض و برکات
 جاری ہونے کا یہ مطلب لینا بھی غلط اور باطل ہے کہ فیضان نبوت سے کوئی نبی بن سکتا
 ہے۔ دیکھئے تمام عالم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمتوں سے مستفید ہو رہا ہے
 اور بارگاہ الوہیت سے ہر قسم کے فیوض و برکات بندوں کو حاصل ہو رہے ہیں لیکن اس
 کا یہ مطلب نہیں کہ بندے فیضان الوہیت سے الوہیت کا درجہ بھی پاسکتے ہیں حضرات
 صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ

فیضان نبوت کے جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر و نہی کا دروازہ قطعاً مسدود ہو چکا ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے اگر وہ احکام شرع کا مکلف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن مار دیں گے۔ ملاحظہ ہو البیہات والجوہر جلد دوم صفحہ ۳۲۔

فَإِنْ قَالَ إِنْ اللَّهَ أَمَرَنِي بِفِعْلِ الْمُبَاحِ قُلْنَا لَهُ لَا يَخْلُوقُ أَنْ يَرْجِعَ ذَلِكَ إِلَيْكَ الْمُبَاحِ وَاجِبًا فِي حَقِّكَ أَوْ ضِدَّهُ وَذَلِكَ عَيْنُهُ نَسَخَ الشَّرْعَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ حَبْثٌ صَبَّحْتَ بِالنُّوحِيِّ الَّذِي زَعَمْتَهُ الْمُبَاحَ الَّذِي قَرَّرَهُ الشَّارِعُ مُبَاحًا مُمَوَّرًا بِهِ بَعْضُ الْعَشْرِ بِتَرْكِهِ وَإِنْ اتَّقَاهُ مُبَاحًا كَمَا كَانَ فِي الشَّرِيعَةِ فَاتَى فَائِدَةٌ لِهَذَا الْأَمْرِ الَّذِي جَاءَ بِهِ مَلَكٌ وَحْيِي هَذَا الْمَدْعَى - الخ -

اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ امر و نہی سے خللی نہیں یا یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہو گا یا مندوب یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں تلخ قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے۔ اس لیے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا تو نے اسے اپنی وحی مزموم کے ساتھ مامور یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور اس امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔ وَقَالَ الشَّيْخُ أَيضًا فِي الْبَابِ الْحَادِي وَالْعِشْرِينَ مِنَ الْفُتُوحَاتِ مَنْ قَالَ إِنْ اللَّهَ نَعَالِي

أَمْرُهُ يَشْأَى فَلَيْسَ ذَالِكَ بِصَحِيحٍ إِنَّمَا ذَالِكَ تَلْبِيسٌ لِأَنَّ
الْأَمْرَ مِنْ قِشْمِ الْكَلَامِ وَصِفَتِهِ وَذَالِكَ بَابٌ مَشْدُودُونَ
النَّاسِ - الخ -

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ کی ایک سو فیصل
میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر و
فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں یہ تلبیس الیمن ہے اس لیے کہ امر کلام کی قسم سے ہے
اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فَقَدْ بَانَ لَكُمْ أَنَّ أَبْوَابَ الْأَمْرِ إِلَى اللَّهِ وَالنَّوَابِغِ قَدْ مَدَّتْ
وَكُلُّ مَنْ ادَّعَاهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مَدَّعٍ شَرِيعَةٍ أَوْ حَقٍّ
بِهَا إِلَهٌ سِوَاهُ وَافَقَ شَرْعَنَا أَوْ خَالَفَ فَإِنْ كَانَ مُكَلِّفًا ضَرْبًا
عَنْقَةً وَلَا ضَرْبًا عَنْهُ صَفْحًا يَبْتَغِي بَاتِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجِبٍ وَاضِحٍ هُوَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى

کے اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد جو شخص
بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی
شریعت ہے۔ عام اس سے کہ جن اوامر و نواہی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شریعت کے موافق
ہوں یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا۔ اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم
اس کی گردن مار دیں گے ورنہ اس سے پہلو تھمی کریں گے (الیوایت والنجوا ص ۲ صفحہ
۳۳ طبع مصر)۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب فتوحات مکیہ اور امام
شعرانی علیہ الرحمۃ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جو شخص
اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی
شریعت ہے نیز یہ کہ حضرات صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی

طرف سے اردو نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ اب مرزا صاحب کی تصریحات سامنے رکھ کر یہ دیکھ لیجئے کہ وہ من جانب اللہ اردو نہی پانے کے مدعی ہیں یا نہیں۔

اربعین نمبر ۲ ص ۷۰۶ کی یہ عبارت ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے فرمایا یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔

پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالفین کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔

مرزا صاحب کی اس عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہو گئیں ایک یہ کہ شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی نے شریعت کے جو معنی بیان فرمائے ہیں مرزا صاحب نے ان پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ دوسری یہ کہ مرزا صاحب حضرات صوفیاء کرام اور خود اپنی تصریح کے مطابق مدعی شریعت ہیں۔

اب میں ان مرزائی دوستوں سے دریافت کرتا ہوں جنہوں نے شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی کی تصانیف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ان حضرات کے نزدیک نبوت تشریعی ختم ہو گئی۔ غیر تشریعی جاری ہے لہذا مرزا صاحب کا غیر تشریعی نبی ہونا درست ہو گیا کس حد تک ان عبارات سے آپ کو فائدہ پہنچا صوفیاء تو آپ کے لیے اغیار کا حکم رکھتے ہیں۔

خود مرزا صاحب جو آپ کے غم خوار ہیں اور جن کی نبوت غیر تشریعی کی خاطر آپ نے اس قدر پاپڑ پیلے انہوں نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا اور بول اٹھے کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور اس طرح میں صاحب شریعت ہوں۔

مدعی ست گواہ چست والا معاملہ ہے۔

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں مسلمانوں کو

دھوکا اور فریب دیتا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے منکرین کو جہنمی، نامسلمان اور غیر ناجاتی کافر قرار دیا ہے۔

ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

مکتوبات مرزا بیام ڈاکٹر عبدالحکیم (حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

(اے مرزا) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہو گا وہ خدا

رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (ص ۸ رسالہ معیار الاخبار)

خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے اس (میری دتی) کو ایمان کی نجات ٹھہرایا۔ (حاشیہ

اربعین نمبر ص ۱۶۳) "THE NATURAL PHILOSOPHY"

ان عبارات سے یہ امر روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے

منکرین کو کافر جہنمی قرار دیا۔ اب مرزا صاحب کی اس عبارت کو بھی پرلہ لہجے نتیجہ آپ

کے سامنے ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ

صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لائے

ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گزرے ہیں کہ وہ کیسی ہی

جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار

سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب حاشیہ ص ۳۲۵ طبع دوم)

مرزا صاحب اپنے منکرین کو کافر بھی کہہ رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ

صرف اس نبی کا منکر کافر ہوتا ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لائے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

مرزا صاحب احکام جدیدہ اور شریعت کے مدعی ہیں۔ ناظرین کرام ازراہ انصاف بتائیں

کہ مرزا صاحب کی نبوت تشریحی کے دعوے میں اب بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔
پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب غیر تشریحی نبوت کے مدعی ہیں سراسر دجل
و فریب نہیں تو کیا ہے۔

مزید تشریح:

ایک شہادت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کرتے ہیں۔
(پس حصول کمالات نبوت مرتابین را بطریق
تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی
خاتمیت اونیست) یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لیے پیروی اور
حصول کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت جبکہ بعد اس کے خاتم ہونے کی منافی نہیں
مرزائیوں کا اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرنا باتفاق ہے یا دیدہ دلیری ہم حیران
ہیں حقائق کہیں یا دیدہ دلیری خیر دونوں ہی کہہ دیتے ہیں۔ DF

تاروا	کیئے	تا	سزا	کہئے
کیئے	کیئے	انہیں	برا	کہئے

عبارت بالکل صاف ہے۔ یعنی مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کمالات نبوت کا حصول
حضور کی خاتمت کے منافی نہیں اور مرزائی اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ حضور کے بعد
نبی آ سکتا ہے۔ خدا جانے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ مرزائیوں اگر کوئی ادنیٰ درجہ کا فارسی
واں بھی سن پائے گا تو تمہیں کیا کہے گا کیا کمالات نبوت حاصل کرنے سے انسان نبی بن
سکتا ہے پھر تو اخلاق اللہ حاصل کرنے سے خدا بھی بن جائے گا اس لیے کہ ارشاد ہوتا
ہے تَخَلَّفُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ یعنی اخلاق اللہ میں رنگے جاؤ۔ تو جو شخص اخلاق
اللہ سے موصوف ہر جائے اسے خدا بن جانا چاہیے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ انسان کمالات نبوت حاصل کرنے سے نبی بن جاتا ہے تو ہم

آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کلمات نبوت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے حاصل کیے تھے کہ نہیں اگر کیے تھے اور یقیناً کیے تھے تو وہ نبی کیوں نہ بن گئے نیز مجدد صاحب یہ کلمات نبوت اپنے میں پائے جانے کے معترف تھے۔ انہوں نے دعویٰ نبوت کیوں نہ کیا۔

نیز ہم اجماع امت کے بیان میں امام شعرانی کی اصل عبارت نقل کر آئے ہیں جس میں امام موصوف فرماتے ہیں کہ حضور کے بعد مدعی نبوت اگر مرآتق وغیرہ نہ ہو تو اس کی گردن اڑادی جائے گی اور اگر مرآتق ہو تو معذور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہیے۔

علاوہ ازیں مرزائی حضرت محی الدین ابن عربی اور ملا علی قاری کی عبارات پیش کرتے ہیں مگر پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ بزرگ بھی ہر مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

www.NAFSEISLAMI.COM

ضروری نوٹ: THE NATURAL PHILOSOPHY

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

یہاں یہ امر قائل ذکر ہے کہ اگر مذکورہ بالا بزرگوں کی کسی عبارت سے نبوت غیر تشریحی کا تاثر ملتا ہے تو ہم ان کو قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ خلاف شرع عبارتیں الخالق ہیں۔ کسی یہودی یا عیسائی نے اسلام کی بنیادی تعلیم کو مسخ کرنے اور اولیاء امت سے لوگوں کو بدظن کرنے کے لیے ان کے نام سے ایسی خلاف شرع باتیں ان کی کتابوں میں درج کر دیں۔

جیسا کہ امام احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۳۰۸ پر تصریح فرمائی ہے۔

بہت سے اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں، جن کا منسل بیان کتاب "الہدایۃ و الجواہر" امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ خصوصاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بمر

دیے ہیں۔ جس پر در مختار میں علامہ مفتی ابو السعود سے نقل کیا:
 تَبَقُّنَا اِنَّ بَعْضَ الْيَهُودِ اِفْتَرَمَهَا عَلٰى الشَّيْخِ فَدَسَّ
 اللّٰهُ سِرَّهُ

”ہم کو یقین ہے کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ عبارتیں یہودیوں نے
 گھڑ دی ہیں۔“ (فتاویٰ مکر ضویہ)

اس لیے مرزائیوں کا ایسی عبارات سے (جو واقعہً جعلی ہیں اور ان اولیاء کرام
 کی تصنیفات میں ایک سازش کے تحت درج کر دی گئی ہیں) مسلمانوں کے عقیدہ ختم
 نبوت کے خلاف دلیل لانا غلط ہے۔ نیز سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن و
 حدیث اور اجماع امت کی تصریحات کے خلاف کسی بزرگ سے بزرگ ترین شخصیت
 کی طرف منسوب بات کو ہم قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ان بزرگوں کی طرف منسوب
 کردہ جو عبارات قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہوں، ناقابل استدلال قرار
 دی جائیں گی۔

”الفضل“ کے خاتم النبیین نمبر کا جواب:

”مسئلہ ختم نبوت“ کی کتابت جاری تھی کہ مرزائیوں کے آرگن
 ”الفضل“ یعنی الدجل یا الف ضل نے مورخہ ۲۷ جولائی کو خاتم النبیین نمبر شائع کیا جس
 میں چند آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین کی غلط تفسیر و تاویل کر کے مسلمانوں کو
 گمراہ اور دین سے بے خبر عوام کو دھوکہ و فریب دینے کی کوشش کی گئی۔ بفضلہ تعالیٰ ہم
 نے رضوان کے ختم نبوت نمبر میں ”الفضل“ کے استدلات و شبہات کا نہایت متانت سے
 مدلل و مکمل جواب دیا ہے اور اس کی مکاری و کیادی کا پردہ چاک کیا ہے اور بوقت
 تردید احمدیہ پاکٹ بک کو بھی سامنے رکھا ہے جن مسلمانوں نے الفضل کا یہ نمبر پڑھا ہے
 اگر وہ انصاف و دیانت سے اور مرزائی تعصب و ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر ہمارے

مطلوبہ اس وقت جوابات کو پڑھ لیں گے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ "الفصل" کے قریب سے بچ جائیں گے اور حقیقت ان پر منکشف ہو جائے گی۔ الفصل کا یہ نمبر ۲۴ صفحات کا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

الفصل:

۱۔ صفحہ ایک سے لے کر صفحہ ۹ تک تفسیر، نعتیں، ظفر اللہ کی تعریف، زمیندار پر لعن طعن۔ مرزا کے اقوال خبیثہ، خلیفہ کے خطبے وغیرہ درج ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ مرزا جی عاشق رسول تھے اور غیر تشریحی نبوت کے دعویدار تھے۔ شریعت والی نبوت کے متعلق تو وہ بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ ایسا نبی اب نہیں آ سکتا۔ چنانچہ الفصل نے اپنے اس نمبر میں اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور عوام کو سخت دھوکہ دیا ہے۔

۲۔ الفصل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ پر نہایت دھوکہ و فریب سے کام لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ شریعت والی نبوت منقطع ہے مگر غیر شریعت والی نبوت باقی ہے اور مرزا بھی غیر تشریحی نبوت کا دعویدار ہے۔

۳۔ الفصل ۲۷ جولائی صفحہ ۲۱ پر آیات قرآنی کا غلط ترجمہ و تاویل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے بعد غیر تشریحی نبی آ سکتا ہے۔

۴۔ الفصل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۷ تا ۱۸ پر ہندو گن دین ملا علی قاری محی الدین ابن عربی وغیرہ ذالک آئمہ دین کے اقوال کو توڑ موڑ کر تعین کر کے غیر تشریحی نبی کے آنے پر استدلال کیا گیا ہے۔

۵۔ الفصل صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۲۴ تک مختلف کارخانوں، کپڑوں کی دکانوں اور دوائیوں کے اشتہارات ہیں۔ شاید ان سے بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ

مرزاجی نبی تھے۔

۶۔ الفضل صفحہ ۸ پر ایک اشتہار انگریز کی نوائی کا بھی ہے ماسطوم اس دوائی سے بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔

مسئلہ ختم نبوت:

۱۔ مرزا صاحب عاشق رسول تھے یہ تھے وہ تھے اس کی حقیقت تو آپ کو ”مسئلہ ختم نبوت“ کے ہر صفحہ سے معلوم ہو جائے گی ہاں یہ بات کہ مرزاجی غیر تشریحی نبوت کے قائل اور دعویدار تھے اس کے مدلل جواب کے لیے آپ وصافہ مذکورہ کا مضمون ”مرزائی نبوت“ اور حضرات صوفیائے کرامؒ کو بغور پڑھیں اس میں ہم نے مرزاجی کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزاجی نے غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ میں جناب الشریعت نبی ہوں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے اس مضمون کو اور نمبر کو مرزائی ٹھنڈے دل سے اور انصاف کی نظر سے پڑھ لیں گے تو الفضل کی مکاری و کیلوی ان پر ظاہر ہو جائے گی۔

۲۔ الفضل کے اس دعویٰ اور استدلال کے رد کے لیے آپ ”مسئلہ ختم نبوت“ کے مضامین ختم نبوت از قرآن ختم نبوت از احادیث، ختم نبوت از اجماع، ختم نبوت از دلائل عقلیہ پڑھئے اس میں ”الفضل“ اور مرزائی پاکٹ بک کے تمام شہادت کا مفصل و مدلل اور جواب دیا گیا ہے۔

۳۔ اس کے مکمل و مدلل جواب کے لیے آپ مضمون اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جواب پڑھئے۔

۴۔ اس کے جواب کے لیے آپ مضمون مرزا صاحب کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام پڑھئے۔

۵۔ واقعی ان کے جوابات سے ہم بالکل عاجز ہیں۔

۶۔ اس کا تجربہ بھی مرزائی حضرات اور ان کی مستورات ہی کو ہوگا کیونکہ مستورات ہی اس کو کھاتی ہیں۔

چوں چوں کا مرہ:

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے سب نے ایک سیدھا اور صاف دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ہوں اور امر واقعہ بھی یہ ہی ہے کہ ایک سچے نبی و رسول کے دعویٰ میں کوئی ایچ جی نہیں ہوتا لیکن اس کے برعکس مرزا صاحب کے دعویٰ کو دیکھئے کہ وہ شیطان کی آنت کی طرح لمبے چوڑے متضاد اور مختلف ہیں اور ان کے شروع و نہایت کا یہ عالم ہے کہ ایک انسان ان کی فہرس دیکھ کر ہی پریشان ہو جاتا ہے اور دعاوی کی کثرت و اختلاف کی بنا پر وہ یہ محین ہی نہیں کر سکتا کہ مرزا جی کیا تھے۔

OF AHLESUNNAH

دعاوی کی فہرس:

(۱) منم مسیح زماں و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مخجبی باشد

(تریاق القلوب صفحہ ۳)

(۲) میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نلی ہیں میری بے شمار

(اس سبے شمار کی قرآن)

اللہ ہوں:

میں نے عیند میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی اللہ ہوں
پس میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور کہا ہم نے آسمانوں کو ستاروں سے سجایا
ہے۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۵)

اللہ کافر زندہ ہوں:

حقیقت الوحی کے صفحہ ۸۶ پر مرزا لکھتا ہے کہ اے اللہ نے فرمایا اَنْتَ مِیْسِرِی
یَسْتَرْکِیْ وَلَدِیْ اے مرزا تو میرے فرزند کی جگہ ہے۔

کرشن:

۲ نومبر ۱۹۰۲ء مرزا صاحب نے سیالکوٹ میں ایک لکچر دیا جس میں اپنے کرشن
ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز بشری جلد اول صفحہ ۵۶ پر اپنے آپ کو (ہے کرشن جی رودر
گوپال) کہا ہے۔

اوتار:

ہندوؤں کو مخاطب کر کے مرزا صاحب کتاب البشری کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۱۶
پر لکھتے ہیں یرہمن اوتار (مرزا جی) سے مقابلہ اچھا نہیں۔

آریہ:

کتاب البشری جلد اول ص ۵۶ پر مرزا نے آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا
ہے۔

ابن مریم:

ازالہ ادہام صفحہ ۶۵۸ پر لکھتے ہیں 'نازل ہونے والا ابن مریم یہ ہی ہے۔

مسح موعود:

ازالہ ادہام کے صفحہ ۶۶۵ پر مرزا نے مسح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ظلی بروزی:

اس کے علاوہ مرزا جی نے نبوت، محمد، ظلی محمد، احمد، ظلی احمد، مسح موعود، محمد متاع، مجدد، محدث، مہدی جزوی ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے (مختلف کتب)

www.NAFSEISLAM.COM

۷ چشم حضرت بنکے ص ۷۶ پر لکھا ہے کہ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسح

موعود ہیں۔ OF ALLIESUNA AT WAL JAM

سنگ اسود:

البشری جلد اول ص ۲۸ پر لکھا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا میں نے کہا سنگ اسود میں ہوں۔

عجیب دعویٰ:

البشری جلد دوم ص ۱۱۸ پر مرزا جی نے دعویٰ کیا ہے امین الملک بچے سنگہ بہادر۔ اب دعاوی کی تو انتہا نہیں ہے کہاں تک ضبط تحریر میں لایا جائے اتنے کثیر اور مختلف دعاوی کے ہوتے ہوئے یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ مرزا جی نبی نہیں بلکہ چوں چوں کا مرید تھے۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے

نبوت کا ایک بہت بڑا عنصر اخلاق ہے اس دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے وہ خلقِ حسن کے پیکر اور اخلاقِ عالیہ کے حامل تھے لیکن اس کے برعکس اگر مرزا کے اخلاق اس کی سیرت اور اس کے کیریکٹر کو دکھا جائے تو وہ ایسا ہے جس کے تصور سے جہنم انسانیت عرقِ آلود اور چشمِ غیرت انگبار ہے۔

www.NAFISESLAM.COM

بازہ حبیبی سے راسن ترجمہ ہے شیخ کا

بھری بھی دعوئی ہے کہ اصلاحِ دوا عالم ہم سے ہے

”مگر یہ بات ہم نہیں کہتے بلکہ خود امین الملک صاحبہ سنگھ بہادر مرزا غلام احمد نے

بھی تسلیم کی ہے وہ در دشمنِ اردو کے صفحے ۷۱ پر لکھتے ہیں۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے

جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء بھی ہے

۲: کتبِ ست پچن کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں:

”گالی دینا سفول اور کینوں کا کام ہے۔“

بجا فرمایا بے شک جو گالی بد زبان ہو وہ سفلہ ہے کینہ ہے بیت الخلاء ہے اور

ہر ایک بد سے بدتر ہے۔ اسے نبی و رسول مسخ و مہر دمانا تو ور کنار ایک صالح انسان کتنا

بھی غلط ہے آئیے مرزا صاحب کے اس فتوے کی روشنی میں خود مرزا صاحب ہی کو

دیکھئے کہ ان کا دہن کبھی بد زبانی سے آلود ہوا ہے؟

مرزا کی بد زبانیاں:

- ۱۔ خدائے تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر ہر لگا دی۔ (تحریر حقیقت الوحی ص ۳)
- ۲۔ جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو گئے۔ (حیات احمدیہ، جلد اول نمبر ۳ ص ۲۵)
- ۳۔ آریوں کا پر میشرنگ سے دس انگلی نیچے ہے سمجھنے والے سمجھ لیں۔ (چشمہ معرفت ص ۸۶) لیکن اب آپ مرزا صاحب کی پوری گوہر افشانی سنئے۔

مسلمان حرام زادے کجبری کی اولاد:

الف۔ جو شخص اس صنف فیملہ کے خلاف شرارت و عتو کی راہ سے بکواس کرے گلاب اور کچھ شرم و حیا کو کام میں نہیں لائے گا۔ اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد انحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔ حرام زادہ کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ سید محی راہ اختیار نہ کرے (نور الاسلام ص ۳۰)

ب۔ کُلُّ مُسْلِمٍ بِقَبِيلَتِي وَبِصَدِيقٍ دَعَوَتِي الْأَذْرِيَّةُ الْبَغَابَا (ترجمہ) ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوتی پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کجبروں کی اولاد (آئینہ کلمات ص ۵۳)

شتر مرغ معلون شیطان:-

بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے کفر یا کذب ہیں۔ محض یادہ گو تراژد خابیں۔ کذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت۔ (ضمیمہ انجام آہنم ص ۲ تا ۳۳ ملخصاً)

علماء کی ایسی تیسی:

اے بد ذات فرقہ مولویان کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے
(ضمیمہ انجام آختم حاشیہ صفحہ ۴۱)

ب۔ اے بے ایمانو یم عیسائیو! دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو تمہاری ایسی
تیسی۔ (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص ۵)

جہاں سے نکلے تھے:

جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جالوں کے روبرو تو بہت لاف و گداز مارتے
ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے
وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ (حیات احمدیہ جلد اول نمبر ۳ ص ۲۵)
OF AHLESUNNATUL IMAAN
مرشد وقت حضرت پیر مہر علی:

شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے حق میں مرزا صاحب لکھتے ہیں مجھے ایک کذاب
کی طرف سے کتب پہنچی ہے وہ ضیث کتب بکھو کی طرح خنثی زن ہے۔ اے گوشت
کی سرزمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی۔ (اعجاز احمدی ص ۷۵)

غزنوی جماعت پر لعنت:

مولوی عبدالحق غزنوی کا نطفہ ان کی بیوی کے بیٹ سے چڑھا۔
الف۔ عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کب لیا
کیا اندر ہی اندر بیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قبہری کر کے نطفہ بن گیا اب تک
اس کی عورت کے بیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

ب۔ عبدالحق کا منہ کھلا تمیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷ تا ص ۵۸)

مولوی ثناء اللہ عورتوں کی:

مولوی ثناء اللہ پر لعنت لعنت دس بار لعنت ایک بھیڑیے۔ اے عورتوں کی غار ثناء اللہ اے جنگوں کے غول تجھ پر ویل۔ (اعجاز احمدی)

ناظرین کرام:

مرزا جی کی کوہر افشانیوں کی فہرس تو جسے جی ہے اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے تاہم ان کو کوڑا بالا بد زبانوں کو ذہن میں رکھ کر بظہر انصاف کہتے کہ جس کا ایسا کیریکٹر ہو جس کی زبان پر گالیوں کے سوا کچھ نہ ہو وہ جی تو درکنار ایک مہذب انسان کہلانے کا بھی حقدار ہے یا نہیں؟

اس کے علاوہ:

خود مرزا جی کو اعتراف ہے اور انہوں نے یہ اعلان کیا ہے۔

۱۔ گالیاں دینا غفلتوں اور کمینوں کا کام ہے (مست چکن ص ۲۰)

۲۔ بدتر ہر ایک بد ہے سے جو بد زبان ہے (در شمشین ص ۱۷) پھر وہ یہ بھی کہتے

ہیں۔

۱۔ بدی کا جواب بدی سے مت دو (ضمیمہ دعوت ص ۳)

۲۔ گالیاں بن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو۔ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم

نے (دافع الوسوس ص ۲۲۵)

۳۔ خبردار نفسانیت تم پر غالب نہ آوے ہر سختی کے جواب کو برداشت کرو ہر ایک گالی کا زری سے جواب دو۔ (نیم دعوت ص ۳)

لیکن اس کے باوجود وہ خود گالیاں دے رہے ہیں اور انہوں نے اپنی کتب میں دنیا بھر کے مسلمانوں اور اولیاء امت اور صلحائے قوم کو بندر کتا، خنزیر، حرام زادہ، لعنتی ولد الحرام، گدھے، مشرک، یہودی، بے شرم، بے حیا، ذرہ البقیا کجیروں کی اولاد کہا ہے اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ مرزا جی۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے۔

کے صدق بنے ہیں یا نہیں اور جو شخص سفلہ ہو کینہ ہو ہر ایک بد سے بدتر ہو وہ نبی و رسول کیونکر ہو سکتا ہے۔

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAAT"

لم یلد ولم یولد

عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ قرآن پاک نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اولاد بیوی اور تمام انسانی خصوصیات سے پاک و منزہ ہے وہ تو احد ہے صمد ہے اور باپ بیٹا روح القدس کا عقیدہ کفر ہے۔ عیسائیوں کے اس قول باطل کی تردید قرآن میں جا بجا موجود ہے مگر کتنی افسوس ناک اور درد ناک ہے یہ حقیقت کہ مرزا جی عیسائیوں کا رد تو کیا کرتے تھے مگر خود اللہ کے فرزند ہونے کے دعویدار ہو گئے۔ یہ ہی نہیں بلکہ انہوں نے بالکل صاف طور پر یہ اعلان کیا کہ میں خدا کی بیوی ہوں اور ان کے پیٹ میں جو حیض ہے وہ اللہ کا فرزند بن گیا ہے۔ مرزا صاحب متمہ حقیقت الوحی کے ص ۱۳۳ پر لکھتے ہیں۔

۱۔ بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے اور کسی پلیدی یا ٹپاکی پر اطلاق پاوے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے الہامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ بن گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔

۲۔ اربعین جلد ۳ صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں "اللہ نے مرزا سے کہا اَنْتَ مِنْ مَّاءٍ نَارٍ وَهُمْ مِنْ قَتْلِ تو میرے نطفہ سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

مریم کی طرح موسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے عالمہ ٹھہرا گیا اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا (کشتی نوح ص ۷۷)۔

پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درود نہ ہوا نہ کھجور کی طرف لے آئی (حوالہ مذکور) THE NATURAL PHILOSOPHY

بسن محمد نبی کی بڑ ہے اور اجل نکلی ہے کہیں خدا بن رہے ہیں کہیں اس کے فرزند اور کہیں بابو الہی بخش سے کہا جا رہا ہے کہ تو میرا حیض نہیں دیکھ سکتا۔ وہ حیض تو اللہ کا بچہ بن گیا ہے اور کہیں اعلان ہے کہ میں اللہ کے نطفہ سے پیدا ہوں اور کہیں خدا کی بیوی بنا جا رہا ہے (العیاذ باللہ)

نوٹ: مرزائی آپ کو دھوکہ دے کر یہ کہیں گے کہ جہاں مرزا جی نے اللہ کی بیوی یا فرزند ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ مجازی و معنوی طور پر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق عیسائی بھی یہ نہیں کہتے ہیں کہ مریم اور خدا تعالیٰ میں جسمانی لحاظ سے زن و شوہر کے تعلقات تھے جس سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ عیسائی بھی روحانی استعاری اور مجازی طور پر ہی ایسا کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن نے ان کی تردید کی ہے۔ اس لیے مرزا صاحب کو اس کلیہ سے متشی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مداری کی پٹاری:

قسم ہے قادیان کے گلر خوں اور گلغداروں کی:

غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی:

مرزا جی کے الہامات میں خاص بات یہ ہوتی تھی کہ وہ امرت دھارا کی قسم کے ہوتے تھے اور پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ ریزی کی طرح پھٹنے پڑھنے کی ان میں پوری استعداد ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل کسی دوسرے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔ یہاں ہم مرزا جی کے الہامات کے متعلق ایک خاص بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مرزا جی کے خدا کو مرزا جی پر ایسی بے اعتمادی تھی کہ وہ الہام بھی ایسے لفظوں میں کرتا تھا جس کو خود مرزا جی سمجھنے سے قاصر تھے۔ چنانچہ وہ الہامات جن کے مفہوم و معنی خود مرزا جی نہیں سمجھ سکے اور خود انہوں نے اس کا اقرار کیا کہ میں اپنے الہام کے معنی ابھی تک نہیں سمجھ سکا ہوں کی مختصر تفصیل نذر ناظرین ہے۔

۱۔ الہی الہی لا سبقتنی الہی اوس۔

(البشری جلد اول ص ۲۶)

۲۔ شعثا نفسا۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶)

۳۔ پریش۔ عمر براطوس یا پلاطوس۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۶۸)

۴۔ ایک الہام البشری جلد دوم ص ۱۹ پر یوں بیان کرتے ہیں۔ "پیٹ پھٹ گیا" یہ

دن کے وقت کا الہام ہے۔

۵۔ خدا اس کو بیچ بار ہلاکت سے بچائے۔ (البشری جلد ۲ ص ۱۱۹) خود کہتے ہیں یہ الہام نامعلوم کس کے حق میں ہے۔

۶۔ ایک اور پر لطف الہام اسی صفحہ پر ہے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۳۰ھ بروز پیر موت تیرہ ماہ حال کو۔

مرزا صاحب خود لکھتے ہیں قطعی طور پر معلوم نہیں کہ یہ الہام کس کے متعلق ہے۔

۷۔ البشری جلد دوم ص ۱۲۵

بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں۔

مرزا صاحب کو خود تسلیم ہے کہ معلوم نہیں کس کے متعلق الہام ہے۔

۸۔ البشری جلد دوم ص ۶۵، ۶۶ پر نہایت جرتاک الہام دیکھئے۔ بعد "انشاء اللہ۔

خود ہی فرماتے ہیں معلوم نہیں اسے کیا مراد ہے۔

۹۔ البشری جلد ۲ ص ۵۰ پر الہام درج ہے۔

OF AHLE BAYAT WAL JAMAAT

۱۰۔ البشری جلد ۲ ص ۱۰۷ پر الہام درج ہے۔

ایک دانہ کس کس نے کھلایا۔

۱۱۔ البشری کے صفحہ ۱۲۶ پر ایک الہام ہے۔

لاہور میں ایک بے شرم

۱۲۔ البشری جلد اول ص ۴۳ پر ہے۔

رہتا عاج

۱۳۔ البشری جلد دوم ص ۷۷ کے نیچے مرزا صاحب لکھتے ہیں آج رات مجھے الہام

ہوا کہ ایک دن میں رخصت ہوں۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں۔ مگر معلوم نہیں

کس کے حق میں ہے۔

الغرض:

ایسے عجیب و غریب اور بے مثل الہامات کی بہت طویل فہرس ہے جس کو پیش کرنا بڑا مشکل ہے تاہم یہ فہرس ان الہامات کی ہے جن کے متعلق خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ان کے معنی منہج مجھے معلوم نہیں ہیں۔

صحیح الہام کا معیار:

پھر مرزا صاحب نے خود ہی ایک معیار بھی مقرر کیا ہے کہ الہام وہ ہی صحیح ہوتا ہے جس کو نئی سمجھ سکے چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ تو بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کچھ اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف ملا لیا ہے اور ایسے الہام سے فائدہ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو۔ (پیشہ معرفت ص ۲۰۹) OF ALLIESUNA

مرزا جی کے اس فتویٰ کو بھی زبان میں رکھئے اور اب مرزا جی کا یہ اقرار بھی پڑھئے فرماتے ہیں۔

زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوئے جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی سسکرت یا عبرانی وغیرہ۔ (نزل المسیح ص ۷۵)

مرزا جی کے اس معیاری فتوے اور اس اقرار کو پڑھئے آپ اگر ذرا فکر سے کام لیں گے تو آپ پر روشن ہو جائے گا کہ

قسم ہے قادیان کے گھر خوں اور کلغز اڑوں کی

غلام احمد کی الماری پٹامی ہے ماری کی

اس تفصیل کے بعد صرف ایک الہام اور سن لیجئے اور کم از کم مرزا جی کو دلو دیجئے۔ دیکھئے کیسا مزیدار الہام ہے جو نبی کو نہیں بلکہ پیاسی نبی ہی کو ہو سکتا ہے۔
 (اخبار الحکم، قادیان، ۲۳ فروری ۱۹۰۵ء) حضور مرزا جی کی طبیعت نامساعد تھی حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی اس پر لکھا تھا۔ ”خاکسار پیپر منٹ۔“
 واقعی ناقص نبی کے لیے وحی کے جملے بھی ناقص ہی ہونے چاہیں خاکسار کا لفظ واقعی بڑا موزوں لگتا ہے (محمود رضوی)

عجائبات مرزا

مرزائیت کوئی مذہب نہیں، مذہب کی توہین ہے یہ اسلام کا فرقہ نہیں اسلام کا معنی ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیمات آپ کے ارشادات، آپ پر نازل شدہ وحی و الہامات پھر یہ عجائبات اور پھر ان سب پر یہ مترادف مجھے مانو۔ کافر مشرک اور ولدِ افزا، کجتر زادے ہو کے نہ مرو۔ کیا یہ انسانیت سے مذاق اور تمسخر نہیں؟ درحقیقت مرزا صاحب نے دنیا کو بدھو بنانے کی کوشش کی ہے۔
 کسی نے خوب کہا ہے۔

کہ جب تک قوم بدھو ہے ہم ان کی کمالی سے یونہی کھاتے رہیں گے اور جب قوم سیانی ہو جائے گی اور تم سب ہیر مشر اور دذیر خارجہ بن جاؤ گے تو پھر میں نبوت کا دعویٰ کروں گا اور تم سے اور زیادہ لے کر کھانا پیتا رہوں گا۔ کاش ہمارے ”آخری“ دوست مرزا صاحب کے ”ارشادات“ کو بغور پڑھیں اور اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں کیونکہ یہ دین کا سوال ہے اور اسی پر آخرت کی نجات کا مدار ہے۔

مرغ، بلی اور چوہا:

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔ ”رویا چند آدمی سامنے ہیں ایک چادر میں کوئی شے ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں اور ایک بکرا ہے۔ (چادر میں بکرا سبحان اللہ عجائبات در عجائبات) ”رضوی“ میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا تاکہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک بلی بلی جس کے منہ میں کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔ (وہ تو خیر گزری کہ بلی نے توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا صاحب بہادر مرغوں کو گھر تک سلامت کب لے جاسکتے اور بکرے بچارے کی تو بلی نکالوٹی کر دیتی) (رضوی)

(البدیع نمبر ۱ جلد ۲۰، ۱۹۰۵ء و مکاشفات ص ۴۲)

مرزا صاحب کے الہام کنندہ نے ”بلی کو چوہے کی خواب“ کی ضرب الشل جج کر دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہادر اور خوفناک قسم کی بلی تھی کہ جس سے مرزا جی کے بکرے تک کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ قادیان اور امت مرزائیہ کو چاہیے کہ آئندہ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں اس بلی کے لیے ہدیہ تشکر کی قرار داد منظور کریں کہ اس بلی نے مرغوں بکرے اور خود مرزا صاحب کی طرف توجہ نہ کی اگر وہ حملہ آور ہوتی تو مرغوں بکرے اور خود جناب نبوت ماب کی خیر نہ تھی۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

مرغی کا الہام:

مرزا غلام احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

”رویا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے وہ کچھ بولتی ہے، سب فقرات یاد نہیں

رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ ہے اِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ اس کے بعد بیداری ہوئی
یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا اَنْتُمْ قَوِّمُوا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
اِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹۰۶ء مکاشفات ص ۷۷)

مرزا ابوالشکر کہہ کر کہ تمہارے ”صبح موعود“ کی روایتی ملی کو اس الہام کرنے والی
مرغی کا علم نہیں ہوا۔ اگر اسے پہنچل جاتا تو وہ اس مرغی کو مع الہام بغیر ڈکار لیے
ہنسم کر جاتی۔ لگے ہاتھ اتارنا تو بتاؤ کہ جب مرزا جی کو سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے
کے لائے ہوئے الہام کس طرح یاد رہتے ہوں گے؟

سورۃ الہام:

www.NAFSEISLAM.COM

میر محمد اسماعیل صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔

”ایک جلیل شخص حضرت صبح موعود علیہ السلام کا نوکر تھا اس پر ایک

دن الہام کا چھینا یہ برکت حضرت صبح موعود علیہ السلام پڑ گیا وہ سو رہا تھا

اسے الہام ہوا کہ اٹھ او سورا نماز پڑھ“

(اخبار الفضل قادیان ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۷)

جج ہے جسی روح ویسے فرشتے جیسے قادیانوں کے صبح موعود ویسا نوکر ویسی

برکت ویسا فرشتہ اور ویسا ہی الہام۔

ایس خانہ ہمہ آفحاب است

کذاب فرشتہ:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں ”دو کوئی شخص ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ تم

صاحب کرو مگر وہ نہیں کرتا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مٹھی بھر کر روپے مجھے

دیے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٹی بخش کی طرح ہے مگر انہیں نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیے تو وہ اس قدر ہو گئے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے ان کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے ”ٹیچی“۔ (مکاشفات ص ۳۸)

مرزا جی کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں روپے عطا کرنے والا ٹیچی فرشتہ کذاب اعظم تھا۔ کسی عام انسان کے سامنے جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے مرزائیوں کے ”ظلمی و بھڑی نبی“ کی خدمت میں کذب بیانی کذاب اکبر کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے مرزا صاحب نے پہلی دفعہ اپنے محسن اعظم فرشتہ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی نام نہیں۔ مگر دوبارہ نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ مرزا جی کے فرشتے نے یا پہلی دفعہ جھوٹ بولنا یا دوسری دفعہ۔

مرزا جی جس نبی کے فرشتے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ اس نبی کی نبوت کا کیا اعتبار چاہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

مختاری فیل مسیح موعود:

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ فخر رسل سید الانبیاء محمد ﷺ سے بڑھ کر شان والے نبی غلام احمد خیر سے ”کھوتا رام“ جتنی قابلیت بھی نہیں رکھتے اور مختاری کا جو امتحان ہزاروں ہندو سکھ پاس کر لیتے تھے وہ حضرت صاحب پاس نہ کر سکے۔

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں۔

ڈاکٹر امیر شاہ صاحب استلہ مقرر ہوئے مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب

نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشتغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳ و ص ۱۳۸)

چہ خوب اگویا امتحان میں کامیاب ہونا تو دنیوی اشتغال کا پیش خیمہ تھا۔ مگر فیل اور ناکام ہونا درج نبوت کا ایک درجہ اور قصر مسیحیت کا ایک ضروری زینہ۔
جو بات کی خدا کی قسم للہواب کی۔

چھوٹے میاں ”بشیر احمد“ صاحب کا یہ آخری فقرہ انگور کھنے ہیں کا مصداق اور بہت دلچسپ ہے مگر اس سے زیادہ دلچسپ ”بڑے میاں“ محمود احمد صاحب کا ارشاد ملاحد ہو فرماتے ہیں۔

افنی استاد افنی شاگرد

حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کس پرھے آپ فرمایا کرتے تھے میرا ایک استاد تھا جو اقیم کھایا کرتا تھا وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا (الفضل ۲۹-۲-۵)

گویا ”حضرت صاحب“ اس استاد سے پڑھتے پڑھاتے نہیں تھے بلکہ اس سے جس فن میں وہ ماہر تھا اسی کا استفادہ کرتے تھے چنانچہ ذیل کی روایات سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

۱- میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:-

حضرت مسیح موعود نے تریاق الہی دوا۔ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بتائی اور اس کا بڑا جز انجون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افزون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے (الفضل ۲۹-۷-۷۰)

۲۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کونسا نہیں (الفضل ۳۵-۳-۳۲)

۳۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ۔۔۔ آپ چابیاں آزار بند کے ساتھ بندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی آزار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لیے ریشمی آزار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور بگڑہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ ہوتی آزار بند میں آپ سے بعض اوقات گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۲)

۴۔ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بہ تو جی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کلج کاٹن دوسرے کلج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگاہی جوتا بندھ دیتا تو آپ بسا اوقات وایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیکھی جوت پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی ٹکڑا وغیرہ کا زیرہ ومانتہ کے نیچے آ جاتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸)

۵۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب

اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے فٹکا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۳۶)

۶۔ کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات پھر تمام کپڑے بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۳۸)

۷۔ آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ (تتمہ براہین احمدیہ جلد

اول نمبر ۹ مرتبہ مفرج دین صاحب قادیانی)
۸۔ ایک دفعہ ایک شخص بے بوٹ ٹخنہ میں پیش کیا۔ آپ نے (مرزا صاحب نے) اس کی خاطر سے پہن لیا مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور دایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے تھے آخر اس غلطی سے بچنے کے لیے ایک طرف بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔

(مسکین خلافت کا انجام ص ۹۶ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب)

۹۔ نئی جوتی جب پاؤں کاٹی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے۔ اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑا کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ حضور کبھی تیل سر مبارک پر لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر رعبے پڑ جاتے۔ (اخبار الحکم قادیان ۳۵-۲-۲۱۰۲)۔
گو اس سلسلہ میں تفصیلات کا دامن زلف یار سے بھی دراز تر ہے تاہم اہل فکر و نظر کے لیے اتنا کافی ہے۔

دریائے خون بہانے سے اے چشم فائدہ

دو ایک بھی بست ہیں اگر کچھ اڑ کریں

یہ منہ اور مسور کی دال:

آہ! انسانیت کی بد قسمتی اور دین کی مظلومی! کہ جس ذات شریف کو دسترخوان پر بیٹھ کر روٹی کھانے، چایاں سنبھالنے، اپنی شلوار کا آزار بند کھولنے، جراب اور جوتا پہننے، کالج میں ٹیبن دینے، استنجے کے ڈھیلے اور کھانے کے گڑ کو جدا جدا رکھنے حتیٰ کہ میر کے وقت چلنے اور داڑھی مبارک کو تیل لگانے کی بھی تمیز نہیں وہ دعویٰ کرتے ہیں تو صرف نبوت اور مسیحیت کے نہیں بلکہ افضل الانبیاء سے تحت نبوت و رسالت اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تاج رشم و ہدایت چھیننے کے۔

بانیہ عصیان ہے دامن تر چر ہے لا شیخ کا

یہ بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دہ عالم ہم سے ہے

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل:

”افضل“ اور اللہ دتا اپنا لکھا پڑھا چاٹ سکتے ہیں اور رائے عامہ کے دباؤ اور پریس کی گرفت سے گھبرا کر اپنی بات سے منکر سکتے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا لیکن کیا اس بات کا بھی انکار ممکن ہے کہ ان مرزائیوں کے پیشوا خود مرزاجی ”عشق رسول“ کے مختلف مدارج قتال و ہمسری، تفوق و برتری اور وحدت و عینیت طے کرنے کے بعد اب آخری منزل میں قدم رکھتے اور مقام مقصود پر آتے ہیں یعنی نفوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت و کرسی نبوت سے اٹھاتے اور خود ہدایت عالم کا تاج زیب ہر کر کے تحت خلافت پر براجمان ہوتے ہیں۔

سنئے اور جگر تھاکر سنئے مرزاجی کہتے ہیں اور ڈنگے کی چوٹ پر کہتے ہیں

کہ اب اسم محمد کی بجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلال رنگ کی

کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں (اربعین نمبر ۴ ص ۱۷)

فرایئے کیا اب بھی اس قسم کی بات میں کوئی کسر رہ گئی کیا اس تصریح کی بھی کوئی تاویل کی جائے گی؟ کیا مقام محمد ﷺ پر اس بے حیائی سے تبرأ جائے کہ بعد بھی غلام احمد کی "نبوت" کو محمد رسول اللہ کی اتباع کامل کا ثمر قرار دیا جائے گا؟

ارباب اقتدار سے:

ہم ارباب اقتدار سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ مرد کائنات کے دشمنوں کی تحقیر و اہانت اور تنقیص و مغفولیت کی خرافات اور یکو اس سے گزر کر نعوذ باللہ سید المرسلین کو مستند رسالت سے اٹھا کر ہدایت عالم کے مقام محمود پر خود قبضہ کرنے کی بلکار سنی کے باوجود اس کذاب اکبر اور دجال اعظم کو انسان اور اس کی مردود و ملعون لاہوری اور بددیانی امت کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

سے ہرگز م باد ر نمی آید ز روے اعتقاد
ایں ہمہ با کشتن و دیں پیبر دانش

(ماخوذ)

مرزا غلام احمد احادیث اور واقعات کی نظر میں:

انجیلانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تصدیق میں دو قسم کے دلائل سے کام لیا ہے نمبر اپنے المات نمبر ۲ بعض احادیث کی پیش گویاں۔ المات سے تو وہی لوگ متاثر ہو سکتے ہیں جو ان کو پیغمبر مانتے ہیں ورنہ غیر نبی کا الہام حجت شرعی نہیں

ہے۔ اس وقت مقصود یہ ہے کہ احادیث میں پیش آمد حوادث کے معیار پر آنجہانی کے وعادی کو پرکھا جائے۔

احادیث کی پیش گوئیاں:

- ۱۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزول صبح کے متعلق چند نشانات بتائے گئے ہیں مسیحیت کے مدعی کے لیے ان کی مطابقت ضروری ہے۔
- الف۔ بلع الجزیہ حضرت صبح نزول کے بعد جزیہ معاف کریں گے۔
- ب۔ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَ أَحَدٌ اس وقت مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

ج۔ وَتَكُونُ السَّخِیْرَةُ الْوَاحِدَةُ حَسْبًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِیْهَا
ایک سجدہ ایک رکعت پوری دنیا کے مال و دولت سے زیادہ مرغوب ہوگی۔

جزیہ معاف کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ کفر بکسر ختم ہو جائے
تمام لوگ اسلام قبول کر لیں جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس مفہوم کی تائید دوسری
حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فَلْيَهْلِكُ اللَّهُ الْمِلَلَ كُلَّهَا
الْأَمِلَّةُ الْإِسْلَام۔

حضرت صبح کے وقت تمام مذاہب ہلاک ہو جائیں گے صرف اسلام رہ جائے گا۔
غرض حضرت صبح اپنی قوت بازو سے تمام مخالفین کا خاتمہ فرما دیں گے۔ مرزا غلام احمد
آئے ان کی ساری عمر بھی مناظرات اور پیشہ وارانہ مباحثات سے مسلمانوں کا ایک طبقہ
متاثر ہوا۔ ارتداد کے پے در پے حملے ہوئے۔ آنجہانی اور آپ کی جماعت نے یہ سب
حوادث دیکھے۔ حالانکہ حسب ارشاد سرور عالم ﷺ سچے صبح کی زندگی میں اسلام
کے سوا تمام مذاہب کو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کفر اتنا ذلیل ہو جائے کہ اس کے لیے مزید ذلت کی ضرورت نہ رہے بلکہ مسلمان اپنے مراحم خسروانہ سے انہیں جزیہ سے سبکدوش کر دیں۔ ان دونوں صورتوں کے لیے ضروری ہے کہ پہلے جنگ ہو تصادم کے بعد دشمن کی طاقت ختم ہو جائے مرزا صاحب نے نہ جنگ کی اور نہ ان کے دلائل اور قلم و دوات کی جنگ سے یہ صورت پیدا ہو سکی۔ جن کا تذکرہ سرور عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے پہلی قسم کی جنگ تو شاید انجمنی کے نزدیک ناجائز تھی لیکن ان کی خود ساختہ جنگ بھی نتائج کے لحاظ سے بیکار ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس مسیح کا ذکر احادیث میں آیا ہے وہ ابھی تک نہیں آئے۔ وہ یقیناً کوئی جنگی مسیح ہے۔ جن کے حلوں کی تاب خود جنگ بھی نہیں لا سکتی ارشاد ہے تَضَعُ الْحَرْبُ آوَارَهَا۔ جنگ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ واقعات ظاہر ہیں کہ چالیس اور تین سو مسیح کے لیے احادیث میں کوئی

مقام نہیں۔ "THE NATURAL PHILOSOPHY"

۱۸۶۱ء دوسرا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ حدیث میں حتی لا یقبلہ احد پر زور دیا گیا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے آنے پر مال کی طلب ختم ہو گئی؟ روح انقاء نے لوگوں کو مال سے متفر کر دیا؟ واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا خاندان چندوں کے لیے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قدیانی نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، ہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ، غرض تحصیل مال کے لیے کس قدر باطل راہیں تھیں، جو نے حیلے تھے جو اختیار کیے۔ معلوم ہوتا ہے اصل مسیح تہمال تشریف نہیں لائے۔ ہمیں بدل کر کچھ ارباب ہو جس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چلے۔ دولت مند مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے جو دنیا کو مال سے بے نیاز کر دے گا۔

۳۔ تیسرا نشان یہ ہے کہ مسیح کے وقت لوگ عبادت کو دنیا کے مال پر ترجیح دیں گے۔ یہ نشان بھی تہمال پر نہیں ہوا۔ مسیحیت جدیدہ کے مبلغین کا کیریکٹر ہمارے

سائے ہے نماز و ہجگنہ تک کی پابندی مفقود ہے۔

نمبر ۲ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَقَاتِلَنَّ
الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي تَعَالَى
فَاقْتُلْهُ (متفق علیہ)

اس حدیث میں یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ یہود کی
حکومت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کہیں پہلے تباہ ہو چکی تھی۔ اسلام کی فتوحات کا
سیلاب دیکھنے سے تعجب ہوتا تھا کہ جو طاقت اپنے مخالفین کو روندتی جا رہی ہے یہودیوں
کی برسوں کی پامال شدہ طاقت ان کے مقابلے کی تاب کہاں سے لائے گی وہ اس قدر
مضبوط کیسے ہوں گے کہ اسلام سے شکستیں لائیں۔

آج قدرت کی غریبوں کو دیکھئے کہ امریکہ، برطانیہ اور روس کے عیارانہ مصالح
نے فلسطین میں ایک اسرائیل حکومت کی تعینات کی۔ انکانات اجاگر کر دیئے ہیں عرب
روساء کی رقابت یا ذاتی مصالح یا کمزوری کی وجہ سے یہودی حکومت نے ابھرنا شروع کر
دیا۔

اقوام عالم کے سالہا سال کے دجل و فریب کے بعد آج اس حکومت کا وجود تسلیم
کر لیا گیا ہے۔ غالباً وہ یہودی عساکر ہوں گے جو دجال کے ساتھ مل کر مسیح کا مقابلہ
کریں گے اور حضرت مسیح اور ان کے مخلص رنقاء اپنی قوت بازو سے اس قوت کو پامال
کر دیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنجنابی مرزا غلام احمد آئے اور چلے گئے نہ اس
وقت کی کسی یہودی طاقت سے مرزا جی نے جوا کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا
جی کا مسیح ہونے کا دعویٰ باطل محض ہے۔

۲۴۶ خاتم المرسلین

از مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب مزنگ لاہور

یہ بات اَنْفَرِ بْنِ الْقَتْرِ وَ اَنْفَرِ بْنِ الْاَمْرِ (سورج سے زیادہ روشن اور کل گزشتہ سے زیادہ واضح) ہے کہ رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ دائیں کل غیوب سرور کائنات فخر موجودات علیہ الفضل الصلوات والتسلیمات نے تقریباً ۱۳۵۹ سال قبل از مسیح فرمائی کہ سَبَّكُونِ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُونَ تَلْسُونُ اِلٰی (ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ باب النتن) ضرور میری امت میں تمیں جھوٹے پیدا ہوں گے جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا انہیں جھوٹوں کا خوش چین مرزا قادیانی ہے۔ اس کے کذب پر ہزاروں علمائے کرام نے ہزاروں کتابیں رسالے شائع فرمائے ہیں۔ ملحد راجہ ذیل تحریر سے بھی اس کے کذب پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

"THE NAT..."

۱۔ آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی: اٰخِرُ الزَّمَانِ رَجُلٌ (روحی خدا) جتنے انبیاء و مرسلین گزرے ہیں ان کے نام کا پہلے کوئی شخص نہ تھا اَنَّمْ نَحْمَلُ لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيَةً (پ ۱۶ ص مریم) اس پر شاید مگر مرزا صاحب سے پہلے بیسوں غلام احمد گزرے ہیں۔ لہذا ان کا نام جھوٹوں کی فہرست میں درج ہے۔

۲۔ عموماً انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے اسماء مفرد تھے مثلاً آدم، موسیٰ، عیسیٰ، یحییٰ، محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام مگر مرزا صاحب کا نام مرکب ہے لہذا وہ کاذب ہے۔

۳۔ مرزا صاحب (بلکہ ان کا تمام خاندان یہودی ہے) مراق وغیرہ میں مبتلا تھے اور مراقی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی بات قابل اعتبار ہے۔ لہذا وہ کاذب ہے مراقی کا نبی نہ ہونا مرزا صاحب کی تصنیف کتاب البریہ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ اور ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۳۰ مصنفہ ڈاکٹر شاہ نواز مرزائی میں ہے۔ اور مرزا صاحب کا مراقی ہونا سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۱۳ اور ریویو جلد نمبر ۵ ص ۲۶ میں موجود ہے۔

۴۔ بموجب اقوال صحیحہ نبی مودعی ہوئے ہیں اور وہ ہر عیب اور نقص سے مبرا و پاک تھے مگر مرزا صاحب میں حیض اور حاملہ ہونا اور درد زہ میں مبتلا ہونا پایا جاتا ہے آپ کشتی نوح ص ۳۷ میں فرماتے ہیں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور دس ماہ تک حمل رہا۔ الخ اور درد زہ تھے کھجور کی طرف لے گئی اور اربعین نمبر ۳ ص ۱۹ اور حقیقت الوحی ص ۱۳۳ مطبوعہ ضیاء السلام قادیان میں آپ کے حیض کا ثبوت ہے اور قاضی محمد یار مرید مرزا صاحب اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی میں فرماتے ہیں کہ آپ (مرزا صاحب) پر اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا (شرم، شرم، شرم) مرزا صاحب کا الہام کہ ربنا عاج (او کمال قل) ہمارا خدا ہاتھی دانت یا گویز کا ہے (افسوس غیرت) لہذا آپ راستہ انسان

نہیں ہیں۔ WWW.NAFSEISLAM.COM

۵۔ نبی ﷺ کا جہاں انتقال ہوا وہیں بدھوں ہیں مگر مرزا صاحب نے لاہور کیلینوالی سڑک کے قریب و جواہر میں دنیا سے کوچ فرمایا۔ مگر ان کو خر و دہل پر سوار کر کے ایسے ڈبہ میں جہاں غموں آدی سوار نہیں کیے جاتے۔ قادیان لے جایا گیا اور بوقت روانگی اسٹیشن لاہور ان پر وہ پھولوں کی بارش ہوئی کہ الامان، الامان کسی معر لاہوری وغیرہ شخص سے اس کی تشریح پوچھ لو لہذا ایسا شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

۶۔ کجا مہدی کجا دجال ناپاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

۶۔ رسول اکرم ﷺ کا ام المؤمنین زینب اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آسمان پر نکاح ہوا اور بحکم خداوندی آپ نے زمین پر بھی نکاح کر لیا مگر مرزا صاحب قادیانی نے کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ "تسنی بن کر پیٹھ کوئی کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہوگا آپ بقیہ عمر سر پٹک پٹک کر چلے بہانے بنا کر دھمکیں دے دے کر مرگے مگر نکاح نہ ہو سکا اور نہ ہوا۔ اور اپنی حسرت دل میں ہی لے کر چلے جے (صہبات)

۷۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک اِنَّہٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ اِنَّہٗ كَانَ صِدْقًا نَبِیًّا سب راتباز اور پاکباز تھے ان کے آباؤ اجداد بھی راتباز۔ ائمہ صدیقہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے مگر مرزا صاحب کے بیسیوں کذبات شمار کیے گئے اور پیشینگوئیاں غلط نکلیں لہذا آپ جھوٹے ہیں۔

۸۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب کَالشَّمْسِ فِی السَّهَارِ بچے ہوتے رہے مگر آپ کے خواب باوجود سببی ہونے کے جھوٹے نکلے۔ مرزا صاحب کے ایک چٹھا کوئی مرد مسی ائمہ عبدالکریم ناتہ مبلغ و کارکن جماعت مرزائیہ قادیانیہ اسی وجہ سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور حقیقت مرزائیت اور تحقیق ناتہ ۱۳۶ صفحہ کی کتاب لکھی اس میں آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہادی پائیں کی آج تک کوئی خواب پوری نہیں ہوئی۔ سوائے ایک خواب کے جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ بخاری آپ کا ازار بند کھول رہا ہے۔ یہ بھی دفعہ بخاری نے ازار بند کھولا مگر حضرت والا نے پاجامہ نہ اتارنے دیا۔ "الفضل" تفصیل دیکھو (تحقیق ناتہ ص ۳ مطبوعہ ایکسپریٹ لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ لاہور ۱۹۳۶ء)

۹۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فریضہ حج کو ترک نہیں کیا مگر مرزا صاحب نے باوجود اپنی پیشینگوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (بہ تحقیق ناتہ) فریضہ حج ادا نہیں کیا بلکہ یہ کہہ دیا کہ اب مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا اور مقام حج قادیان بنا لیا ہے لہذا وہ کاذب اور دجال ہے۔

۱۰۔ انبیاء کا کلام و خلق تمام خوبیوں کا حامل ہوتا تھا مگر مرزا صاحب کی دشنام طرازی و دریدہ دہنی اس کی کتاب براہین احمدیہ جس کو وہ قرآن کی طرح کہتا ہے ظاہر و باہر ہے۔ الامان۔ لہذا وہ کاذب ہے۔ خلیفہ عشرہ کاملہ۔ تفصیلات مفصلات میں ہے یہ مختصر مشتمل نمونہ از خروارے داند کے از بسیار ہے۔

مگر قبول ائمہ ذہبے عز و شرف

مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت

(از مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب
خطیب ذہنت الساجد گوجرانوالہ)

سہ خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیجہ والشا کے آخری نبی ہوتے پر قرآن پاک
کی آیات کثیرہ اور بیشمار احادیث نبویہ شاہد و دال ہیں۔ خصوصاً آیہ کریمہ **وَلَا يَكُنْ**
رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى يُدْعِيَ قرآن کی فصل القطعی اپنے جس میں انکار و شک
اور احتمال و توہم کی بالکل نفی و بطلان ہے۔ خداوند قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر
انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت جاری و بقیہ کی خبر دی جیسا کہ کئی آیات سے ظاہر ہے
وہاں اپنے لادولے جیب کے متعلق **وَلَا يَكُنْ رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى يُدْعِيَ** فرما
کر حضور پر باب نبوت مسدود فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم
المرتب ہستیاں گزریں مگر کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیسے جب
کہ خود نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی
شخصیت کے متعلق فرما دیا **لَوْ كُنَّا نَبِيًّا لَكُنَّا نَدْعِي نَبِيًّا لَكُنَّا نَدْعِي نَبِيًّا**
لَا نَدْعِي نَبِيًّا (مشکوٰۃ) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا البتہ عمر ہوتا تو حضرت عمر نبی نہیں
ہوئے کیونکہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہی نہیں اور یہی نہیں بلکہ مولا علی شیر خدا رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **أَنْتَ مَبْنِيٌّ بِمَنْزِلَةِ**
هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنْتَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (متفق علیہ) یعنی اے علی تو میری
ذیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں تو مولا علی

باوجودیکہ حضور کے بھائی اور نائب ہیں لیکن حضور نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر
 اس وہم نبوت کو دور کر دیا جو کہ حضرت علی کے بمنزلہ ہارون ہونے سے پیدا ہو سکتا
 تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وَلَوْ قَضَىٰ اَنْ
 تَكُوْنُ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نَّبِيٌّ عَاشَ اَبْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
 (بخاری شریف، جلد ثانی) اور اگر مقدر ہو ماکہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور
 کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔ اہل ایمان غور فرمائیں کہ
 جب سیدنا فاروق اعظم و سیدنا مولا علی و سیدنا ابراہیم فرزند نبی کریم نبی نہیں ہوئے اور
 ان کے علاوہ دیگر صحابہ تابعین اور ابن کے بعد والے اکابرین امت مثلاً حضرت امام اعظم
 و حضرت غوث اعظم وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقام نبوت تک نہیں پہنچ سکے تو بھلا
 مرزائے قادریانی اور کہ اپنی زبانی کرم خاکی اور بشرکی بجائے نفرت ہے اور اپنے آدم زاد
 ہونے کا بھی انکار کرتا ہے اور کبھی حاضر و حاملہ ہونا بیان کرتا ہے غرضیکہ جسے سو سو دفعہ
 پیشاب آئے دن رات پیشاب کرنے میں گزریں جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو
 اور اس سے نہ صرف خلاف منصب نبوت بلکہ خلاف انسانیت حرکات سرزد ہوں وہ
 نبوت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں امت کا اجماعی اور اتفاقی
 مسئلہ ہے کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت دجال، کذاب مرتد خارج
 از اسلام ہے وہ اور اس کے ماننے والے جہنم کا ایندھن ہیں بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا تو
 الگ رہا حضور کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ آئمہ دین کے صریح ارشادات
 اس بارے میں موجود ہیں چنانچہ ”اعلام بقواطع الاسلام“ میں ہے قَالَ الْحَلَبِيُّ
 لَوْ تَمَنَّىٰ فِئِي زَمَنٍ نَّبِيًّا اَوْ بَعْدَهُ اَنْ لَّوْكَانَ نَبِيٌّ فَكَفَرْتُ فِیْ
 جَمِیْعِ ذَالِكِ وَالظَّالِمُ اِنَّهٗ لَا فَرَقَ بَيْنَ تَمَنَّىٰ ذَالِكِ بِاللِّسَانِ
 اَوْ الْقَلْبِ اَوْ مُخْتَصِرًا۔ امام طحطاوی نے فرمایا ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے
 میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا اور

صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ وہ تمنا زبان سے ہو یا دل میں۔ سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہو جاتا ہے تو اوعائے نبوت کس درجہ کافر غیث ہوگا وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (جزاء اللہ عدود) اور پھر مدعی نبوت پر ایمان لانا تو علیحدہ رہا حضور کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے۔ اسی اعلام بقواطع السلام میں ہے۔ "وَاضِحٌ تَكْفِيرٌ مُدَّعِي النُّبُوَّةِ وَيُظَاهِرُ كُفْرًا مَنْ طَلَبَ مِنْهُ مُعْجَزَةً لِأَنَّهُ بِطَلَبِهِ لَهَا مِنْهُ مُسَحَّوْزٌ لِصِدْقِهِ مَعَ اسْتِحَالَتِهِ الْمَعْلُومَةِ مِنَ الْمَدَّيْنِ بِالضَّرُورَةِ" مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین میں سے بالضرورت معلوم ہے کہ نہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں (جزاء اللہ عدود) اب خود ہی خیال فرمائیے کہ مسئلہ ختم نبوت کسی قدر نازک ہے اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ذہل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی یا اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا مجدد ماننا اپنا امام و پیشوا جانتا تو درکنار ایسوں کو ادنیٰ مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

سے خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے



ادارہ کی ایک اہم پیشکش

۸۔ تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ

تالیف: محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ)

ملنے کا پتہ :

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

THE NATURAL BUILDING

شُرک کے موضوع پر لا جواب کتاب

شُرک کی حقیقت

تالیف: محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ)

ملنے کا پتہ :

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

ترتیب: محمد نعیم اللہ خاں قادری

حیات عیسیٰ علیہ السلام

اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ جسد عسری کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں لیکن مرزا کذاب قادیانی کا یہ فاسد دعویٰ تھا کہ مسیح ابن مریم علیہم السلام زندہ جسد عسری کے ساتھ آسمانوں کی طرف نہیں اٹھائے گئے بلکہ یہود سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کشمیر چلے گئے اور کشمیر میں ہی وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

اپنے ثبوت کے لئے اس نے اردو خواں طبقہ کو وہ آیتیں دلیل میں پیش کیں جن میں توئی کا لفظ استعمال ہوا ہے کیونکہ اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے کے لئے جو آیتیں پیش کرتے ہیں ان میں توئی کا لفظ ہے اور لفظ توئی کا تیس جگہ قرآن کریم میں معنی موت

THE NATURAL PHILOSOPHY

اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ارواح مقررین بعد از وفات جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کے بعد نکلنا ناممکن ہے۔ اس لئے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور روحانی طور پر انہیں اٹھایا گیا۔

مرزا کذاب قادیانی کا خیال تھا کہ زندہ جسد عسری کا آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا محال ہے۔ اس لئے دوبارہ نزول کا عقیدہ ہی جھوٹا ہے۔ کسی جسد عسری بشری کا بغیر کچھ کھائے پیئے اتنا عمر تک آسمانوں پر زندہ رہنا ناممکن ہے اور انسانی جسم کس طرح آگ کے کروں سے گزر گیا۔ نیز اوپر خلاء ہے اور زندہ انسان وہاں سانس ہی نہیں لے سکتا تو پھر زندہ کس طرح رہ سکتا ہے۔ اس لئے رُخ روحانی ہے نہ کہ جسمانی۔

سورۃ مریم پ ۱۶ آیت نمبر ۳۹ میں ہے۔

وَأَوْصِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا ۖ اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک ۞ حیات ۞

جیوں۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ آسمانوں پر نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہیں اور آسمانوں

پر تو کوئی انسان ہی نہیں تو پھر زکوٰۃ کسے دیتے ہوں گے؟ اس لئے یہی مراد ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اب ہم باری باری مرزا کذاب قادیانی کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں تاکہ اہل اسلام پر حق واضح ہو۔

سب سے پہلے میں لفظ توفیٰ کے متعلق عرض کروں گا کیونکہ اس کا ہمارے جواب سے اہم تعلق ہے۔ آئمہ لغت اور مفسرین کرام کے مطابق توفیٰ کے حقیقی معنی کسی چیز کو پورا پورالے لینے کے ہیں اور توفیٰ کے مجازی معنی موت کے ہیں کیونکہ اس میں انسان کی روح کو پورا پورالے لیا جاتا ہے۔ ویسے تو روح خلد کے دوران بھی علیحدہ ہو جاتی ہے لیکن اس کا جسم کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے اور جب موت آتی ہے تو روح کو پورا پورالے لیا جاتا ہے پھر اس کا انسان کے جسم سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ توفیٰ کے ساتھ موت کا اور اس کے لوازم کا ذکر ہو تو اس جگہ توفیٰ سے مراد موت لی جائے گی۔

www.NAFSESLAM.COM

وَاللّٰهُ يَتَوَفَّيْهِ الْاَنْفُسَ حَيًّا مَّوْتًا ۚ وَالتَّوَفَّيْ كَيْفَ يَتَوَفَّيْ فِي مَنَاصِفٍ مِّمَّا قَبْلُ ۚ وَالتَّوَفَّيْ قَطْعُهَا عَلَيَّهَا الْمَوْتُ وَبُرُودُهَا ۝
 (یعنی اس جان کو اس جان کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا) اور دوسری (جس کی موت مقدر نہیں فرمائی اس کو) ایک معیار مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

سورۃ الانعام ۷۷ آیت نمبر ۶۰ میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّيْكُمْ بِاللَّيْلِ
 ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ توفیٰ اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔ توفیٰ کا لفظ خلد کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور جہاں توفیٰ کے ساتھ موت اور اس کے لوازم کا ذکر ہو اس جگہ توفیٰ سے موت مراد لی جائے گی۔

سورۃ السجدہ ۳۲ آیت نمبر ۱۱ ہے۔

قُلْ بِخَوْفِكُمْ مَلَكَ الْمَوْتِ الَّذِي تَمُوتُ فَرَادَى دَفَات رِجَا هَے۔ موت کا فرشتہ
وَرَكَلٌ بِكُمْ جو تم پر مقرر ہے۔

اس جگہ ملک الموت کے ذکر کی وجہ سے توفیٰ سے موت مراد لی جائے گی۔

الغرض نیند اور موت کی توفیٰ میں فرق ہے اور ان دونوں قسموں میں صرف روح کا توفیٰ ہوتا ہے
نہ کہ جسم کا اور توفیٰ کی ایک قسم وہ ہے جس میں جسم اور روح دونوں کا توفیٰ ہو یعنی جسم اور روح دونوں
کو پورا پورا اٹھایا جائے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا توفیٰ ہوا۔

الغرض توفیٰ ایک جنس ہے اور اس کی مختلف نوع اور قسمیں ہیں اور ہر دفعہ توفیٰ سے موت مراد نہیں
بجاسکتی۔ اگر توفیٰ سے ہر جگہ موت ہی مراد لی جائے تو یہ قرآن پاک کی آیات کے صریح خلاف
ہے اور قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی موت کا ذکر ہوا ہے تو اس کے مقابلہ میں حیات کا ذکر فرمایا
گیا ہے اور کہیں بھی توفیٰ کا ذکر حیات کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا ہے۔ جس کا صاف اور واضح
مطلب یہی ہے کہ توفیٰ اور چیز ہے اور موت اور چیز ہے۔ دونوں کی حقیقت ایک جیسی نہیں۔ اگر
توفیٰ اور موت کی حقیقت ایک جیسی ہوتی تو جس طرح قرآن پاک میں موت کے مقابل حیات کا
ذکر کیا گیا ہے اسی طرح توفیٰ کے مقابل میں بھی حیات کا ذکر کیا جاتا۔ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں
کہ جن میں موت کے مقابل حیات کا ذکر کیا گیا ہے۔

سورہ البقرہ پ ۱ آیت نمبر ۲۸ میں ہے۔

كَيْفَ نَحْكُمُوهٗٓ اِنْ يَسْأَلُكَ خُدا كَيْفَ كُنْتَ تَعْمَلُ اَمْ كُنْتَ مِنْهُمْ مَعَ بَلَاغٍ ۝۱
فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۲
مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف
پلٹ کر جاؤ گے۔

سورہ البقرہ پ ۳ آیت نمبر ۲۵ میں ہے۔

اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْبَةٍ وَهُيَ خَازِنَةٌ
عَلَىٰ غُرُوبِهَا قَالَ اَتَىٰ بِحُجَّتِ هَذِهِ اللّٰهُ
بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مَا تَعْلَمُ ثُمَّ بَعَثَهُ
قَالَ كُنْ لَيْسَتْ قَالَ لَيْسَتْ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ
يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَيْسَتْ بِمَا تَعْلَمُ فَاَنْظُرْ اِلَىٰ
طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَسْتَفْهِمْ اَنْظُرْ
اِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ
اَنْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ
نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا بَيَّنَّ لَهُ قَالَ اَعْلَمْتُ اَنْ
اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

یاس کی طرح (حضرت عزیر علیہ السلام) جو
گزر ایک ہستی پر اور وہ ڈھٹی پڑی تھی۔ اپنی
چھتوں پر، بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی
موت کے بعد، تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس
پھر زندہ کر دیا۔ فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا، عرض کی
دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم، فرمایا نہیں تجھے سو
برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ
اب تک بوند لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس
کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے
کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان
ہڈیوں کو دیکھ کیونکہ ہم انہیں اٹھان دیتے پھر
انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب یہ معاملہ اس
پر ظاہر ہوا بلا میں غریب جانتا ہوں کہ اللہ سب
کچھ کر سکتا ہے۔

FSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY
OF THE SUNNAT WAL JAMAAT

سورہ آل عمران پ ۳ آیت نمبر ۴۷ میں ہے۔

تَوَلَّجَ الْاَيْلَ فِي النَّهَارِ وَتَوَلَّجَ النَّهَارَ
فِي الْاَيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيْتِ وَ
تُخْرِجُ الْمَمِيْتِ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرُدُّنَّ مِنْ
قَسَاۗءٍ يَّغِيْرُ حِسَابُ ۝

سورہ الانعام پ ۱۷ آیت نمبر ۹۵ میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ يُخْرِجُ
الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيْتِ وَ مُخْرِجُ الْمَمِيْتِ مِنَ
الْحَيِّ ذٰلِكُمْ اللّٰهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ ۝

سورہ المؤمنون پ ۱۸ آیت نمبر ۸۰ میں ہے۔

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چرنے والا
ہے۔ زندہ کو مردہ سے نکالنے والا اور مردہ کو زندہ سے
نکالنے والا، یہ ہے اللہ تم کہاں بوندھے جاتے ہو

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ
اِخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
سورۃ النحل پ ۱۲ آیت نمبر ۲۰، ۲۱ میں ہے۔

وَالَّذِينَ يَبْذُؤُونَ مِمَّن دُونَ اللَّهِ
يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يُشْعُرُونَ ۝
یہ آیات بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ انہیں انبیاء، اولیاء پر چسپاں کرنے والے
تحریف قرآن کرنے والے ہیں۔ قرآنی آیات کی سن مانی تفسیر کرنے والے ہیں۔
سورۃ المائدہ پ ۱۰ آیت نمبر ۱۰ میں ہے۔

”جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے! یا دیکھ میرا احسان، اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب
میں نے پاک روح سے تیری بدوی، تو لوگوں سے باتیں کرتا پایا لے میں اور کچھ عمر میں ہو کر، اور
جب میں نے تجھے کھالی کتاب اور حکمت اور توریث اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی
صورت میرے حکم سے بنانا پھر اس میں پھونک تار تا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد
اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ
کرتا ہے۔“

الغرض انبیاء علیہم السلام اللہ کے حکم سے سب کچھ بنا سکتے ہیں اور بت، پتھر، سورتیاں کچھ بھی نہیں
بنا سکتے۔

نوٹ: اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نزول
فرمائیں گے کیونکہ کہولت (پختہ عمر) کا وقت آنے سے پہلے آپ اٹھائے گئے، نزول کے وقت
آپ ۳۳ سال کے جوان کی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے اور بمصداق اس آیت کے کلام
کریں گے اور جو پالنے میں فرمایا تھا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وہی فرمائیں گے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

الغرض ثابت ہو گیا تو فی اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔ تو فی کے حقیقی معنی کس چیز کو پورا پورا
لے لینے کے ہیں اور لغت کی کسی کتاب میں نہیں ہے کہ تو فی کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔

حضرت سید محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوڑا شریف اپنی کتاب ”مخس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام“ کے صفحہ ۳۲ اور ۳۳ پر فرماتے ہیں۔

”اب ہم لفظ توفیٰ کا معنی سوائے معنی موت کے قرآن کریم اور لغت سے ثابت کر کے تطبیق بین الآیات بیان کرتے ہیں۔ تو فی ماخوذ ہے وفا سے۔ وفا کا معنی پورا ہونا کہتے ہیں۔

فلانی شے کافی دانی ہے۔ یعنی پوری۔ ایفاء کا معنی پورا کرنا اور توفیٰ تَفْعُل ہے بمعنی استفعال کے معنی استفاء جس کا ترجمہ پورا لینا۔ لغت کی کتابیں مثل صحاح اور صراح اور قاموس وغیرہ اور ایسا ہی تفاسیر سب متفق ہیں معنی مذکور پر۔ اور یہ امر بھی نہایت ہی قابل غور ہے کہ لغت اور تفاسیر میں مستعمل فیہ کو بیان کرتے ہیں گو کہ موضوع لہ نہ بھی ہو بلکہ فرد ہی اس کا ہو۔ یا کسی نوع کا علاقہ معنی موضوع لہ سے رکھتا ہو جیسا کہ لفظ الہ جس کا معنی معبود مطلق ہے۔ واجب ہو یا ممکن اور الہ بمعنی معبودات مطلقہ کے۔ کو اکب ہوں یا بت یا آدمی، حالاں کہ بہت اہل لغت اور مفسرین بھی تفسیر الہ کی اصنام کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ صراح وغیرہ کتب لغت کو الہ کے متعلق دیکھیں۔ اور تفسیر ابن عباس کو متعلق اموات وغیرہ انبیاء کے علاوہ فرما میں کہ اموات الہ باضنام“ کہتے ہیں۔ ہر سلیم الطبع پر ظاہر ہے کہ اصنام یعنی بت معنی موضوع لہ لفظ الہ کا نہیں بلکہ ایک فرد ہے معنی موضوع لہ کا جو معبودات مطلقہ اور بلیان کیا گیا ہے۔ یہ یوں ہے لوگ اندو خواں زرگی مولوی ایسے مقامات کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ یعنی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بیان معنی وضعی کا ہے بلکہ اسی کو حضر کے طور پر بہ نسبت اس مطلق کے موضوع لہ قرار دیتے ہیں۔ جس کی یہ ہے کہ مطلق کو فرد سے ممتاز نہیں کر سکتے۔ الغرض الفاظ مشقہ میں معنی حقیقی کبھی اور ہوتا ہے اور مستعمل فیہ اور۔ مانحن فیہ میں بھی مرزا صاحب اور ان کے اتباع کو یہی دھوکا لگا ہوا ہے۔ لغت کی کتابوں میں جو دیکھا کہ توفیٰ کا معنی موت بھی ہے اور صحیح بخاری میں مَسُو فَبَکَک کی تفسیر ابن عباسؓ نے مَسِجُنُک سے کی تو اس اشتباہ مذکور میں پڑ گئے۔

میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ الہ اور اموات کا معنی اصنام ہی خیال کرتے ہوں گے ورنہ توفیٰ سے معنی موت ہی کا لینے میں ایسے مسکھم نہ ہوتے۔ فی الواقع یوں ہے کہ توفیٰ اور استفاء میں بجز پورا لینے کے اور کچھ ماخوذ نہیں۔ توفیٰ نے جس کے ساتھ تعلق پکڑا ہے۔ دیکھا جائے گا وہ کیا چیز ہے۔ روح ہوگی یا غیر روح۔ اگر روح ہے تو پکڑنا روح کا پھر منقسم ہے۔ دو قسموں پر۔ ایک تو اسکا پکڑنا مع الامساک یعنی پکڑنے کے بعد نہ چھوڑنا اس کا نام موت ہے۔ موت کے مفہوم میں دوا

توئی کے مفہوم سے علاوہ اعتبار رکھے گئے۔ ایک روح، دوسرا اساک۔ دوسرا قسم توئی کا نیند ہے جس کے مفہوم میں قید روح اور ارسال یعنی چھوڑ دینا ماخوذ ہے۔ الخاصل۔

موت اور نیند دونوں فرد ہوتے توئی کے (تفسیر کبیر، امین کثیر، شرح کرمانی، صحیح بخاری) اور متعلق توئی کا اگر غیر روح ہو تو وہ بھی یا جسم مع الروح ہوگا جیسا کہ ایسی مَنُوتٌ قَنَکَ یا اور چیز جیسا کہ توفیت مالی (قاموس) بیان اس امر کا مذکور ہو چکا ہے۔ یعنی توئی کا معنی فقط کسی شے کو پورا لے لینا ہے۔ عام اس سے کہ وہ شے روح ہو یا غیر روح۔ اور بر تقدیر روح ہونے کے متقید بار سال ہو یا

بامساک نص سے بھی ثابت ہے یعنی قرآن کریم کی اس آیت سے جس سے خداوند کریم کو اظہار تصرف اور قدرت اپنی کا اسی پیرایہ میں منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو بعد القیض کہیں تو بند کر رکھتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ یَسُوْ قُیْ اَلَا نَفْسٌ رَّحِیْمٌ مَّوَدِّعٌ وَّ اَلِیْمٌ لَّمْ تَمُتْ فِیْ مَنَایِمِهَا

السخ اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے۔ ارواح کو حالت موت اور نیند میں فقط اتنا ہی فرق ہے کہ موت میں اساک اور نیند میں ارسال ماخوذ ہے۔ اس آیت میں تو استعمال فقط توئی کا مشترک میں ظاہر ہے یعنی فقط قبض اور ارسال مدلول ہے۔ لفظ نص کا ادراک آیت وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْنُوْ فِکُمْ بِاللَّیْلِ اِلَیْ رُحُوْسِکُمْ مُّسْتَقِیْمٌ ہے۔ نیند میں جو فرد ہے مفہوم توئی کا۔ ایسی قبض کا۔ اور آیت وَ الَّذِیْنَ یَتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ اِلَیْ رُحُوْسِکُمْ

وغیرہ آیات میں مدلول اس کا موت ہے جو جملہ افراد اسی توئی کے ہے۔ عِیْسٰی اِیْمٰی مَنُوتٌ

وَرَفَعْنٰکَ اِلَیْیَیْں میں اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْکَ فِیْ حُلُقُومِکَ میں بھی معنی موت کا مطابق بعض

نظارہ قرآنیہ اور غیر قرآنیہ کے جیسا کہ توئی اللہ ذیذات توئی اللہ عر و توئی اللہ بکرا وغیرہ وغیرہ لیا جاتا ہے۔ اگر نص بَلْ رَفَعْنٰہُ اِلَیْکَ رُفْعَ جَسَدِیْ مَرْحُومٍ پر شہادت نہ دیتی جیسا کہ لکھ چکا ہوں یا

آیات وَاِنْ مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَیْکَ اَوْ رِیْءُہُمْ لَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ اَعْمَالُہُمْ صِدْقٌ جو دال ہیں اس

رفع جسدی پر استزانا دار نہ ہوتیں۔

کیونکہ جب ایک شخص کا مخصوص نص سے حکم معلوم ہو جائے تو عموم آیات میں جو برخلاف اس حکم کے ہوں داخل نہیں ہوتا اور نہ وہ لفظ جو مستعمل اس کے بارہ میں ہے محمول ہوتا ہے۔ اپنے نظائر پر

وِیْکُوْا مِمَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ کی پیدائش کا خال جب نص خَلَقْنٰہُ مِنْ تُرَابٍ سے معلوم ہو چکا تو پھر اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّہِیْنٍ اور ایسا ہی خَلِیْقٌ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ النَّرْتِیْنِ سے مستثنیٰ ہے۔

اور قول قائل کا خلق اللہ آدم محمول نہ ہوگا اپنے نظائر پر۔ یعنی خَلَقَ اللّٰہُ رَبَّنَا خَلَقَ اللّٰہُ بَعْرًا

وغیرہ وغیرہ جو کر دہا سے ڈانڈ ہیں۔ یعنی یہ نہ کہا جائے۔ کہ کیفیت خلقت آدم وغیرہ نئی نوع یکساں ہے۔ ایک معنی کا بکثرت مستعمل فیہ ہونا دلیل ارادہ اس کی در صورت قیام قرینہ صارفہ کے جو یہاں پر نص بَلِّ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلٰی سُبُحٰنِہِ کی ہے نہیں ہو سکتی۔ اب ہر ایک صاحب فہم اور مصنف پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یَعْنٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَفَعُکَ اِلٰی اور ایسا ہی فَکَلَّمَا تَوَفَّیْنِیْ میں تَوَفَّی سے معنی موت کا لینا اور تقدیم تاخیر نہ کہنی اور معنی موت کے ارادہ پر شہادت نظر مثل وَاللّٰدِیْنِ یَتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وغیرہ وغیرہ پیش کرنی۔ منشاء اس کا بغیر از جہالت اور کیا قرار دیا جائے۔ تعجب ہے کہ جناب مرزا صاحب از الدہام اور ایام اصح میں کہیں تو استعمال توئی کو حسب محاورہ قرآن کریم کے معنی موت ہی میں منحصر کہتے ہیں اور کہیں وجہ اطلاق توئی کی نیند پر انوم اس الموت کو قرار دیتے ہیں۔

ایک تو دھوکا موضوع لے کے فرد کو عین موضوع لے سمجھنے کا کھایا اور دوسرا اطلاق المطلق علی افرادہ کو از قبیل اَطْلَقَ الْفَرْدَ عَلَی الْفَرْدِ سمجھ لیا۔ از الدہ ص ۳۳۲ اور پھر بعد دعویٰ جہنم مذکور کے قائل باستعمال توئی نیند میں حسب محاورہ قرآن کریم ہوئے۔
قرآن مجید فرقان حمید میں توئی کے ساتھ رفع کا ذکر بھی ہے۔ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں۔ اگر جس شے کا رفع ہو رہا ہے وہ جسمانی شے ہو تو اس سے اس جسم کا رفع مراد لیا جائے گا۔ اگر جس شے کا رفع ہو رہا ہو وہ مرتبہ، درجہ، مرتبہ وغیرہ ہے تو یہاں مرتبہ، درجہ، مرتبہ کے رفع کے معنی ہی مراد لئے جائیں گے۔ ہم اس کی وضاحت مثالوں سے کرتے ہیں تاکہ آپ پر واضح ہو۔

رفع اجسام کی مثالیں:

(۱) سورہ البقرہ پ آیت نمبر ۶۳ میں ہے۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمْ الطُّوْرَ

اور تم پر طور کو اونچا کیا۔

یعنی بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد شکنی کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حکم الہی طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر قدرت قامت قاصدہ پر معلق کر دیا۔

(۲) سورہ البقرہ پ آیت نمبر ۱۲ میں ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰہِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَنٰتِ

اور جب اٹھاتا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں۔

(۳) سورہ یوسف پ آیت نمبر ۱۰ میں ہے۔

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ اور (حضرت یوسف علیہ السلام) نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا۔

(۴) سورۃ الرعد پ ۱۳ آیت نمبر ۲ میں ہے۔
 اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
 رَفَعَ درجہ و مرتبہ و اعمال کی مثالیں:

(۱) سورۃ زخرف پ ۲۵ آیت نمبر ۳۲ میں ہے۔
 وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی۔
 (۲) سورۃ الم نشرح پ ۳۰ آیت نمبر ۴ میں ہے۔

وَرَفَعْنَا لِكُلِّ شَيْءٍ دَرَجَاتٍ اور ہم نے ہر شے کے لئے تہہ را از گہر بلند کیا۔
 (۳) سورۃ فاطر پ ۲۲ آیت نمبر ۱۷ میں ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْعِزَّةَ لِلَّهِ الْعِزَّةُ مِنَّا ۖ فَاصْبِرْ ۚ
 اَلْبَنِي بَصْعَةً اَلْكَلِمِ الطَّيِّبِ ۚ وَ اَلْعَمَلِ الصَّالِحِ ۚ يَرْفَعُهُ ۚ
 اَلَّذِينَ يَمْكُرُونَ ۚ وَ اَلَّذِينَ يَمْكُرُونَ ۚ اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے اور وہ جو
 السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ وَمَكْرُوهٌ اَلَّذِينَ يَمْكُرُونَ ۚ
 اُولَٰئِكَ هُمُ الْيَوْنُورُ عذات ہے اور انہیں کا مکر برباد ہوگا۔

اب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زعمہ آسمانوں پر اٹھائے جانے اور ان کے وہاں اب تک
 حیات ہونے کے دلائل پیش کرتے ہیں۔
 پ ۶ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ میں ہے۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ
 وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اَخْتَلَفُوْا فِيْهِ
 لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا

لئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا اور وہ جو اس کے

اَبْسَعَ الطَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقْبِئًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ بَارَهُ فِي اخْتِلَافٍ كَرَرِہے ہیں ضرور اس کی طرف اللہ اَلِیْہِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہاں تل رفع اللہ علیہ سے رفع روحانی مراد ہے۔ رفع کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں اس لئے آپ پر حق بالکل واضح ہے کہ یہاں روحانی رفع مراد نہیں بلکہ جسم کا رفع مراد ہے اور ہر انسان جو وفات پاتا ہے اس کی روح کا رفع اوپر کی طرف ہی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کوئی خاص علمی نکتہ نہیں جو مرزا کذاب قادیانی نے نکالا ہے۔ تل کے ماقبل اور مابعد متفاد ہوتے ہیں۔ تل کا ترجمہ ہلکا ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل مثالوں سے ہوتی ہے۔

www.NAFSEETISLAM.COM

(۱) سورہ الانبیاء آیت نمبر ۲۶ میں ہے: وَكَانُوا مِنْكُمْ اِلَّا رَحْمٰنٌ وَّلَقَدْ اَسْبَحْنٰهُ بَلٰی ۝ اور بولے دشمن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ بلکہ خدا نے ہیں عزت والے۔ ولدیت اور عبودیت ایک دوسرے کے متافی ہیں۔

(۲)

اَمْ يَقُولُوْنَ بِدْ جَنَّةٍ ۚ بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ۔

(۳) ”زید کو میں نے مارا نہیں بلکہ اس کو عزت دی۔“

مارنا اور عزت دینا باہم متفاد ہیں۔

(۴) عمر کو میں نے بھوکا نہیں چھوڑا بلکہ پیٹ بھر کے کھلایا ہے۔

بھوک اور سیری باہم متفاد ہیں۔

اس لئے اس آیت میں:

وَمَا قَتَلُوهُ يَقْبِئًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْہِ

قتل کرنا اور اُپر اٹھالینا باہم متفاد ہیں۔

اس لئے ضرور بالضرور رفع جسمانی مراد لیتا پڑے گا کیونکہ مسیح کے قتل جیسی اور رفع جیسی میں

تضاد ہے۔

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم مبارک پہلے محفوظ دایمان آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور اس کے بعد یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ جو ایک فرد پر ڈال دی گئی تھی اس کو قتل کر دیا۔ اگر رفع سے مراد رفع روح بمعنی موت ہے تو یہاں قتل اور صلب کی نفی کیوں کی گئی ہے؟ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ خیال فاسد ہے کہ یہاں رفع سے رفع روحانی مراد ہے۔ اور مَا قَتَلُوهُ میں مرجع ضمیر کا چونکہ جسم مع الروح ہے اس لئے بَلَّ رَقَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ میں وہی مجموع مرجع ہو گا نہ فقط روح۔

وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ بَلْكَ ان کے لئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا۔

یعنی یہودیوں نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبرا اٹھالیا اور ایک شخص کا چہرہ آپ کی طرح کا کر دیا اور یہودیوں نے اس شبیہ کو مصلوب اور قتل کیا اور وہ یہودی خود شبہ میں پڑ گئے کہ یہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا ان کا کوئی ہم شکل۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مقتول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چہرہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اور جسم عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں بلکہ وہ نہیں۔ حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر البدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام" کے ص ۱۱ پر فرماتے ہیں۔

”القصہ اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے خبر دی کہ یہود اس قول میں کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَفْتَرٰی ہیں اور یقینی طور پر اِنَّا قَتَلْنَا نہیں کہتے بلکہ اس میں مشکوک ہیں اور واقعی امر تو یہ ہے کہ مسیح کو انہوں نے مقتول اور مصلوب نہیں کیا بلکہ اس کے شبیہ کو اور مسیح کو تو ہم نے ان کی ایذا سے بچانے کے لئے آسمان پر اٹھالیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَتَحَنَّنَ اللّٰهُ غَزِيْرًا یعنی یہ خیال مت کر دو کہ جسم عصری آسمان پر کس طرح جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا نام عزیز ہے باعزت اور باغلبہ اور ہم اس رفع جسمی پر غالب ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی بڑی بات نہیں۔ حَكِيْمًا یعنی ہم باحکمت ہیں۔ کوئی کام ہمارا حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ اس مسیح کے اٹھانے اور یقینہ ایام حیاۃ پورے کرنے میں بھی ایک حکمت ہے۔ وہ کیا؟ ان کو ہم اپنے حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام اور خلفاء سے بنائیں کیونکہ اس نے یہ مصنف ہماری بارگاہ سے بہنا لہائے نیم شمی اور دعا ہائے سحری مانگا ہوا ہے

گو کہ ہم زمین میں بھی اس کے محفوظ رکھنے اور بچانے پر ایذا پہنچے گا اور یہی مگر ہماری حکمت کا مقصد یہی ہے کہ ہر چیز کے ساتھ معاملہ حسب استعداد مادہ فطرتی اس کے کیا جائے۔

روح القدس مریم کے گریبان میں چونکہ منجملہ اس کے اسباب فطرتی کے تھا اور جبہ الملائکہ ممتاز طریق پر اس کو حاصل تھا لہذا آسمان پر رہنا اس کا موجب توجہ اور خلاف حکمت نہیں۔“

حضرت پیر صاحب نے اپنی کتابوں میں جسمانی طور پر اوپر اٹھائے جانے کی اور بھی دلیلیں پیش کی ہیں مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام کا جسمانی طور پر آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا (سورہ مریم پ ۱۶ آیت نمبر ۵۷، ۵۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے من و سلوا اترنا (پ ۷ سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۱۲ تا ۱۱۵) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اڑنا۔ حضرت عامر بن فیہرہ غلام ابی بکر غزوہ بدر میں معونہ کے دن شہید ہوئے اور ان کا آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا۔

اسی طرح وہ اللہ تبارک تعالیٰ جو حضرت آدم علیہ السلام کو کرہ ناز (آگ کا کرہ) اور کرہ زمہریر (خندق کا کرہ) سے گزرا کر زمین پر لاسکتا ہے تو وہ ذات باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبکہ حضرت کے ساتھ اٹھا کر اوپر آسمانوں کی طرف بھی لے جاسکتی ہے۔ یہ مطلوبات پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۵۵ پر اور دوسرے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی صاحب کے اعتراض کہ کوئی انسان بغیر طعام خوردنی گندم وغیرہ کے زندہ نہیں رہ سکتا ہے کہ جواب میں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۲۱۷ پر فرماتے ہیں۔

”کسی انسان کا بغیر طعام کے زندہ رہنا نہیں ہو سکتا مگر اہل ارض کے لئے طعام گندم وغیرہ ہے۔ اہل سماء کے لئے تسبیح و تہلیل۔ جس ملک میں کوئی جاتا ہے اسی ملک کی غذا سے مایہ حیات حاصل کرتا ہے۔ زمینی آدمی جب تک زمین میں ہے اہل زمین کی غذا کھائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کو اس کا آسمان پر لے جانا منظور ہے تو اس کو ملائکہ کی طرح تسبیح و تہلیل سے زندہ رکھتا ہے۔ آسمان پر لے

جانے کے وقت اس سے اشتہا اس غذا زمینی کی سلب کی جاتی ہے۔ مباحصرح پر اکتھون اہل زمین میں سے زمانہ آئندہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی غذا تسبیح و تہلیل ہوگی۔ فَكَيْفَ يَأْكُلُونَ مِنْهَا يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَحْيَىٰ إِنَّهُمْ مَا يُخْزِيهِ أَهْلُ السَّمَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس دن کھانے پینے کا سامان دجال کے ساتھ ہوگا اس دن مومنین کا حال کیا ہوگا۔“

اسلام کی ۳۵۶ سال اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ۱۲۰ سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ۲۲۳ سال کیسے مدلول آیت قرآنی وقوع میں آئے۔ یہ سب کمال تیزی فہم اور طلاقت لسانی کا ہے۔ ہادی ہدایت دے۔“

مرزا قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل ہے وفات مسیح پر کیونکہ اگر مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہوں اور آخر زمانہ میں نزول فرماؤں تو آپ کے بعد بھی اور نبی آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہے۔

حضرت سید مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتابوں میں اس سوال کا جواب دیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ کی آمد کے بعد کسی اور کا نبی بننا ممکن نہیں رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمادیا کہ لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔

انبیاء علیہم السلام کی تعداد مکمل ہو چکی ہے۔ قصر نبوت تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس میں کسی نئی اہنت کا اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو کیا اس قصر نبوت کی اینٹوں میں اضافہ ہوگا یا تعداد ہی رہے گی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔

آج تک کے مسلمان علماء، مفسرین کرام ان احادیث اور نزول مسیح کے متعلق جانتے تھے۔ انہوں نے تو کبھی اعتراض نہ اٹھایا کہ اس طرح ایک نبی کا اضافہ ہوگا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات موجود ہیں کہ وہ آپ کے امتی، خلیفہ اور اس امت کے آخری مجدد ہوں گے۔ وہ دین اسلام پر عمل پیرا ہوں گے اور دین اسلام کی ہی تبلیغ کریں گے۔ اپنی شریعت کی تبلیغ ہرگز نہیں کریں گے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کی مہر سے نبی بنتے رہیں گے تو جواباً عرض ہے کہ اگر ختم نبوت کے یہ معنی لئے جائیں تو پھر قصر نبوت کی تکمیل مکمل نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کی مہر لگ کر تو کئی اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں اور کئی اور قصر نبوت تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔ جو قادیانیوں کو ہی مبارک ہوں۔ اس طرح تو آپ نبوت کو ختم کرنے والے نہ ہوئے بلکہ نبوت کے سلسلہ کو شروع کرنے والے ہوئے۔

خاتم نبوت کے معنی دینے بھی لغو ہیں کہ خاتم المہاجرین کے معنی ہوئے کہ جس کی مہر سے مہاجر

بننے لگیں۔ خاتمِ اولاد کے معنی ہوئے کہ جس کی مہر سے اور اولاد بننے لگے۔ اگر کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو آپ یہ نہ فرماتے کہ میرے بعد اگر کوئی تہی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ کیونکہ عمر نبی نہیں اس لئے کسی اور نبی کے آنے کے بھی محجاش قطعاً قطعی نہیں۔

یا اللہ قادیانہل کو ہدایت دے۔

اور مرزا صاحب کے اعتراضِ محکمِ آیت وَ اَوْ صِلِحْنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں) چاہئے کہ مسیح بن مریم آسمان پر صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں گے حالانکہ آسمان پر چھپے خورد و نوش سے فارغ ہیں ایسا ہی باقی لو ازمِ جسمیت سے۔ علاوہ اس کے اواء زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں اپنی کتاب شمس الہدایہ کے ص ۳۸ پر فرماتے ہیں۔

”حضرت عیسیٰ تو دنیا میں بھی باعثِ رہبر و قمر کے مالکِ نصاب نہیں ہوئے۔ اداے زکوٰۃ میں تو نصاب ہونا شرط ہے۔ آپ زمین پر ان کا اداے زکوٰۃ ثابت کر دیں بعد اس کے آسمان پر ہم ثابت کر دیں گے۔ یہ اعتراض مسخر ہے ساتھ مسیح بن مریم کے۔“

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیۃ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَ اَنْتُمْ مَيِّتُونَ (سورہ الزمر پ ۲۳ آیت نمبر ۳۰) صریح ہے وفاتِ عیسیٰ بن مریم میں۔ کیونکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کی وفات کا ذکر ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں شمس الہدایہ کے ص ۳۹ پر فرماتے ہیں ”یہ دونوں یعنی اِنَّكَ مَيِّتٌ اور ایسا ہی وَ اَنْتُمْ مَيِّتُونَ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں نہ دائمہ مطلقہ یعنی تحقیق تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہونے والا ہے۔ اپنے وقت معین میں اور وہ انبیاء سابقہ بھی اپنے اپنے اوقات معین میں مرنے والے ہیں۔ اب فرمائیے کہ مسیح ابن مریم کو بعد نزول سب اہل اسلام اَنْتُمْ مَيِّتُونَ میں داخل سمجھتے ہیں یا نہ۔ نزولِ آیت کے وقت اگر مرجانا ان کا ضروری

ہو تو چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وقتِ نزولِ آیت داخل موت ہو گئے ہوں۔“

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

”بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔“

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ اس میں کفار کا رو ہے۔ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا ہے کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے۔

اس صورت میں سوالی ہی وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی جواب کی کوئی ضرورت۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیت وَمَا مَسَّكُمْ إِلَّا رُسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (سورہ اہل عمران پ ۳ آیت نمبر ۱۳۴) صاف شہادت دیتی ہے وفات عیسیٰ بن مریم پر کیونکہ اس آیت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے رسول وفات پا چکے ہیں جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

حضرت پیر سید مرعلی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”آپ نے خَلَتْ کے معنی قوت (فوت ہو گئے) سمجھے ہیں تب ہی خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیت سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ (سورہ الفتح پ ۲۶ آیت نمبر ۲۳) اور دوسری آیت وَلَكِنْ نَجْعَلُ لِسَتِهِ اللَّهُ يَتَذَكَّرُ (سورہ الاحزاب پ ۲۲ آیت نمبر ۶۲) میں تناقص صریح ہو گا کیونکہ پہلے کا مفاد یہ ہوا کہ سنت خداوندی مریخی اور معدوم ہوئی اور دوسری کا مفاد یہ کہ سنت الہیہ متغیر نہیں

ہوتی یعنی ہمیشہ اپنے حال پر باقی رہتی ہے۔

حضرت مسیحیہ قَلْبُ شَيْطَانٍ ہے غلط ہے جس کا معنی تھا ہوتا ہے جیسا کہ وَإِذَا خَلَاوَالِي سَبِيلِهِمْ (اور جب اپنے شیطانوں کے پاس آکلیے ہوں) اور دوسرا معنی گزرتا بھی ہے اور یہ معنی صفت زمانہ کی بالذات ہوتا ہے کہتے ہیں سال گزشتہ اور قرون ”خالدیہ“ اور زمانیات کی بالعرض یعنی جو اشیاء کہ زمانہ میں موجود ہیں ان کو بھی بعلاقہ ظرفیت اور مظهر و فیت کے موصوفہ کیا جاتا ہے۔ اب معنی آیت کا یہ ہوا کہ گزر چکے ہیں قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول۔ اور یہ دو طرح پر صادق ہوتا ہے۔ جو مر گئے ہوں اور جو زندہ ہوں۔ مگر رسالت سے فارغ ہیں جیسا کہ مسیح بن مریم۔ محاورہ۔ فلاں حاکم شہر میں تحصیلدار ہو گزرا ہے۔ یہ ہر دو صورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا جب بھی اور اگر ملازمت میں تحصیلداری سے علیحدہ ہو کر زندہ موجود ہو جب بھی۔

اور یہ اعتراض بھی ہے کہ آیت فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَفِيهَا تُخْرَجُونَ (سورہ الاعراف پ ۸ آیت نمبر ۲۵) یعنی اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں اٹھائے جاؤ گے۔ تو پھر مسیح بن مریم آسمان پر کس طرح بقیہ ایام حیات بسر کر رہا ہے؟

جواب: اصل تو یہی ہے کہ انسان کے رہنے کی جگہ زمین ہی ہے لیکن عارضی طور پر کسی کو

سے پہلے آپ پر ایمان نہ لائے۔ یعنی سب ایمان لے آئیں گے۔ تمام دین ختم ہو جائیں گے اور صرف ایک دین ہو جائے گا۔ (روح المعانی)

حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”قریب قیامت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے مطابق حکم کریں گے اور اسی دین کے ایک امام کی حیثیت میں ہوں گے اور نصاریٰ نے ان کی نسبت جو گمان باندھ رکھے ہیں ان کا ابطال فرمائیں گے۔ دین محمدی کی اشاعت کریں گے۔ اس وقت یہود و نصاریٰ کو یا تو اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل کر ڈالے جائیں گے۔“ (خزان العرفان)

سورہ زخرف پ ۲۵ آیت نمبر ۶۱ میں ہے۔

وَأَنذَرْتُكُمْ لِيَوْمٍ فَتَنُوكُمُ فِي مَالِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَمَنَازِلِكُمْ ۖ فَذَلِكُمُ الْيَوْمُ الَّذِي تَصِفُونَ أَلَمَ الْيَوْمِ الْقَاسِمِ ۝

قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہونا یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (تفسیر خازن، تفسیر

بیضاوی) ”DE AHLESUNNAT WALJAHAT“
بے شک عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ آپ کے اترنے کو علم کہا گیا ہے کیونکہ آپ کے اترنے سے قیامت کا علم حاصل ہو جائے گا کہ قیامت اب آ رہی ہے۔ (ابو السعد)

علامہ آلوسی نے بھی ان الفاظ سے اسی روح المعانی میں تفسیر کی ہے۔ جن الفاظ سے ابو السعد نے کی ہے۔

اس آیت سے بھی واضح ہو گیا کہ آپ ابھی تک زندہ آسمانوں میں موجود ہیں اور قیامت کے قریب اتریں گے۔

سورہ آل عمران پ ۳ آیت نمبر ۴۶ میں ہے۔
وَيُحْكِمُ اللَّهُ لَكُمْ فِي الْإِيمَانِ وَلِيًّا مِّنْكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ ۝

اور لوگوں سے بات کرے گا جھگڑے میں اور کچی عمر میں۔

یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بچپن کی وہ عمر جس میں عام بچے کلام نہ

مَرَّ جَعَلَكُمْ فَأَحْكُمَ بَيْنَكُمْ فِيمَا جُحْتُمْ فِيهِ ۖ فَحَرَّمَ سَبَّ مِثْرِي طَرَفِ بِلَافِ أَوَّلِ تَوَسُّعِ قَمِ مِ
تَحْتَلِقُونَ ۝
توئی کا حقیقی معنی کسی چیز کا پورے کا پورے لینا اور اس سے کچھ باقی نہ رہنے دینا ہے۔

توئی کی اقسام اور اس کی پوری وضاحت اس مضمون کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ توئی کا یہاں معنی موت مراد ہے اور مفسرین نے بھی اس کے حقیقی معنوں کو ہی مد نظر رکھا ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے ”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی مقررہ مدت تک زندہ رکھے گا اور تمہیں قتل سے بچائے گا۔“

امام ابن جریر لکھتے ہیں۔ ”میرے نزدیک صحیح ترین قول یہ ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے زمین سے قبض کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے یہی چیز ثابت ہے کہ آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔“ (ضیاء القرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے ایسے ہی نہیں چھوڑوں گا کہ یہ یہودی تمہیں پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیں بلکہ میں تمہیں آسمانوں کی طرف جسم مع الروح اٹھاؤں گا اور تمہیں ان سے محفوظ رکھوں گا کہ نہ یہود تم پر قابو ہو سکیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تیرے پیروکاروں کو قیامت تک ان یہودیوں پر غلبہ عطا فرماؤں گا۔ یہ ان کے غلوم ہو کر رہیں گے اور اس چیز کا مشاہدہ ہر ذی شعور شخص کر سکتا ہے کہ نصاریٰ ہر جگہ یہود پر غالب اور حکمران ہیں اور اس وقت تک مغلوب رہیں گے جب تک کہ قیامت قریب نہ آجائے۔

نوٹ: حیات عیسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔

- (۱) خمس الہدایہ فی اثبات حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)
- (۲) سیف چشتیائی از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب۔
- (۳) مہر سیر سوانح حیات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب
- (۴) تذکرۃ الانبیاء حضرت علامہ عبدالرزاق بھٹہ الوہی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ۔
- (۵) مقیاس النبوت حضرت مولانا ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ۔
- (۶) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ ڈاکٹر محمد شوکت علی قادری چشتی ولد اداری۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْإِسْلَامُ الرَّحْمَانِيُّ

فِي

كَشْفِ الْقَادِيَانِي

PHILOSOPHY
OF OHLE SUNNAT WAL JAMAAT

موضوع مناظرہ حیات عیسیٰ علیہ السلام

رونداد مناظرہ مابین

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میان فی ضلع شاہپور
اور مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی

بمقام — ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

بتاریخ — 18-19 اکتوبر 1924ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

www.ahlesunnat.com

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMA"

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى أهلك وأصحابك يا حبيب الله

فہرست مضامین

- (۱) سبب مناظرہ صفحہ ۲۷۷
- (۲) موضوع مناظرہ صفحہ ۲۷۸
- (۳) شرائط مناظرہ صفحہ ۲۸۰
- (۴) المناظر فیہ حیات و وفات مسیح صفحہ ۲۸۱
- (۵) اسلامی قاعدہ متعلق مناظرہ صفحہ ۲۸۳
- (۶) المناظرین صفحہ ۲۸۸
- (۷) پرچہ نمبر ۱۔۔۔۔۔ دلائل حیات مسیح (از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر)
صفحہ ۲۸۹ تا صفحہ ۳۰۶
- (۸) پرچہ نمبر ۲۔۔۔۔۔ دلائل وفات مسیح (از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر)
صفحہ ۳۰۷ تا صفحہ ۳۵۵
- (۹) پرچہ نمبر ۳۔۔۔۔۔ تردید دلائل وفات مسیح (از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر)
صفحہ ۳۵۶ تا صفحہ ۳۶۱
- (۱۰) پرچہ نمبر ۴۔۔۔۔۔ تردید دلائل حیات مسیح (از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر)
صفحہ ۳۶۲ تا صفحہ ۳۸۷
- (۱۱) پرچہ نمبر ۵۔۔۔۔۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر
صفحہ ۳۸۸ تا صفحہ ۴۰۸

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ارسل رسوله باهذی والذین الکامل المبین علی
سانر اهل الملل کلهم اجمعین. والصلوة والسلام علی رسول الله
النبین وعلی اله وصحبه و خلفائه الراشدين للهدیین۔

ترجمہ: واضح ہو کہ اسلامی جماعت کی خدمت میں عموماً اور قادیانی جماعت
خدمت میں خصوصاً درخواست ہے کہ آپ ہر ایک صاحب اس کتاب کو ابتداء تا
آخر نہایت غور سے سمجھ کر پڑھیں۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کو کسی لائق
عالم سے سمجھ لیں اور پھر ایمان کے دائرہ کے اندر کھڑے ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ ہر
دو مناظروں میں سے کون مناظر ایمان کے مقتضائے اندر رہ کر فاتح و کامیاب ہوا
ہے اور کون مناظر ایمان کے مقتضائے خارج ہو کر مفتوح و ناکام ہوا۔

سبب مناظرہ

جو لوگ حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کے مشرب و مذاق سے
واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مفتی صاحب کو مناظرہ کے ساتھ انس و دلچسپی نہیں۔ نہ
اس وجہ سے کہ ان میں کوئی علمی کمزوری ہے۔ بلکہ اس لیے کہ آج کل کے
مناظرے درحقیقت مناظرے نہیں ہوتے بلکہ مجادلے یا مکارے ہوتے ہیں لیکن
قادیانی امت کے بعض افراد نے مفتی صاحب کے اس تفر کو اس رنگ میں بیان
کرنا شروع کر دیا کہ چونکہ مفتی صاحب کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی
دلیل نہیں اس لیے وہ میدان مناظرہ میں نہیں آتے اور اس ذکر کو عرصہ دراز تک
جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اسلامی جماعت کے کثیر التعداد آدمی مضطرب العقائد و
متردد الایمان ہو گئے۔ جب مفتی صاحب نے اسلامی جماعت میں یہ اضطراب و
تردد محسوس کیا۔ تو انھوں نے اپنے دل میں یہ باطل فیصلہ کر لیا کہ اسلامی جماعت

کے ایمان و عقیدہ حقہ کی حفاظت کرنے کے لیے اب منجانب اللہ تیرا مناظرہ کرنا لازمی فرض ہو چکا ہے اور مفتی صاحب نے بڑے زور سے اعلان کر دیا کہ میں مناظرہ کرنے پر ہر طرح سے تیار ہوں۔

تعیین موضوع مناظرہ

کئی سال سے قادیانی جماعت کے بعض افراد مفتی صاحب کے پاس آتے رہے اور جب وہ اپنے قادیانی مذہب کی تائید میں طول طویل تقریریں کرتے اور مفتی صاحب اخیر میں ایک ہی فاضلانہ فقرہ سے سب کی تردید کر دیتے تو وہ قادیانی آدمی گھبرا کر مفتی صاحب کو کہتے کہ تم ہمارے عالم کے ساتھ مناظرہ کیوں نہیں کرتے۔ کبھی تو مفتی صاحب سکوت فرماتے اور کبھی یہ فرماتے کہ اگر تمہارا کوئی عالم یہاں آجائے تو ہم مضامین مفصلہ ذیل میں تبادلہ خیالات کریں گے۔ ختم ہوت۔ مرزا صاحب کی نبوت۔ مرزا صاحب کا مسیح ہو غود ہونا۔ مرزا صاحب کے منکروں کی تکفیر۔ مرزا صاحب کا اسلام و کفر۔ مرزا صاحب کی صداقت و تکذیب۔

لیکن قادیانی آدمی ہر بار اس بات پر زور دیتے کہ ہمارا عالم پہلے مسیح ابن مریم کی حیات و وفات پر مناظرہ کرے گا۔ بلحاظ وجہ مذکور مفتی صاحب نے بھی مسیح ابن مریم کی حیات و وفات پر مناظرہ کرنا تسلیم کر لیا۔ اور قادیانی جماعت کے اس مضمون پر زور دینے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نبی مرزا صاحب نے بھی اس مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہیں۔ اور اگر

وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔
اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو (تختہ گولڑہ ص ۱۶۶)۔

اور واقعی اسلامی جماعت کے علماء اس موضوع پر مناظرہ کرنے سے کسی قدر
جھکتے تھے۔ لیکن جب زبدۃ المحققین و رئیس العارفین مرکز الہدایت و محور الولایت
مولانا مرشدنا حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب لازالت فیوضا ہم نے کتب
ذیل شمس الہدیۃ - حجة الله البالغة علی الشمس البازغة - فیوضات مہرہ - تالیف
فرمائیں تو اس وقت سے اسلامی جماعت کے علماء کے بازو اس موضوع یعنی
حیات و وفات مسیح ابن مریم پر مناظرہ کرنے کے لیے ہمیشہ کے واسطے قوی ہو گئے
ہیں۔ کیونکہ مرشدنا الحمد ورح نے حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے
ایسے طرق استدلال و استنادات بیان فرمائے ہیں جن اپنے جواب دینے سے
مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے مریدین آج تک عاجز ہیں۔ اور ان کی حقیقت
پر مطلع ہونے والے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ طرق استدلال و استنادات موبہوبی
ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب مرشدنا الحمد ورح بغرض مناظرہ لاہور تشریف لے
گئے اور قریباً ہفتہ عشرہ وہاں قیام فرمایا تو مرزا صاحب مناظرہ کے لیے نہ آئے بلکہ
انکار کر دیا۔ اور نیز یہی وجہ ہے کہ چونکہ اسلامی مناظر یعنی مفتی صاحب مرشدنا
الحمد ورح کے مریدین مستقیمین میں سے ہیں اس لیے قادیانی مناظر نہ ان کی
تردید کر سکا اور نہ ہی کوئی دلیل تام القریب پیش کر سکا۔ اور مناظرہ ختم ہونے کے
بعد علامہ دہر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی پریزیڈنٹ اسلامی
جماعت دوسرے دن اسٹیشن میانی سے ریل پر سوار ہو کر بمقام گولڑہ شریف پہنچے۔
اور وہاں مرشدنا الحمد ورح کے حضور میں مناظرہ کے تمام واقعات عرض کیے جس
پر مرشدنا الحمد ورح نے اسلامی مناظر کو یہ خط لکھا جس کے الفاظ بعینہا حسب ذیل

ہیں۔

مخلصی فی اللہ مفتی غلام مرتضیٰ حفظکم اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام و دعا کے الحمد للہ ای لسنہ کہ اوسبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو توفیق اطہار حق
بوجہ اتم عنایت فرمائی۔ مخلص مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔
میں کے بل سے سب بل مبطلین کے نکال دیئے۔ اللہم وفقنا لما نحب و
نرضی و صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد وآلہ و صحبہ و
الحمد للک اولاً و آخراً۔ سب احباب سے مبارک بادی۔

العبد المذنب والضعیف الی اللہ المدعو بہ مہر علیہا بقلم خود از گولڑہ۔ ۲۲ اکتوبر

۱۹۲۳ء

www.SEISLAM.COM

۲۷ تاریخ ۲۵ اگست ۱۹۲۳ء کو کسی اپنے خاص کام کے لیے مفتی صاحب نے ایک
جگہ کا سفر اختیار کیا۔ اور قادیانی جماعت کے لوگ اپنے ایک مولوی صاحب مسی
جلال الدین شمس کو قادیان سے میانی لائے۔ اور اس قادیانی مولوی نے تاریخ
۲۷ اگست ۱۹۲۳ء گنج منڈی میانی میں تقریر کی۔ اور بعد اختتام تقریر ایک قادیانی
نے کہا کہ یہ مولوی صاحب کل وفات مسیح ابن مریم پر دلائل پیش کریں گے۔ اگر
کسی نے مناظرہ کہتا ہے تو میدان میں آئے۔ یہ بات سن کر بوجہ عدم موجودگی مفتی
صاحب اسلامی جماعت میں سخت اضطراب پیدا ہوا۔ لیکن مطابق الاسلام یعلمو
ولا یعلیٰ خدا تعالیٰ نے یہ اتفاق پیدا کر دیا کہ مفتی صاحب کو سفر میں گری محسوس
ہوئی۔ اس وجہ سے وہ ارادہ سفر ملتوی کر کے تاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء صبح کی گاڑی
پر براستہ بمبیرہ واپس میانی پہنچ گئے۔ جس پر اسلامی جماعت میں نہایت سرور و
خوشی ہو گئی اور قادیانی جماعت کے اندر اضطراب ہوا۔ و نسلک الایام خدا

ولہابین الناس۔ اور مفتی صاحب نے قادیانی جماعت کو کہلا بھیجا کہ تم نے اسلامی جماعت کو مخاطب کر کے مناظرہ کے لیے دعوت دی ہے اس لیے میں بتائید اللہ مناظرہ کرنے پر تیار ہوں۔ آپ میرے ساتھ شرائط مناظرہ طے کریں چنانچہ بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء مابین مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب۔ ساکن میانی و مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی موجودگی ہر دو فریقین شرائط مفصلہ ذیل باتفاق فریقین طے ہوئیں

المناظر فیہ حیات و وفات مسیح

- ۱۔ ایک مناظرہ دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔ علاوہ ازیں مناظر جماعت اسلامیہ سیدہ جماعت اسلامیہ احمدیہ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔
- ۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔ (۱) قرآن کریم۔ (۲) حدیث صحیح۔ (۳) اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ (۴) لغت عرب (۵) صرف (۶) نحو۔ (۷) معانی (۸) بیان (۹) بدیع۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔

۳۔ کل پرچے پانچ ہوں گے پہلے دن ہر ایک مناظر اپنے دعویٰ کے دلائل تحریری طور پر پیش کرے گا۔ اور ہر ایک تقریر کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ وقت ہوگا۔ اور قبل از شروع اس تمام تقریر کو تحریر میں لا کر دوسرے مناظر کو دے دے گا۔ اور ہر ایک مناظر تحریر کردہ مضمون کے علاوہ اور کوئی مضمون بیان نہیں کرے گا۔ ہاں توضیح اور تشریح کر سکتا ہے۔ اور تردید کے تحریر کرنے کے لیے دو گھنٹہ کا وقت ہوگا

اور آدھ گھنٹہ ان کے سنانے کے لیے ہوگا۔ ان کے سنانے کے بعد پہلے دن کا اجلاس ختم ہوگا۔ دوسرے دن ہر ایک مناظر کی طرف سے تین تین پرچے ہوں گے۔ ہر ایک پرچے کی تحریر کے لیے ایک ایک گھنٹہ وقت مقرر ہوگا اور تقریر کے آدھ آدھ گھنٹہ ہوگا۔ پہلے دن کے پہلے پرچے کے علاوہ کسی پرچے میں کوئی نئی دلیل پیش نہ کی جائے گی۔

۴۔ ہر ایک دن کا اجلاس صبح ۸ بجے سے شروع ہوگا۔ تحریر اور تقریر کے علاوہ جو وقت صرف ہوگا وہ وقت مناظرہ میں شمار نہ ہوگا۔

۵۔ مناظر پرچہ خود لکھے گا۔ اس کی دوسری کاپی کرنے کے لیے ایک معادن ہوگا ہر ایک مناظر کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا پرچہ معاد اس کے دستخطوں کے پرچے سنانے سے پہلے دوسرے مناظر کو دیا جائے گا۔ اور ہر دو پریزیڈنٹوں کے دستخط اس پر ثبت ہوں گے۔

www.NATSESLAM.COM

THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

۶۔ ہر ایک مناظر کسی غیر سے آٹھائے مناظرہ میں کسی قسم کی امداد نہ لے گا۔

۷۔ تاریخ مناظرہ ۱۸-۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء مقرر ہے یعنی بروز ہفتہ و اتوار۔

۸۔ مناظرہ بمقام میانی متصل سرائے بڑے درخت کے نیچے ہوگا۔

۹۔ فریقین میں سے کسی کو ضم ضمیر کا اختیار نہ ہوگا۔ مگر فریقین کو علیحدہ علیحدہ اس مباحثہ کی اشاعت لازمی ہوگی۔

۱۰۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک پریزیڈنٹ ہوگا جن کا کام وقت کی پابندی کرانا ہوگا۔ اگر کوئی مناظر خلاف تہذیب گفتگو کرے گا تو پریزیڈنٹ ردک دیں گے۔

۱۱۔ مناظرین اور ہر دو پریذیڈنٹوں کے بغیر کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۲۔ صاحب ڈپٹی کسٹربہادر سے پہلے اس مناظرہ کے لیے اجازت لی جائے گی۔

۱۳۔ فریقین کی طرف سے جو مناظر ہوں گے ان پر مذکورہ بالا شرائط کی پابندی لازمی ہوگی۔

بقلم خود نبی محمد سیکرٹری انجمن احمدیہ میانی دگھوگھیاٹ 28/8/24

نوٹ: جب شرط نمبر ۱۔ کا یہ فقرہ یعنی ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔ ملے ہو چکا تو مفتی صاحب نے کہا کہ میں قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال بھی بطور حجت و اترام پیش کر سکوں گا۔ اس پر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال ہم پر حجت نہیں۔ بڑے تعجب و حیرانگی کی بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جماعت کے پیغمبر تو کہتے ہیں۔

آنچہ دادہ ست ہر بنی راجام داد آں جام را مرا تمام
یعنی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کے تمام کمالات مجھے عطا کیے ہیں۔ اور قادیانی امت یہ کہتی ہے کہ ہم کو اپنے پیغمبر کے خلیفوں کے اقوال نامنقول ہیں۔ حالانکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فعلیکم یسنی و سنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲) یعنی ”جیسا کہ میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے ویسا ہی میرے خلیفوں کی فرمانبرداری تمہارے اوپر لازم ہے۔“ اور پھر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا

صاحب کے اقوال بھی علی الاطلاق ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ وہ اقوال جو دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ یہ عجیب بیغیر ہے اور عجیب اس کی امت ہے۔

شرط نمبر اول و دوم

شرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے شرط نمبر ۱۔ و شرط نمبر ۲۔ نہایت قابل غور ہیں۔ اور درحقیقت یہی دو شرطیں فتح و شکست کا معیار و میزان ہیں۔ اور نیز یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم و حدیث کا عربی ہونا لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے ان ہر دو شرطوں کے عین مطابق اور تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ ”حیات مسیح ابن مریم“ ثابت کر دیا۔ اور قادیانی مناظر کے تمام خیالات کی تردید کی۔ لیکن قادیانی مناظر باوجود ان ہر دو شرطوں سے تجاوز ہوئے کے بھی اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ثابت نہ کر سکا اور نہ ہی اسلامی مناظر کی تردید کر سکا جیسا کہ روئے امر مناظرہ سے روشن ہے۔

اسلامی قاعدہ متعلق مناظرہ

اگر ہر دو مناظر اہل اسلام میں سے ہوں تو ان کا لازمی فرض ہے کہ وہ اس حکم اور قانون پر فیصلہ کریں جو قرآن کریم یا حدیث کے الفاظ سے مفہوم ہے۔ اور اس حکم اور قانون کی حکمت کا نہ دریافت کرنا ضروری ہے اور نہ بیان کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ حکم اور قانون قطعی و یقینی ہے اور حکمت ظنی ہے۔ اور ہوتن مناظرہ قطعی و یقینی امر کو ترک کر کے ظنی امر کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل و نقل ہے۔ خلاف عقل ہونا تو ظاہر ہے۔ دیکھئے اگر صاحب حج کسی مقدمہ میں ڈگری دے دیں تو مدعا علیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس قانون کے رو سے آپ نے ڈگری دی ہے میں اس قانون کو تو مانتا ہوں لیکن مجھ کو خود اس میں یہ کلام ہے کہ یہ قانون مصلحت کے

خلاف ہے۔ اس لیے آپ اس کا راز بتلا دیں۔ اور اگر وہ ایسا کہے بھی تو اس کو توہین عدالت اور جرم سمجھا جائے گا اور اس پر صاحب حج کو حق ہوگا کہ توہین عدالت کا اس پر مقدمہ کرے۔ اور اگر مقدمہ بھی قائم نہ کیا تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ کان پکڑ کر اس کو عدالت سے باہر کر دے گا۔ اور اگر اس وقت اس کی طبیعت میں حکومت کی بجائے حکمت غالب ہوئی تو یہ جواب دے گا کہ ہم عالم قانون ہیں واضح قانون نہیں۔ مصالح واضح سے پوچھو۔ تو کیا کسی عقلمند کے نزدیک یہ جواب نامعقول جواب ہے یا بالکل عقل کے موافق۔ اور نقل کے خلاف ہونا اس آیت سے ثابت ہے **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أُنْكِتُمْ** تو منون باللہ والیوم الآخر (سورہ نساء) (یعنی اسے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے سے صاحب امر لوگوں کی پھر لاگ کر کسی چیز میں باہم تنازع کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو) دیکھو کہ اولی الامر کے ساتھ اطیعوا نہ لانے میں یہ ایماء ہے کہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ اور پھر فردوہ الی اللہ والرسول میں اولی الامر کا ذکر نہ کرنا اس میں قرآن کریم نے یہ صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ تنازع فیہ امر میں فیصلہ کن دو ہی چیزیں ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث۔ تیسری چیز کوئی نہیں۔ اور پھر **أُنْكِتُمْ** تو منون باللہ والیوم الآخر فرما کر یہ بتلا دیا کہ اگر تم مومن ہو تو تنازع فیہ امر کے فیصلہ کے لیے قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرو گے ورنہ تم مومن نہیں۔ ناظرین غور کریں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیت **فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أُنْكِتُمْ**

تو منون باللہ والیوم الآخر کے عین مطابق مناظرہ کیا ہے۔ اور قادیانی مناظرہ نے اس آیت کے خلاف اپنے مناظرہ میں کثیر التعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً ”توریت کا پیش کرنا۔ اور یہ کہنا کہ مسیح ابن مریم کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا اور ساتویں آسمان پر کیوں نہیں لے گیا ان میں کوئی نقص باقی تھا۔ وغیرہ وغیرہ“ جو روئے اد مناظرہ سے روشن ہے۔ اس طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت زبانی تو مدعی ایمان بالقرآن والحدیث ہے لیکن ان کے قلوب کی حالت دگرگوں ہے۔ صاحبو! یہ نہ سمجھئے کہ اسلامی جماعت کے علماء و فضلاء اسلامی احکام و قوانین کے اسرار و حکم کو نہیں جانتے۔ ان کے پاس سب کچھ ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن۔

مصلحت غیبت کے از پردہ بروں افتد راز
در نہ در مجلس دعاں تجرے غیبت اللہ لا یت

اور اگر مناظرین میں سے ایک مسلم ہے اور دوسرا غیر مسلم ہے تو اس صورت میں مناظرہ مسلم کا فرض ہے کہ اپنے دعوئی کے اثبات کے لیے عقلی دلائل پیش کرے۔

شرط نمبر ۹

چونکہ قادیانی جماعت نے شرط نمبر ۹ کو توڑ کر پہلے ایک اشتہار شائع کیا اور پھر روئے اد مناظرہ کے ساتھ نئے مضامین جن کا نام چند ضروری باتیں رکھا گیا اور حواشی ضم کر دیئے اس لیے ہم نے بھی بعد میں اشتہار شائع کیا اور حواشی وغیرہ بغرض توضیح و تشریح ملا دیئے۔

شرط نمبر ۸

بتاریخ ۱۳ یا ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع شاہپور کا حکم صادر ہو کر پہنچا کہ فی الحال مناظرہ نہ کیا جائے۔ اس حکم کے پہنچنے پر قادیانی جماعت کو از حد خوشی حاصل ہوئی۔ اور مفتی صاحب کے ذمہ یہ اتہام لگایا کہ انھوں نے صاحب بہادر کے ساتھ کوشش کر کے مناظرہ رکا دیا ہے۔ اس پر اسلامی جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ ضلع شاہپور کی حد سے باہر مناظرہ کیا جائے لیکن قادیانی جماعت نے اس سے بھی گریز کی۔ جب مفتی صاحب نے یہ حالت دیکھی تو مضطربانہ صورت میں سرسجود ہو کر دعا کی کہ ”اے خدا یا اجلاس مناظرہ منعقد فرما کر اہل اسلام کے ایمان و عقائد حقہ مستحکم کر اور مجھے اس جھوٹے اتہام سے بری فرما۔“ اس عجیب الدعوات و مسبب الاسباب نے ایسا اتفاق کیا کہ بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء میاں شاہ محمد صاحب ساکن واڑہ عالم شاہ صبح کی گاڑی پر میانی پہنچ گئے۔ ان کی خدمت میں یہ بات بیان کی گئی کہ قادیانی جماعت مناظرہ سے گریز کر رہی ہے اور آپ بڑے لائق ہیں۔ ان کے ساتھ مناظرہ کرانے کے لیے کوشش کریں۔ چنانچہ میاں صاحب مدوح قادیانی جماعت کے پاس گئے اور واپس آ کر کہنے لگے کہ وہ مناظرہ پر تیار ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کس وجہ سے تیار ہو گئے ہیں۔ بعد اختتام مناظرہ میاں صاحب مدوح نے مفتی صاحب کے آگے موضوع دریالہ جالب کو جاتے ہوئے بیان کیا کہ میں نے قادیانی جماعت کو یہ جا کر کہا تھا کہ میرا بھی مرزاہیت کی طرف میلان ہے اور مفتی صاحب گھبراہٹ میں ہیں وہ میدان مناظرہ میں کبھی نہ آئیں گے۔ آپ تیار ہو جائیے آپ کی بلا محنت فتح ہے۔ اس پر قادیانی جماعت تیار ہو گئی۔ اور بتاریخ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء صبح کی گاڑی پر سوار ہو کر ہر دو فریق موضع ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پہنچے۔ اور وہاں دو دن یعنی بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء مناظرہ ہوا۔ اور ہم چودھری غلام حیدر خان صاحب نمبردار ہریا کا قصوصاً اور دیگر باشندگان ہریا کا عموماً نہایت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی سعی و تبلیغ کی وجہ سے ہر دو دن کا مناظرہ نہایت با اہم و سکوت سامعین ہوا۔ علاوہ ازیں چودھری غلام حیدر خان صاحب و دیگر باشندگان

ہریانے باوجود یکہ وہ اہل اسلام میں سے تھے دو دن ہر دو فریق یعنی اسلامی جماعت و قادیانی جماعت کو نہایت باعزت کھانا دیا اور چارپائی وغیرہ کا بہت عمدہ انتظام کیا۔ حالانکہ ہر دو دن مجمع کثیر التعداد تھا۔

المناظرین

اسلامی جماعت کی طرف سے مناظر حضرت مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانپنی اور قادیانی جماعت کی طرف سے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی تھے۔

صدر جلسہ

ہر دو دن یعنی ۱۸، ۱۹، اکتوبر ۱۹۲۳ء اسلامی جماعت کی طرف سے مجلس مناظرہ کے پریزیڈنٹ جامع الفنون العقولہ والنقلیہ فہامہ دہرہ علامہ عمر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوڑہ ضلع ملتان تھے۔ اور قادیانی جماعت کی طرف سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے پریزیڈنٹ کریداد صاحب ذولمیل تھے اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو حاکم علی صاحب تھے۔ معلوم نہیں کہ دوسرے دن کریداد صاحب کو عہدہ پریزیڈنسی سے کیوں معزول کیا گیا۔

پرچہ نمبر اول

دلائل حیات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب

اسلامی مناظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۔

حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلی دلیل

قوله تعالى و قولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً۔

حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے اسلامی جماعت کے پاس دلائل بکثرت ہیں۔ مثلاً (۱) وانه لعلم للساعة (۲) و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته۔ (۳) و يكلم الناس في المهد و كهلاً (۴) و اذ كففت بنى اسرا ئيل عنك (۵) و ما قتلوه و ما صلبوه۔ (۶) جل رفعه الله اليه۔ (۷) انى متوفىك و رافعك الي۔ (۸) و من المقربين۔ (۹) ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم (۱۰) و لنجعلك اية للناس۔ (۱۱) و جعلنى مباركاً ابن ما كنت۔ (۱۲) لظهوره على الدين كله۔ اور یہ قرآنی دلائل ایسے ہیں جن میں سوائے عظیم علی الدین کلمہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخص طور پر ذکر ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یعنی یہود اس قول کی وجہ سے بھی ملعون ہوئے کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ انھوں نے اس کو نہ قتل کیا اور نہ ہی دار پر اس کو چڑھایا لیکن ان کے لیے تشبیہ واقع کی گئی اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا البتہ وہ اس سے شک میں ہیں ان کو اس کا کوئی علم نہیں سوائے اجتماع ظن کے اور انھوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اوپر اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب کامل القدرۃ حکمت والا ہے۔

اس آیت میں فقرہ صل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل

(یقینہ) اور حدیثی دلائل تو کثیر التعداد ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظرے اچانک دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے غایت کرنے کے لیے قرآنی دودلیوں پر اکتفا کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی مناظرہ کو ہر ایک دلیل کے متعلق پورا اطمینان اور یقین تھا کہ اس دلیل میں حیات مسیح ابن مریم کے اثبات میں تقریب نام ہے۔ اور تقریر کے لیے وقت محسن تھا۔ ان وجوہات کے لحاظ سے مفتی صاحب اسلامی مناظرے قرآنی دودلیوں کو انتخاب کر کے ان کی طرز استدلال کو شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر اس قدر تحریر کیا جو وقت محسن میں بذریعہ تقریر بیان ہو سکے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ قادیانی مناظرہ کوئی جواب صحیح نہ دے سکا۔ مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریانے بعد اختتام مناظرہ بطرز اظہار رائے فرمایا۔

حیات مسیح دی ثابت کھتی واہ حدیث قرآنوں	نازل ہوئی وجہ زمانے آخر کج بچانوں
جہدم عالم قادیانوالا کر داسی تقریراں	سننے والیاں تائیں ہرگز ہوں تھیں ناخیراں
بال تحمل اتے تامل مفتی صاحب بولن	خوش الحالی اتے موسن جہد جاہاں سب گھولن
علم بیانون مفتی صاحب خوب بیان سنایا	علم کلام معانی اندر البتہ تیز چلایا
مسئلہ جو محقق کھینا متن متین دکھایا	جتنے قدم مبارک دکھیا کسے نہ ہیر اٹھایا

(مرتب)

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحسدہ الغصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔
 کیونکہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی معنی اوپر کی طرف اٹھانا ہے۔ رفع برداشت
 و هو خلاف الوضع (صراح جلد ۲ ص ۱۶) رفعہ کمنعہ ضد وضعہ (قاموس
 ص ۵۱۲) رفعہ رفعاً بالفتح برداشت آنرا خلاف وضع (منہج الارب ص
 ۱۷۶) اور آیت و رفع ابوسہ علی العرش (یوسف) سے بھی یہی معنی ظاہر
 ہوتے ہیں۔ یعنی حضرت یوسف نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر چڑھایا۔ پس
 رفع اجسام میں حقیقی طور پر اوپر کی طرف حرکت اپنی اور انتقال مکانی مراد ہوگی۔
 اور رفع معانی میں مناسب مقام۔ اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد
 نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور لمجاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام
 مکانات اور تمام کمیتوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔ بلکہ رفع الی اللہ سے مراد
 آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقر ہے جن کی شان میں لا
 یعصون اللہ ما امرہم و یقولون ما یؤمرون۔ (التحریم) شہادت خداوندی
 ہے (یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور جو کچھ انہیں حکم ملتا ہے
 کرتے ہیں) اور حدیث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل و ملائکۃ بالنہار و یجتمعون فی
 صلوة الفجر و العصر ثم یرجع الیہ الذین باتوا فیکم فیسا لہم و هو
 اعلم بہم کیف ترکتم عبادی فقالوا تر کنا ہم یصلون و اتیناہم
 یصلون۔ (بخاری جلد ۱ ص ۴۵۷) اسی معنی کے مراد ہونے کو ثابت کرتی ہے۔
 (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ فرشتے آگے پیچھے آتے ہیں کچھ رات کو اور کچھ دن کو اور نماز صبح اور
 عصر میں دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر چڑھ جاتے ہیں طرف اللہ کی وہ فرشتے

جنہوں نے رات گزار کر تمہارے میں۔ پھر اللہ سوال کرتا ہے حالانکہ وہ اعلم ہے کس حالت میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا۔ اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

کیونکہ اس حدیث میں عروج الی اللہ سے عروج الی السماء مراد ہے۔ اور عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ اور حدیث میں رفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار (صحیح مسلم جلد اول ۹۹) ”یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف عمل رات کے اٹھائے جاتے ہیں پہلے عمل دن کے“ اسی معنی کے مراد ہوتے کے لیے مؤید ہے بلکہ یہ حدیث آیت الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه کی تفسیر ہے (یعنی اللہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں کلمہ پاک اور عمل نیک کو اللہ اٹھالینا ہے) اور مرزا صاحب آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ”یہ رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھائے جانا ہے جیسا کہ وفات کے بعد ہو جب نص قرآن اور حدیث صحیح کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔“

اگر یہ سوال ہو کہ کتاب ازالہ اوہام دعوئی نبوت سے پہلے کی ہے اور شرط نبی کے مطابق اسلامی مناظر مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر سکتا ہے جو دعوئی نبوت کے بعد کے ہوں۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تاریخ دعوئی نبوت جو مرزا صاحب اور ان کے مرید بیان کرتے ہیں وہ بیاں ہم پر حجت نہیں کیونکہ ہم مرزا صاحب کو مفتی اور ان کے مریدوں کو مفتی کے مرید اعتقاد کرتے ہیں۔ بلکہ یکنایہ ہے کہ اس کتاب ازالہ اوہام میں کوئی ایسا فقرہ ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو بغیر زعم کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا و مبشر ابر رسول باقی من بعدی اسمہ احمد مرزا صاحب ہی کتاب ازالہ اوہام ص ۷۳ طبع اول میں لکھتے ہیں۔ ”میں وہ احمد ہوں“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے حق میں بشارت دی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ کتاب ازالہ اوہام کے اقوال پیش کرنے شرط نبی کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہیں۔ ۱۲ مرتب

(ازالہ ادہام ص ۱۰۳۹) اور نیز مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”جیسا کہ مقررین کے لیے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی رو میں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔“ (ازالہ ادہام ص ۱۱۳۵) اور نیز لکھتے ہیں ”بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔“ (ازالہ ادہام ص ۹۹۳)

ان عبارات منقولہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی رفیع الی اللہ سے مراد آسمان کے اوپر اٹھائے جانا ہے کیونکہ آپ جب ارواح کے اٹھائے جانے کے قابل ہیں۔ اور ارواح کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ آپ بھی اسے علیین اور آسمان کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں تو آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں آسمان کی طرف حقیقی طور پر اٹھائے جانا آپ کے نزدیک مسلم ٹھہرانہیں تنازع و اختلاف اس بات میں ہے کہ نقرہ بل رفعہ اللہ الیہ میں حضرت عیسیٰ کے زندہ بحمدہ العصری مرفوع ہونے کا بیان ہے یا بعد موت ان کے روح کے مرفوع ہونے کا ذکر ہے۔ اب ہم چند وجوہ سے رفیع روحانی نقطہ کا ابطال کرتے ہیں اور رفیع جسمانی و روحانی معا کا اثبات کرتے ہیں۔

۱۔ پہلی وجہ

یہ کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم میں قتلنا کا مفعول بہ یعنی جس پر

الشرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے دو شرطیں یعنی شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ قابل غور ہیں بلکہ یہی دو شرطیں فتح اور شکست اور ہار جیت کا معیار ہیں۔ شرط نمبر ۱۔ ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا علاوہ ازیں اسلامی مناظر قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ یقیناً گلے منجے پر

برغم یہود قتل کا وقوع ہوا ہے وہ مسیح ہے اور یہ امر نہایت روشن ہے کہ قتل کے قابل نہ فقط جسم ہے اور نہ یہ فقط روح۔ بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ انسان۔ پس ثابت ہوا کہ یہود کا یہ زعم ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ جو قبل ازل زندہ تھا یعنی اس کے جسم اور روح کے درمیان بذریعہ قتل تفریق کر دی ہے۔ اور چونکہ وہ ماقصود و ماصلوبہ اور ماقصودہ یقیناً یہود کے موعوم باطل کی تردید ہے۔ اس لیے نفی قتل اور نفی صلیب اسی بیعت مسیح سے ہوگی جو عبارت جسم مع الروح سے ہے۔ یعنی زندہ مسیح۔ اور ہر سہ خمیریں منصوب متصل جو ماقصودہ و ماصلوبہ اور ماقصودہ یقیناً میں ہیں ان کا مرجع وہی مسیح زندہ ہوگا۔ اور یہ بات بالکل مہر نیروز کی طرح روشن ہے کہ خمیر منصوب متصل جو بل دفعہ اللہ الیہ میں ہے اس کا مرجع بھی وہی بیعت مسیح زندہ ہے جو ہر سہ خمیر منصوب متصل سابقہ کا ہے۔ پس ثابت بالذلیل ہوا کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم زندہ مجسّد العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT
دوسری وجہ

یہ کہ وہ ماقصودہ یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ میں بقریہ قصر قلب و نفی کلمہ بل

(بقیہ) شرائط نمبر ۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔ قرآن کریم۔ حدیث صحیح۔ اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔ اور یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم اور حدیث کا عربی ہونا نیز لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر قادیانی مناظر اس پہلی وجہ کا کوئی جواب نہیں دے سکا جو تقریب مفصل ہوگا۔ مرتب

اس دوسری وجہ کا بھی قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر قیامت اس کا جواب نہ دے سکے گا۔

ابطالیہ ہے جو بعد نفی کے واقع ہے۔ اور بل ابطالیہ میں جو بعد نفی کے واقع ہو ضروری ہے کہ صفت مبطلہ اور صفت مثبتہ کے درمیان ضدیت ہو دیکھو ام بقولون
 بہ جنة بل مجاء ہم بالحق (مومنون) میں یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ ایک چیز کا
 جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا محذور ہے۔ اور یہاں معنوی نفی ہے اور دیکھو
 وبقولون ائنا لتارکوا الہمتا لشاعر مجنون بل مجاء بالحق۔ (صافات)
 میں بھی یہ امر بالکل روشن ہے کہ ایک چیز کا شعر و جنون ہونا اور اتیان بالحق
 ہونا ناممکن ہے۔ اور دیگر نظائر قرآنی بھی بہت ہیں۔ پس اگر بل رفعہ اللہ الیہ
 سے رفع روحانی اور اعزاز مراد لی جائے تو صفت مبطلہ یعنی قتل آسمان اور صفت مثبتہ
 یعنی رفع آسمان کے درمیان ضدیت متصور نہ ہوگی۔ کیونکہ قتل اور رفع روحانی و اعزاز
 کا جمع ہونا ممکن ہے جب مقتول مقررین سے ہو اور اگر یہ مراد لی جائے کہ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہوئے تو ضدیت متصور ہوگی۔ کیونکہ
 اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہیں تو پھر زندہ بجسدہ العصری مرفوع نہیں ہو
 سکتے۔ اور اگر زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہوئے تو پھر مقتول نہیں۔ اور نیز
 وقولہم انا قتلنا المسیح سے ظاہر ہے کہ یہود کا اعتقاد جو مخاطب ہیں شکم کے
 یعنی خدائے کریم کے برعکس ہے۔ اس لیے وہ ماضیہ بقیۃ بل رفعہ اللہ الیہ
 میں قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں بروئے تحقیق اہل معافی گو یہ لازمی نہیں کہ
 دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین
 دوسری وصف کا ملزم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد برعکس شکم متصور ہو۔ اور یہ امر بد
 یہی ہے کہ رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقررین سے ہو۔
 پس ثابت بالذلیل ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ بجسدہ العصری زمانہ گذشتہ
 میں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نہ فقط روح۔

خلاصہ

یہ ہے کہ اس آیت میں فقرہ ہل دفعہ اللہ الیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بحسدہ العصری مرفوع الی السماء ہونے پر زبردست اور محکم دلیل ہے۔ کیونکہ اس فقرہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام اور ذکر ہے اور صیغہ ماضی کا ہے اور جملہ خبریہ تعین یہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب بھی وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اثبات کے لیے قرآن کریم کا ایسا ہی فقرہ پیش کریں گے جو ان تمام صفات مذکورہ کا جامع ہو۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمایا ہے واکسان اللہ عزیزاً یعنی اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہے گو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے تو جیہود الی السماء کے ناممکن ہونے کا خیال گزرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لحاظ سے وہ بالکل ممکن ہے اسی لیے ہل دفعہ اللہ الیہ میں رفع کا فاعل خود اللہ تعالیٰ ہے اور اسی وجہ سے اسم اللہ کا لایا گیا ہے جس کے معنی ذات مستجمع صفات کاملہ ہیں۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ جب دیگر رسولوں کو زمین میں محفوظ رکھا گیا تو

ایہ آیت واقعی حسب اعتقاد اسلامی مناظر حیات مسیح ابن مریم پر زبردست اور محکم دلیل ثابت ہوئی۔ کیونکہ قادیانی مناظر اس کا کوئی جواب نہیں دے سکا۔ باوجودیکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس موقع پر یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ انشاء اللہ قیامت تک میرا مقابل مناظر اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور باوجود استدعا اسلامی مناظر کے قادیانی مناظر وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم کا کوئی ایسا فقرہ نہیں پیش کر سکا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام و ذکر ہو اور صیغہ ماضی کا ہو اور جملہ خبریہ تعین یہ ہو ۱۔ مرتب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا جواب بھی خود اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ کے ساتھ دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر زمینی اسباب متعقد نہیں ہوئے بلکہ آپ کی پیدائش فخر روح القدس سے عالم الامر میں کلمہ کن سے ہے جیسا کہ ولیم یمنسنی بشر ولم اک بغیا (مریم) سے ظاہر ہے پس آپ کو کمال تشبیہ بالملائکہ حاصل ہے۔ لہذا الجناظہ فطرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکمت ایزدی کا یہی اقتضاء ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھا جائے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں فقرہ بیل دفعہ اللہ البہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زعمہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے جانے کے جوابے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو مفسر نہیں کیونکہ عربی لفظوں کے لیے عام طور پر مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو کہ قرآن کریم میں عموماً لفظ مصباح سے مراد کوکب یعنی ستارہ ہے لیکن لفظ مصباح جو سورۃ نور میں ہے اس سے مراد چراغ ہے۔ اور دیکھو صلوة سے مراد عموماً عبادت یا رحمت ہے مگر بیع و صلوات سے مراد مقامات ہیں۔ وفس علیٰ هذا۔

اب میں ایک اور قاعدہ مسلمہ اسلامیہ سے اس مسئلہ حیات کو حل کرتا ہوں جو قرآن کریم نے صاف لفظوں میں بیان فرمایا۔ انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم (یعنی ہم نے قرآن کریم تجھ پر اس لیے اتارا ہے کہ تو (اے نبی) اس کا مطلب واضح کر کے لوگوں کو سمجھا دے)

اسلامی مناظر کا یہ بھی کمال ہے کہ حدیث کو براستہ قرآن کریم پیش کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

اس آیت سے ایک عام قانون ملتا ہے کہ قرآن کریم کے کسی مجمل مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس کی تشریح و توضیح حدیث سے ہونی چاہیے۔ اس لیے میں ایک حدیث بھی سناتا ہوں جس سے آفتاب نیروز کی طرح مسئلہ حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ ہو جائے گا اور اس حدیث کو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بنزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲) یعنی حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے ان کی اولاد ہوگی اور وہ پچالیس سال زندہ رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں ہمیں ملے ہاں دفن ہوں گے۔ بھرقیامت کے روز میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک مقبرے سے اٹھیں گے اس طرح کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے درمیان ہوں گے۔ نزول فرود آمدن۔ (صراح جلد ۲ ص ۲۴۲)۔ نزولہم وبہم وعلیہم نزولاً و منزلاً کمجلس و مقعد فرود آمدن نزد ایشان (فتنی الارب جلد ۴ ص ۲۸۶) اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ روکنا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے۔ اور یہ مہتر نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اگر کہا جائے کہ جو الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز و استعارہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فن بلاغت و بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت متعذر ہو (ملاحظہ ہو مطول بحث حقیقت و مجاز ص ۳۲۸) اب ہم دکھاتے ہیں کہ ان الفاظ کی حقیقت کی بابت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں آئے ہیں مرزا صاحب

کیا فرماتے ہیں۔ کیا ان کی حقیقت کو محال جانتے ہیں یا ممکن۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس عبارت میں مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

گو مرزا صاحب کے اقرار کے بعد کسی شہادت کی حاجت نہیں تاہم ایک گواہ ایسا پیش کیا جاتا ہے جس کی توثیق جناب مرزا صاحب نے خود اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی

www.NAFSEISLAM.com

مرزا صاحب فرماتے ہیں ”مولوی نور الدین صاحب بھیروی کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان

کر سکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں

میں جان نثار پایا۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۲۲۰) یہی مولوی نور الدین صاحب ہیں جو

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اول ہوئے۔ وہی مولوی نور الدین

صاحب اصولی طور پر ہماری تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہر جگہ تاویلات و

تمثیلات سے استعارات و کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملے۔ منافق۔

بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الہی کلمات طیبات کو لا سکتا ہے۔

اس لیے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات

حقہ کا ہونا ضرور ہے۔“ (ضمیمہ ازالہ اوہام طبع اول ص ۸ و تصنیفات سلسلہ احمدیہ

پس ثابت ہوا کہ ایسی حدیثوں میں مجازات اور استعارات مراد لیتا جائز نہیں۔

اب میں ایک اور طریق سے بھی مختصر عرض کرتا ہوں کہ عیسیٰؑ کی حیات حضرت عیسیٰؑ کا مسئلہ مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات حضرت عیسیٰؑ کا مسئلہ مذہب اسلام کے نامناسب کیونکہ عیسائیت کے اصول میں سے کفارہ ہے یعنی ایک شخص (حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام) جو بے گناہ تھا چونکہ دشمنوں کے ہاتھ سے مصلوب ہو کر دنیا کی لغتیں اس نے اٹھالیں اور اس کے تین دن دوزخ میں رہنے سے اب وہ سارے لوگ جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں ہمیشہ کے لیے دوزخ سے نجات پا گئے۔ جس کی مذہب اسلام نے یوں تردید کی ہے لاسنور و اذوۃ و ذراخری یعنی دوسرے کا بوجھ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ عقیدہ کفارہ کو بڑے کاٹنے کو فرمایا بیل دفعہ اللہ الہ۔ مسیح تو ہر اکس اس کو خدا تعالیٰ نے اٹھالیا۔ جب حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام مرے نہیں تو کفارہ کہاں؟ نہ پاس ہو گا نہ پاسری بجے گی۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اگر کوئی حربہ اہل اسلام کے پاس ہے تو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی حیات ہے جس سے عقیدہ کفارہ کی بنیاد کھوکھلی نہیں بلکہ

اس حدیث کا بھی قادیانی مناظران و دشمنین مذکورین کے تحت میں رہ کر جواب نہ دے سکا۔

۱۲ مرتب

مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس تقریر میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی حیات مذہب اسلام کے مناسب ہے، اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی وفات مذہب اسلام کے نامناسب ہے، اور قادیانی مناظر اس کی تردید نہیں کر سکا ۱۲ مرتب

جسے اکھڑ جاتی ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں فقہ صلیبی کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اس کا فرض اولین ہونا چاہیے تھا کہ وہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرے۔ واللہ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے اس کی الوہیت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ الوہیت کی تائید اس صورت میں ہوتی جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے زندہ بذاتہ اعتقاد کرتے۔ اور جب ہم قیامت سے پہلے ان کی وفات کے قائل ہیں تو پھر تائید الوہیت کیسی؟ اور نیز مجھے حیرانگی آتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے عیسائیوں کا خدا مر جاتا ہے۔ اور عیسائی مذہب ہمیشہ کے لیے مغلوب ہو جاتا ہے۔ کیا عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا نہیں ہے؟ کیا عیسائیوں میں سے اس بات کے قائل نہیں کہ عیسیٰ نے جلا کر جان دی؟ پھر جو بات خود عیسائی مانتے ہیں اس سے ان کے مذہب کی موت اور مغلوبیت کیسی؟ یہ نقطہ ایک جی خوش کرانے والی بات ہے۔ "دل کے بہلانے کو" غالب یہ خیال اچھا ہے۔ "ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے انکار کر دیا جائے۔ اور ان کو زندہ تسلیم کیا جائے جیسا کہ قرآن کریم کا منشاء ہے تو عقیدہ کفارہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

دوسری دلیل

قوله تعالى: "وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً"۔ (نساء) یعنی "اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لے آئے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر شاہد ہوگا"۔ یہ آیت اس بات پر زبردست دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آئندہ زمانہ میں یحیٰی نہ بمثلہ نزول فرمائیں گے۔ کیونکہ لیومنن میں نون تاکید کا

ہے۔ اور تمام نحویوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نون تاکیدی مضارع کو خالص استقبال کے لیے کر دیتا ہے۔ اور تمام محاورات قرآنی اور حدیثی اسی کی شہادت دیتے ہیں۔ اور نیز اس میں لام تاکید کا ہے اور جس وقت نون تاکیدی خبر پر داخل ہو تو ضروری ہے کہ اول جز میں کلمہ تاکید ہو۔ مثلاً لام قسم۔ فون التأكيد خفيفة و ثقلية تختص بمستقبل طلب لو خبر مصدر بتاكيد (متن متین ص ۲۹۹) بلکہ قرآن کریم میں الحمد سے والناس تک جتنے صیغہ مع لام القسم و نون التأكيد آئے ہیں سب سے مراد استقبال ہی ہے۔ چونکہ لیونن میں نون تاکید ثقیلہ اور لام قسم ہے اس لیے ثابت ہوا کہ یہ لیونن بہ قبل موتہ جملہ خبریہ استقبالیہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کے بعد اور موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے وہ تمام ان پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ امر صاف طور پر روشن ہے کہ ضمیر بہ اور ضمیر موتہ دونوں کا مرجع وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ اولاً اس وجہ سے کہ سیاق کلام اسی کو چاہتا ہے۔ اور ثانیاً اس وجہ سے کہ مولوی نور الدین صاحب نے جن کی توثیق مرزا صاحب نے اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی ہے اس آیت کا اس طرح ترجمہ کرتے ہیں۔ ”اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ (فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب جلد ۲ ص ۸۰) اور ثالثاً اس حدیث کے بیان سے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان یسزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسرا الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تكون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیہما ثم یقول ابو ہریرۃ فافروا ان شتمتم

وان من اهل الكتاب الایومنن به قبل موتہ، الایہ متفق علیہ (مشکوٰۃ)
باب نزول عیسیٰ (ص ۴۷۱) یعنی ابو ہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے
اللہ پاک کی بہت جلد ابن مریم منصف حاکم ہو کر تم میں اتریں گے پھر وہ عیسائیت
کی صلیب کو (جسے وہ پوجتے ہیں اسے) توڑ دیں گے اور خنزیر (جو برخلاف
شریعت عیسائی کھاتے ہیں اس) کو قتل کرائیں گے اور کافروں سے جو جزیہ لیا
جاتا ہے اسے موقوف کر دیں گے اور مال بکثرت لوگوں کو دیں گے یہاں تک کہ
کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک سجدہ ان کو
ساری دنیا کے مال و متاع سے اچھا معلوم ہوگا (حدیث کے یہ الفاظ سنا کر) ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم اس حدیث کی تصدیق قرآن کریم میں چاہتے ہو تو یہ
آیت پڑھ لو۔ وان من اهل الكتاب ارجو حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت
بالتصریح پکار رہی ہے کہ وہ سب صحابہ کے درمیان آیت وان من اهل الكتاب
الایومنن بہ قبل موتہ میں مولانا کی تفسیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو شخصی طور پر
قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں۔ اور اس تصریح نزول کے موقع پر
کوئی صحابہ نہ تو نفس مضمون یعنی نزول حضرت مسیح علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور
نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تفسیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو قرار دینے کو
غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے۔

شاید یہ دوسوہ پیدا ہو کہ ”جو الفاظ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی بابت
آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز مراد ہے۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ
فن بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت محال ہو۔ حالانکہ مرزا
صاحب کو حلیم ہے کہ حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ فرماتے ہیں بالکل ممکن
ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری

الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ چونکہ اس آیت میں یوسف مع لام قسم اور نون تاکید ثقلیہ کے ہے اور موت کا مرجع حضرت عیسیٰ ابن مریم بعینہ ہیں اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجودہ وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔

اور اس آیت کا ارتباط ماقبل سے یہ ہے کہ جب اثناء ذکر برائیوں یہود کے اس بدی کا ذکر کیا و قولہم انا قتلنا المنینج ارج اور اس بدی سے دوا مرترشح ہوتے تھے۔ ایک یہ کہ یہود کا زعم باطل قتل مسیح کا یہ ہے اور دوسرا یہود کا افتخار جیسا لفظ رسول اللہ سے ظاہر ہے۔ تو حسب اقتضاء بلاغت و مطابق حکمت اللہ انے کریم نے پہلے ان کے زعم باطل کی تردید و ماقبلوہ الی بل رفعہ اللہ الیہ سے کی اور پھر اس آیت سے ان کے افتخار کو توڑا کہ تم یہودی تو فخر کرتے ہو کہ ہم نے رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں تمہارے ہم ملت یہود یہودیت کو ترک کر کے اسی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے اور نیز بل رفعہ اللہ الیہ سے سوال پیدا ہوتا تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بحمد العصری مرفوع ہوئے تو اتریں گے

اس دلیل قرآنی اور دلیل حدیثی کا بھی قادیانی مناظران دونوں شرطین مذکورین کے تحت میں ارہ کر کوئی جواب نہ دے سکا ۱۳ مرتبہ

بھی یا نہ تو خداوند کریم نے فرمایا کہ موت سے پہلے تشریف لائیں گے اور دین اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا جیسا کہ آیت ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ سے ظاہر ہے یعنی ابھی تک ذکر بدیوں کا ہو رہا ہے لیکن چونکہ اس بدی کا یہ مقتضا تھا کہ اس کے ساتھ ہی یہ مضمون بیان کیا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بلاغت و حکمت کو پورا کیا۔ اور اس آیت میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے کہ بوقت حیوت محمول پہلے موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔ اور موتہ قرأت متواترہ ہے جس کا قرأت شاذہ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور جناب مرزا صاحب بھی ایک زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ میں دین اسلام صحیح آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (براہین

احمدیہ میں ص ۴۸) DE AHLESUNNAT WAL JAL

میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بتانا ہے کہ جن دنوں مرزا صاحب کو الہام اور مجددیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں حالانکہ قرآن وانی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت کے قرآن ہی سے دینے کے حیثیت میں براہین احمدیہ لکھی تھیں۔ اگر مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام اس قسم کا غلط ہوتا کہ اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان اور قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر میدان مناظرہ میں نہ آتا۔

نوٹ

چونکہ بوقت تحریر شرائط مناظرہ میرے فریق مخالف نے فرمایا تھا کہ مرزا

صاحب کے خلیفوں یعنی مولوی نور الدین صاحب و جناب میاں صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہ ہوں گے۔ اس لیے میں نے مولوی نور الدین صاحب کے اقوال اس حیثیت سے پیش نہیں کئے کہ مولوی صاحب ممدوح مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس لحاظ سے پیش کئے ہیں کہ مولوی صاحب ممدوح کی جناب مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ مجھے حیرانگی آتی ہے کہ جب مرزا صاحب نبی امتی ہیں اور بوجہ کمال اتباع محمدی وہ تمام کمالات محمدیہ کے مظہر ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مطابق حدیث فعلیکم بمستی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والنسب ص ۲۲) مرزا صاحب کے معتقدین مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال کو اپنے اوپر حجت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتی ہیں۔ اور مرزا صاحب کے کلمات اسی حیات کی تائید کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید جو سابقہ اہل کتاب کی اصلاح کے لیے آیا ہے وہ اصلاح بھی اسی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو مانا جائے تاکہ اہل کتاب کا وہ غلط اور گمراہ کن عقیدہ جس کو کفارہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا سے رخصت ہو جائے۔ وقت کی پابندی ہے لہذا یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں۔

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری۔

دستخط

مفتی غلام مرتضیٰ (اسلامی مناظر)

دستخط

غلام محمد بقلم خود۔ از گھوڑہ متصل ملتان پریڈنٹ اسلامی جماعت

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء

پرچہ نمبر اول

دلائل وفات مسیح۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم
 مارتا ہے اس کو فرقاں سرسبز اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
 وہ نہیں باہر رہا اموات سے وہ گیا ثابت یہ تیس آیات سے

وفات مسیح پر جو قادیانی مناظر یعنی مولوی جلال الدین صاحب نے قرآن کریم کی آیات پینٹن
 کی ہیں ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں کہ جن کے عموم سے کوئی حکم ثابت کیا جاتا ہے۔ ابن مریم
 کی شخصیت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ویوم نحشر ہم جمعاً ثم نقول للذین اشرکوا
 الخ۔ اور زوماً محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ۔ اور والذین
 بدعون من دون اللہ الخ۔ اور فیہا تحبون و فیہا تموتون الخ۔ اور ولکم فی
 الارض مسقر و متاع الی حین۔ اور الہم تجعل الارض کفناً الخ۔ اور ومن
 نعمہ تنکسہ الخ۔ اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی اذل العمر الخ۔
 اور ان تمام آیتوں کا پرچہ نمبر ۵ میں اسلامی مناظر یعنی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب نے اجمالی و
 اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ عام دلیل خاص منطق دلیل کا مقابلہ نہیں
 کر سکتی۔ مثلاً آیت والاعطافات بترنجس بانفسہن ثلاثہ قروء یعنی مطلقہ عورتوں کی
 عدت تین حیض ہے۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ ارشور ویدہ اور شوہر
 نادیدہ اور جائزہ اور غیر جائزہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیضیں
 ثابت ہوتی ہے اور آیت یا ایہا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقنموھن من
 قبل ان تمسوهن فمالکم علیھن من عدة تعتدوھن (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ میری مد مقابل جناب مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اور باقی غیر احمدی علماء اور عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری آسمان پر بحسدہ العصری زندہ اٹھائے گئے اور اب تک بغیر خورد و نوش کے زندہ ہیں اور رہیں گے اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مگر راقم اور باقی جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری اسی طرح وفات پا چکے ہیں جس طرح کہ باقی رسولوں نے وفات پائی اور آنے والا مسیح آچکا اور وہ لے جناب

(بقیہ) یعنی اے ایمان والو جب تم ایمان دالی عورتوں کو نکاح کرو اور پھر قتل مس ان کو مطلقہ کر دو تو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں یہ آیت مطلقہ شوہر نا دیدہ کے لیے خاص منطوق و دلیل ہے۔ اور والہی پیش من الحيض من لمساؤکم ان اربعم فعدنہن ثلثہ استہر والہی نسیم یحضن و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن یعنی وہ عورتیں جن کی بوجہ کبر سن کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی عدت تین مہینہ ہیں اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے خاص منطوق و دلیل ہے۔ دیکھو یہاں عام دلیل خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکی بلکہ اس عام دلیل کے حکم سے شوہر نا دیدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی دلالت کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اور قرآن کریم میں ویسی مثالیں بہت ہیں ویسا ہی چونکہ آیت و ما قتلوه یقنابل رفعہ اللہ الیہ اور آیت و ان من اهل الکتاب الالبو منن بہ قبل موفہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی حیات کے لیے خاص منطوق و دلیل ہے اس لیے یہ عام دلائل پیش کروہ قادیانی مناظر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ۱۲ مرتب

افسوس کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات ابن مریم ہے اور قادیانی مناظر نے مرزا صاحب کے مسجوعہ ہونے کے مسئلہ کا بھی ذکر کر دیا جو ایک علیحدہ بحث ہے ۱۲

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ”مسئلہ وفات مسیح پر بحث کرنے کا فائدہ۔“ اس مسئلہ پر بحث کرنے کے دو فائدے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے پتہ لگ جائے گا کہ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یا وفات پا گئے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صدق و کذب ظاہر ہو جائے گا کہ آیا آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا جھوٹے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود تحفہ گولڈ ویہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ زیادہ رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمائے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔ (تحفہ گولڈ ویہ ایڈیشن دوم ص ۱۶۶) علاوہ انہیں اگر غور کیا جائے تو ہمیں مسیح نابھری کی وفات ثابت کرنے کے لیے دلائل دینے کی

۱۲ اس مناظرہ سے یہ نہایت روشن ہے کہ اسلامی مناظرے شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح علیہ السلام قرآن کریم سے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظرہ شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں آکر کوئی تردید نہیں کر سکا۔ پس حسب فیصلہ جناب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہوئے۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔ ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں۔ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کھال کا۔ اور مرزا صاحب کا تمام مسائل مختلف فیہا میں سے فقط مسئلہ حیات و وفات مسیح کو ہی اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دینا اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ پورا اطمینان تھا کہ میرا فریق مخالف اس مسئلہ میں کبھی کامیاب نہ ہوگا لیکن الاسلام بطلو ولا یعلیٰ۔ حق کے انوار نے ایسی روشنی کی کہ شمس کو مکسوف کر کے حیات مسیح ثابت کر دکھایا۔ ۱۲ مرتب

بھی ضرورت نہیں ہمارا صرف یہ کہہ دینا کہ وہ ایک انسان بنی تھے اس لیے بشرط زندگی ان کا ارذل عمر تک پہنچنا اور عمر طبعی کے دائرہ کے اندر فوت ہو جانا ضروری تھا۔ لہذا وہ بھی باقی انسانوں اور دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں۔ کافی ہے کسی اور دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ وہ شخص جو اس بات کا مدعی ہے کہ مسیح ابن مریم انہماں ہو کر اور تمام انسانوں کے خواص اپنے اندر رکھ کر ایک خلاف نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و برخلاف قانون فطرت کے مرنے سے بچا ہوا ہے اس کے ذمہ ہے کہ وہ اس کی حیات کا ثبوت دے۔ مثلاً ایک شخص جو تین چار سو سال سے مفقود العین ہے اس کی نسبت جب دو شخص کسی قاضی کی عدالت میں اس طور پر بحث کریں کہ ایک اس کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور دوسرا یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے تو ظاہر ہے کہ قاضی ثبوت اس سے طلب کرے گا جو خارق عادت زندگی کا قائل ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو شرعی عدالتوں کا سلسلہ درہم برہم ہو جائے پس مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ اگر قرآن مجید میں وفات مسیح کی ایک دلیل بھی نہ پائی جاتی تو پھر بھی وفات مسیح ثابت تھی جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قرآن مجید سے نہ پیش کی جاتی۔ اور آپ کی وفات دیگر سوائے انبیاء کی وفات کی طرح تسلیم کرنی پڑتی۔ مگر ہمارا قاور عالم الغیب خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے مخالفین اس بات پر زور دیں گے اور عیسائیوں کے معبود کی زندگی کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اس قول سے عیسائیوں کی حمایت کریں گے اور فتنہ برپا کریں گے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کو لوگوں کی ہدایت کے لیے اس نے اتارا مسیح ناصری کی وفات پر ایک دلیل نہیں بلکہ کئی دلائل بیان فرمائے چنانچہ ان دلائل میں سے چند دلائل میں صاحبان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

پہلی دلیل: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَلْسِي وَكُنْتَ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ۔** (ماندہ رکوع آخری) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مسیح سے سوال کرے گا کہ یہ جولا کھوں کروڑوں انسان تجھے اور تیری والدہ کو پوجتے رہے اور معبود سمجھتے رہے۔

ایہ چندہ بلحاظ صورت دلائل ہیں اور درحقیقت مغالطات ہیں جیسا کہ روکداد مناظرہ سے واضح ہے۔ اور یہ آیت تمام اس طرح ہے **وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَنْتَ اَلنَّاسِ اَتَعْبُدُونِي وَامِي اَلْهَبْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ اَنْ اَقُولَ فَلَئِنْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا اَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ اَنْتَ اَنْتَ اَعْلَمُ الْغُيُوبِ مَا قُلْتَ لَهُمْ اَلَا مَا اَمْرُكَ بِه اِنْ اَعْبَدُوا اللَّهَ اَرَبِي وَرَبَّكُمْ اَمْ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْتَ اَعْلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا اِنْ تَعَذَّبْهُمْ فَاتِهِمْ عَذَابُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَانْتَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔** (ماندہ) یعنی اور جب اللہ نے کہا یا کہے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دو معبود بنا لو۔ کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے کیونکہ تو غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے توفی دی تو توفی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اس دلیل کی اسلامی مناظرہ نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس آیت کے الفاظ کے مفہوم کے لحاظ سے تردید کی ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کیا تو نے ان کو یہ تعلیم دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا مدلل جواب دیتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس شرک کا الزام تین ذاتوں پر لگ سکتا ہے۔ خدا پر کہ شاید اس نے یہ تعلیم دی ہو تو اس کی تردید تو لفظ ”سجائک“ میں کر دی کہ شرک کرنا تو ایک گناہ اور بدی ہے اور جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مسیح کو جو خدا

(بقیہ) نے فرمایا ہے اللہ یعوفی الانفس حین موتہا والی لم تمت فی منامہا فیصک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی (المر پ ۲۲) یعنی لفظ تعالیٰ جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو مرے نہیں ان کی نیند میں پھر روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم کیا ہوتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کے معنی اور موضوع مطلق قبض ہے نہ موت۔ ”الانفس“ کے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور نیز لفظ والی عیسیٰ لیسلم تمت فی منامہا اجتماع ضلین لازم آئے گا جو باطل ہے اور جو مستلزم باطل ہو وہ خود باطل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ لفظ توفی کے معنی اور موضوع مطلق قبض ہے نہ موت۔ ہاں موت اور نیند توفی کے دونوع ہیں۔ اور آیت فلما تو فیتنی پیشگوئی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافک الی ارج کے وقوع کا بیان ہے اس لیے ہم پہلے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافک الی ارج کی تفسیر کرتے ہیں اور پھر آیت فلما تو فیتنی کی تشریح کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافک الی و مطہرک من الدین کفرؤا وجاعل الدین اتبعوک فوق الذین کفرؤا الی یوم القیمۃ۔ (آل عمران پ ۳) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے توفی دینے والا اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان پر جنہوں نے انکار کیا نو قیامت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ یہ آیت مانتا آیت و ماقلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ

تسلیم کرتے ہیں تو غشاء الہی کے ماتحت یہ غلط ہے کیونکہ اسے خدا تو ہر ایک بدی سے پاک ہے۔ پس تیرا تمام نقص اور بدیوں سے پاک ہونا اس خیال کی تردید کے لیے کافی دلیل ہے۔ اس کے بعد دوسرے درجہ پر حضرت مسیح تھے کہ شاید انھوں

(بقیہ) حضرت عیسیٰ بن مریم زندہ مجدد العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ۔ اس وجہ سے کہ متوفیک سے مراد مینیک ہوگی یعنی میں تجھے سولانے والا ہوں۔ یا مینیک ہوگی یعنی میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ اور یہ امر صاف ظاہر ہے کہ نیند اور موت زندہ انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چار ضمیروں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ یعنی ہے۔ کیونکہ ضمیر خطاب معارف ہے۔ بلکہ بعد ضمیر تکلم اعرف المعارف ہے۔ اور چونکہ تقدیم عطف و تاخیر رابطہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت کے پہلے پہلے یعنی حضرت عیسیٰ زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ اسم فاعل آئندہ زمانہ کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو و اتنا لجا علون ما علیہا صعبداً جوراً (کہف) یعنی اور ہم یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبز سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت بنا عیسیٰ اتسی متوفیک کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے مراد مینیک لیں تو مطلب صاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو سوتے ہوئے اٹھالیا تاکہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ اور اگر متوفیک کے معنی مینیک کہے جائیں تو ہر چار ضمیروں خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زندہ ہونے کے لحاظ سے تقدیم تاخیر کا قول کہا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں کیونکہ تمام نحوویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں۔ اور محاورات

نے خود ہی شرک کی تعلیم دی ہو تو اس کے لیے فرماتے ہیں مابکون لی ان اقول
مالیس لی بحق کہ میں یہ تعلیم دے ہی کیسے سکتا تھا جبکہ میں نبی ہوں اور نبی تو
وہی بات کہا کرتا ہے جس کا اسے حق ہوتا ہے اور یہ کلمہ کہنا کہ مجھے معبود مانو کسی نبی

(یقینہ) قرآنی بھی اس عدم وجوب ترتیب کی شہادت دیتے ہیں۔ دیکھو اللہ آخر حکم
من بطون امہاتکم لاتعلمون شینا وجعل لکم السمع والابصار والافندۃ
(فحل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیڑوں سے نکالا۔ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے
اور تمہیں کان اور آنکھوں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واو عاطفہ ہے اور مضمون اعراج من
بطون الامہات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے۔ اور مضمون جعل
لکم السمع والابصار والافندۃ ذکر میں سوخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔
اور دیکھو اذ خلوا الباب سجدا وقلوا حطۃ (بقرہ) وقلوا حطۃ واذ خلوا
الباب سجدا (اعراف) سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بیدخل الباب ذکر میں مقدم
ہے اور مضمون امر بقول حطۃ ذکر میں سوخر ہے۔ اور سورہ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر
برعکس ہے اور ہر دو آیتوں میں واو عاطفہ ہے۔ اگر واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکم
عن کا تطابق ضروری تسلیم کیا جائے تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا وہی
کما تری۔ اگر کہا جائے کہ پھر متوفیک ذکر میں کیوں مقدم ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ حضرت
عسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو فرقوں کو افراط و تفریط تھا۔ ایک نصاریٰ کہ ان کو الہ مانتے
تھے۔ دوسرے یہود کہ ان کو غیر ظاہر جانتے تھے۔ اور نصاریٰ کی غلطی یہود کی غلطی سے بڑی
ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر الہ کو الہ ماننا زیادہ بعید ہے نبی کو غیر نبی جاننے سے اگرچہ کفر دونوں میں
ہے۔ اس لیے متوفیک کو جبکہ بمعنی میبک ہو مقدم کیا کہ اس میں ابطال ہے عقیدہ نصاریٰ کا کیونکہ
موت مٹانی ہے الوہیت کے پھر رد فرمایا عقیدہ یہود کو اس طرح سے کہ ان کے لیے رفع الی

کاتق نہیں چنانچہ فرمایا ما کان لبشر ان یوتبه الله الكتاب والحکم والنبوۃ
ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون الله ولكن کونوا ربانین بما
کنتم تعلمون الكتاب و بما کنتم تدرسون۔ ولا یامرکم ان تتخذوا
الملئکة والنبيين ارباباً ایاہم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون۔ (آل

(بقیہ) السماء ثابت کیا جو سترزم ہے طہارت جسمانی کو اور تطہیر مطلق ثابت کی جو سترزم ہے
طہارت روحانی کو۔ اس طرح دونوں فرقوں پر رد ہو گیا اور متوفیک کی تقدیم مناسب ہوئی۔
چونکہ آیت فلما توفیتی یا بمعنی اتھی متوفیک و رافعک الی الخ کے وقوع کا بیان
ہے اس لیے توفیتی یا بمعنی اتھی ہوگا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اس سوال و جواب میں زمانہ رقابت
زیر بحث ہے۔ علم حلیت زیر بحث نہیں۔ اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔ سوال یوں
ہوگا کہ کیا آپ نے اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر عمرانی کہہ کر حلیت جیسا الی تمی تو آپ
جواب دیں گی۔ کہ جب سوتے ہوئے تو نے میرا رفع جسمانی کیا تو میری رقابت اور ذمہ
داری ختم ہو چکی اور اپنی ذیوی پوری کر چکا۔ بعد کی حالت کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ زمانہ تجدید
اسلام میں بنی اسرائیل بلکہ کسی کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ صرف تجدید وترقی اسلام آپ کا فرض
ہوگا اس لیے یہ زمانہ زیر بحث نہ ہوگا۔ اور اگر توفیتی بمعنی اتھی ہو تو یہ واقعہ قیامت کو ہوگا جیسا کہ
قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ
قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی غلط گوئی کا الزام قرآن کریم کے الفاظ پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوال علم سے نہ
ہوگا۔ بلکہ صرف یہ سوال ہوگا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو
جیسا کہ انت قلت للناس اتخذونی و امی المہین من دون الله سے ظاہر ہے۔ پس
در اصل اسی سوال کا جواب دینا حضرت عیسیٰ کے ذمہ ہوگا اس سے زائد نہیں چنانچہ وہ بھی صرف
اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا تھا جیسا کہ قال سبحانه تک ما یكون

عمران) کسی انسان کے لیے یہ بات شایاں نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم میرے بندے بنو۔ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا پرست ہو کر رہو اس لیے کہ تم لوگ دوسروں کو کتاب الہی پڑھاتے رہتے ہو اور خود بھی پڑھتے رہے ہو اور وہ تم سے کبھی بھی نہیں کہے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو خدا مانو بھلا ایسا ہو سکتا ہے جب تم اسلام لا چکے ہو۔ پھر وہ تمہیں کفر کرنے کو کہے۔ اور اگر میں نے یہ بات کہی ہے تو تو اس کو جانتا ہے۔ تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے مگر میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے۔“

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اچھا اگر صراحتاً آپ نے یہ تعلیم نہیں دی۔ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی تعلیم دی ہو جس سے وہ سمجھتے ہوں کہ تو الوہیت کا مدعی ہے اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ما قلت لہم الا ما امرتہی بہ کہ میں نے تو ان کو وہی بات کہی جس کا تو نے حکم دیا یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اس پر یہ سوال ہو سکتا تھا کہ تم نے اگر ایسی بات بھی نہیں کہی جس سے غلط فہمی

(تقریباً) ان اقول مالیس لی بحقی ان کنت قلنتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لہم الا ما امرتہی ان سے ظاہر ہے۔ اور فقرات ان اقول اور ان کنت قلنتہ اور ما قلت قابل توجہ ہیں۔

اسی زائد بات۔ اس کا بظاہر ان پر واجب نہ مفید اس لیے خاموشی اختیار کر کے استظہار بالرحمۃ کی طرف توجہ فرمائیں گے جس کی بنا پر وحمتی وسعت کل شئی اور ان رحمتمی سبقت غضبی پر ہے اور کہیں گے ان تعذبہم فاتہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ یعنی ان نالائقوں کو اگر تو بخش دے تو کون تجھ کو روک سکتا ہے۔ سبحان اللہ اسلامی مناظر نے تو اس آیت کے مرکز سے جواب نکالا ہے لیکن قادیانی مناظر نے اس دلیل کی طرز استدلال میں صرف اپنے خیالات سے کام لیا ہے۔ ۲۱ مرتب

لگ سکے تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بخود اپنی مرضی سے تجھے پوجے لگے ہوں اور تو نے انہیں روکا نہ ہو۔ تو اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم کہ ایسا بھی نہیں ہوا کیونکہ میں جب تک ان میں رہا تو میں ان کے عقائد اور اعمال سے غافل نہیں رہا بلکہ ہر وقت ان کی نگرانی اور محافظت کرتا رہا۔

میری موجودگی میں یہ عقیدہ ان میں نہیں آیا۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ پھر یہ عقیدہ ان میں کب آیا تو فرمایا فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم یعنی مجھے کچھ علم نہیں اگر بگڑے ہوں گے تو میری وفات کے بعد بگڑے ہوں گے کیونکہ میری وفات کے بعد تو ہی ان پر نگران تھا وفات کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں۔

پس فقرہ و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتی نے ہم دو طریق پر وفات مسیح پر استدلال کرتے ہیں۔ ایک تو اس طرح کہ مسیح علیہ السلام اقرار کرتے ہیں کہ نصاریٰ کا بگڑنا اور مجھے معبود لگانا اگر ہوا تو میری وفات کے بعد ہوا۔

نہ کہ میری موجودگی میں اور آیت لفسد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا بنا چکے تھے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ دوسرا

طریق یہ ہے کہ مسیح نے اس آیت میں اپنی دو حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران اور محافظ ہونے کی۔ اور دوسری ان کے اندر عدم موجودگی اور ان پر نگران نہ ہونے کی حالت اور ان دونوں کے درمیان حد

فاصل تو فی ہے۔ اور تیسری کوئی حالت آپ پر نہیں گزری۔ پس یا تو مانو کہ حضرت عیسیٰ نصاریٰ میں موجود ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔ پہلی شق تو باطل ہے کیونکہ آپ خود بھی مانتے ہیں کہ وہ اس وقت ان میں موجود نہیں ہیں پس دوسری شق ثابت

ہوئی اور وہ وفات کی حالت ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ مسیح نے اپنی تیسری حالت کوئی بیان نہیں کی۔ صرف دو ہی حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک مادمیت فہیم کی اور دوسری کنت انت الرقیب علیہم کی اور یہ دوسری حالت توفی کے بعد کی ہے۔ پس اگر وہ زندہ ہیں تو ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران و محافظ ہونا ضروری ہے۔

مگر ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگرانی آپ کے نزدیک بھی باطل۔ پس جو مستلزم باطل ہو وہ بھی باطل۔ اور دوسری حالت جو عدم موجودگی کی ہے وہ وفات کے بعد کی حالت ہے۔ پس مسیح کی وفات ظاہر ہے۔ چنانچہ یہی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمائی ہے جیسا کہ بخاری میں آیا ہے کہ حضر کے دن چند صحابہ بچھڑ کر گئے بجائے جائیں گے تو آپ فرمائیں گے کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو جواب دیا جائے گا لاندہری ما احد تو ابعداک تجھے نہیں معلوم کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا باتیں کیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ افاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیہم شہیداً ما دمت فہیم فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم یعنی میں بھی کہوں گا جس طرح مسیح نے کہا

اس کا جواب اسلامی مناظر نے اس طرح دیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس کی توضیح یہ ہے کہ التشبیہ ان یدل علی مشارکۃ امور الآخر فی معنی (مطلوب ص ۲۸۶) یعنی تشبیہ سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں۔ مثلاً زید کا لاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کی وصف میں مشارک ہوں جیسی شجاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں مشارک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کا لاسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوائے ماہیت کے تمام عوارض شیر میں اس کا مشارک ہو۔ وہو کما تری۔ پس افاقول کما قال العبد الصالح۔ الخ

ہے کہ میں بھی ان پر نگران تھا جب تک کہ میں ان میں تھا مگر جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگران تھا فیصلہ ان ہولاء لم یزالوا مرندین علی اعقابہم منذ فارقتہم (بخاری۔ کتاب التفسیر) کہ تیری وفات کے بعد جبکہ تو ان سے جدا ہوا ان کی یہ حالت رہی کہ وہ مرتد بنے رہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی دو ہی حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک اپنی قوم میں موجودگی۔ اور دوسری قوم سے عدم موجودگی۔ تیسری حالت آپ پر بھی کوئی نہیں۔ پہلی حالت میں تو صحابہ نہیں بگڑے جن کو کہ حشر کے دن پکڑا گیا ہے اسی لیے آپ نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ تو میرے پیارے صحابہ ہیں۔ ان کا بگڑنا چونکہ آپ کی عدم موجودگی میں وفات کے بعد ہوا تھا اس لیے آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفیتنی حکمت انت الوقیب علیہم کہ اے خدا جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگران تھا مجھے اس وقت کا علم نہیں۔ اس آیت کے پڑھنے کے بعد جواب دیا گیا کہ وہ مرتد ہو گئے تھے لہذا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنی دونوں حالتوں اور اپنی امت کے چند لوگوں کے مرتد ہوتے کو مسیح کی دونوں حالتوں اور ان کی قوم

بقیہ۔ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشہد ہے اور قول عیسیٰ علیہ السلام مشہد یہ ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول عیسیٰ علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں تو ضرورت سے زیادہ اہن الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی مشارکت ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول تو فیعتنی سے مراد ان متنی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں مشارکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الارسال مراد لے جائے گی۔ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول تو فیعتنی سے اتنی مراد ہو تو پھر ایک زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب

کے مرتد ہونے کے مطابق بیان فرمایا ہے اور اپنے متعلق وہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو مسیح نے اپنے متعلق کہے۔ پس جس طرح کہ چند اصحاب کے بگڑنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اسی طرح عیسائی قوم کے بگڑنے سے پہلے مسیح کی وفات ہو چکی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں عدم موجودگی آپ کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے اسی طرح مسیح کی عدم موجودگی اپنی قوم میں ان کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے۔ فافہم۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قلعہ توفیتی سے مراد یہ نہیں کہ جب تو نے مجھے وفات دی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے آسمانوں پر اٹھالیا تو یہ مندرجہ بالا وجہ سے باطل ہے۔ (۱) مندرجہ بالا حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے حق میں استعمال فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس طرح مسیح اپنی قوم سے وفات پا کر جدا ہوئے ویسے ہی میں بھی وفات پا کر اپنی قوم سے جدا ہوا۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام علماء و فضلاء کو بدیں الفاظ چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ باب تفضل سے خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی مثلاً قبض جسم کر کے آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حص ملکیت کا فردخت کرا کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کے کمالات حدیث دانی و قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ اس چیلنج پر تیس سال کا عرصہ گزر جانا اور اس لمبے عرصہ میں اس کا

جواب کسی سے نہ ہو سکتا اور تمام علماؤں کا عاجز آ جانا اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ اس چیلنج کے مطالبہ کو کوئی شخص پورا کر سکتا۔ اگر مفتی صاحب کو اپنی قابلیت اور علمیت جملانا مقصود ہے تو وہ لغت عرب لقم و نثر قصائد عرب و دیگر کتب عربی و قرآن مجید و احادیث سے ایک ایسی مثال تو پیش کریں کہ جس میں اتونی باب تفعّل کا کوئی مشتق استعمال ہوا ہو اور اس کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر وہ قبض روح کے علاوہ آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہو۔ مگر کیا مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں گے۔ نہیں ہرگز نہیں (۳) لغت عرب میں کوئی ایک بھی ایسی مثال موجود نہیں ہے کہ جس میں تونی کا لفظ باب تفعّل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر اس

WWW.NAFSEELSLAM.COM

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ لفظ تونی کا معنی موضوع لہ مطلق قبض ہے نہ موت۔ ورنہ ان تینوں کی ضرورت تھی کہ فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو۔ بے شک موت اور نیند وغیرہ تونی کے انواع ہیں جیسا کہ آیت اللہ یعقوبی الانفس حین موتہا والی لم تمت فی منامہا الخ سے ظاہر ہے۔ اور یہ زور دینا کہ تونی باب تفعّل کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں ضرور مراد معنی قبض روح ہوں گے۔ ایسا ہے جیسا کہا جائے کہ مصدر خلق کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول آدم اور حوا نہ ہوں تو اس جگہ خلق سے ضرور مراد نطفہ سے پیدا کرنا ہوگی تو اس بنا پر یہ کہنا کب صحیح ہو سکتا ہے کہ خلق کے معنی نطفہ سے پیدا کرنا ہے بلکہ خلق کا موضوع لہ مطلق پیدا کرنا ہے۔ اور نیز جب تونی بمعنی موت تسلیم کرنے سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔ تو پھر اس بات پر کیوں زور دیا جاتا ہے کہ تونی بمعنی موت ہے۔ اور اس زور دکھلانے میں قادیانی مناظر کو کیا فائدہ ہے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت مسلمانوں کو مخالفہ میں ڈالنا چاہتی ہے ۱۲ مرتب

کے معنی قبض روح کے نہ ہوں۔ توفی اللہ زیداً جب بھی بولا جائے گا تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نے زید کی روح قبض کر لی اور وہ مر گیا۔ ملاحظہ ہو (۱) توفی اللہ فلانا قبض روحہ (اقرّب الموارد) (۲) توفاه اللہ امانہ الوفات الموت (المصباح) (۳) توفاه اللہ اے قبض روحہ (صحاح۔ قاموس) (۴) توفاه اللہ اذا قبض نفسه (لسان العرب) (۵) توفاه اللہ عزوجل اذا قبض نفسه (تاج العروس) (۶) توفاه اللہ تعالیٰ ای قبض روحہ (منتی الارب) (۴) قرآن مجید میں یہ لفظ زیر بحث آیتوں کے علاوہ اسی طریق پر تیس جگہ استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی کسی جگہ بھی قبض جسم مع الروح کے نہیں ہیں بلکہ قبض روح کے ہی ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں (۱) توفنا مع الابرار (آل عمران) (۲) توفنا مسلمین (اعراف) (۳) توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین (یوسف) (۴) واما نریک بعض الذی نعدہم اونفونیک (یونس) (۵) حدیث میں جہاں کہیں مذکورہ بالا تحریر پر توفی کا لفظ وارد ہوا ہے تو وہ بھی آسمان پر لے جانے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو مفتی صاحب کوئی مثال پیش کریں۔ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے اس سے تو مفتی صاحب ناواقف نہیں ہوں گے کیونکہ اس میں بھی یہ لفظ قبض روح کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔

پس مذکورہ بالا آیت قطعی اور یقینی طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔

دوسری دلیل: خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم۔ اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ (مائدہ) کہ وہ لوگ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور تثلیث کے

قائل ہیں کافر ہیں۔ ان دونوں آیات سے ظاہر ہے کہ مسیح ناصری کو معبود من دون اللہ مانا جاتا ہے۔ دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ویوم نحشرهم جمعاً ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاءکم فزیلنا بینہم وقال شرکائہم ما کنتم ایانا نعبدون فکفی باللہ شہیداً بیننا و بینکم ان ام کننا عن عبادتکم لغافلین (یونس) ”اور جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکین کو یہ حکم دیں گے کہ تم اور جن کو تم نے خدا کا شریک بنایا تھا ذرا اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے پس اب ہمارے اور تمہارے درمیان بس خدا ہی شاہد ہے۔ ہم کو تو تمہاری پرستش کی مطلق خبر نہیں۔“ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں ورنہ اگر انہیں زندہ مانا جائے اور پھر دوبارہ انہی کا مڑول ہوا اور آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا جاتا ہے اور ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ پھر حشر کے دن خدا تعالیٰ کے حضور کہیں کہ مجھے تو ان کی عبادت کرنے کی بالکل خبر نہیں۔ صریح

ایہ عجیب استدلال ہے۔ نہ اس دلیل میں حضرت عیسیٰ کا شخصی طور پر ذکر ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کا مفہوم موت ہو۔ اور اس استدلال کی بناء استغراق پر ہے جو بالکل صحیح نہیں ہو سکتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقوم ثالث ہے وہ ان کے شرک سے بے خبر ہو۔ وہو کماتری۔ اور نیز یہ عام دلیل ہے جو خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ انسا حلقنا الانسان من نطفۃ عام دلیل خلقہ من ثواب خاص دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہی وجہ ہے کہ مولوی نور الدین صاحب جن کی مرزا صاحب نے توثیق کی ہے لکھتے ہیں۔ لفظ جمع کا ہوتو اس سے مراد کلہم اجمعون نہیں ہوگا جب تک کہ تصریح نہ ہو بلکہ مراد بعض سے ہوتی ہے۔ (اخبار بدر مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء ص ۱۴) ۱۲ مرتب

جھوٹ ہے جو کسی نبی کی شان کے شایاں نہیں۔ خدا تعالیٰ تو سچا ہے کہ وہ یہ جواب دیں گے۔ اور مسیح ناصری کا یہ جواب بھی صحیح ہوگا کیونکہ وہ وفات پا چکے ہیں جیسا کہ دلیل اول میں ہم بتا چکے ہیں کہ مسیح ناصری نے ایسی بات سے لاعلمی ظاہر کی ہے کہ انہیں خدا کے سوا معبود بنایا گیا ہے اور بتایا ہے اگر بنایا بھی ہو تو میری وفات کے بعد بنایا ہوگا جس کا مجھے علم نہیں۔ پس مسیح تو اس بات میں سچے ہیں لیکن وہ علام اپنے دعوے میں سچے نہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح زندہ ہیں۔ اور باوجود عیسائی قوم کو دیکھتے ہوئے کہ وہ ان کو خدا بنا رہے ہیں قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے کہ مجھے تو ان کی عبادت کی بالکل خبر نہیں۔

تیسری دلیل :- لا ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض رسول ہیں آپ سے پہلے جو بھی رسول تھے وہ گزر چکے اگر آپ بھی گزریں یا قتل کئے جائیں تو تم کو اپنی اڑیوں پر نہیں پھر جانا چاہیے۔ اور اسلام کو نہیں چھوڑ دینا

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس تیسری دلیل کا تفصیلی جواب بھی اس طرح دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ غلت بمعنی مات نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ ہر دو فقرے قرآنی یعنی سنۃ اللہ النبی قد خلت ولن نجد لسنة الله تبديلاً متعارض ہوں۔ بلکہ غلت غلو سے ہے جس کے معنی نقل مکانی ہے و اذا خلوا الى شياطينهم يازمانے کا گزرنا بما اسلفتم فی الایام النخالية اور غلو ذی مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتی ہے۔ پس بہر تقدیر آیت زیر بحث کے معنی یہ ہوں گے کہ جگہ خالی کر گئے یا گزر چکے ہیں جو شتر اس کے کئی رسول اور یہ معنی زندوں اور مردوں دونوں میں صادق آسکتے ہیں۔ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں کہ اس شہر میں سے کئی حاکم ہو گزرے ہیں۔ یہ فقرہ اس حاکم کو جو مر گیا ہو اور اس حاکم کو جو تبدیل ہو گیا ہو اور اس حاکم کو جو بعد اختتام میعاد فری گھر میں چلا گیا ہو شامل ہے۔ ۱۲ مرتب

چاہیے۔ پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر رسول تھے فوت ہو گئے ہیں۔ پس اس آیت سے صبح کی وفات بین طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک رسول تھے۔ اور لفظ غلت کیا بلحاظ لغت۔ خلا فلان ای مات (لسان العرب تاج العروس) اور کیا بلحاظ قرینہ فقرہ آیت افسان مات او قتل موت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دوسرے رسول فوت ہو گئے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ (شان نزول) یہ آیت جنگ احد میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ کو قہر ماریٹی

الاسلامی مناظر نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سائبہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے۔ جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ غلت بمعنی مات سے تو پھر ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ جنگ احد میں جب یہ غلط خبر اڑی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سائبہ کلیہ کا مصداق ہے اور ارشد ادکار راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراقی نہیں بلکہ جنسی اور جنس لا بشرط شے کے مرتبہ میں ہوتی ہے نہ بشرط لا کے مرتبہ میں۔ اور قد غلت من قبلہ الرسل فضیضہ موجبہ مہملہ ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سائبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بعینہ جمع بالف ولام موجود ہے اور یہاں استغراقی افراد قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے آئین پر کئی رسول بھیجے نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ سب سے پہلے رسول نہیں ہیں بلکہ کئی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور کئی آپ کے بعد ۱۲ مرتب

نئے پتھر مارا جس سے آپ کے دو دانت شہید ہو گئے اور آپ کا خود آپ کے سر میں گھس گیا۔ اور آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے تو کفار نے یہ مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تب مسلمان گھبرائے اور بعض نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت یہ آیت مومنوں کی تسلی کے لیے نازل ہوئی اور اس میں یہ بتایا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خدا تعالیٰ پر قیاس کیا ہے کہ آپ کو مرنا نہیں چاہیے حالانکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں اس لیے آپ کو رسولوں پر قیاس کرنا چاہیے پس جس طرح کہ پہلے رسولوں کا خلو ہو چکا ہے اسی طرح ان کا بھی ہو جائے تو تمہیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ پس آپ کی الوہیت کی تردید اور رسالت کا اثبات لفظ خلو سے کیا ہے اور خلو کی تفسیر موت اور قتل سے کی ہے کیونکہ افان مات او قتل کی جگہ اگر لفظ خلا رکھا جائے تو معنی ایک ہی ہوں گے۔ اور ان کا ایک ہی مفہوم ہو گا۔ لیکن اگر لفظ قد خلعت من قبلہ الوہیل میں خلو کا ایک طریقہ آسمان پر چلے جانا بھی تسلیم کیا جائے تو نہ ہی مات او قتل کہنا درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی صحابہ کے خیال کی تردید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح پر فلاں رسول زندہ ہے ویسے ہی آپ کو بھی زندہ رہنا چاہیے۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تائید و تصدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ سے ہوتی ہے جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پڑھا۔ جس میں آپ نے فرمایا

الاسلامی مناظر نے اس کا جواب اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات اس پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقع پر یہ آیت بھی پڑھی انک مبست و انھم مبنون اور اس کی توضیح یہ ہے کہ قد خلعت من قبلہ الوہیل سالبہ کلیہ کی تردید ہے بلکہ حضرت ابو بکر کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے ممکن ہونے کے لیے لغائن مات اس پر ہے اس وجہ کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابو بکر نے اس وقت حاضرین کو پڑھ کر سنائی تھی۔ وہ آیت یہ ہے انک مبست و انھم مبنون یعنی اے پیغمبر تو (اپنے وقت مقررہ پر) مرنے والا ہے اور یہ کفار بھی اپنے اپنے اوقات مقررہ پر مرنے والے ہیں۔ ۲۔ مرتب

من كان يعبد محمدا فان محمدا قدمات و من كان يعبد الله فان الله حي لا يموت

کہ جو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا معبود خیال کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے ہیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کی تلاوت فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق جو استعجاب صحابہ کرام کے دلوں میں پیدا ہوا تھا اسے سابقہ رسول کی موت سے دور کر دیا اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت ہونا کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ اس سنت میں وہ سب رسول داخل ہو چکے ہیں جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں حضرت ابوبکر کے اس خطبہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کا پہلا اجماع جس بات پر ہوا وہ یہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر بھی رسول تھے خواہ موسیٰ خواہ عیسیٰ علیہ السلام سب فوت ہو گئے ہیں اور

یہ قادیانی صاحبان کا عجیب اجماع ہے۔ یہ اجماع صحابہ نہیں بلکہ صحیح اجماع صحابہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت بالترغیح پکار رہی ہے کہ وہ صحابہ کے درمیان آیت وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته میں موتہ کی تفسیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو شخصی طور پر قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں اور اس تصریح نزول کے موقع پر کوئی صحابہ نہ نفس مضمون یعنی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ کے تفسیر موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے پس صحابہ کا اجماع حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا نہ کہ وفات پر کیونکہ آیت وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شخصی طور پر مذکور ہیں اور آیت قد خلت من قبلہ

الرسول کا الف لام بقرینہ لفظ قبل استفراق کا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت

بات بالکل صاف ہے کہ عام دلیل خاص منطوق شخصی دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

اسحان اللہ کیا کہئے۔ جناب من! آیت قد خلت من قبلہ الرسول میں من قبلہ قرینہ اس بات کا نہیں کہ الرسول میں الف لام استفراقی ہے بلکہ یہ من قبلہ اس امر پر قرینہ قطعہ ہے کہ الرسول میں الف لام استفراقی نہیں ہے جیسا کہ اسی مضمون کی طرف اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اشارہ کیا ہے کہ اگر ہم بخوشنودی مناظر صاحب ان کے معنی لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ پس موجب کلیہ نہ ہوا۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم بالفرض تسلیم کر لیں کہ غلت بمعنی ماتت ہے تو پھر ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ الرسول میں الف لام استفراقی ہے۔ بلکہ ہم دھڑی سے کہتے ہیں کہ یہ الف لام استفراقی نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسول میں من قبلہ الرسول کی لغت نحوی ہوگی یا الرسول سے حال نحوی ہوگا۔ اور یہ دونوں محققین باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نحویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نحوی معنوی نحوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحو حال اپنے ذوالحال پر ذکر میں اس وقت مقدم کیا جانا چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور ما نحن فیہ میں الرسول معرقہ ہے پس معلوم ہوا کہ من قبلہ غلت کے متعلق ہے۔ قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قد خلت من قبلہ الرسول کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد ﷺ سے پہلے فوت ہو چکے ہیں اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے ما محمد الا رسول ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور فقرے قد خلت من قبلہ الرسول سے بوقت استفراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) رسول نہیں۔ وھل هذا الاحتماض فی القرآن وھو بدیہی البطلان۔

مرتب

صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے رسولوں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں اور اگر الرسل سے مراد بعض رسول ہوتے تو ال کے لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ اس صورت میں ال کا لا ناغل مطلب ٹھہرتا ہے اور نہ استدلال صحیح ہو سکتا تھا اور نہ ہی جنگ احد کے دن صحابہ کے دلوں میں پیدا شدہ شبہ کا ازالہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ جب تمام کے لیے غلو بالموت یا قتل ضروری نہیں اور بعض اس سے مستثنیٰ ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان بعض مستثنیٰ میں کیوں داخل نہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اس بات پر کس طرح صبر کرتے تھے۔ کہ صبح تو آسمان پر زندہ موجود ہوا اور رسول کریم فوت ہو جائیں۔ وہ اس گھاٹے سودے پر کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے سوا کسی کی پرواہ نہیں تھی جیسا

کہ آپ کے ہر شیعہ میں حسان بن ثابت لکھتے ہیں۔

لَا أَكْبَهُتُ الْيَهُودَ لِمَا ظَنَرْتِي فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاطِرُ

”میں تو انشاء بعدک اقلیمت فعلیک کنت احاذر

اور نیز وہ بات کہ آپ محض ایک رسول ہیں خدا نہیں ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگر خلوق ایک صورت آسمان پر زندہ جانا بھی مان لی جائے۔ لیکن اگر الرسل سے مراد تمام رسول ہوں اور غلو بموت اور قتل سے ہی مانا جائے تو اعتراض بھی اٹھ جاتا ہے۔ اور پیدا شدہ شبہ کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور نیز یہی آیت صبح کے لیے بھی استعمال ہوئی ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرمایا ہے۔ اِذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ الْاَرْسُولُ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ يَسْ جَسْ طَرَحْ كَا سْ اَيْتْ مِيْنْ قَدْ خَلَّتْ مِنْ

اس آیت ما المسیح ابن مریم الارسل قد خلت من قبله الرسل میں بھی الف لام استفراقی نہیں ہو سکا ورنہ بروئے قواعد نحو یہ مذکورہ لازم آئے گا کہ (نحو بانند) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ وهو کما تروی ۱۲ مرتب

قبلہ الرسل سے مسیح سے پہلے کے تمام رسول مراد ہیں اسی طرح ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول جن میں مسیح بھی شامل ہیں۔ مراد ہے۔ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی اور صرف ما المسیح ابن مریم الارسل کی ہی آیت ہوتی تو کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ مسیح الرسل میں شامل نہیں اس لیے انھوں نے وفات پائی نہیں خدا تعالیٰ نے ما محمد الارسل والی آیت نازل کر کے مسیح کو جو پہلی آیت سے باہر تھا اس کو بھی مردوں میں شامل کر دیا تفکر فیہا حق التفکر۔

چوکی دلیل :- آیت لقد کفر الذین قالوا اللہ هو المسیح ابن مریم اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ سے ثابت ہے کہ مسیح کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانا جاتا ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور سورہ نحل رکوع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے - الذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یموتون کہ وہ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں اور ان کی طرف خلق

السمان اللہ یہ کیا عجیب دلیل ہے نہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کے معنی موت کے ہوں۔ مناظر اسلامی نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل کا تفصیلی جواب دیا ہے کہ دیا ہی آیت والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں اور نیز آیت انکم میت و انھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور توضیح اس کی یہ ہے کہ قضیہ مطلقہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم کیا جائے کہ محمول موضوع کے لیے کسی وقت ثابت ہے یا محمول موضوع سے کسی وقت مسلوب ہے اور اموات غیر احیاء اس آیت میں مطلقہ عامہ کا محمول ہے اور مطلب آیت کا

منسوب کرتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود عالم خلق سے ہیں۔ لیکن ان کو خدا تعالیٰ نے خلق کیا ہے وہ مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ موت کے بعد قیامت کے دن کب اٹھائے جائیں گے۔ پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح تاصری وفات پا گئے ہیں کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانا جاتا ہے اور آیت اموات غیر احياء سے ثابت ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانے جاتے ہیں جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ مردہ ہیں زندہ نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح تاصری بھی وفات پا گئے ہیں زندہ نہیں ہیں۔ فافہم۔

پانچویں دلیل :- ایما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانا یا کلان الطعام انظر تکبف نبین لهم الا یابا ثم انظر الی یوفکون المسیح ابن مریم تو ایک رسول ہی ہیں آپ سے

(یعنی) یہ ہے کہ جو معبودات باطلہ اللہ کے سوا پرستیں گئے جاتے ہیں وہ کسی وقت میں مرنے والے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ تمام معبودات باطلہ مر چکے ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقوم ثالث ہے فوت ہو چکا ہو تو پھر مرزا صاحب کی نبوت کا سلسلہ کیسا جاری رہا۔ اور نیز آیت انک میت وانهم میون سے اموات غیر احياء کے تفسیر مطلقہ عامہ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت زندہ تھے اور بعد میں بھی زندہ رہے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین جن کو میون کہا گیا زندہ تھے اور زندہ رہے۔ ۱۲ مرتب

۱۱۔ قادیانی مناظر نے اپنے دعویٰ وفات مسیح پر بہت دلائل پیش کئے ہیں جن سے ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسیحین پر اچھا اثر پڑے کہ انھوں نے بکثرت دلائل پیش کئے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ درحقیقت قادیانی مناظر نے ایک بھی ایسی دلیل نہیں بیان کی کہ جو مردے

پہلے رسول گزر چکے ہیں اور آپ کی والدہ صدیقہ ہیں۔ آپ اور آپ کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس آیت سے پہلے عیسائیوں کا قول پیش کیا ہے کہ عیسائی مسیح کو خدا بناتے ہیں حالانکہ مسیح خدا نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں۔ اس کے تین دلائل بیان فرمائے ہیں۔ (۱) قد خلت من قبلہ الرسل (۲) امہ صدیقہ (۳) کانا یا کلان الطعام۔ اس وقت میں جس سے وفات مسیح

(بقیہ) قواعد و محاورات عربیت دعویٰ وفات مسیح کو ثابت کر سکے۔ بلکہ سب مفاہات ہیں جیسا کہ اس مناظرہ سے اظہر من الشمس ہے اور اس دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ایسا ہی آیت کانا یا کلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے کانت من القاضین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن مریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث سنائیں کہ لست کاحد کم اولست کہینکم انی بطعمتی رسی و بسقیتی۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ کانا صیغہ مذکر کا ہے اور مذکر کو مؤنث پر غلبہ دے کر دونوں سے یعنی عیسیٰ اور مریم سے مذکر کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ جیسا کانت من القاضین میں۔ اور کانا کی ماضویت حضرت عیسیٰ کی ماں کی وجہ سے ہے یعنی حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں مریم صدیقہ بہ بیت جمہوی زمانہ گذشتہ میں کھانا کھایا کرتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جیسا کہ مریم صدیقہ فوت ہو چکی ہیں ویسا ہی حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہوں مثلاً جب یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب اور ان کی بیوی صاحبہ دونوں مل کر زمانہ گذشتہ میں باغ کی سیر کیا کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر بالفرض ان دونوں میں سے ایک صاحب فوت ہو جائیں تو دوسرے صاحب بھی ضرور فوت ہو جائیں۔ اگر سوال کیا جائے کہ اب حضرت عیسیٰ آسمان پر کیا کھاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ طعام باطعمہ کا نام ہے یعنی جو طعام اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ اور طعام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ خوب ارضی وغیرہ ہی ہوں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو صوم الوصال سے نفی فرماتے ہیں۔

پر استدلال کرنا چاہتا ہوں وہ آخری فقرہ ہے اس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مسیح اور آپ کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے اور سب لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے اور کیوں کھانا کھانے کا محتاج ہے۔ اس میں اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرے بدل مانتھل ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی غذا جو کھائی جاتی ہے اس کا بھی روح پر اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی روح کو یک دفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنی بشارت اور چمک چہرہ پر بھی نمودار ہوتی ہے۔ اور کبھی جسم کے ہنسنے رونے کے آثار روح پر بھی پڑتے ہیں اب جبکہ یہ حال ہے تو کس قدر مرتبہ خدائی سے یہ بعید ہوگا کہ اپنے اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اثر رہے اور اسات پر اس کے بعد اور جسم آئے اور ماسوا اس کے کھانے کا محتاج ہونا بالکل اس مفہوم کے مخالف ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلم ہے اب ظاہر ہے کہ مسیح ان تمام حاجت مند یوں سے بری نہ تھے جو تمام انسانوں کو لگی ہوئی ہیں۔ پس آپ کی حالت کا متغیر ہونا آپ کے حدوث کی دلیل ہے کہ آپ حادث اور کھانے کا محتاج ہونا اور بیرونی و اندرونی عوارضات سے متاثر ہونا اس بات کی دلیل ہے

(یقیناً) اور صحابہ عرض کرتے ہیں کہ ایک تو اصل یا رسول اللہ آپ پھر کیوں صوم الوصال رکھتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لست کم احد کم اولست کم بنکم انی بطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد اول ص ۲۹۳) یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے اللہ تعالیٰ طعام دیتا ہے اور پلاتا ہے۔ اس حدیث میں جو بارضی وغیرہ کے سوا کسی اور طعام کا بیان ہے۔ ۱۲ مرتب

کہ مسج خدا نہیں۔ پس اس آیت میں مسج کے کھانے اور اس کے حالات کے متغیر ہونے کو اس کی الوہیت کے بطلان کی دلیل بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی بصیغہ باضی بیان کر کے ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اب نہیں کھاتے۔ پس وہی صورتیں ہیں کہ وہ زندہ ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں پس اگر پہلی صورت تسلیم کی جائے تو ایک تو اس کی الوہیت ثابت ہوگی اور دوسرے خدا تعالیٰ نے جو دلیل دی ہے وہ صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب وہ کھانے کا محتاج نہیں ہوگا تو غیر متغیر ہوگا اور اس کا کھانا کھانا اور متغیر ہوتا ہی اس کی الوہیت کو باطل کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے پیش کیا تھا۔ لیکن وہ دونوں باتیں اس کی زندگی میں نہیں پائی گئیں۔ اس لیے وہ صرف رسول ہی نہ ہوئے بلکہ خدا بھی ثابت ہوئے۔ اور نیز یہ آیت وما جعلنا ہم جسداً لا یأکلون الطعام و ما کانوا یخالدین کے بھی خلاف ہوگی۔ چونکہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کی طرف خدا تعالیٰ وحی کرتا ہے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے جو کھانا نہ کھاتے ہوں پس زندگی کی حالت میں اس آیت کے مطابق کھانا ضروری ہوں اور قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت کھانا نہیں کھاتے۔ تیسرے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ولا مستغنی عنہ ربنا (بخاری) کہ اے ہمارے خدا ہم اس کھانے سے مستغنی نہیں ہیں۔ پس کھانے سے پاک اور مستغنی صرف خدا تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ پس اگر مسج کو زندہ مان کر کہا جائے کہ وہ کھانا کھانے سے مستغنی ہیں اور کھانا نہیں کھاتے تو وہ ان کی الوہیت کی دلیل ہے۔ اب دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ وفات پا گئے ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اس کے سوائے تیسری صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔ پس آیت کانا با کلان الطعام سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

چھٹی دلیل: لاواصانی بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا (مریم) صبح
 علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تاکید حکم دیا ہے کہ جب تک میں
 زندہ رہوں نماز پڑھتا رہوں اور زکوۃ دیتا رہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ زکوۃ
 دیتے ہیں تو کس کو؟ آیا فرشتوں کو یا خدا کو؟ اگر کہو کہ ان کے پاس تو بال نہیں وہ
 زکوۃ کیسی دیں۔ تو ہم کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کا خاص طور پر انہیں حکم دینا کہ جب
 تک تم زندہ رہو زکوۃ دو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زکوۃ دینے کے قابل تھے
 ورنہ خاص طور پر ان کو حکم نہ دیا جاتا۔ دوسرے ہم کہتے ہیں کہ آسمان کا عرصہ تو دو
 ہزار برس کا تو قریباً ہو چکا ہے اور آسمان میں مستحقین کا وجود بھی نہیں پایا جاتا پس
 اس لیے مادمت حیا کی قید کی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے تو مادمت علی

اس چھٹی دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ نماز کے
 آسمان پر ادا ہونے میں تو کوئی اشکال نہیں۔ کیا آسمان جائے عبادت نہیں اور شب و روز
 فرشتے تسبیح و ذکر الہی میں مشغول نہیں رہتے۔ اور زکوۃ کے متعلق دو جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ
 زکوۃ سے مراد پاکیزگی و طہارت ہے جیسا کہ بیشتر اس کے حضرت یحییٰ کے ذکر میں فرمایا
 حنا من لدنا و زکوۃ (مریم) یعنی ہم نے یحییٰ کو اپنے پاس سے نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی
 ہے اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیشتر بشارت دی گئی ہے۔ لہذا لک غلاماً
 ذکبنا (مریم) یہاں بھی لڑکا پاکیزہ مراد ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
 مجھے حکم کیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں نماز ادا کرتا رہوں اور پاکیزہ رہوں۔ دوسرا جواب یہ
 کہ زکوۃ سے مراد صدقہ مغرودہ ہے۔ لیکن فرضیت اداء زکوۃ اس وقت ہے جب انسان
 صاحب نصاب ہو۔ میرے قادیانی مناظر صاحب پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن کریم
 یا صحیح حدیث سے صاحب نصاب ہونا ثابت کریں پھر ہم زکوۃ کا مصرف بتائیں گے۔ ۱۱
 مرتب۔ اللهم اغفر الکاتبہ ولو الذیہ وللمؤمنین۔

الارض کہنا ہی صحیح ہو سکتا تھا۔ مامت حیا۔ پھر اس کے علاوہ سوال یہ ہے کہ وہ کونسی نماز پڑھتے ہیں۔ اسرائیلی نماز یا محمدی؟ اگر کہو اسرائیلی تو ماننا پڑے گا کہ ابھی پہلی شرايع منسوخ نہیں۔ حالانکہ جمیع مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلی شرايع منسوخ ہو گئی ہیں۔ اور اگر کہو محمدی نماز تو پھر یہ سوال ہے کہ ان کو کس نے بتائی۔ اگر کہو کہ نبی کریم یا صحابہ نے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان میں سے آسمانوں پر کوئی نہیں گیا۔ اور اگر کہو کہ معراج میں بتائی ہوگی تو اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ کیونکہ نمازوں کے فرض ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسج سے ملاقات ثابت نہیں۔ اور اگر کہو کہ وہ ان کو الہاماً بتائی گئی تو اس سے حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نزول کو تسلیم کر کے ماننا پڑے گا کہ وہ بقرہ بھی نبی ہیں۔ کیونکہ شریعت کا ایک حصہ دونوں پر نازل ہوا۔ پس حضرت عیسیٰ اس وجہ سے نماز پڑھیں گے کہ وہ حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور ایسا ہونا آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے پھر علاوہ ازیں یہ سوال ہوگا کہ آیا حضرت عیسیٰ دارالعمل میں ہیں یا دارالجزاء میں؟ اگر کہو دارالعمل میں تو ان کو سب اعمال کا بجالانا ضروری ہے اگر کہو کہ وہ ایسی جگہ ہیں کہ جہاں وہ یہ اعمال بجا نہیں لاسکتے تو اس پر یہ سوال ہوگا کہ آیا وہ ایسے مقام پر بخوشی خاطر اپنے ارادہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں یا مجبوری؟ اگر کہو کہ اپنے ارادہ سے تو یہ غلط ہے۔ اگر کہو کہ مجبوری تو پھر یہ سوال ہوگا کہ آیا شریعت محمدیہ کے احکام پر عمل کرنے سے تقویٰ اور تقرب الی اللہ میں ترقی ہوتی ہے۔ یا حنزل۔ اگر کہو حنزل تو یہ فریقین کے نزدیک باطل ہے۔ اگر کہو ترقی ہوتی ہے تو مسیح کو اس ترقی سے کیوں محروم کیا گیا ہے۔ اگر کہو کہ دارالجزاء میں ہیں تو دارالجزاء میں جانا وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اور دارالجزاء کا نام ہی جنت ہے اور جنتیوں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ و ما ہم منها بمنحرجین کہ وہ جنت سے نکالے

نہیں جائیں گے۔ اس لیے مسیح دینا میں نہیں آسکتے اور اگر کہو کہ وہ اس دارالجزاء سے پھر دوبارہ دارالعمل میں بھیجا جائے گا تو اس سے مسئلہ متنازع کو صحیح ماننا پڑے گا۔ پس سوائے اس کے کہ اعمال نہ کرنے کا باعث وفات کو تسلیم کیا جائے اور مانا جائے کہ وہ زندہ نہیں ہیں اس لیے اب ان سب اعمال کے بجالانے کے مکلف نہیں ہیں اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ فافہم۔

ساتویں دلیل: یہ وسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً مسیح علیہ السلام اپنی سلامتی کے تین دنوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ایک تو پیدائش کے دن دوسرے موت تیسرے بعث بعد الموت کے دن کا۔ حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو اس وقت جبکہ تمام یہود آپ کے قتل کے درپے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو جان سے مار دیں تو اس وقت آپ کو آسمان پر اٹھایا گیا ایک بڑا سلامتی کا دن تھا مگر اس کا آپ ذکر تک نہیں کرتے اس کا ذکر نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اگر ہوا ہوتا تو ضرور اس کا بھی ذکر کرتے کہ اس دن بھی سلامتی ہے جس دن کہ مجھے آسمان پر اٹھایا جائے گا اور اس دن بھی سلامتی ہے

اس ساتویں دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ عدم ذکر اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۴۵) اور نیز اس آیت سے جو شتر رفع اور نزول کا ایک فقرہ وسیع کے ساتھ ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا وجعلنی مبارکاً ابن ماریکست یعنی حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت والا کیا ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ ہم مقابلہ چند برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور برکات مرزا صاحب ذکر کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: دشمنی۔ سد نفیض کا دور ہو جانا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔
ولتذهب الشیحاء والتباغض والنحاسد (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲)

جس دن کہ میں دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گا اور ان تین مواقع میں توسیع نبی ان کے شریک تھے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ کے لیے بھی یہی تینوں باتیں خدا تعالیٰ نے فرمائی ہیں۔ پس جن دو اہم اور عظیم الشان واقعات کی مسج کے ساتھ خصوصیت ہے یعنی آسمان پر جانا اور آسمان سے واپس آنا۔ یہ سلامتی کے ساتھ ذکر کرنے کے زیادہ قابل تھے۔ خصوصاً جبکہ یہ کلام وحی الہی کے ماتحت تھی۔

(بقیہ) مرزا صاحب کی برکت: بغض کی آگ لگ جاتی اور اپنی عداوت کا پید ہو جانا جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلق بلکہ قطع رحم تک نکل رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: مال کا کثرت سے ہو جانا حتیٰ کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے و یفیض الغنای حتی لا یقبلہ

احد (مسکوٰۃ ص ۱۲۱)

DE AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

مرزا صاحب کی برکت: مسلمانوں کا سخت محتاج اور فقر کی حالت میں ہونا۔ اگر ایک شخص خیرات کا دروازہ کھولے تو اس کثرت سے فقرام کا جمع ہو جانا کہ اسے دروازہ بند کرنا پڑے۔ اور بعض کا افلاس کے بارے ارتداد کی طرف مائل ہونا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: دلوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی کا پید ہو جانا۔ حتیٰ تکنون السجدہ الواحدۃ خیراً من الدنیا و ما فیہما (متفق علیہ مسکوٰۃ ص ۱۲۱)

مرزا صاحب کی برکت: لالچ اور طمع نفسانی کا بڑھ جانا حتیٰ کہ حلال و حرام کی تمیز نہ ہونا۔ رشوت ستانی اور خیانت اور غبن کا کثرت سے وقوع میں آنا۔ اور بعض کا لالچ کے مارے بے دینی اختیار کر لینا۔ عاقبت کو بھلا دینا۔ اور دنیوی فائدوں کو پیش نظر رکھنا۔

آٹھویں دلیل: خدا تعالیٰ بنی آدم کے لیے ایک قانون بیان فرماتا ہے۔ فیہا نحیون و فیہا تمونون و منها نخرجون کہ اے بنی آدم تم اسی زمین میں ہی زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرد گے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔ پس یہ ایک عام قانون ہے جو ہر ایک فرد بشر پر حاوی ہے تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ کتب فیہا نحیون کے صریح خلاف آسمان پر زندگی بسر کریں۔ چنانچہ دوسری آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً ولکم فی الارض مستقر و

(بقیہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: کثرت سے بارش کا ہونا و ردودہ اور

سپلوں کا معمول: زیادہ ہونا اور جو اسر عام خلق اللہ کے حق میں مصروفوں ان کا رک جانا۔

مرزا صاحب کی برکت: خشک سالی اور ہر جنس کی گرانی خصوصاً آگنی دودھ کا کم ہو جانا اور آئے آدن غنی پیرایان اور دباؤں اور طاعون اور زلزلے اور بہت سی مصیبتیں دنیا میں عام طور پر برائی اور بے آرا می کا ہونا۔

خلاصہ جواب: یہ کہ القرآن کلمۃ واحدۃ ہے لہذا آیت بیل رفعہ اللہ الیہ اور آیت رافعک الی اور آیت وان من اهل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موته اور آیت وجعلنی مبارکاً ابن ما کنتم قائل غور ہیں۔ ۲۔ مرتب

اس آٹھویں دلیل کا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ آیت فیہا نحیون و فیہا تمونون و منها نخرجون اور آیت ولکم فی الارض مستقر و متاع السی حین وغیرہ سے وفات عیسیٰ بن مریم ثابت نہیں کیونکہ یہ حصر بلحاظ مقرر طبعی و اصلی کے ہے یعنی انسان کے لیے طبعی اور اصلی مقرر زمین ہے لیکن عارضی طور پر آسمان میں رہ سکتا ہے خاص کردہ انسان جس کفرشتوں کے ساتھ کمال مناسبت ہو۔ جیسا کہ فرشتوں کا مقرر طبعی و اصلی آسمان ہے۔

ضروری ہے۔ پہلی شق تو آپ کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ وہ زمین پر زندہ ہوں۔
پس دوسری شق ہی صحیح ہے کہ وہ وفات پا گئے ہیں اور زمین میں ہی مدفون ہیں۔

نویں دلیل: ابو اذفال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول
اللہ الیکم مصداقاً لما بین یدی من التوراة و مبشراً برسول یاتئ من
بعدی اسمہ احمد فلما جاءہم بالبینات قالوا هذا سحر مبین۔ بقول
آپ کے اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح ناصری نے اپنی موت کے بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی ہے لیکن اگر ان کی حیات کو تسلیم کیا
جائے اور مانا جائے کہ وہ پھر دوبارہ نزول ہوں گے تو اس آیت کا صریح خلاف ہو
گا۔ اور ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشینگوئی کے مصداق نہیں
کیونکہ اس وقت یہ صادق آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ کے قبل مبعوث ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ
آپ کے بعد میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی صداقت مسلمہ
فریقین ہیں۔ پس مسیح کا زندہ ہونا باطل ہو گیا اور ان کی وفات متعین ہو گئی۔

اس نویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ بعدی دونوں
صورتوں یعنی بعد الموت و بعد القیامت کو شامل ہے۔ دیکھو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ تبوک کے موقع پر اہل دعیال کی خبر گیری کے لیے مدینہ میں
جھوڑا تو اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا
انہ لانبی بعدی۔ ۱۲

دسویں دلیل: لاو من تعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں تو اس کی بناوٹ میں اس کو الٹاتے گھٹاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومنکم من يتوفى و منکم من یرد الی ارضہ العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ (رجع) اور تم سے وہ ہے جس کو وفات دی جاتی ہے اور تم میں سے وہ بھی ہیں جن کو ازل ترین عمر (انہجائی بڑھایا) کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جاننے کے بعد نہ جاننے والا بن جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے۔ کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو انہجائی درجہ کا بڑھایا پانے سے پیشتر وفات پا جاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن پر انہجائی درجہ کا بڑھایا آتا ہو جس کی وجہ سے ان کے تمام اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی قوتیں تزلزل ہو جاتی ہیں اور علم وغیرہ بھی باقی نہیں رہتا۔ پس مسیح بھی اس قانون کے تابع نہیں رہ سکتے پس یا تو ان کو ان دونوں قسموں میں شامل کر دو ورنہ مانو کہ وہ انسان نہیں بلکہ کچھ اور ہیں۔ اور اگر تم ان کو دوسری قسم میں شامل کرو تو دو ہزار سال کی عمر میں سمجھ لو کہ ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ یا پہلی قسم میں شامل کرو کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ تیسری کوئی صورت خدا تعالیٰ نے بیان نہیں کی۔ پہلی صورت تو آپ کو بھی منظور نہیں اور نہ آپ تسلیم

اس دسویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ان آیات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد کرتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ فوت ہو کر میرے مقبرے میں میرے پاس مدفون ہوں گے۔ ۱۲ مرتب

کرتے ہیں۔ پس دوسری صورت ہے کہ وفات پا گئے ہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔

گیا رہوئیں دلیل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان

موسىٰ و عيسىٰ حيين لما و سعهما الا اتباعى (ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۳۶)

والیوقت والجواہر وغیرہ) کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری

پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس حدیث میں تو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی

وفات کا اکتفا ذکر کیا۔ اور دو اور حدیثیں ہیں جن میں سے ایک میں تو صرف موسیٰ

کا نام آیا ہے اور ایک میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چنانچہ حضرت موسیٰ کے

متعلق فرمایا ہے لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا اتباعى اور تیسری حدیث جس میں صرف

حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے جو فقہ اکبر مطبوعہ مصر ایڈیشن اول کے ص ۱۰۰ پر ہے۔

و یقتدی بہ لیظهر متابعتہ لنا ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کما اشار الیہ هذا المعنى صلعم

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرنسپل میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث صحاح ستہ

میں نہیں بلکہ مشکوٰۃ میں بردایت جاہل اس طرح ہے ولو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا

اتباعى (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔

اور نیز مشکوٰۃ میں ایک اور جگہ یہ حدیث یوں مذکور ہے ولو کان حیا دارک نبوتی لا یجتنبی رواہ

الدارمی۔ اور اس میں نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ خلاصہ یہ کہ غیر مستند حدیث

کیوں پیش کی جاتی ہے۔ اس کا راوی کون ہے۔ احادیث مستندہ صحیحہ کے خلاف ایک مبکر

حدیث کو پیش کرنا کونسا اسلام ہے۔ اور الیواقیت والجواہر نے فتوحات مکیہ کا حوالہ دیا ہے۔

اور فتوحات مکیہ میں صرف لو کان موسیٰ حیا مذکور ہے۔ اور نیز وہ حدیث جس میں عیسیٰ کا ذکر ہے

بجاء شرط نمبر ۲ بوجہ اس کے کہ نص قرآنی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے صحیح نہیں اور اگر اس

حدیث کے ان الفاظ کو بالفرض صحیح تسلیم کیا جائے تو تعارض بین الاحادیث کو دور کرنے کے

لیے اس کا یہ معنی ہوگا۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین علی الارض الخ ۱۲ مرتب

لو کان عیسیٰ حیا ما وسعه الاتباعی یعنی مسیح موعود مہدی کی اقتدا کریں گے
 تاکہ ظاہر کریں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں جیسا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اس دعا کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر
 عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا۔ پس ان کا پیروی نہ کرنا
 اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اس دلیل کو میں ایک مثال سے واضح
 کرتا ہوں جو یہ ہے مثلاً ایک ساکل ہم سے ایک روپیہ مانگے اور ہم جواب میں
 اسے یہ فقرہ کہیں کہ اگر ہمارے پاس روپیہ ہوتا تو ہم دے دیتے تو اس فقرہ کا نتیجہ
 اور مقصود اور آمل یہ ہے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے وہ میری پیروی
 کرتے۔ فقیر یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔

www.NAFSEEN.COM

بارہویں دلیل: ابوخیبر بنی ان عیسیٰ ابن مریم عاش مائتہ و
 عشرين سنة والا زانی الا ذابہا علی داس ستین (رج الکرام ص
 ۳۲۸) وحاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت متوکل مطبوعہ دہلی

حضرت عابد رضی اللہ عنہا سے متذکرہ میں حاکم اور حضرت فاطمہ الزہرا
 رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا
 ہے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح نے ایک سو میں برس عمر پائی اور میری عمر

مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث اس وجہ
 سے کہ نص قرآنی اور احادیث مستندہ صحیحہ کثیرہ کے متعارض ہے غیر صحیح بلکہ موضوع ہے ورنہ
 مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ اگر بالفرض صحیح تسلیم کی جائے تو اس کا مطلب
 یہ ہوگا کہ عیسیٰ بن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارا کیا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ بدان زیست

نمائید (منتہی الارباب جلد ۳ ص ۲۲۸) ۱۲ مرتب

ساتھ برس کی ہوگی۔ اور مصنف رحمہ اللہ نے اس حدیث کو روایت کر کے لکھا ہے
 رجالہ ثقات کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور پھر جلالین کے حاشیہ پر جو یہ
 حدیث بیان ہوئی ہے تو وہ ابن حجر نے روایت کی ہے۔ یہ حدیث بالوضاحت
 دلالت کرتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ برس کی عمر پا کر وفات پا
 جائیں گے دیے ہی صبح ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا گئے ہیں۔ اور اگر
 انہیں زندہ تسلیم کیا جائے تو ان کی عمر آپ کے وقت میں ایک سو بیس نہیں بلکہ سات
 سو برس کے قریب ہونی چاہیے۔ کیونکہ کسی کی زندگی میں جو زمانہ گزرتا ہے وہی
 اس کی عمر ہوتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا اور اپنی مرض
 الموت میں فرمایا کہ یہ بات بطور بصیرت کے لوگ یاد رکھیں کہ حضرت عیسیٰ ایک
 سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ
 برس کی عمر پا کر وفات پا گئے۔ "THE NATURAL"
 "تیرھویں دلیل: بعمر آج کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ میرے مناظر
 صاحب کو بعمر آج کی تمام حدیثوں پر احاطہ نہیں۔ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللہ ابن
 مسعود قال لما كان ليلة اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم لقي
 ابراهيم وموسى وعيسى فنادوا الساعة قيدا و ابراهيم فسالوه عنها
 فلم يكن عنده منها علم ثم سالوا موسى فلم يكن عنده منها علم فرد
 الحديث الى عيسى ابن مريم فقال قد عهد الى فيما دون وجبتها فاما و
 جبتها فلا يعلمها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقطعه الحديث
 (سنن ابن ماجہ ص ۹۰۳) یعنی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعمر آج کرایا گیا اس
 رات آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی۔

و سلم نے مسیح ناصری اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو ایک جگہ اکٹھے دیکھا ہے۔ بعض حدیثوں میں تو دوسرے آسمان میں اور بعض احادیث میں چوتھے آسمان میں اب سوال یہ ہے کہ مردوں کا مقام زندوں کا کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ مردوں میں وہی رہ سکتا ہے جو مردہ ہو نہ کہ زندہ۔ اب اس مقام کے متعلق ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ مقام جنت تھا یا برزخ۔ اگر کہو مقام برزخ تو پھر بھی مسیح نہیں آسکتے اور نہ ہی وہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مقام برزخ مردوں کے لیے ہے نہ کہ زندوں کے لیے۔ اور مقام برزخ میں رہنے والا دنیا میں نہیں آسکتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے حتیٰ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلیٰ اعمل صالحا فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا و من وراٰثمہم برزخ الی یوم یبعثون۔ پس جو برزخ مقام میں پہنچ گیا قیامت کے دن تک اس کا ٹھکانا برزخ ہی ہے نہ کہ دنیا اور اگر کہو کہ جنت میں ہیں تو جنت ہی مرنے کے بعد حاصل ہوتی

(بقیہ) تو ان سب میں قیامت کی بابت ذکر کر چلا۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ کو قیامت کے وقوع کی بابت کوئی خبر نہ تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ آپ کو بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو آپ نے کہا کہ ہاں قیامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مجھ سے عہد ہے لیکن قیامت کے واقع ہونے کا وقت سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور کہا پھر میں نازل ہوں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ دیکھو اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی نزول ثانی کو بیان فرماتے ہیں۔ اس حدیث سے آفتاب نصف انتہار کی طرح روشن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرب قیامت میں نازل ہونے کی بابت ذکر کر رہے ہیں اس حدیث کی تصریح کے مقابلہ میں قادیانی مناظر کی وہی اور خیالی باتوں کا کچھ اثر نہیں ۱۲۔ اللہم اغفر لکاتبہ ووالدیہ واستاذہ و من سعی فیہا۔

ہے اور پھر جو جنت میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو پھر وہاں سے نکالائیں جاتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ہم منہا بمعرجین۔ پس کوئی صورت اختیار کرو معراج کی حدیث سے مسیح کی وفات اور اس کا دوبارہ دنیا میں نہ آنا ثابت ہے۔ چودھویں دلیل: طبقات کبیر محمد بن سعد جو کہ حالات شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالات صحابہ کرام بلکہ ابتدائی اسلامی تاریخ کی جز ہے اس کے جلد ثالث ص ۲۶ پر بھیرہ بن مریم سے روایت کی ہے کہ لما توفي علی ابن ابی

اے گو اس چودھویں دلیل کا جواب دینا اسلامی مناظر کا فرض نہیں تھا کیونکہ بروئے شرط نبی قادیانی مناظر کا فرض تھا کہ قرآن کریم اور حدیث کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کرتا اور اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کا قول تاریخی رتبہ میں پیش کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اسلامی مناظر نے جواب دیا ہے۔ جس کی توجیح یہ ہے کہ بخلاف آیت فنفخن فیہا من روحنا (الانبیاء) و آیت فارسلنا الیہا روحنا (مریم) اور بخلاف حدیث شفاعت ولكن علیکم بعیسیٰ فانہ روح اللہ تعالیٰ (الشفاعہ ص ۳۶۶ جلد ۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ ہونے میں خصوصیت ہے اور اسی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم سے روح کے ساتھ تعبیر فرمائی ہے اور اضافت روح کی طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اضافت بیان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عرج فیہا بالروح الذی ہو عیسیٰ ابن مریم الخ۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فقرہ ولقد قبض استعمال فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے لیے لفظ عرج فیہا بولا ہے۔ اور اسی کتاب طبقات ابن سعد کی یہ عبارت اس مضمون کی تائید کرتی ہے عن ابن عباس و ان اللہ رفعہ بجسده و انہ حی الیقن و سیرجع الی الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) یعنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسہ الحصری اٹھالیا ہے۔ اور وہ اس وقت زندہ ہے اور عتق رب دنیا میں دوبارہ آئے گا پھر اس میں بادشاہ ہوگا پھر وفات ہوگا جیسا اور لوگ فوت ہوتے ہو۔ ۱۲ مرتب

طالب قام الحسن بن علی فصعد المنبر وقال ايها الناس قد قبض
 الليلة رجل لم يسبقه الاولون ولقد قبض في الليلة التي عرج فيها
 بروح عيسى ابن مريم ليلة سبع وعشرين من رمضان بحيره ابن مريم
 نے کہا کہ جب علی ابن ابی طالب فوت ہوئے تو حسن بن علی علیہما السلام کھڑے
 ہوئے اور ممبر پر چڑھ کر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! آج رات وہ شخص فوت ہوا ہے
 جس سے نہ تو پہلے بڑھے اور نہ پیچھے آنے والے لوگ ان کو پہنچیں گے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جنگ پر روانہ فرماتے تھے تو حضرت جبریل ان کی دعویٰ
 طرف اور حضرت میکائیل ان کی بائیں طرف سے اسے گھیر لیتے تھے۔ تو آپ نہیں
 واپس ہوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح دینا تھا اور واللہ یقیناً وہ اس معرف
 و مشہورات میں فوت ہوا ہے جس کو تم جانتے ہو کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کی روح اوپر چڑھائی گئی تھی اور رمضان کی ستائیسویں رات ہے پس اس حدیث
 میں صاف طور پر مسیح کے رفع روح کی خبر دی گئی ہے۔ پھر اس کی خاص تاریخ اور
 خاص وقت بھی بتلایا گیا ہے اور وہ بھی ایسے الفاظ کے ساتھ جن کے کوئی اور معنی
 نہیں ہو سکتے۔ پھر ایسی طرز سے کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سب مخاطبین
 صحابہ اور تابعین اس وقت اور اس تاریخ کو اس وصف کے ساتھ پہلے سے جانتے
 تھے کہ حضرت مسیح کی روح اس میں اٹھائی گئی۔ پھر مجمع بھی کوئی تھوڑا نہیں بلکہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا موقعہ ہے اور اس اجتماع کے موقعہ پر امام حسن
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اٹھائی گئی نہ کہ جسم اور وہ
 ستائیسویں رمضان کی ہے۔ اور اس وقت کوئی صحابیہ کوئی تابعی کوئی عالم بھی یہ نہیں

کہتا کہ حضور آپ کیا فرما رہے ہیں وہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور پھر اس پر طرفہ یہ کہ ہم کو بھی ساتھ شریک کرتے ہیں کہ یہ بھی اس کو جانتے اور مانتے ہیں کہ وہ فلاں رات میں فوت ہوئے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں بولتا اور سب سکوت اختیار کر کے ان کی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھ لو دنیا کی اصلاح کے لیے دو قدرتی معجزات ہوا کرتی ہیں۔ قدرت اولیٰ۔ وہ نبی کا وجود ہوتا ہے اور قدرت ثانیہ اس کے جانشین ہوتے ہیں۔ قدرت اولیٰ کی وفات ہوتی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس وقت قدرت ثانیہ کا پہلا فرد اٹھتا ہے اور آیت ما محمد الا رسول قد خلت

من قبلہ الرسل اور انک میت و انھم میتون اور آیت ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان میت فہم الخالدون۔ وغیرہ آیات پڑھ کر مسیح کی وفات

ایک فقرہ جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا شخص طور پر ذکر نہیں۔ اجماع صحابہ کمالا ایک خیالی امر ہے بلکہ اجماع صحابہ درحقیقت وہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے حدیث والذی نفسی بیدہ لبوشکن ان بنزل فیکم ابن مریم الخ ذکر کر کے فرمایا افرأوا ان شتم و اتعن اهل الكتاب الا لبومنن به قبل موته اور اس تصریح نزول ابن مریم کے موقع پر کوئی صحابی نہ تو نفس مضمون یعنی نزول ابن مریم سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ضمیر قبل موتہ کا مرجع ابن مریم کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ ہی آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے اور قدرت ثانیہ کے چوتھے فرد کے فوت ہونے پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ولقد فیض فی اللبلة النی عوج فیہا بروح عیسیٰ ابن مریم الخ اور اس عبارت کا صحیح مطلب وہی ہے جو گزر چکا ہے تو اس لحاظ سے اس موقع پر بھی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے زندہ بحمدہ العصری مرفوع ہونے پر اجماع صحابہ ثابت ہووانہ کہ جیسا قادیانی مناظر نے زعم کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

ثابت کرتا ہے اور سب لوگ اپنی خاموشی سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر خلفاء اربعہ میں سے یعنی قدرت ثانیہ کا چوتھا فرد جب فوت ہوتا ہے تو موجودہ خلافت راشدہ کا آخری فرد بھی اٹھ کر حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کرتا ہے اور اس کا اعلان کرتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری بحکمہ العصری آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ ان کی روح کا رُفَع ہوا ہے اور وہ وفات پا گئے ہیں۔

پندرہویں دلیل :- امام بخاری اپنی صحیح میں کتاب بدائع الخلق کے باب واذ کمر فی الکتاب مریم میں چند احادیث لائے ہیں جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا ابن مریم اور ہے جو امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔ چنانچہ پہلے وہ دو حدیثیں لائے ہیں (۱)

مشتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرنسپل میں اس طرح جواب دیا ہے کہ لفظ مسیح کے دو مصداق تشریف آور ہیں مرزا صاحب کی ساخت و پرداخت ہے۔ کسی اسلامی کتاب میں۔ کسی امام۔ صاحبی اہل مذہب کا کوئی قول سید نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو علم حدیث اور اصول حدیث کی واقفیت نہ تھی ورنہ خود محدثین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مختلف حلیوں کی تطبیق دی ہوگی ہے۔ وہ یہ کہ گندم گون رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے بال قدرے جیوت کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ آپ کی تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں کہ اسے خسر ج من دبھاس گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسیح آپ نے سمجھ لیے اور کہہ دیا کہ ایک میں دو حلیے جمع نہیں ہو سکتے ہیں مگر بلکم۔ ”مسیح مسیح زمان و نم کلیم خدا، نم محمد داحمد کو بتجبی باشد“ حضرت موسیٰ و حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور نیز صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۸۹ میں ہے۔

عن ابن عمر قال قال النبی ﷺ رایت عیسیٰ و موسیٰ و ابراهیم فاما
عیسیٰ فاحمر یجد عریض الصدر (بخاری جلد ۲ ص ۱۵۵ مطبوعہ مصر) ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم
علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا حضرت عیسیٰ کا حلیہ یہ تھا کہ وہ سرخ رنگ کے ہیں اور
بال گھنگریالے اور سینہ چوڑا ہے۔ (۲) عن نافع قال عبد اللہ ذکر النبی
ﷺ و ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کا حسن
مایری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکیہ و فی الحدیث الثانی
فاذا رجل آدم سبط الشعر رجل الشعر یقطر رأسہ ما و اصنعایدہ علی
منکیہ رجلین یطوف بالبيت قلت من هذا فقالوا المسیح ابن مریم
الحدیث ایک فرماتے ہیں کہ مجھے کعبہ کے پاس خواب میں دکھایا گیا کہ ایک آدمی
جو گندم گوں ہے اور بہت عمدہ رنگ ہے اس کے بال شانوں کے درمیان تک
ہیں۔ کنکلی کئے ہوئے بالوں والا ہے۔ دوسری روایت میں جو اس کے ساتھ متصل
آئی ہے یہ ہے کہ وہ گندم گوں ہے اور اس کے سر کے بال سیدھے ہیں اس کے سر
سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے
ہیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ مسیح ابن
مریم ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مسیح سے آگے دجال طواف کر رہا ہے۔ ان دونوں
حدیثوں کو لا کر امام بخاری نے یہ سمجھایا ہے کہ ابن مریم دو ہیں اور ان دونوں

(بقیہ) حدثنا احمد قال سمعت ابراہیم عن ابیہ قال لا واللہ ما قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لعیسیٰ احمر الخ۔ اس سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ احمر اور آدم سے مراد
ایک شخص ہے۔ کیونکہ اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا
ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جاسکتا تو پھر طبعی نفی کا کیا معنی۔ ۱۲ مرتب

حدیثوں میں اس پر دو دلیلیں دی ہیں۔ پہلی دلیل تو امام بخاری نے حلیتین سے دی ہے کہ ابن مریم کے دو حلیے بتائے گئے ہیں۔ ایک میں سرخ رنگ دوسرے میں گندی۔ ایک میں سیدھے بال دوسرے میں گھنگریالے بال۔ پس اختلاف حلیتین اس بات پر دال ہے کہ ابن مریم دو ہیں ایک نہیں۔ کیونکہ ایک شخص کے دو حلیے نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایک نام دو شخصوں کا ہو سکتا ہے۔ دوسری دلیل یہ دی ہے کہ پہلے ابن مریم یعنی مسیح ناصری کو تو معراج کی رات مردوں کے ساتھ دیکھا ہے۔

اور دوسری حدیث میں جس میں ابن مریم کا ذکر ہے اس کو آئندہ آنے والے دجال کے پیچھے۔ پس زندہ مردوں میں نہیں جاسکتا اور مردہ زندوں میں نہیں آسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن مریم دو ہیں۔ معراج کی رات جسے دیکھا وہ اور ہے اور جس کو دجال کے پیچھے دیکھا وہ اور ہے۔ اس کے بعد اس ترتیب سے وہ دو

حدیثیں لاتے ہیں

۱۷۔ ایک نوادہ حدیث جس میں فاقول کہا قال عبد الصالح و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم اور دوسری حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم۔ پہلی حدیث میں تو پہلے ابن مریم کی جسے معراج کی رات میں دیکھا دقات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور آیت کی بجائے حدیث پیش لائے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث بیان کرنے میں ایک مزید فائدہ تھا وہ یہ کہ علماء جو توفیتی کے معنی رفعتی کے کرتے ہیں غلط ہیں۔ پس حدیث پیش کر کے بتا دیا کہ توفیتی کے معنی اقی کے ہیں اور انہی معنوں میں مسیح نے استعمال کیا ہے جن معنوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دوسری حدیث میں امام بخاری نے بتایا ہے کہ وہ ابن مریم جس کو آپ نے دجال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا ہے اور جس کا کام اس حدیث سے پہلی حدیث میں کس صلیب اور قتل خنزیر بتایا گیا ہے وہ تم میں سے پیدا ہوگا کہیں باہر سے نہیں

آئے گا بلکہ دہ امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔

پس! امامکم منکم ہی بتایا کہ وہ مسیح اسرائیلی جس کی وفات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے وہ نہیں آئے گا بلکہ آنے والا مسیح اس امت محمدیہ سے ہی ہوگا چنانچہ وہ مسیح آگیا اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور آپ نے باوازا بلند پکار کر کہا۔

۲ چوں مرا نورے پے قوم سبکی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بجاہادہ اند
سوئے من اسے بدگماں از بدگمانہا ہمیں

www.nafiseh.com
میدر چشم چون قمر تابم، چون قرص آفتاب
MAAT کو در چشم آفتابکند و در کار ایم، افتادہ اند

۱ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرنسپل ۲ میں اس حدیث یعنی کیف انتم
اذنزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم کا یہ جواب دیا ہے کہ و امامکم منکم
حال ہے جس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ کیف تھلک امتہ انسا اولہا و المہدی
وسطہا و المسیح اخرہا (مشکوٰۃ ص ۵۷۵) ۱۲ مرتب

۲ قادیانی مناظر عجیب لیاقت کا آدمی ہے کہ جابجا مرزا صاحب کے اشعار پیش کرتا ہے
حالانکہ اسلامی مناظر جس کے مقابلہ پر یہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں وہ مرزا صاحب کو
مفتی اور متنبی سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو یہ نور بھی نرالا دیا گیا کیونکہ مرزا صاحب کے
انوار کے چکار ہر طرف سے ایسے نمودار ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً صائب کہتا ہے۔

بشتوید اسے طالبان کز غیب بکندایں ندا
مصلحتے باید کہ درہر جا مفاسد زاوہ اند
صادقہ وارنظر مولیٰ بانشاہا آدم
صدور علم و ہڈی بروئے من بکشادہ اند

پیارو! غور کر دگر کرو۔ دیکھو یہود نے مسیح نامری کے وقت کہا کہ جب تک
ایلیا آسمان سے نہ آئے تب تک ہم تجھے نہیں مانیں گے۔ کیا کوئی ایلیا آسمان سے
اتر آیا نہ مطابق حدیث السعید بن وعظ بغیرہ نصیحت پکڑا اور ڈر جاؤ۔ اور اس
بات پر مت زور دو کہ جس کی خرابی تم پر عیاں ہو چکی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہوا ہے کہ میری امت بھی یہود کا طریق اختیار کرے گی۔

THE NATURAL PHILOSOPHY

(بقیہ)

ارے خود غرض و خود کام مرزا	ارے منحوس نافر جام مرزا
غلامی جھوڑ کر احمد بنا تو	رسول حق باسحکام مرزا
سک و مہدی موعود بن کر	بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصارے میں باخ	سیحائی کا یہ انجام مرزا
سینے پندرہ بڑھ بڑھ کے گزربے	ہے اہلکم زعمہ اے قلام مرزا
تری تکذیب کی شمس و قمر نے	ہوا جنت کا خوب اتمام مرزا
ڈھویا قادیاں کا نام تو نے	کہیں کیا اے بد و بدنام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیشینگوئی	جو تھا شیطان کا الہام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مر تو	بظاہر اس میں ہے اتمام مرزا

مطابق شرط نمبر ۲ ہم نے مذکورہ بالا پندرہ دلائل وفات مسیح پر قرآن مجید وحدیث صحیح سے لکھے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند انسان صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

دستخط پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ

کرم داد۔ از دو لہیاں

دستخط جلال الدین شمس مولوی فاضل۔ مناظر منجانب جماعت احمدیہ از

قادیان

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

پندرہ دلائل کو غور سے پڑھا اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے جو ان کی تردید کی ہے وہ بھی نہایت تدبر سے ذہن نشین کی۔ جس لئے یہ ظاہر ہوا کہ اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کے طرز استدلال کو شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں لے کر آیا تو انہوں نے اصل ثابت کیا کہ قادیانی مناظر کی کسی دلیل کا طرز استدلال وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہ کر سکا۔ بلکہ قادیانی مناظر نے جو قرآنی دس دلیلیں ذکر کی ہیں ان میں سے سوائے پہلی دلیل کے کسی دلیل میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی وفات کا ذکر ہی نہیں۔ اور پہلی دلیل کے متعلق خود قادیانی مناظر نے تسلیم کیا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اور قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی جماعت بڑے فخر سے یہ کہتی تھی کہ ہم وفات مسیح ابن مریم قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور حیات مسیح ابن مریم پر ہمارے مخالف فریق کے پاس کوئی قرآنی دلیل نہیں بلکہ اگر پیش کرتے ہیں تو حدیث۔ اس مناظرہ میں ان کا یہ مصنوعی فخر بخوبی ٹوٹ گیا ہے اور قادیانی مناظر کو اپنے دلائل پر ایسی بے اعتباری اور بے اطمینانی تھی کہ اس نے زور دلائل میں چند ایسی احادیث بیان کر دیں جن کا حال گزر چکا ہے اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر حیات مسیح ابن مریم کو قرآن کریم سے ثابت کیا جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہ دے سکا۔ اگر حیات مسیح ابن مریم کو حدیثوں سے ثابت کیا جائے تو فن حدیث اس مضمون سے لبریز ہے۔ ۱۲ مرتب

تردید و دلائل وفات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ فان

تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ و الی الرسول۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم آسمان ثانی یہ ہے وہ محترم

وہ ابھی داخل نہیں اموات میں ہے یہی مضمون بیس آیات میں

میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے کوئی دلیل قرآنی

یا حدیثی پیش نہیں کی جس سے وفات ابن مریم ثابت ہو۔ آپ قرآن کریم کے

الفاظ میں غور کریں۔ آپ نے کوئی فقرہ ایسا پیش نہیں کیا جس سے بلحاظ الفاظ و

تو اعداد عربیت وفات ابن مریم ثابت ہو۔ مثلاً آیت واذ قال اللہ بعیسیٰ ابن

مریم انت قلت للناس اتخذونی ربی واذ قال اللہ یحییٰ ابن مریم

اتناہی ثابت ہوا کہ لما توفیتی وعدہ انی متوفیک ورافعک الی کے

وقوع کا بیان ہے۔ اب اگر بلحاظ آیت اللہ یعوفی الانفس حین موتھا و الی

لہم سمت فی منامھا۔ توفیتی سے انتہی مراد لی جائے تو اس سوال و جواب میں

زمانہ رقابت زیر تنقیح ہے۔ علم مٹیت زیر بحث نہیں اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں

برابر ہیں۔ سوال یوں ہو گا کہ کیا آپ اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر نگینی کہہ

کر مٹیت پھیلاتے تھے تو آپ جواب دیں گے کہ جب سوتے ہوئے میرا رفع

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے دلائل وفات مسیح ابن مریم اپنے دھم کے مطابق پیش کئے

ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو بلحاظ الفاظ و تو اعداد عربیت وفات

ابن مریم کو ثابت کرے۔ ۱۲ مرتب

جسمانی ہوا تو میری ذمہ داری اور رقایت ختم ہو چکی اور اپنی ذیوٹی پوری کر چکا۔ اور اگر توفیق سے اتنی مراد لی جائے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا اور از استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف يعلمون اذا الاغلال فی اعناقهم۔ اور مولوی نور الدین صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”اور جب کہے گا اللہ۔“ (فصل الخطاب ص ۱۷۸) پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ابن مریم قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور ابن مریم کی غلط گوئی کا الزام قرآن کریم کے الفاظ پر نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوال علم سے نہیں ہوگا۔ بلکہ سوال صرف یہ ہوگا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہہ کر حیلٹ پھیلانی تھی۔ چنانچہ وہ اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا۔ رہی زائعات۔ اس کا جملہ نامہ ان پر واجب ہے مفید اس لیے خاموشی اختیار کر کے اس پر ربا لڑنے کریں گے اور کہیں گے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلہم فانک انت العزيز الحکیم اور فاقول کما قال العبد الصالح میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو۔ اور قال کا ماضی ہونا۔ اس کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ ماضی بمعنی مضارع بکثرت قرآن کریم میں وارد ہے ونفخ فی الصور۔ واشرق الارض ووضع الكتاب۔ جیمی بالنسب۔ قضی بینہم میں قال بمعنی القول ہو سکتا ہے اور ایسا ہی آیت

اور یہ امر کہ ماضی سے کیوں تعبیر فرمایا۔ سو گو بیان نکتہ کو اصل مقصود میں کوئی دخل نہیں مگر تہرما بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی حکایات بیان فرمائیں کہ میں قیامت میں اس طرح کہوں گا۔ اس بیان سے پہلے صحابہ یہ آیت سن چکے تھے واذ قال اللہ با عیسیٰ انت قلت للناس الی ان تعذبہم فانہم عبادک الایہ پس مقتضای بلاغت کا ہوا کہ حکایت کے ماضی ہونے کو بمنزلہ نکلنے کے ماضی ہونے کے قہرما کر ماضی استعمال فرمایا۔ یا یوں کہا جائے کہ قیامت کے

قد دخلت من قبله الرسل الخ کیونکہ خلت کا معنی مات نہیں۔ دیکھو سنۃ اللہ
 الی قد دخلت اور دیکھو ولن تجد لسنة الله تبديلاً۔ بلکہ خلو کے معنی نقل مکانی
 ہے۔ اور اذا خلوا الی شیاطینہم یا زمانے کا گزرنا بسا اسلفتم فی الایام
 الخالیۃ اور ذی مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتا ہے۔ اور جنگ احد
 کے واقعہ میں سالہ کلیہ کی تردید ہے جو حملہ سے ہو سکتی ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں
 ہے اور حضرت ابوبکر کی نظر افان مات الخ پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقع پر
 یہ آیت بھی پڑھی انکس میت و انھم میتون اور ویسائی آیت والذین یدعون
 من دون الله لا یخلقون شیئاً و هم یخلقون اموات غیر احياء قضیہ مطلقہ
 عامہ ہے ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں۔ اور نیز آیت انک
 میت و انھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی
 آیت کانا یا کلان الطعام میں میضہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے
 کانت من القانتین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن مریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث

(بقیہ) روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پہلے ہو چکے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صادر
 ہو گا تو حضور کے قول کے وقت چونکہ وہ قول ماضی ہو چکا ہے۔ اس لیے میضہ ماضی سے تعبیر فرمایا۔
 قرآن کریم میں بھی اس کی نظیر ہے۔ قال تعالیٰ یوم یاتی بعض ایات ربک لا یتفع نفساً
 ایما نہا لم تکن امتت من قبل (الانعام) یہ یقینی بات ہے کہ تکلم کے وقت کے اعتبار سے کم تکن
 امتت مستقبل ہے مگر باعتبار وقت لا یتفع کے ماضی تھا اس لیے ماضی لائے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بعض
 جگہ تو مستقبل سے مستقبل کو بھی ماضی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ قال تعالیٰ و علی الاعراف رجال
 یعرفون کلاً بسمائهم ونا دوا اصحاب الجنة (الاعراف) اس میں یقیناً عدا بعد معرفت کے
 ہے پھر معرفت کو مستقبل لائے اور عدا جو اس مستقبل سے بھی مستقبل ہے اس کو ماضی سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲۔

سائیں گے لست کا حد کم اور لست کھینکھانی یطعمنی ربی و
 یسقینی اور ایسا ہی آیت و اوصافی بالصلوة الخ کیونکہ نماز کے آسمان پر ادا
 ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور زکوٰۃ کے متعلق یہ جواب ہے کہ زکوٰۃ سے مراد
 پاکیزگی ہے جیسا و حسنات من لدنا و زکوٰۃ اور نیز لا ھب لک غلاماً زکياً
 قابل غور ہے۔ اور اگر زکوٰۃ سے صدقہ مفروضہ مراد لیا جائے تو پہلے میرے
 مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن یا حدیث سے ثابت کریں
 پھر ہم مصرف بتا دیں گے۔ اور ایسا ہی آیت والسلام علی یوم ولدت و یوم
 اموت الخ کیونکہ عدم ذکر شے سے اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا مرزا
 صاحب کہتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۳۵)
 اور نیز لفظ و سج اس سے بیشتر مذکور ہے۔ وجعل علی مبارکک ابتماکت اور ایسا
 ہی آیت ولکم فی الارض مستقر و مناع الی حین اور آیت فیہا تحبون
 و فیہا تموتون۔ کیونکہ یہ جملہ لفظ مقرر طبی کے ہے مانند ملائکہ کی۔ اور نیز جعل
 تکوینی میں یہ لازم نہیں کہ محمول الیہ لازم ہو۔ وجعلنا اللیل لباساً وجعلنا
 النهار معاشاً اور ایسا ہی مبشراً برسول الخ کیونکہ بعدی ہر دو صورتوں یعنی
 بعد الموت اور بعد الغیوبت کو شامل ہے۔ دیکھو حدیث انت منی بمنزلہ
 ہارون من موسیٰ الا انه لانی بعدی بوقت غیوبت فرمائی گئی۔ اور ویسا ہی
 آیت و من نعمہ فنکسہ اور آیت و منکم من ینوفی و من مرید الی
 ازل العمر کیونکہ ہم ابن مریم کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد
 کرتے اور ویسا ہی حال احادیث کا ہے۔ مثلاً لو کان موسیٰ و عیسیٰ حین
 الخ کیونکہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں بلکہ مشکوٰۃ میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ یہ
 حدیث اس طرح پر ہے لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الاتباعی الخ (رواہ احمد)

اور نیز بلحاظ شرط نمبر ۲ بوجہ خلاف قرآن ہونے کے غیر صحیح ہی اگر مانی جائے تو اس کا
 معنی بقرینہ تطبیق بین الاحادیث حسین علی الارض ہوگا۔ اور ایسا ہی حدیث ان
 عیسیٰ ابن مریم عباس مائة وعشرين سنة کیونکہ بصورت صحت اس کا
 مطلب یہ ہے کہ ابن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارا کیا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ
 بدان زیست نما (منتہی الارب جلد ۳ ص ۲۷۸)۔ اور حدیث معراج کے متعلق
 یہ گزارش ہے کہ میرے مناظر صاحب نے معراج کی تمام حدیثوں پر نظر نہیں
 کی۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللہ ابن مسعود قال لما كان ليلة
 اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم لقي ابراهيم وموسى وعيسى
 فذاكروا الساعة فبدأوا بابراهيم فسألوا عنها فلم يكن عنده
 منها علم ثم سألوا موسى فلم يكن عنده منها علم فرد الحديث الى
 عيسى ابن مريم فقال قد عهدت الي فيما دون وجبتا فاما وجبتا فلا
 يعلمها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقبله الحديث۔ اور
 روایت طبقات ابن سعد کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ بوجہ خصوصیت روح اللہ
 ہونے کے ابن مریم سے بالروح تعبیر کی گئی ہے اس کی تائید اسی طبقات ابن سعد
 میں ہے يحيى عن ابن عباس و ان الله رفعه بجسده و انه حي الآن و
 سير جمع الى الدنيا فيكون فيها ملكا ثم يموت كما يموت الناس۔ ایسا
 ہی احادیث حلیہ۔ کیونکہ گندم گوں رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم
 ہونے لگتا ہے۔ اور سیدھے بال قدرے جمودت کے منافی نہیں۔ کیونکہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ابن مریم کا حلیہ تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا۔ چنانچہ بیان
 فرماتے ہیں كانه خرج من ديماس كوايا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل
 رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسج آپ نے

سمجھ لے۔ مگر حکم۔

منم مسیح زمان ومن کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد
حضرت موسیٰ و حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دو مختلف طیلوں کا ایک شخص
میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم
فیکم و اماکم منکم میں اماکم منکم حال ہے جس کی تائید یہ حدیث
کرتی ہے کیف تہلک امتہ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح
اخرہا (مشکوٰۃ)

دستخط: مفتی غلام مرتضیٰ - اسلامی مناظر
دستخط: مولوی غلام محمد پریزینٹ اسلامی جماعت
از گروہ ضلع پٹان

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء
ترید لائل حیات مسیح - از جلال الدین صاحب قادیانی مناظر
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پہلی دلیل حیات مسیح پر جو مفتی صاحب نے پیش کی ہے وہ آیت بل رفعہ
اللہ الیہ ہے۔ اس آیت کے فقرہ بل رفعہ اللہ سے مفتی صاحب استدلال کرتے
ہیں کہ وہ آسمان پر بحکمہ العصری زعمہ اٹھائے گئے۔ اور اس بات کے ثبوت میں
لفظ رفع کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی
معنی ”اوپر کی طرف اٹھانا“ ہے۔ آگے آپ نے مثالیں دی ہیں۔ مگر میں مفتی
صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ لغت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع ان
معنوں میں استعمال نہیں ہوتا جیسا کہ لسان العرب میں لکھا ہے۔ و فی اسماء اللہ

الرافع ۱۔ الذی یرفع المومنین بالاسعاد و اولیاء بالتقرب اس کے سوا
اور کوئی معنی خدا تعالیٰ کے نام رافع کے نہیں جبکہ مفعول ذی روح انسان ہو اور رفع
کا فاعل خدا تعالیٰ ہو تو اس کے معنی سوائے تقرب اور اسعاد کے نہیں ہوتے۔ اور
اگر ہوتے ہوں تو مفتی صاحب کوئی ایک مثال پیش کریں۔ پس مسج کے لیے جو
لفظ رفع کا استعمال ہوا ہے وہ اسی طریق پر ہوا ہے کہ اس کا فاعل خدا تعالیٰ ہے

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں بالظاہر
سیاق و سباق و مردے تو اعدا عریضہ ایسی رفع جسمانی مراد ہے جس کو اعزاز لازم ہے اور اعزاز بوجہ
لازم ہونے کے معنی کنائی ہوں گے اور فن بیان کا قانون ہے کہ معنی حقیقی اور معنی کنائی دونوں معاً مراد
لیے جاسکتے ہیں۔ لہذا الکفایۃ مستعملة فی غیو ما وضعت له مع جواز اداہ (مطلوب
بحق حقیقت و مجاز) ۱۲ مرچ

قادیانی مناظر نے اس بات پر جو انور دیا ہے کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح انسان ہو تو
اس کے معنی سوائے تقرب اور اسعاد کے نہیں ہو سکتے بلکہ قادیانی مناظر نے ایک پرچہ کی تقریر میں یہ
ظاہر کیا کہ اگر مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح
انسان ہو اور معنی مراد سوائے تقرب اور اسعاد کے ہوں تو میں مفتی صاحب کو پچاس روپیہ انعام دوں
گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بعد ختم ہونے زور و جوش قادیانی مناظر کے
اس کی تردید یوں کی کہ حدیث میں ہے ثم رفعت الی مسدرة المسھی (صحیح بخاری جلد ۱ ص
۵۴۹)۔ دیکھو اس فقرہ میں رفعت کو ماضی مجہول الفاعل ہے لیکن جیسا کہ خلقت میں خلق ایسا فعل ہے
جس کا فاعل درحقیقت خدا تعالیٰ ہے پس اس فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح
انسان ہے اور معنی مراد مسدرة انتہائی پر اٹھائے جاتا ہے۔ اگرچہ بطور کنایت اس رفع کو تقرب لازم
ہے۔ اس موقع پر بعض فضلاء نے کہا کہ اب قادیانی مناظر سے پچاس روپیہ وصول کرو۔ لیکن
مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ میں قادیانی کا روپیہ لینا پسند نہیں کرتا۔ ۱۲ مرچ

اور مفعول ذی روح انسان ہے۔ اور اس طریق پر ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ ان میں بادِ وجودِ سماء کا لفظ ہونے کے بھی آسمان پر لئے جانے کے معنی نہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے اذا تواضع العبد وفعه الله الى السماء السابعة (کنز العمال) کہ جب کوئی بندہ خدا کو ساری کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ساتویں آسمان تک اس کا رفع کرتا ہے اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے ما تواضع احد الا وفعه الله اسی طرح قرآن مجید سے مثالیں ملاحظہ ہوں

ولو شئنا لرفعناه بها ولكن اخلد الى الارض (۲) في بيوت اذن الله ان ترفع اور حدیث میں ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواماً و يضع به الآخرين (ابن ماجہ) ان مثالوں سے واضح ہے کہ جب خدا تعالیٰ رفع کا فاعل ہو اور مفعول کوئی انسان ہو جیسا کہ سورج کے لیے وارد ہوا ہے تو اس کے معنی محکم اٹھانا نہیں ہوتے۔
 دوسری بات جو آپ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ الیہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھانا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ ہر ایک جگہ ہے تو اس کی تعیین آپ کس

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے کہ بلحاظ سیاق و سباق و بروئے قواعد عربیت مجوزہ فریقین اس آیت میں فقرہ بل وفعه الله الیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا حصری آسمان پر اٹھائے جانے کے سوائے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو معنی نہیں کیونکہ عربی لفظوں کے لیے مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں الخ۔ اب قادیانی مناظر کا اس مضمون کو پڑھ کر اور سن کر بھراہی مثالیں پیش کرنا اس کی کم علمی کا نتیجہ ہے۔ اور نیز ان مثالوں میں ایک بھی رفع الی اللہ کی مثال نہیں اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اسی طریق سے تردید کی ہے ۱۲ مرتبہ قادیانی مناظر کی علی لیاقت پر انہوں نے کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ مضمون درج کیا ہے اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور بلحاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام مکانوں اور تمام کمینوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔ بلکہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقربہ جن کی شان میں لا یعصون الله ما امرهم و يفعلون ما یأمرون (تحريم)

قرآن سے کرتے ہیں کہ اس سے مراد ضرور آسمان ہی ہے اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کیا جائے تو معلوم ہوا کہ الیٰہی انتہاء غایت کے لیے آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے متعلق استویٰ علیٰ العرش قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے۔ تو پھر کیوں یہ نہ تسلیم کیا جائے کہ وہ ساتویں آسمان پر خدا تعالیٰ کے دائیں طرف بیٹھا ہے جو کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کیوں دوسرے اور تیسرے یا چوتھے آسمان پر ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر مثال چاہیں تو قسم اتصوا الصبام الی اللیل پر غور کر لی۔ اور نیز ہم بتا چکے ہیں کہ رافع کے معنی جبکہ خدا تعالیٰ فاعل ہو مجسمہ العصری اٹھانا ہوتے ہی نہیں بلکہ رافع روحانی ہوتا ہے۔ تو آسمان وغیرہ کا جھگڑا ہی نہیں رہتا اور جو آپ نے مثالیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی ہماری شرائط پورے طور پر نہیں پائی جاتیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی

(بقیہ) شہادت خداوندی ہے آج اس مضمون میں اسلامی مناظر نے آسمان کی تعین کا قرینہ اور دلائل بیان کر دیے ہیں اب قادیانی مناظر کا طلب قریم جماعت محض ہے ۱۲ مرتبہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ الرحمن علی العرش استوی سے مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش مکان ہے۔ جیسا کہ قدام اللہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ رحمان کن حیث الرحمانیت عرش پر مستوی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ان رحمنی سیف غضبی سے ظاہر ہے۔ اور چونکہ رافع الی اللہ سے رافع الی السماء مراد ہونا دل ہو چکا ہے اس لیے بلحاظ اس امر کے کہ الیٰہی انتہاء غایت کے لیے ہوتا ہے فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ کا یہ مقتضا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں نہ یہ کہ ساتویں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور پھر قادیانی مناظر نے جو مثال یعنی تم اتصوا الصبام الی اللیل اپنی تائید میں پیش کی ہے وہ مثال درحقیقت ہماری تائید کرتی ہے کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے اور رات کا شروع ہو تو اسی وقت روزہ افطار کیا جائے اور اس میں ہماری تائید ہے۔ اور حسب تقریر قادیانی مناظر اس آیت کا یہ مطلب ہونا چاہیے کہ جب تمام رات گزر جائے تو آخری جزو رات میں افطار کیا جائے۔ دھوکا تری۔ ۱۲ مرتبہ

استغنی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ مرزا صاحب کی عبارتوں سے صرف یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رافع الی اللہ سے مراد مرزا صاحب کے نزدیک بھی آسمان کی طرف اٹھانے کا ہے اور رافع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے بل کو میدان

عبارتیں جو پیش کی گئی ہیں ان سے بھی یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ رفع کے معنی بحسمہ
الخصری زندہ اٹھا لینا مراد ہے بلکہ رفع روحانی جو دوسرے لفظوں میں تقرب کے
معنی ہیں مراد ہے۔ اور مرنے کے بعد روحوں کا علیین میں جانا رفع کے منافی
نہیں۔ اور روح کا مرنے کے بعد آسمان پر جانا مسلمانوں کا عقیدہ ہے اس لیے ہم
یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مطابق آیت وھواللہ فی السموات و فی الارض زمین
و آسمان میں ہے اس لیے مسیح کا رفع زمین کی طرف بھی ہوا اور آسمان کی طرف
بھی۔ یعنی جسم چونکہ زمینی چیز تھی اس لیے وہ زمین میں چلا گیا اور روح چونکہ آسمانی
چیز تھی وہ آسمان پر چلا گیا۔ اور روح و جسم کے درمیان تفریق کا نام ہی موت ہے۔
اور پھر عجب بات یہ ہے کہ جیسے کہ جسم زمینی اور مادی چیز ہے اس کے اٹھانے
والے بھی انسان ہیں۔ اور روح چونکہ لطیف اور آسمانی چیز ہے اس لیے اس کے

اٹھانے والے اور اٹھانے والے بھی فرشتے ہیں جو لطیف ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اور آپ
کی یہ وجہ کہ چونکہ یہود جسم مع الروح کو قتل کرنا چاہتے تھے اس بات کی دلیل ہے

(بقیہ) مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کر لیتے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا جیسا کہ قادیانی
مناظر نے شکست کھائی ہے اور مرزا صاحب نے مراحۃ آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں
ہو سکتی۔ اور فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ بلحاظ سیاق آیت و قواعد عربیت حضرت علی علیہ السلام کے زندہ بحسمہ
الخصری آسمان پر اٹھائے جانے کو ثابت کرتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ زمینی چیز زمین میں
چلی گئی اور آسمانی آسمان میں چلی گئی۔ یہ خیالی اور ہیڈ بکوسلے ہیں جو بل رفعہ اللہ الیہ کے مدلول قطعی کا
مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور نیز قادیانی مناظر نے ان خیالی اور وہی باتوں کے پیش کرنے کی وجہ سے دو
شرطیں مذکورین نے تجاوز کی ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچم نمبر ۳ میں اس کی تردید یوں کی ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ بل الہالیہ میں
ضمیر مفت مہللہ اور ضمیر مفت مشبہ دونوں کا مرجع ایک شے یعنی ہوگی اور لا تقولوا لمن یقتل
فی سبیل اللہ امواتاً بل احياء میں مفت مہللہ امواتا ہے اور مفت مشبہ احياء ہے اور ان دو
صفتوں کے ضمیروں کا مرجع من یقتل فی سبیل اللہ یعنی ہے نہ فقط من کیونکہ

کہ بل رفعہ اللہ میں جسم مع المروح ہی مراد ہے۔ غلط ہے کیونکہ قتل تو اخراج المروح من الجسد کا نام ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو ایک جگہ مراد ہو۔ دوسری جگہ ضمیر سے بھی وہی مراد ہو۔ یہ غلط ہے کہ جب دو ضمیروں کا مرجع ایک ہو تو ضروری ہے کہ ایک ہی حیثیت سے اس کی طرف دونوں ضمیریں پھیری جائیں۔ قرآن مجید میں اس کے برخلاف مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ لَّيْسَ بِأَحْيَاءَ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ اور اسی طرح اَنَا لِلَّهِ وَ اَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کیونکہ اسی جسم اور روح کے ساتھ ہم خدا تعالیٰ کی طرف جانے والے تھیں۔ اور اعرابی زبان میں جائز ہے کہ ایک چیز کی طرف ضمیر اور معنوں کے لحاظ سے اور دوسری ضمیر دوسرے معنوں کے لحاظ سے پھیر دی جائے اور ایسا کرنے کا نام علم بدلیج میں صنعت استخدام ہے۔ چنانچہ مفسر معانی میں اس کی مثال نسقی الغنما

www.nafseel.com

(بقول المفسر قول ما لا یجزم بخلافه الا بصلۃ و عائدہ ایسے مثالے اور درختوں اور گریزی خزانوں کو دیا کریں۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون میں پہلے قول ابطال نہیں اس لیے یہ استنباط مع الفارق ہے اور نیز یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ دونوں ضمیریں مکمل مع الفیر سے ایک نئے بیہ مراد ہے۔ ۱۲ مرتب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ صنعت استخدام کے اختیار کرنے میں یہ ضروری ہے کہ وہ متفقہ حال اور وضوح دلالت کے متافی نہ ہو۔ کھو۔ علم البدیع ہو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعایۃ المطابقة و وضوح الدلالة (مطلوب) اور نیز ایک مرجع بیہ قرار دینے سے قرینہ مانع ہو جیسا کہ وسعی الغضاد المساکینہ و ان ہم۔ شبو لایمن جوانح و ضلوع پہلی ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری سے بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور وما فسلوہ بقنب بل رفعہ اللہ الیہ میں صنعت استخدام اختیار کرنا متفقہ حال اور وضوح دلالت کے متافی ہے جیسا کہ پرچہ نمبر ۱ میں مفصل گزر چکا ہے اور نیز اس آیت میں ایک بیہ مرجع مراد لینے سے کوئی قرینہ مانع نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے کسی سے طوطے کی طرح صنعت استخدام کا قصہ پڑھ لیا ہے اور اصل مابینیت کا کچھ پتہ نہیں ورنہ اس آیت میں صنعت استخدام کا ذکر مذکور (۱۲ مرتب)

والساكنہ وانہم۔ شبوہ بین جوائحی و ضلوعی دی گئی ہے۔ پس اگر صرف رفع روحانی بھی لیا جائے تو عربی قواعد کی رو سے کوئی بھی اشکال لازم نہیں آتا۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جو اس کے معنی کرتے ہیں تو وہ مقرب کے کرتے ہیں۔ یہود کا مقصد قتل سے یہ تھا کہ وہ ثابت کریں کہ وہ نعوذ باللہ ملعون ہیں۔ کیونکہ استثناء ۲۳/۲۱ میں لکھا ہے کہ جو پھانسی دیا جاتا ہے وہ ملعون ہے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ملعون نہیں بلکہ میرا مقرب ہے۔

اور دوسری وجہ کا یہ جواب ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم نے صلیب پر لٹکا کر قتل کر کے ملعون ثابت کرو یا مگر خدا تعالیٰ ان کی اس بات کی تردید کرتا ہے کہ انھوں نے ملعون ثابت نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنا مقرب بنایا ہے پس یہاں پر قصر قلب بھی مائین تو ان کے خیالات میں ہو سکتا ہے۔ مخاطب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ملعون کیا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انھوں نے قتل نہیں کیا کہ وہ

۱۴ قادیانی مناظر نے توریت باب ۲۱ وغیرہ کو پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے اور بل البطالہ اور قصر قلب کے متفقاً پورا ہونے کی کوشش کی لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس کی دو طریق سے تردید کی۔ اول یہ کہ بلحاظ آیت فاستلوا اہل الذکر انکم لتعلمون توریت کی طرف رجوع اس وقت جائز ہوتا جب ہم کو قرآن کریم سے یہود کا وہ عقائد جس کی دہاتلوہ تردید ہے معلوم نہ ہوتا۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہود کے اس اعتقاد کو ان لفظوں میں وفولہم انما فلنا المسیح عبسی ابن مریم رسول اللہ واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ دوم یہ کہ قادیانی مناظر نے قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد ربیت سے تجاوز ہو کر توریت کے ساتھ جا کر پناہ لی جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے لیکن توریت محرف منسوخ شدہ کتاب نے بھی اس بیچارے قادیانی مناظر کی امداد نہ کی۔ کیونکہ توریت میں یہ نہیں کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے بلکہ توریت کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور قرآن کریم میں ہے۔

ملعون ہو بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے۔

اور تائید میں جو کسان اللہ اعزیزاً حکیماً کو پیش کیا ہے وہ کسی طرح بھی مفتی صاحب کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ عزیز تو وہ ہوتا ہے جو غالب ہو۔ مگر مسیح کو آسمان پر لے جانے سے عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف ہونا؟ کیونکہ طاقتور غالب اپنی چیز کو مقابلہ کے وقت چھپایا نہیں کرتا۔ اور پھر اس سے تو اتنا ضعیف ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کو آسمان پر اٹھالیا۔ پھر بھی اسے فکر پڑی کہ کہیں یہودی آسمان پر بھی آکر مسیح کو نہ لے جائیں۔ اس لیے اس کی بجائے مسیح کی شکل کسی اور کو دی تاکہ وہ اسے پھانسی پر لٹکا دیں۔ پس بتاؤ کہ اس طرح وہ عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف۔ بلکہ عزیز ہونا اس کا تب ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام

(بیت) اسماء جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا
و یصلوا و یقطع الیدین و الارجلین من خلافہ او یقتلوا من الارض ذلک لہم خزیر
فی الدنیا و لہم فی الآخرۃ عذاب عظیم (ماکہ) پس اس سے واضح ہے کہ عند اللہ ملعون و غیر
ملعون ہونے کا سبب صلاح و فساد ہے نہ قتل و سلب۔ قادیانی مناظر نے تورات کے پیش کرنے میں
ایک تو دشرطیں مذکور ہیں سے تجاوز کیا ہے اور دوسرا اس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم
اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق کوئی جواب نہیں۔ ۱۲ مرتب

قادیانی مناظر کے یہ خیالی اور وہی مضامین ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے مقدورات کو محدود و محدود
سمجھ لیا ہے اور درحقیقت مطابق ان اللہ علیٰ کل شیء قدير اللہ تعالیٰ کے مقدورات غیر محدود
غیر محدود ہیں۔ کسی کو یا نہ کوئی ہو فدا و سلاما کہہ کر نجات دیتا ہے اور کسی کو ہجرت کا حکم دے کر
غلبہ دیتا ہے اور کسی کو دریا سے پار تار کر۔ اور اس کے دشمن کو غرق کر کے نجات عطا کرتا ہے اور کسی کو
بوقت حملہ دشمنان آسمان پر اٹھا کر محفوظ کرتا ہے اور اس کے دشمنوں میں سے ایک شخص پر اس کی شکل
ڈال کر باقی دشمنوں سے اس کو قتل کراتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب کان اللہ عزیز ان کے نتائج ہیں ۱۲

تدبیریں کر گزریں مگر خدا تعالیٰ اس کو بچالے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت کیا مخالفوں نے آگ میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا یا نار کوئی برہ آؤ سلاما علی ابراہیم اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا اذبحمکربک الذین کفروا الیٰ لیخرجو ک انک انھوں نے آپ کو مکہ سے نکال دیا لیکن خدا تعالیٰ نے پھر ان پر غلبہ اور فتح عطا فرمائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کوئیں میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے انہیں بچالیا۔ بس یہ عزیز ہونے کا ثبوت ہے۔ اور حکیم کہ وہ اس طرح اپنی حکمت سے دشمنوں کے پیچھے سے بچالیا کرتا ہے اور مطابق وعدہ کتب اللہ لا غلبن انسا ورسولہ رسولوں کو دنیا میں غلبہ دیتا ہے۔ اور جو حکمت آپ نے بیان فرمائی ہے اہل علم تو ضرور اس کی واردیں کریں گے۔ جناب مفتی صاحب اگر مسیح کی پیدائش کلمہ کن اور نفع روح سے ہوئی تو کیا باقی آدمیوں کی پیدائش نفع روح سے نہیں ہوا کرتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فیہرسل اللہ الملک فینفخ فیہ اور ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ میں ہر انسان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نفع روح ہوتا ہے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو آپ کو کامل خدا تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ اس میں تو خدا تعالیٰ نے خود روح پھونکی۔ جیسا کہ فرمایا و نفخت فیہ من روحی دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بلحاظ فارسلنا الیہا روحہ (مریم) اور بلحاظ لم یمسسہ بشرو لم اک بغیا (مریم) کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے ان کو فرشتوں کے ساتھ ایک خاص تشابہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مکیم فرما کر یہ اشارہ کیا کہ حکمت ایزدی کا یہی اقتضا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مناسب فطرت جگہ دی جائے ۴ مرتب

کامل آدم خلقہ من تراب ثم قال له کن فیکون۔ صبح کی پیدائش کو کوئی عجیب قسم کی پیدائش خیال نہ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف غور کر کے سمجھ لو کہ اس کی پیدائش میں اس سے بڑھ کر کون سی بات پائی جاتی ہے۔

پھر آپ نے حدیث پیش کی ہے۔ اور اس میں ایک تو لفظ نزول سے استدلال کیا ہے۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس سے ظاہر طور پر مع الجسم اترنا ہی مراد نہیں ہوتا۔ دیکھو قرآن مجید سے اس کی مثالیں۔ ان من شئنی الا عندنا عزز آتہ و ما تنزلہ الا بقدر معلوم۔ اور انزل الیکم من الانعام ثمانية ازاوج اور قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً۔ قد انزلنا علیکم لباساً اور انزلنا الحديد فیه باس شدید۔

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی پوری تردید کی ہے کہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی فرو آمدن مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ نہ ملتا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے اور یہ معنی نہیں الخ قادیانی مناظر کی عجیب لیاقت ہے کہ جن مضامین کی تردید میرے پرچہ نمبر ۱ میں موجود ہے۔ ان مضامین کو اس نے پھر بھی درج کر دیا ہے۔ دیکھو مثلاً انزلنا الحديد وغیرہ میں بقرینہ الحدید معنی پیدا ہونے کے لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث فی نزول عند المنارة البیضا شرنی دمشق بین مہزودین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین (مسلم جلد ۱ ص ۴۰۱) کے معنی استغفر اللہ یہ ہوں گے کہ حضرت یحییٰ در نگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے اول تو یہ مطلب کیسا مہمل ہے۔ پھر افسوس کہ مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت میں یہ مفت بھی نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ مرتب

اور اس حدیث کے ظاہری معنی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے۔ ایک تو اس لیے کہ کون بے غیرت مسلمان ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودے جبکہ کوئی اپنے باپ کی قبر کو بھی کھودنا گوارا نہیں کرتا۔ اور من قبر واحد اور معی فی قبری بتا رہے ہیں کہ کج آپ کے ساتھ دفن ہوگا۔ اور حضرت عائشہ سے موطا امام مالک میں حدیث ہے کہ آپ نے اپنے حجرہ میں تین چاند رکھئے نہ کہ چار اور فتح الباری میں لکھا ہے۔ قول عائشہ فی قصۃ عمر کنت اریده ولا وثرونہ

اسلامی مناظر نے اپنے پراچہ نمبر ۳ میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قبر سے مراد گورستان ہے اور یہ اعتراض جو قادیانی مناظر نے کیا ہے یہ تو نفوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر۔
 اسلامی مناظر نے اپنے پراچہ نمبر ۳ میں اس کی تردید کی ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے حضرت عائشہ صدیقہ کی خواب کی کج تعبیر نہیں کی تھی اور کج تعبیر یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے خواب میں اپنے حجرہ میں تین چاند رکھے۔ نہ آفتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ مستغیر و مستغنی ہیں بمنزلہ آفتاب ہیں اور شیخین اور حضرت مسیح مجدد وقت ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے اور آپ کے نور سے مستغیر ہونے کی وجہ سے آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ چاند کے ہیں و بیان جمیع ذالک ان جرم القمر فی نفسہ کمدا رزق مظلم غیر نورانی کثیف صقل النما یستغنی بفضیاء الشمس (شرح جہنمی ص ۹۰) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند ہی نہیں بلکہ آفتاب اور دو چاند یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی قبریں حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں ہو چکی ہیں اس لیے تیسرا چاند یعنی حضرت علی علیہ السلام کی قبر ہونی اور ان کا اس حجرہ میں مدفن ہونا باقی ہے۔ اور نیز اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی صورت میں دکھائی دیتے تو آپ کے دفن کے وقت یہ حدیث کیوں پیش کی جاتی کہ انبیاء

ہوتا۔ سنی پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہو سکتی ہے۔ دیکھئے نہایہ ابن اثیر میں جعل منهم القردة و الخنازیر کے ماتحت لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ وہ حقیقی طور پر بندر بن گئے ہیں اور یہ بھی ہے کہ مجازی طور پر ان کو بندر اور سور کہا گیا ہو۔ اور پھر قسطلانی جلد ۵ ص ۴۹۹ میں یکسر الصلیب کے معنی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حقیقۃً کسر صلیب بھی ہو سکتی ہے اور عقیدہ صلیبی بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے خیال کے ہی لوگ ہوتے تو پیشگوئی اسر عسکن لحوقانی اطولکن بدأ کو جھٹلا دیتے اور کہہ دیتے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ حقیقت مسجد نہیں تھی۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کا آپ مطلب نہیں سمجھے۔ آپ یہ

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس طرح تراویکی ہے کہ فن بیان میں ہے اما المجاز المفرد فهو الكلمة المستعملة في غير ما وضعت له في اصطلاح به الخطاب على وجه يصح مع قرينة عدم ارادته اى ارادة ما وضعت له (مطلوب ص ۳۲۸) اس تعریف مجاز سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حقیقت اور مجاز مطلقاً جمع نہیں ہو سکتے نہ پیشگوئیوں میں اور نہ غیر پیشگوئیوں میں۔ تو قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہو سکتے ہیں ثمرۂ جہالت ہے۔ اور ابن اثیر اور قسطلانی کی تحریر کو پیش کرنا ایک تو دونوں شرطین مذکورین سے تجاوز ہے۔ اور دوسرا ان کی تحریر کا یہ مطلب ہے کہ حقیقت مراد ہے اور اگر حقیقت کا مراد لینا محذور ہو تو مجاز مراد ہو سکتی ہے۔ ۲۔ مرتب

۲۔ مرزا صاحب کی یہ عبارت ہے۔ ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں“ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) قانون فن بیان اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان اور طوطیت دو شرطین مذکورین نے قادیانی مناظر کو عاجز کر دیا ہے۔ ۲۔ مرتب

کو آگاہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا قصہ بدوں کسی قسم کی تاویل اور کسی قسم کے استعارہ و مجاز کے کسی قوم نے تسلیم نہیں فرمایا۔ یہ میری بات سرسری نہ سمجھو۔ نمونہ کے طور پر دیکھ لو کہ ہمارے اکثر مفسرین حضرت مسیح کے قصہ میں الہی منسوفیک ورافعک میں کیا کچھ ہیر پھیر نہیں کرتے۔ "اب معاملہ صاف ہے پس حضرت خلیفۃ المسیح اول کا قول ہماری تائید میں ہے نہ کہ تردید میں۔ اور یہ آپ نے خلاف شرط کیا ہے۔ ہم نے دوسرے ائمہ کے حوالہ جات موت مسیح کے متعلق مثلاً یہ کہ حضرت امام مالک کا مذہب ہے کہ مسیح وفات پا گئے ہیں اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہ اپنے سکوت سے ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی وفات کے قائل ہیں۔ پیش نہیں کئے لیکن آپ نے خلاف شرائط بہت سی باتیں پیش کی ہیں۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ خلفاء مسیح موعود کی نیک نیتی ہوگی بات یا ان کے عقائد کے خلاف ہمارے عقائد ہیں۔ یا ان کی واجب الاتباع بات ہم ماننے کے

الاسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک کا کسی طرح سے ذکر کرنا دو شرطین مذکورین سے تجاوز ہے اور پھر ان ائمہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر قادیانی مناظر کو مفید بھی نہیں بلکہ مضر کیونکہ امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ و خروج الدجال و باجوج و ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء و سائر علامات يوم القيامة علی ماوردت به الاخبار الصحیحة حتی کانن (فقہ اکبر) اور یہی مذہب ہے کل ائمہ شافعیہ کا یعنی سب اسی عیسیٰ ابن مریم یحییٰ بن ماریہ کے نزول پر متفق ہیں چنانچہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔ اور ائمہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ شیخ الاسلام احمد نواز الدیلماسی نے فواکہ دوانی میں تصریح کر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اشراط ساعت سے ہے ۱۲ مرتب

لیے تیار نہیں ہرگز نہیں۔

۱۔ پھر جناب والا کو معلوم رہے کہ وفات مسیح ماننے سے عیسائیت کو تقویت نہیں پہنچتی بلکہ اس کی بچ کٹی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح تھوڑی سی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔ اور آپ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مسیح آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اور تفسیروں میں ایسے کئی اقوال موجود ہیں کہ چند گھنٹے مسیح نے وفات پائی اور پھر وہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔

۲۔ سچے جناب اس عقیدہ کو ماننے سے حضرت مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل مانا پڑتا ہے۔ اور عیسائیوں کی تائید ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جتنی

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حیات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے نامناسب اور ناظرین کو غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کیونکہ قادیانی مناظر نے یہاں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔ تو اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک موت اور معبودیت میں منافات نہیں۔ ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات تسلیم کی جائے تو عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی بچ کٹی ہو جاتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۳۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کے یہ وجوہات بروئے قرآن کریم و حدیث نہیں بلکہ خیالی اور وہی ڈھکوسلے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بروئے قرآن کریم اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر ہونا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ قرآن کریم اور حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

کسی کو پیاری اور محبوب چیز ہو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ مگر تکلیفوں کے وقت مسیح

(بقیہ) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون
الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً و انزل من السماء ماءً فاخرج به
من الثمرات رزقاً لکم (الآیہ) (پڑھو پ) اس آیت میں خداوند کریم نے انسان کو عبادت
کا امر فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر ربکم اپنی صفت بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ
میری صفت ربوبیت یعنی کمال تک پہنچانا اس وقت کام کرتی ہے۔ جب انسان اعلیٰ درجہ کی
عبودیت میں لگ جاتا ہے۔ اور پھر اپنی چند صفات بیان کر کے اخیر میں صفت و انزل من
السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم کو ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ
زمین جو پستی کا مظہر ہے پستی پر ہونے کے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ
اٹھاتی ہے اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا
مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بلندی سے بلند ہوتی ہے رحمت و برکات کا نزول
ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے۔ اسی قدر زیادہ عند اللہ مقرب ہوتا ہے
اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک نہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کمال عبودیت میں لاشریک نہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ
اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس
بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی کی ہے۔ دیکھو مبجھان السدی
اسری بعبدہ اور فاوحی الی عبده ما اوحی اور ببارک الذی نزل الفرقان علی
عبده میں باوجود مقامات اعزاز ہونے کے خدا تعالیٰ نے عبد کی اضافت اپنی طرف کر کے سمجھا
دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا بلکہ ترقی ہوئی ہے۔

کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور آنحضرت کو زمین پر چھوڑا۔ آپ نے پتھر کھائے۔
ایزیوں سے خون بہا۔ دودانت شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح خدا تعالیٰ کو

(بقیہ) دینہ میں اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ اور اسی کمال عبودیت کا نتیجہ و دفعہ عنہ الک
ذکر کہ ہے۔ اور اسی کمال عبودیت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین بلکہ
افضل الملائکہ المقربین ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرب الہی
اور رفعت منزلت میں بدرجہ فوقیت ہے اور اسی کمال عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ از ابتداء
پیدائش تا وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا رنگ رہے جو عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی

وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر نہایت اسباب متفق ہوئے اور تمام حیاتی زمین
پر لمسی اور زمین پرانی فوت ہوئے اور زمین میں ہی مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ایک
شاعر نے کہا ہے۔

OF AHLESUNNAT WAL JANNAAT

فلک الافلاک پر قریاں زمین پر ناز میں مدتے جہاں کے خیمہ قریاں زمانہ کے حسین مدتے
زمان قریاں زمین مدتے مکان قریاں کہیں مدتے میرا دل ہی نہیں قریاں میری جاں ہی نہیں مدتے
نیاز و آکساری پر اللہ العالمیں مدتے اور حدیث میں ہے من توضع لله وفده الله ۱۲ مرتب
یہ وہی دھوکو سہلے ہیں قرآن کریم کا تو یہ ارشاد ہے وبشر الصابرين الذين اذاصابتهم
مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون اور بلحاظ آیت لقد كان لكم في رسول
الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيراً (جزواۃ ۲۱)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ کا ملہ میں اس لیے حکمت ایزدی کا یہ اقتضاء ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء سے سخت ترین مصائب نازل کی جائیں تاکہ صبر کا ظہور بھی ہے
نظیر رنگ میں ہو ۱۲ مرتب

آپ سے زیادہ محبوب ہے دوسرے اس کو اعلیٰ مقام پر پہنچایا گیا اور اپنے پاس لے
 بٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر سلا یا۔ بتاؤ ان میں سے افضل کون
 ہوا۔ تیسرے آپ نے مانا کہ مسیح کی پیدائش میں زمیعت کا کوئی دخل نہ تھا۔ اسی
 وجہ سے ان کا آسمان پر جانا صحیح ہوا۔ مگر بتائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو
 آسمان پر نہ گئے اس لیے ان میں زمین کا دخل ہوا۔ چوتھے وہ دو ہزار برس سے بغیر
 کھانے پینے کے زندہ اور پھر اسی کو دوبارہ بھیجا جائے گا۔ اور قاعدہ ہے کہ جس کا
 کام اچھا رہا ہو اس کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم سے وہ افضل ہیں اور ان میں روحانیت اور قدوسیت زیادہ ہے اس
 لیے ان کا دوبارہ بھیجا جانا حجت پر کیا گیا۔ پانچویں وہ اپنے آسمان پر جانے اور
 ہزاروں برس زندہ رہنے اور پیدائش میں زمیعت سے پاک ہونے کی وجہ سے
 تمام بنی آدم کے نمائندے ہیں۔ بتاؤ یہ عقائد صلیبی عقائد کی تائید کرتے ہیں یا
 ہمارے عقائد کہ وہ وفات پا گئے ہیں مسیح ہے OF AULE

یوحنا نصری رہتا قیامت زندہ سے فہمید مگر مدفون شرب را عداوند ایں فضیلت را
 زبوںے نانہ عرفاں جو محروم ازل بودند پسندیدند در شان شبہ خلق ایں عدلت را
 ہمہ عیسائیہ از مقال خود مدد داوند دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
 پس وفات ماننے سے صلیبی عقائد پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اس کی حیات
 ماننے سے اسے پورا خدا مان لیا پڑتا ہے۔

اس عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کا خدا کے کین ہونے کا اعتقاد ہے حالانکہ
 تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ لامکان ہے۔ ۲۱ مرتب
 ایسے اشعار اسلامی مناظر کے مقابلہ پر پیش کرنے جن کے شاعر کو وہ مفتی سمجھتا ہے کمال
 و وجہ کی جہالت ہے۔ ۲۲ مرتب

دوسری دلیل: آپ نے اس آیت میں ایک تالیسویں پر زور دیا ہے کہ اس کے معنی سوائے استقبال کے ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ دعویٰ سے فرماتے ہیں کہ ”تمام محاورات قرآن وحدیث اس کی شہادت دیتے ہیں۔“ فی الحال میں آپ کے اس دعویٰ کو توڑنے کے لیے وہ مثالیں پیش کرتا ہوں غور سے پڑھیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وان منکم لمن لیبطن فان اصابکم مصیبة قال قد انعم اللہ علی اذلم اکن معہم شہیداً۔ ولئن اصابکم فضل من اللہ لیقولن کان لم تکن بینکم وینہ مودة یا لیتی کنت معہم فافوز فوزاً عظیماً۔** اس کے معنی بھی وہی پیش کرتا ہوں جو مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے کئے۔ ”اور تحقیق بعض تم میں سے البتہ وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں نکلنے ہیں۔ پس اگر پہنچ

اسلامی مناظرے اس پر چھ برس اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ **وان منکم لمن لیبطن** وغیرہ میں بھی بلحاظ قاعدہ نحوی انقلاب جو ہم نے پیش کیا ہے۔ استقبال ہی مراد ہے۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید و نون ثقلیہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کبھی خلاف واقع امام مالک کا ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی حال لٹھیندہم مسلنا کا ہے کیونکہ برقریر تسلیم استمرار استمرار استقبال مراد ہو گا اور قادیانی مناظرے جو قرآن کریم کا اس موقع پر یہ فقرہ یعنی **ولئن اصابکم فضل من اللہ لیقولن انک عیش** کیا ہے اس سے بھی اس کی چالٹ نکلتی ہے کیونکہ ایک تالیسویں پر لام تاکید و نون ثقلیہ داخل ہے اور دوسرا شرط پر حرف ان داخل ہے جو نیز استقبال کے لیے آتا ہے فسان للاستقبال وان دخلت علی المعاضی (کا تیرا بن حاجب) کیا فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول کے طریق پر مباحثہ کرنا اسی کا نام ہے اگرچہ

جاتی ہے تم کو نصیبت۔ کہتا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر میرے جس وقت کہ نہ ہو امیں ساتھ ان کے حاضر۔ اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے کہ گویا نہ تھی درمیان تمہارے اور درمیان اس کے دوستی۔“ پھر آیت والذین جاہدوا فلنا لنھدھنھم سبلنا میں استمرار کے معنی ہیں۔ خالص استقبال کے لیے نہیں۔

اور اعلیٰ خلیفہ اول کا جو قول آپ نے پیش کیا ہے وہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ اس جماعت میں شامل نہیں تھے۔ اور ان معنوں پر مجھے مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں۔

۱۔ کیا وجہ ہے کہ جب مجاہد اور ابن عباس جیسے بزرگ تابعی اور صحابی نے قبل موت سے مراد کتابی کی موت کی ہے وہ صحیح نہیں۔ وجہ بیان کریں اور لکھا ہے

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ مولوی نور الدین وہ شخص ہے جس کی مرزا صاحب نے جو آپ کے تفسیر میں کویش کی ہے۔ اور نوہی کے بعد بھی مولوی نور الدین صاحب نے اس معنی میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ مجاہد تابعی ہے جیسا کہ قادیانی مناظرے لکھا ہے اور قرآن کریم کی تفسیر میں تابعی کا قول پیش کرنا شرط نمبر ۲ سے تجاوز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تعلق قادیانی جماعت کا حال مانند افسوس منون بعض الکصاب و تکفرون بعض ہے ورنہ ہم اور قادیانی جماعت مانگن فیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر فیصلہ کریں۔ عن ابن عباس وان اللہ رفعہ بجسده و اللہ حی الن الآن و سبوجع الی الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدہ الحصری اٹھالیا ہے اور وہ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے پھر بارشاہ ہوں گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اوہ لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب

العدواة والبغضاء کے خلاف ہیں کیونکہ اس میں فرمایا ہے کہ مسیح کے متبعین اور منکرین دونوں قیامت تک رہیں گے۔

۴۔ سیاق و سباق کے خلاف ہے کیونکہ پہلے اس کے فرمایا فلا یؤمنون الا قلیلاً کہ یہودی ایسے شریر ہیں کہ ان میں سے تھوڑے ہی ایمان لائیں گے۔ اور پھر کہہ دیا کہ سب ہی ایمان لے آئیں گے۔

۵۔ یہ معنی عبارة النص کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ یہاں یہودیوں کی شرارتوں کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اور یہ ان کی شرارتیں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس کے آگے بھی ان کی شرارتوں کا بیان ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے شرارت بیان کر کے پھر اس کی تعریف کر کے پھر کہہ دیا کہ یہ بڑا بد معاش ہے۔ بتاؤ یہ طریق کلام شریفوں کا ہوا کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ بھی ان کی شرارت ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ یہ اہل کتاب مانتے رہیں گے کہ ہم نے اسے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو ان کا مذہب باطل ہوتا ہے۔ ان میں سے جو نیک تھے ان کا آگے لکھنا

(بقیہ) اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تغلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا (چشمہ معرفت ص ۸۲/۸۳) پس آیت اغربنا بینہم العدواة والبغضاء سے مراد طول زمان ہے ورنہ یہ آیت اور آیت هو الذی ارسل رسولہ الخ متعارض ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں جو آیت وقولہم الاقلنا المسيح الخ اور آیت و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موته کے درمیان ارتباط بیان کیا ہے۔ اس مضمون ارتباط میں غور کرنے سے یہ اعتراضات وار نہیں ہوتے۔ تو پھر قادیانی مناظر کا ان اعتراضات کو درج کرنا کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ ۱۲ مرتب

الراسخون میں لگن کے لفظ علیحدہ بیان کیا ہے۔

۶۔ اور اگر خدا نخواستہ اہل کتاب نے سمجھوتہ کر لیا کہ ہم نہیں مانتے تو خدا تعالیٰ کو بھی مشکل پڑ جائے گی۔ کیونکہ اگر وہ مارتا ہے تو اس آیت کے خلاف ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح کا مرنا اور اہل کتاب کا مرنا ان کے ایمان لانے پر موقوف ہے۔

اور ۲ جو استشہاد ابو ہریرہ کا پیش کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ ان کا دوسرا استشہاد کہ ما من مولود یولد الا نفسہ الشیطان وقت ولادته الا مریم و ابنہا عیسیٰ پر آیت قافراً و ان شتتم انی اعیذھا بک وذریعتها من الشیطان الرجیم صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں مس شیطان کا وقت ولادت کا ذکر ہے۔ اور حضرت مریم کی والدہ نے جو دعا کی تھی تو وہ ان کی پیدائش کے بعد کی ہے۔ نہیں حضرت عیسیٰ کے مس شیطان سے محفوظ رہنے کا باعث مندرجہ بالا دعا قرار دینا بالکل غلط ہے اور اصول دہالوں نے لکھا ہے۔ "القسم الثانی من

ایہ بھی خداوند کریم کے ساتھ استہزاء ہے کہ نعوذ باللہ من اذالک ۱۲ مرتب۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے کپڑے کو بچھائے گا پس وہ نہ بھولے گا اس بات کو جو میرے سے سنی ہے۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرماتے رہے پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چسپاں کر لیا اس کے بعد جو حدیث میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اس کو بھولا نہیں۔ سبحان اللہ ابو ہریرہ پر جو ایسا جلیل القدر صحابی ہے محض اس وجہ سے کہ اس کی روایت قادیانی مناظر کے مخالف ہے اعتراض کئے جاتے ہیں اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد نہیں عجیب لیاقت ہے اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں حقیقت و مجاز کا قانون بیانی بیان کر کے اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان حقیقت ظاہر کر کے ایسی حدیثوں سے مجازات مراد لینے کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں مجازات مراد ہیں یہ محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور دونوں شرطیں مذکورین سے تجاوز ہے۔ ۱۲ مرتب

الرواة هم المعروفون بالحفظ والعدالة دون الاجتهاد والفتوى كابي
هريرة وانس ابن مالك“ (ملاحظہ ہوا اصول شاشی)

پس ابو ہریرہ کا یہ استشہاد صحیح نہیں۔ اور اسی آیت کے ماتحت نووی میں لکھا
ہے کہ اکثر علماء نے موتہ کا مرجع کتابی کو ٹھہرایا ہے اور جو حدیث ہے اس میں مجاز
ہی مجاز مراد ہے۔ اول تو اس کا راوی ابو ہریرہ ہے۔ جو حقیقی معنوں میں ابو ہریرہ
مراد نہیں ہے۔ اور اسی طرح منکر۔ اتم۔ فیکم۔ اما نمک میں کم کے حقیقی مخاطب صحابہ
ہیں اور مجازی طور پر ہم۔ اور اسی طرح ابن مریم بھی حقیقی نہیں۔ بلکہ مجازی مراد
ہے۔

اور اجو آپ نے براہین احمدیہ سے عبارت پیش کی ہے وہ خلاف شرائط ہے
کیونکہ وہ آپ کے دعویٰ سے پہلے کی ہے۔ مگر پھر بھی میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

اسلامی مناظرہ نے اپنے پراچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا
خلاف شرائط نہیں کیونکہ مرزا صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ کتاب کہاں اور
کب ختم ہوئی۔ اس کتاب کا ظاہر باطن متولی خدا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب کے
مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور نیز اسلامی مناظرہ نے اپنے پراچہ نمبر ۱ میں براہین احمدیہ کی یہ
عبارت پیش کر کے یہ لکھا ہے کہ میں نے اس عبارت کو بطور الزام نہیں پیش کیا بلکہ یہ بتانا ہے کہ جن
دلوں مرزا صاحب کو الہام و مجیدیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
زندہ ہیں حالانکہ قرآن داتی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو لاکھ قرآن کی حقانیت
کے قرآن ہی سے دینے کے ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اگر مسئلہ حیات مسیح اس قسم کا غلط ہوتا کہ
اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر
میدان مناظرہ میں نہ آتا اور قادیانی مناظر مرزا صاحب کا کوئی قول ہمارے مقابلہ پر پیش نہیں کر
سکتے۔ کیونکہ ہم بوجہ اس اعتقاد کے کہ مرزا صاحب مفتری ہیں یہی سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو
عقیدہ براہین احمدیہ میں ظاہر کیا ہے وہ نیک نیتی سے ہے اور جو دعادی بعد میں کئے ہیں وہ بوجہ لالچ
و طمع نفسانی کے ہیں ۱۲ مرتب

آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ ”اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ رہے۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لیے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود علم غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ خود نہ سمجھا دے۔“ (کشتی نوح ص ۷۴) پس جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے قابل استناد نہیں مانتے۔ اور اصولی طور پر بھی قابل استناد نہیں۔ کیونکہ اصحاب یعنی الاہواء ماکان علیہ حجت نہیں ہوتا۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ وہ اسے پیش کرے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص ۲۰ فٹول وجھک شطر المسجد الحرام کے نزول کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کو بطور سند پیش کر کے کہے کہ آپ اس لیے رسول آخر الزماں نہیں ہیں کہ اس کا قبلہ مکہ ہونا تھا۔ اور آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی کے متعلق رد منہ القیومیہ ص ۸۰ میں لکھا ہے۔

۸۷ مکتوبات نمبر ۱۰۸ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحید و جود و غیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے ہیں جب

الاصحاب کا ذکر بھی دو شرطیں مذکور ہیں سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

۱۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مسئلہ حیات مسیح ابن مریم اعتقادات سے ہے اور تجویل قبلہ عملیات سے۔ اور نیز تجویل قبلہ الامامہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہے جس کو سب اہل اسلام نبی برحق اعتقاد کرتے ہیں۔ اور پہلے حیات مسیح ابن مریم کا قول کرنا اور پھر وفات کا قول کرنا۔ بھرزا صاحب کے ذریعہ ہے جن کو تمام اہل اسلام مفسری اعتقاد کرتے ہیں ۱۲ مرتب

۱۳ امام ربانی کا ذکر بھی دو شرطیں مذکور ہیں سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

مجھے کام کی اصل حقیقت معلوم ہوئی تو جو کچھ ابتداء اور وسط میں لکھا گیا اس پر شرمندہ اور مستقفر ہوا۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ طے ہو چکا تھا کہ قیل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلاف شرائط اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔
نافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل۔ دستخط کردار

دو ایلیاں: پریزنٹڈ
WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAE JAMAAT"

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

وقت تحریر پرچہ ایک گھنٹہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدہ من لسانی

یفقہوا قولی۔

۱۔ آپ نے لکھا ہے۔ ”وہ ابھی داخل نہیں اموات میں ہے یہی مضمون تمہیں

آیات میں“۔ آپ تمہیں آیات ہی نقل کر دیں جن میں یہ لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہیں

مردوں میں شامل نہیں۔ اگر آیات تمہیں لکھ سکتے تو صرف لپیلا رہ سورۃ رکوع وغیرہ

ی لکھ دیں۔ THE NATURAL PHIL

۲۔ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح

پر پیش نہیں کی۔ مگر بعد میں پھر خود ہی میرے دلائل پیش کردہ کی تردید بھی کرتے

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام

قرآن کریم سے وفات ابن مریم ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن کریم سے حیات مسیح ابن مریم ثابت

ہے۔ اور کوئی قرآنی آیت حیات کے خلاف نہیں ۱۲ مرتب

۲۔ اگر قادیانی مناظر اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۴ کا مطلب سمجھتا تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ کیونکہ

اسلامی مناظر کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق دلائل وفات مسیح ابن مریم

پیش کئے ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو لحاظ الفاظ و قواعد

عربیہ وفات ابن مریم کو ثابت کرے جیسا کہ تردید سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں۔ تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر پیش نہیں کی کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفیتی سے مراد انحضرتی ہے۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح کی صرف دو حالتیں ہیں۔ اور دونوں کے درمیان حد فاصل توئی ہے اس سے ثابت ہوا کہ پہلی حالت میں کبھی توئی نہیں پائی گئی۔ اور پہلی حالت کا اختتام توئی سے ہوا۔ جس کے معنی حسب تفسیر آپ کے یہ ہوئے کہ مادامت کے زمانہ میں کبھی نہیں سوئے۔ اور یہ قرآن مجید کے الفاظ لا ناخذہ سنۃ ولا نوم۔ کا ترجمہ ہے جو مادمت کی حالت میں ان میں الوہیت کو ثابت کرتا ہے دوسرے توئی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک نیند اور دوسری موت۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ نیند کی توئی ایسی ہے جو بار بار آتی ہے۔ اور موت کے وقت جو توئی ہوتی ہے وہ ایسی ہے جو ایک ہی دفعہ ہوتی ہے۔ اور یہ آیت بتاتی ہے کہ یہ توئی ایسی ہے جو ایک ہی بار ہوئی۔ کیونکہ یہ دو حالتوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور دونوں حالتوں کو علیحدہ علیحدہ کرتی ہے۔ اس لیے وہ موت ہی ہے نہ کوئی اور۔

۴۔ آپ لکھتے ہیں کہ تثلیث زیر بحث نہیں ہے۔ اس کے لیے علم ہونا یا نہ

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی تردید کی کی طرف یوں اشارہ کیا ہے کہ مطابق آیت اللہ جو فی الانفس حسین مو تھا توفیتی سے معنی انحضرتی مراد لینے صحیح ہیں۔ اور قادیانی مناظر حد فاصل کہہ کر محض عوام کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتا اور نہ معاملہ صاف ہے کیونکہ جب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے کہ توفیتی پیشگوئی انہی متوفیک ورافعک الہی کے وقوع کا بیان ہے تو نیز مع الرفع مرادگی جو حد فاصل بھی ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ اس مضمون کی تردید ہو چکی ہے۔ لیکن اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی قادیانی مناظر کو یوں ہدایت کی ہے کہ آیت انتخاب تمام اس طرح ہے۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ۱۱ نہت

قلت للناس اتخذونی و امی الہین من

ہونا دونوں برابر ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسیح نے جواب میں یہ بات کہی ہے یا نہیں۔ اگر بغرض تسلیم مان بھی لیا جائے کہ وہ اس سوال سے باہر تھی۔ مگر مسیح نے جو جواب میں اس کا ذکر کیا۔ تو ان کا کہنا یہ جھوٹ تھا یا سچ۔ اگر جھوٹ تھا تو (نعوذ باللہ) نبی جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ اگر سچ تھا تو ان کی وفات ثابت ہے۔ کیونکہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

۵۔ توفیتی کے معنی نیک کرنا بالکل اغلط ہیں۔ کیونکہ نیک کے معنی توفی کے اس وقت ہوتے ہیں جب کوئی قرینہ منایا لیل وغیرہ ہو۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہے اور پھر

(بقیہ) دون اللہ قال سبحانک ما بکون لی ان اقول ما یس لی بحق ان کنت قلہ وقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب۔ ما قلت لہم الا ما امرتہ بہ ان اعبدوا اللہ ربی وریکم و کنت علیہم شہداً ما دمت فیہم فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئی شہیداً۔ ان تعذبہم فانہم عبادک و ان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ (ماکرہ) اور آیت کے الفاظ میں غور کر لے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذریعہ بحث قول ہے نہ علم۔ دیکھو انت قلت للناس اور دیکھو ما بکون لی ان اقول اور دیکھو ما قلت لہم الا ما امرتہ یہ امر نہایت روشن ہے کہ سوال قول سے ہے۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ قول کے متعلق جواب دینا ضروری تھا نہ علم کے متعلق اور علم کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اور اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے علم کی نفی کی ہے۔ ۱۲۔ امر تب ان کا دینی مناظر کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ توفی نیک کے معنی میں مجاز ہے بوجہ ضرورت قرینہ کے اور اجماع کے معنی میں حقیقت ہے بوجہ عدم ضرورت قرینہ کے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا بالکل باطل ہے کیونکہ آیت اللہ بنو فی الانفس حین موتھا والنہی لہ تمت فی مقامھا قبم مسک النہی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی سے ثابت ہے کہ توفی کا حقیقی معنی اور موضوع لازم مطلق نہیں ہے۔ نہ امانت کیونکہ اگر توفی کا موضوع لامات ہوتا

سوال یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ اور توئی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی انسان ہو تو اس کے معنی سوائے امانت کے کوئی نہیں ہوں گے۔ اگر ہوتے ہیں تو کوئی مثال پیش کرو۔ اور ہم پہلے پرچے میں اپنے معنوں کی تائید میں آیات اور لغت کے حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ توفسی مسلماً اور توفنا مع الابرار اور اما نوبینک بعض الذی نعدہم اونتوفینک وغیرہ۔

۶۔ آپ لکھتے ہیں اگر توفیقی سے مراد امتیہ لی جائے نہیں معلوم کہ جناب

(بقیہ) پھر حین موتھا التوفیق ہرے گا اور والی کم تمت اس لحاظ سے کہ یہ الانفس پر معطوف ہے۔ اجتماع ضدین یعنی موت اور عدم موت لازم آئے گا وہو باطل۔ پس ثابت ہوا کہ توئی کا حقیقی معنی مطلق قبض ہے اور زندہ اور موت اس کے اقوال ہیں۔ نہ بالخصوس موت موضوع ہے اور نہ ہی نیند اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ توئی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول انسان یا روح ہو تو اس جگہ معنی قبض روح یا امانت کے ہوتے ہیں۔ اس امر کا اعتراف ہے کہ توئی کے حقیقی معنی امانت کے نہیں ورنہ ان خودی کی ضرورت تھی۔ اس بات پر بڑی حیرانی و حجب آتا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے اس امر پر بڑا زور و جوش ظاہر کیا ہے اور کرتے ہیں کہ توئی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح ہو تو اس جگہ قبض روح کے معنی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس زور و جوش ظاہر کرنے سے مرزا ایت کو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر متوفیک بمعنی مریمک تسلیم کیا جائے تو پھر بھی بروئے قواعد عربیت یہ آیت توئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر قطعی دلیل ہے اور اگر توفیقی بمعنی امتیہ مانا جائے تو پھر بھی بروئے الفاظ جیسا کہ یہ آیت مخاطب حیات ابن مریم پر دلیل نہیں ایسا ہی یہ آیت مخاطب ابن مریم کی وفات پر دلیل نہیں اور آیت توئی اور آیت مخاطب کے متعلق مفصل تقریر بیان ہو چکی ہے۔ پھر مرزا انہوں کو اس زور و جوش سے کیا فائدہ ہوا۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ قادیانی مناظر نے ہر دو دن کی تقریروں میں تلفظ عموماً بکثرت غلط کیا اور خصوصاً قرآن مجید کو ایسا غلط پڑھا کہ حفاظ بے اختیار رول ہانٹے کہ اسے قادیانی صاحب اللہ قرآن مجید کو تو صحیح پڑھو۔

مفتی صاحب نے امتیعی کیسے لکھ دیا۔ ہم تو آپ کی شان سے بالکل بعید سمجھتے ہیں۔ غالباً انھوں نے امیت کو سقیت کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کسی سے سنا ہوگا کہ سقیت واحد مخاطب مذکر ماضی کا صیغہ ہے۔ انھوں نے امیت سے بھی اسی وزن امیتہ بروزن سقایتہ پا کر واحد مخاطب ماضی کا صیغہ امیت بنا لیا۔ مگر جناب کو معلوم ہو کہ امامت میں ہمزہ زائدہ ہے اور سقایتہ میں سین اصلی ہے۔ اس لیے یہ لفظ امتیعی نہیں بلکہ امتعی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مفتی صاحب نے غلطی سے لکھ دیا ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے تقریر میں بھی یہی بیان کیا تھا۔

(بقیہ) مگر وہ پہچانہ کیا کرے کہ صحیح پڑھنا تو اس کی طاقت سے باہر تھا۔ باوجود ایسے تلفظات کثیرہ کے مفتی صاحب اسلامی مناظر نے بلحاظ حدیث لکھل امیر ممالوی کوئی مواخذہ لفظی نہ کیا۔ اور اصل موضوع پڑ بلحاظ معانی مناظرہ کرتے رہے۔ لیکن قادیانی مناظر کو موضوع مناظرہ کے متعلق جب تا کا ہی ہوئی تو اس سے یہ مسئلہ امتیعی و امتیعی کا پیڑ دیا۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے دلائل و قیاسات میں ایک دلیل فلسفہ توفیقی اسخ بھی پیش کی جس کے جواب میں اسلامی مناظر نے کہا کہ اگر توفیقی بمعنی امتیعی ہو تو اس کی یہ تردید ہے اور اگر توفیقی بمعنی امتیعی ہو تو اس کی یہ تردید ہے جس سے اسلامی مناظر کا یہ مطلب تھا کہ اگر توفیقی بمعنی فیکد ہو تو یہ جواب ہے اور اگر بمعنی موافق ہو تو یہ جواب ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ مواخذہ کرنا اس لحاظ سے کہ یہ مواخذہ لفظی موضوع مناظرہ سے چپاں ہیں لیس من داب المحصلین و المناظرین بل من داب المعجادلین و المکابرین۔ اور نیز یہ تلفظ ایسا نہیں جس کی لغت عرب میں صحت کی کوئی صورت نہ ہو۔ کیونکہ یہ صیغہ واحد مذکر مخاطب اصل میں امتیعی ہے جس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہیں۔ اب اگر تاء کو تاء میں اوقام کیا جائے تو امتیعی پڑھا جائے گا اور اگر تاء کو یاء کے ساتھ بدل دیا جائے تو امتیعی پڑھا جائے گا۔ اور دو حرف ایک جنس میں سے ایک حرف کا یاء کے ساتھ بدل دینا تخفیف کے لیے لغت عرب میں بکثرت آیا ہے۔ فصول اکبری میں ہے۔ ”دیابدل ے آید از یکے از دو حرف یا سه حرف تخفیف چوں دینار اصلہ دنار و املت اصلہ املت و قصیت اصلہ قصص امتیعی۔“

۷۔ ابھر آپ نے اذقال کے معنی استقبال کے کرنے کے لیے مثال میں اذلال کو پیش کیا ہے۔ جناب مفتی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ اذلال فعل نہیں بلکہ اسم ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو کسی مولوی سے پوچھ لیجئے کہ آیا الاغلال اسم

(بقیہ) اور شافعیہ میں ہے والیاء بدل من احد حرفی المضاعف نحو املت و قصیت۔ اٹھنی۔ قادیانی مناظر نے یہ مجادلہ کے رنگ میں نہایت کمزوری دکھائی ہے۔ شجاعت تو یہ تھی کہ جیسا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے قرآن کریم کے فقرہ ہبل دفعہ اللہ الہ کے ساتھ بردے مل ابطالہ وقصر قلب دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح ابن مریم ایسا ثابت کر دیا ہے جس کے جواب دینے سے قادیانی مناظر ہی نہیں بلکہ کل کی کل قادیانی جماعت عاجز ہوگئی ہے ویسا ہی قادیانی مناظر بھی ایک فقرہ قرآن کریم کا ایسا پیش کرتا جس کے ساتھ دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ایسا ثابت کرتا جس کے جواب سے کم از کم اسلامی مناظر ہی عاجز ہو جاتا اور تمام حاضرین پر روشن ہے کہ قادیانی مناظر کے طول و طویل خیالی دوہی ڈھکوسلوں کو اسلامی مناظر نے دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر مختصر فقروں کے ساتھ رد کر دیا ہے۔ واقعی اسلامی مناظر مناظرہ کرتا رہا اور قادیانی مناظر مدعی مناظرہ ہو کر حقیقت میں مجادلہ یا مکارہ کرتا رہا۔ ۱۲ مرتب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کا عقل کہاں گیا۔ کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح لکھا ہے۔

اور اذ استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف يعلمون اذا لا غلال فی اعناقہم۔ اس پھر کی عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اذ لا غلال مثال کے اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے لیے۔ اور ماضی کا معنی استقبال آنے کے لیے میں نے اپنے اسی پرچہ نمبر ۲ میں نقل وغیرہ کے ساتھ مثال دی ہے۔ پس قادیانی مناظر کا اذ لا غلال میں ماضی کا ذکر کرنا زبانی جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

ہے یا فضل۔ اور نیز اس بات کی ضرورت کیا تھی۔ ہم نے خود استقبال کے معنی کئے تھے۔ آپ ہماری دلیل کو بغور پڑھیں کہ انھوں نے قیامت کے دن اپنی بریت کرتے ہوئے اپنی قوم کا بگڑنا اپنی موت کے بعد قرار دیا ہے۔ اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا ہے۔

پھر ۲ جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کل مشابہت

جناب من اسلامی مناظر کا یہ مذاق نہیں کہ الزام پر اکتفاء کرے۔ بلکہ اس کا مذاق تحقیق ہے سبحان اللہ صدائے آفتاب اپنے انوار و تجلیات ظاہر کرتے سے کبھی نہیں رک سکتا دیکھو کہ قادیانی مناظر نے خود ہی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ واقعہ انت قلت للناس اتخذونی ارحم قیامت کو ہو گا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آج وفات ثابت نہیں ہوتی۔ مولوی گل احمد صاحب ساکن پٹنہ ڈاکخان نے بعد ازاں منظر فرمایا۔

عکس تیری چمک دیکھی اجائے میں اندھیرا ہے منور کس طرح ہو گا جسے گردش نے گھیرا ہے لڑائی باز کی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے کوئی شیر جاؤ صوبہ کو تو بھی اک شیرا ہے غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل غلام مرتضیٰ سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے

۱۲ مرتب

یہ خیال اور وہی باتیں پھر پھر پیش کی جاتی ہیں حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کا جواب دے دیا ہے۔ اور پھر بلا ضرورت اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ تعصیبہ میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس توضیح یہ ہے کہ التشبہ ان یدل علی مشارکۃ امر لاخو فی معنی (مطلوب ص ۲۸۶)

ضروری نہیں ہوتی۔ صحیح مگر کیا آپ یہاں صرف لہجہ میں مشارکت مانتے ہیں کہ میں صبح کے لہجہ میں کہوں گا۔ نہیں بلکہ آپ تو صبح کی امت کے واقعات کو اپنی امت کے واقعات پر قیاس کر کے اپنا وہی جواب دیجئے ہیں جو صبح کا ہے اگر حدیث میں ان واقعات کی تشریح نہ ہوتی تو آپ یہ بات کہہ بھی سکتے تھے مگر اب تو حدیث میں جن واقعات میں مشارکت تھی تشریح کر دی گئی ہے۔

۹۔ قد غفلت کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ غلو کے معنی نقل مکانی کے ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آیت میں مکان کا تو ذکر نہیں۔ اس لیے نقل

(بقیہ) یعنی تفسیر سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں مثلاً زیر کالاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کسی وصف میں شریک ہوں۔ یعنی شفاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں شریک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کا اسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوا کے باہر کے تمام اوصاف میں اس کا شریک ہو۔ وہ جو کماتری۔ پس فاضل کما قال العبد الصالح الخ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشہد ہے اور قول صنی علیہ السلام مشہد ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول صنی علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں ما نحن فیہ میں تو ضرورت سے زیادہ ان الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی شراکت ہے۔ کیونکہ اگر حضرت صنی علیہ السلام کے قول تو فیہی سے مراد اہستی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں شراکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت صنی علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد لی جائے گی اور اگر حضرت صنی علیہ السلام کے قول تو فیہی سے امتی مراد ہو تو پھر ایک اور زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب۔

۱۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل قد غفلت الخ کا جواب دیا ہے لیکن چونکہ قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں اس لیے اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ آیت مسنة الله النبی قد غفلت۔

زمانی ہی خلوص سے مراد ہو سکتی ہے۔ اور اس سے مراد یہی ہے کہ زندگی کا زمانہ گزار کر وفات پا گئے۔ نیز ہم نے لغت کے حوالہ جات سے ثابت کیا تھا کہ خلوص کے معنی مرنے کے ہیں۔ اب میں ایک شعر بھی پیش کرتا ہوں جو یہ ہے۔

اذا سید منا خلا فام سید قول لما قال الکوام فعول

تمام شرح نے یہاں خلا کے معنی مسات کے کئے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی آیات (۱) تھلک امة قد خلعت لها ما کسبت اور آیت وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر اور آیت قد خلعت من قبلہا اعم وغیرہ سب میں خلوص سے

(بقیہ) کا قادیانی مناظر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اگر ہم قادیانی مناظر کو خوش کرنے کے لیے یہ تسلیم کر لیں کہ قد خلعت من قبلہ الرسل میں خلعت بمعنی بات ہے تو پھر بھی یہ دلیل وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ الرسل میں الف لام استغراق نہیں اس وجہ سے کہ قد خلعت من قبلہ الرسل میں من قبلہ یا الرسل کی لغت بخوبی ہوگی۔ یا الرسل سے حال ہوگا۔ اور یہ دونوں شقیں باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نبویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نبوی معصوت نبوی معصوت نبوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی۔ اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحو حال کی تقدیم اس وقت ہونی چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور انھن فی میں الرسل معروف ہے۔ پس معین ہوا کہ من قبلہ خلعت کے متعلق حرف لغو ہے۔ اور قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قد خلعت من قبلہ الرسل کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے یعنی ما محمد الا رسول سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور فقرے قد خلعت من قبلہ الرسل سے بوقت استغراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نحو ذالک من ذالک رسول نہیں۔ وھل هذا الا لتافض فی القرآن وھو بدیہی البطلان۔ پس ثابت ہوا کہ من قبلہ اس بات کا قرینہ قطعیہ ہے۔ کہ الرسل میں الف لام استغراق نہیں بلکہ جنس کے لیے ہے جو بلا بشرط شے کے مرتبہ میں ملحوظ ہوتی ہے بشرط لا کے مرتبہ میں۔ ۱۲ مرتب

مراد موت ہے۔ اور جو آیت و اذا خلوا الى شياطينهم ہے اس میں صاف قرینہ نقل مکانی کا موجود ہے۔

۱۰۔ احباب نے لکھا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سالیہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے۔ مفتی صاحب اصطلاح تو لکھنا جانتے ہیں۔ مگر حقیقت سے واقف نہیں۔ مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ صحابہ تو صحابہ دنیا میں کوئی انبیاء کو ماننے والا اس بات کا قائل نہیں کہ کوئی نبی نہیں مرا۔ جو سالیہ کلیہ ہے بلکہ ان کو تو عیسائیوں کے قصہ کی وجہ سے یہ خیال ہو سکتا تھا کہ بعض نبی فوت نہیں ہوئے جو سالیہ جزئیہ ہے اور جس کی تردید موجبہ کلیہ سے ہونی چاہیے اور موجبہ کلیہ یہ ہے کہ

افسوس کہ قادیانی مناظر نے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر ۲ کی عبارت کو نہیں سمجھا یا عوامیہ خیالی باتیں کی ہیں۔ کیونکہ اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۲ کا یہ مطلب ہے کہ جنگ احد میں جب یہ غلط خبر اذ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سالیہ کلیہ کا معنی ناقض ہے اور ارتداد کا راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراق نہیں بلکہ نفی۔ اور جنس لا بشر طائے کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔ نہ بشر طالا کے مرتبہ میں اور قد خلعت من قبلہ الرسل قضیہ موجبہ مہملہ ہے جو قوۃ موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سالیہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الکتاب و قضینا من بعده بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بضمینہ جمع بالف و لام موجود ہے اور یہاں استغراق افراد قطعاً باطل ہے کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے انہیں پر کئی رسول بھیجے۔ نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے رسول نہیں لیا بلکہ کئی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور کئی آپ کے بعد۔ ۱۲۔ مرتب

قد خلت من قبله الرسل کہ سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پھر مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ موجبہ جزئیہ سے تردید ہونی چاہیے کیوں کیا موجبہ کلیہ سے تردید نہیں ہو سکتی۔ کل رسولوں کے فوت شدہ ہونے سے بعض رسولوں کا فوت شدہ ہونا بھی لازم آتا ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب نے یہ عدم علم کی وجہ سے لکھا ہے یا جان بوجھ کر۔ جان بوجھ کر تو میں کہہ نہیں سکتا۔

۱۱۔ آپ کا یہ لکھنا کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات پر تھی تو اس پر سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے تھے کہ آپ کو فوت نہیں ہونا چاہیے کیا وہ سمجھتے تھے کہ بعض زندہ ہیں یا سب؟ ظاہر ہے کہ وہ بعض کو زندہ مانتے تھے۔ پس انہیں کی تردید مقصود تھی۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی بھی زندہ نہیں تو انہوں نے مان لیا۔ اس لیے زیادہ تر نظر قد خلت من قبله الرسل پر ہی

www.NAFSEISLAM.com

۱۲۔ آپ فرماتے ہیں والدین بدعون من دون اللہ الایۃ قضیۃ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو گئے مگر جناب مفتی صاحب! آپ کو

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی تردید کی ہے اور اس نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں قادیانی مناظر کو ہدایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس لحاظ سے کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق اضطراب تھا اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے افسان ممکن او فتل کہہ کر ان کا اضطراب رفع کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ایہا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد رب محمداً فان اللہ حی لا یموت (مواہب لدینہ) ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل یعنی والدین بدعون من دون اللہ لایخلفون شیئاً و ہم یخلقون اموات غیر احواء و ما بشعرون ایان یموتون (نحل)

معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں ان معبودانِ باطلہ کا ذکر ہے جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور وہ عالمِ خلق سے ہیں نہ عالمِ امر سے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ پہلے روح القدس کے متعلق یہ تینوں صفات ثابت کر دیں پھر اعتراض کریں لیاقتی رہا یہ کہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے اس سے ان کا مرے ہوئے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی خوش

(لغیہ) کا جواب دیا ہے۔ اور پھر اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی قادیانی مناظر کی من گھڑت باتوں کا جواب دیا ہے کہ روح القدس جو تثلیث کا اقسامِ ثالث ہے۔ ان معبوداتِ باطلہ میں داخل ہے جن کا اس آیت میں بیان ہے **يَوْمَ لَا يَخْلَقُ لِلْكَافِرِينَ عَلَيْهِمْ سَعِيرًا** اور **لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا** اور وہم یخلفون یہ تمام صفات روح القدس میں پائی جاتی ہیں۔ اور اسم موصول میں عموم ہے۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ وہ عالمِ خلق سے ہے نہ عالمِ امر ہے عجیب بات ہے کیونکہ جو چیز امر اللہ سے پیدا ہو کیا وہ عالمِ خلق اور مخلوق اللہ کے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوند کریم نے معبوداتِ باطلہ کی معبودانیت کو کئی رنگوں میں باطل کیا ہے۔ اول اس طرح کہ **لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا** یعنی وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور معبود خالق ہوتا ہے۔ دوم اس طرح کہ وہم یخلفون یعنی وہ پیدا کئے جاتے ہیں اور معبود مخلوق نہیں ہوتا۔ سوم یہ کہ ان پر نبی وقت من اللادقات موت آنے والی اور معبود پر موت کا آنا ناممکن ہے۔ چہارم یہ کہ ان کو علم نہیں کہ کب زندہ کئے جائیں گے اور معبود عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں یوں ہدایت کی ہے کہ چونکہ اس آیت میں معبوداتِ باطلہ کی معبودیت باطل کرنا مقصود ہے اس لیے تاکیداً اموات غیر احیاء فرمایا۔ اور اگر یہ قضیہ مطلقہ عامہ نہ ہوتا اگر کوئی شخص یا کوئی قوم اس وقت کسی زندہ شخص کو معبود قرار دے۔ تو اس کو اس آیت کی رد سے جیتے جی کس طرح مردہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ پس آیت اپنے مطلب میں غیر کالی رہے گی جس سے قرآن کریم پاک ہے۔

نہی ہے۔ کیونکہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے بھی مان لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا اور یہاں محل موت مراد لینا بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ غیر احیاء اس کی تردید کر رہا ہے اور اس کے معنی کوئی نہیں بنے بالکل مہمل کلام ہو جاتی ہے کہ ”وہ مرنے والے ہیں زندہ نہیں۔“ باقی رہا اس کی تائید میں انک مبست پیش کرنا یہ صحیح نہیں۔ بے شک کسی حافظ سے پوچھ لیں کہ اس میں انک مبست غیر حسی و انہم میتون غیر احیاء نہیں ہے۔ اور نیز آیت اموات۔ الذین کی خبر ہے۔ اور اسم موصول استغراق کے لیے ہوتا ہے اس لیے کوئی فرد اس سے باہر نہیں۔

۱۳۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ کسانا یا کلان الطعام میں تغلیب مریم کی وجہ سے کی گئی ہے حالانکہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے پہلی آیات پڑھ لیں۔

(بقینہ) اور قادیانی مناظر لکھتا ہے کہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے بھی مان لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا۔ افسوس کہ قادیانی مناظر کو خود تو مطلقہ عامہ کے مفہوم اور صداق کے درمیان فرق معلوم نہیں اور خلاف تہذیب اسلامی مناظر کے متعلق لکھتا ہے کہ اصطلاح تو لکھ جانتے ہیں۔ لیکن حقیقت سے واقفیت نہیں۔ ۱۲ مرتب

اسجان اللہ قادیانی مناظر کا کیا علم و فضل ہے کہ ایک مقام پر تو اس اسم موصول سے روح القدس کو خارج کر رہے ہیں جو معبودات باطلہ سے ہے اور اس مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اسم موصول والذین یدعون۔ استغراق کے لیے ہے کوئی اس سے فرد باہر نہیں۔ ۱۲ مرتب

۱۴۔ قادیانی مناظر صاحب لکھتے ہیں۔ حالانکہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے۔ پہلی آیات پڑھ لیں۔ قادیانی مناظر کے علم پر رونا آتا ہے۔ دیکھو اس آیت کا سیاق سہاقیوں ہے۔ لفظ کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ و ما من الہ الا الہ واحد

اور دوسرے تغلیب جب مذکور مونث اکٹھے ہوں تو مذکر کی طرف سے ہوتی ہے جیسے القمر ان سورج چاند کے لیے کہا جاتا ہے شمس ان نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ شمس عربی زبان میں مونث ہے اور کانت من القانتین تو بالکل آپ کے مدعا کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے تغلیب مونث کی مثال دی ہے۔ اور طعام کے متعلق تو

(بقیہ) کو ان لم ینتھوا عما یقولون لیمن الذین کفروا منهم عذاب الیم افلا یبصرون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقة کانا یا کلان الطعام انظر کیف نبین لہم الایات ثم النظر النبی یوفکون۔ (ماکہ) یا امر بالکل ظاہر ہے کہ ان آیات سے مقصود امر ہیں۔ اثبات توحید۔ ابطال الوہیت۔ عیسیٰ اور مریم۔ اثبات توحید کے لیے فرمایا صا من الہ الا الہ واحد۔ اور ابطال الوہیت کے لیے فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقة کانا یا کلان الطعام یعنی عیسیٰ اور مریم کی اصیان حلی الطعام ان کی الوہیت کو باطل کرتی ہے اس آیت میں حضرت مریم کا ذکر اس لیے ہے کہ عیسائیوں میں سے بعض فرقوں کے نزدیک حضرت مریم بھی الوہیت کے مرتبہ تک پہنچ چکی ہیں جیسا کہ اسی سورۃ کے اخیر میں ہے انت قلت للناس اتخذونی و امی الہین من دون اللہ (ماکہ) اس مضمون بالا سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کانا یا کلان الطعام میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم دونوں کی الوہیت کا ابطال مقصود ہے نہ صرف مسیح کی الوہیت کا۔ پس قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ یہاں تو دید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے جہل مرکب کا ثمرہ ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ جان اللہ قادیانی مناظر نے کیا گل کھلایا ہے کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ (کنا یا کلان الطعام میں میتہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے) اور میری مراد اس سے یہ ہے کہ کانا میتہ ماضی کا حضرت مریم کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ اس وقت طعام نہیں کھاتے۔ اور پھر میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں لکھا ہے (تغلیب ہے جیسے کانت من القانتین میں) اور اس سے مراد میری یہ ہے کہ مذکور مونث اکٹھے ہو گئے۔

سوال یہ ہے کہ ایسٹعنی ربی و یسقینی میں طعام مادی مراد ہے یا غیر مادی۔
ظاہر ہے کہ غیر مادی مراد ہے ورنہ وصال کا روزہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اور کسانا یا
ککلان الطعام میں زیر بحث طعام مادی ہے۔ غیر مادی نہیں۔ اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مادی کھانے کے متعلق فرماتے ہیں ولا مستغنی عنہ ربنا۔ نیز اس
کے متعلق ثابت کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو یہ کھانا کھلاتا ہے۔

۱۴۔ اوصافی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ کے متعلق جو اشکال تھا اس کو پہلے پرچہ میں
کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اور زکوٰۃ کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں
جہاں کہیں صلوٰۃ اور زکوٰۃ اکٹھے آئے ہیں وہاں فریضہ زکوٰۃ مراد ہے نہ کہ محض
پاکیزگی جیسے اقیموا الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ میں ان کے لیے

(بقیہ) جس میں تذکیر کو ثابت پر غلبہ دے کر مذکر کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے اور قادیانی مناظر ایسے
انجیل المرتب ہیں کہ بات تو ہماری بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔ ۱۲
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

افسوس کہ قادیانی مناظر بے ربط اور بے اصل باتیں کہتے جاتے ہیں۔ کیونکہ طعام من حیث
هو هو مایطعمہ کو کہتے ہیں یعنی جو طعام اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ مادی ہو یا غیر مادی ہو جیسا کہ اس
حدیث سے واضح ہے لست کاحد کم یطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد ۱ ص ۲۶۳)
دیکھو۔ یعنی جس کا اصل ماخذ طعام ہے اور کسان یا ککلان الطعام میں زیر بحث احتیاج الی الطعام
ہے مادی ہو یا غیر مادی کیونکہ مطلق احتیاج الی الویست کو باطل کرتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ اسلامی مناظر نے اس پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ میں نے حنتاً من لدنا و
ذکوٰۃ کو پیش کیا ہے۔ قادیانی مناظر نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ جہاں
صلوٰۃ اور زکوٰۃ اکٹھے مذکور ہیں وہاں زکوٰۃ سے مراد صدقہ مفروضہ ہے۔ یہ استدلال استقرائی ہے۔
اور استقرائی ظنی دلیل ہوتی ہے قطعی نہیں ہوتی۔ پس اس سے اتنا تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ بے شک قرآن
شریف میں اکثر جگہ ایسا ہی وارد ہے۔

نصاب اور ان کا مالدر ہونا ثابت کروں عجیب بات ہے۔ یہ تو اتب تھا کہ میں ان کو زندہ ماننا ہوتا۔ یہ تو آپ پر لازم آتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ صاحب مال نہیں تھے۔ تو ان کو تکلیف بالحال کیوں دی تھی۔ اور جعلی مبارکاً اینما کنت تو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو آسمان کے لیے بھی ثابت کر رہا ہے کہ ان کو یہ احکام بجالانے چاہئیں۔

۱۵ سوال السلام علی کی وجہ بیان کریں کیوں ان دو خاص دنوں کا ذکر نہ کیا۔ اگر جعلی مبارکاً میں وہ دن آپ کے ہیں تو کیا یوم اموت وغیرہ نہیں آپ کے ان کی وجہ ذکر بیان کرو۔

۱۶۔ مع آیت ولکم فی الارض مستغفر جب الیہ آپ کے نزدیک مقرر طبعی پر دلالت کرتی تھی۔ تو مستغفر کو چھوڑ کر آسمان پر کیوں چلا گیا؟ اور فہما

(تقریباً) مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آئے اس جگہ خواہ مخواہ صدقہ مفروضہ ہی مراد لیا جاتا ہے۔ کیونکہ لغت اور عقل اس کی شہادت نہیں دیتے۔ ۱۲ مرتب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ پہلے میرے مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن کریم یا حدیث سے ثابت کریں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ ابن مریم کا کسی وقت صاحب نصاب ہونا ثابت کریں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ یہ وہی باتیں ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳۔ اس آیت کا کافی جواب گزر چکا ہے۔ اور قادیانی مناظر کے یہ خیالات تو ہات و پیر فعل ما بشاء اور ان اللہ علی کل شیء قدیر کے خلاف ہیں۔ ۱۲ مرتب

نمونوں بتا رہا ہے کہ یہاں میعاد کا ذکر ہے کہ موت تک زمین میں رہنا ہوگا۔
معلوم نہیں آپ جعل کے جال میں کیوں پھنس گئے۔

۱۷۔ اور آیت ہر رسول یاتسی ۲۔ من بعدی اسمہ احمد میں بعد
غیو بت اور موت دونوں کو شامل ہے۔ اب سوال ہے کہ آیا منفرد آیا مجتمعاً اگر مجرد
غیو بت مراد ہے تو لانا نبی بعدی کو مثال میں پیش کر کے آپ نے ثابت کر دیا کہ اس
حضرت کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے۔ اور نیز محض غیو بت مراد لینے کے لیے کوئی
آیت میں قرینہ بتانا چاہیے۔ اور اگر جمعاً تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔

۱۸۔ معمر سے مراد نبی عمر یا نے والا ہے نہ ہمیشہ کی عمر۔ کیونکہ منکس

۱۔ جب جعل ہو جی تو ایسی مناظر کو سمجھ نہ آیا تو کہہ دیا کہ آپ جعل کے جال میں کہاں پھنس
گئے ۱۲ اسباب

۱۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ بعدی میں مطلق غیو بت
ہے اور غیو بت بالموت اور غیو بت بغیر الموت اس کے انواع ہیں۔ چونکہ لاتبسی بعدی میں
نکرہ چیز نفی میں ہے اس لیے اس کا یہ مطلب ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیو بت
بالموت کے وقت کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیو بت بغیر الموت کے
وقت کوئی نبی ہو سکتا ہے کیونکہ نکرہ چیز نفی میں مفید استغراق ہے۔ اس سے تو مرزا صاحب کی
نبوت بروزی وغیرہ بھی باطل ہو گئی۔ اور یاتسی من بعدی میں بعدی اثبات میں واقع ہے اور
اثبات میں غیو بت کے ایک نوع کا تحقق کافی ہے یعنی غیو بت بالموت ہو یا غیو بت اس طرح
پر ہو کہ ابن مریم آسمان پر اٹھانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ ۱۲ اسباب

فی الخلق ہونے کے لیے یا ازل العر تک پہنچنے کے لیے دوامی زندگی کی شرط نہیں۔

۱۹۔ یہ ابھی آپ نے خوب کہی کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ چونکہ خلاف قرآن ہیں۔ اس لیے میں نہیں مانتا جب تک آپ اسے خلاف قرآن نہ ثابت کریں اس وقت تک آپ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس حدیث کو بڑے بڑے آئمہ نے لکھا ہے۔ مثلاً ابوالوقت والجواہر جلد ۲ ص ۲۳ میں امام عبد الوہاب شعرانی نے اور مدارج السالکین میں امام ابن قیم نے اور تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر نے۔ تو صرف آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم کیونکر اسے درست مان لیں۔ اور آپ نے علی الارض کی قید بڑھا کر ثابت کر دیا کہ ہمارا مدعا ثابت ہے۔ اور اصل حدیث کے وہی معنی ہیں جو ہم نے کہے ہیں اور آپ صرف عن الظاہر کرتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام حمل علی الجوار ہے اور اس کے لیے کسی قرینہ کی ضرورت ہے وہ قرینہ پیش کریں۔ اور صحاح ستہ میں کسی حدیث کا بیان نہ ہونا کسی محدث نے وجہ ضعف کی قرار نہیں دی۔

۲۰۔ اور عمرؓ والی حدیث کا بھی اس میں جواب آگیا ہے۔ اور نیز اس طرح

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حسین اربع آیات وما قتلوه یقیناً بل وقعه اللہ الیہ کے بالکل خلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور اگر حسین علی الارض مراد لی جائے تو یہی آیت دو دیگر آیات و احادیث حیات قرینہ ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

۲ اگر اس عمر والی حدیث کو حسب تشریح قادیانی مناظر لیا جائے تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ چونکہ قادیانی مناظر کے زعم میں مرزا صاحب نبی ہیں اس لیے مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ ۱۲ مرتب

تو ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساٹھ برس کی عمر زمین پر گزاریں گے۔ اور باقی کہیں اور۔ حدیث میں تو مقدار ربائش کا ذکر ہے نہ کھانے پینے کا۔ اور عمر کا بتانا مقصود ہے۔

۲۱۔ معراج کی حدیث کے متعلق جو ہم نے سوال کیا تھا وہ ایسے کا ویسا ہی قائم ہے جو صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث کے مطابق پڑتا ہے کہ وہ فوت شدہ انبیاء میں کیوں گئے۔ ان کا مروجوں میں کیا کام۔

۲۲۔ طبقات کبیر کی روایت پر جو آپ نے جرح کی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ افسوس ہے کہ آپ نے روایت کے الفاظ پر غور نہیں کیا۔ اس میں صبح کو روح سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ بلکہ روح کو صبح بن مریم کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ آپ مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

پھر روح صبح میں صبح کی روح کو کوئی خصوصیت نہیں۔ تمام پاک لوگوں کے ارواح خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں اور اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ معراج کی حدیث جو سنن ابن ماجہ سے میں نے پیش کی ہے اس کے جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راوی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان کا نزول بیہیمہ نہ بمثلہ بیان فرماتے ہیں۔ تو پھر اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو جانتا ہوں کیونکہ اس عبارت یعنی عروج بروح عیسیٰ الخ میں حضرت عیسیٰ سے تعبیر بالروح کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں اضافت نہ ہو کیونکہ بروح عیسیٰ میں اضافت بیان ہے یعنی عروج بالروح اللہی ہو عیسیٰ الخ یہ قادیانی مناظر کا کمال ہے کہ لفظ تعبیر بالروح کو اضافت کے معنی سمجھتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی۔ ہم تو ایسے خیال سے بیزار ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ درجہ جانتے ہیں کہ شعر

صد ہزاراں یوسے پیغم دریں چاہ وقتن وال مسیح تا صری شدا زدم او بی شمار
اور

تمت علیہ صفات کل مزیدۃ نعمت بہ نعماء کل زمان

اور المہدی فی وسطہا کو پیش کرنے سے تو شیعوں کا عقیدہ ماننا پڑتا ہے کیونکہ ڈیڑھ ہزار برس امت کا زمانہ ہو تو ساڑھے سات سو برس ان کو زندہ ماننا پڑے گا۔ تب مسیح کو مل سکتے ہیں۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اسی لیے میں اسی پر ختم کرتا ہوں۔ والسلام۔ مناظر
مجاہد جماعت احمدیہ

جلال الدین خٹک۔ مولوی قاضی احمد علی
پریزیڈنٹ

چوہدری حاکم علی صاحب احمدی

ایہ سب تلمیحات ہیں ورنہ مرزا صاحب کے اس شعر پر غیبت نہیں آتی۔

مہم مسیح زمان و کلیم خدا مہم محمد واحد کہ بتجلی باشد

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث و کیف تہلک امۃ انا اولہا و المہدی وسطہا و المسیح اخرہا میں میرے اوپر شیعوں کے ہم اعتقاد ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ جناب من ہر بات میں المہدی کے مخالف نہیں بلکہ اس بات میں اتفاق ہے کہ حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے

کہ اب پیدا ہو چکے ہیں۔ یا نہ اب رہے

اللہم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ سب ہو چکا تھا کہ قبل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلافت شرائط اس کے علاوہ اور بھی بہت سی یا تئیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔
فافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس۔ مولوی فاضل
دستخط کردار ووالیال۔ پریزیڈنٹ

۱۱۹ کوبر ۱۹۲۲ء بسم اللہ الرحمن الرحیم

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم۔

فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ و الرسول۔

اللہ کا اسم و افع کا معنی اعزاز و ہندہ رفع روحانی اور رفع جسمانی دونوں کو لازم ہے جو معنی کنائی ہے اور جس کا حقیقت کے ساتھ معاً مراد لینا جائز ہے اور اذا تنوا صنع العبد رفعہ اللہ الی السماء اور ولوشنا لرفعناہ بہا اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع اور ان اللہ یرفع بهذا الكتاب اقواما و یضع بہا اخرین وغیرہ میں رفع جسمانی مراد نہ ہونا ہم کو معترض نہیں اور اس کے خلاف نہیں کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں بلحاظ سیاق و سباق و بلحاظ قواعد عربیہ مجوزہ مناظرہ رفع جسمانی مراد ہو جیسا کہ پہلے پرچہ میں بیان کیا گیا۔ اور میرے مناظر صاحب نے کوئی مثال رفع الیہ یعنی الی اللہ کی نہیں پیش کی۔ اور الرحمن علی العرش استوی کا معنی

استوا من حیث الرحمانیت ہے اور آپ تحریف کر کے عیسائیت کے ہم عقیدہ ہونے کا الزام نہ لگادیں۔ اور ثم اتحموا الصيام الى اللیل کا یہ مطلب ہے کہ رات تک روزہ کو پورا کرو اور رات ہوتے ہی افطار کیا جائے۔ اور مرزا صاحب کی عبارتوں سے فقط یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھائے جاتا ہے۔ اور رفع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے مل کو میدان مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا۔ اور مرزا صاحب نے آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ جناب قرآن کے الفاظ میں بحث کریں دوسری باتوں کو چھوڑ دیں اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل یعنی مبطلہ یعنی اموات اور صفت مشبہ یعنی احواء دونوں کے ضمیروں کا مرجع ایک من یقتل ہے نہ امن کیونکہ الموصول ما لا ینضم جزاء الابصلۃ وعائد اور صنعت استخدا م میں یہاں ضروری ہے کہ وہ مقتضا جال اور موضوع دلالت کے منافی نہ ہو۔ اور نیز ایک معنی مرا ولینے کو وہاں قرآن مجید ثابت کریں۔

۱۔ کیونکہ صنعت استخدا م تحسین کلام کے وجہ سے ہے اور تحسین کلام کے وجہ میں یہ ضروری ہے کہ قواعد فن معانی و قواعد فن بیان کے منافی نہ ہوں جیسا کہ تعریف فن بدیع سے ظاہر ہے البدیع ہو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعاية المعطابقۃ و وضوح الدلالۃ (مطلوب) اور اگر وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں صنعت استخدا م اختیار کی جائے تو وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں جو بل الباطل اور قصر قلب ہے ان کے منافی ہوگی۔ پس یہاں صنعت استخدا م کا اختیار کرنا بدیع فن بدیع جائز نہیں۔ ۲۔ مرتب اور ما نحن فیہ میں یعنی وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں ہر چار ضابطہ منسوب متصل سے ایک معنی یعنی بمی زعہ بحمدہ الحصری مراد لینے پر کوئی قرینہ نہ دیکھ سکتے ہیں۔

جیسا کہ۔ افسی الغضا والساکیہ وان مم۔ شبوہ بین جوانح
وضلوع۔ پہلے ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری ضمیر سے بقرینہ شبوہ آگ
ہے۔ قرآن کریم نے وفولہم انا قتلنا المسیح۔ اس کے ساتھ یہود کا اعتقاد
بیان کر دیا تو اب تورات استثناء باب ۲۱ آیت ۲۲ وغیرہ کو پیش کرنے میں میرے
مناظر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم اور قواعد عربیہ کے
مطابق کوئی جواب نہیں بلکہ توریت میں بھی وہ مصلوب ملعون قرار دیا گیا ہے جو کسی
جرم میں مصلوب ہوا اور ۳۰ ولیم بمسنی بشر ولم اک بغیا کی خصوصیت کے
لحاظ سے حکم سے معنی صحیح ہیں۔ میرے مناظر صاحب نے دیدہ دانستہ یا کسی
وجہ سے دوسرے پرچہ میں ایسے مضامین درج فرمائے ہیں۔ جن کی تردید میرے

(بقیہ) بلکہ بل ابطال اور قصر قلب قطعی طور پر اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ہر چہ انبیاء سے مراد

حضرت عیسیٰ زعمہ جسد العصری ایک ہی ایچہ ہیں۔ ۱۲ مرتب
اور کچھ اس شعر میں مستند استخدا م ہے کیونکہ ضمیر محمد و جو الساکیہ میں ہے اور ضمیر منصوب جو شبوہ
میں ہے دونوں کا مرجع الغضا ہے اور ضمیر محمد سے مراد بقرینہ الساکیہ مکان ہے اور ضمیر منصوب سے
مراد بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور یہاں مستند استخدا م اھیار کرنا تو اہل معانی کے معانی ہے اور نہ ہی
تو اہل معانی کے۔ اور نیز یہاں قرآن موجود ہیں جو ایک معنی مراد لینے سے روکتے ہیں۔ ۱۲ مرتب۔

۱۲ کیونکہ لحاظ آیت فاستلوا اہل الذکر انکم لتعلمون بھی توریت کی طرف رجوع اس
وقت جائز ہوتا جب ہم کو یہود کا وہ اعتقاد جس کی دماغی قوت دیدہ ہے قرآن کریم سے معلوم نہ ہوتا
جیسا کہ تکلم لتعلمون سے روشن ہے۔ اور قرآن کریم نے اپنے اس فقرے فولہم انا قتلنا
المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کے ساتھ یہود کے اس اعتقاد کو واضح طور پر بیان کر دیا
ہے تو اب قادیانی مناظر کا قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت سے رد گردانی کر کے
توریت کو پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جواب دینے سے عاجز ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۲ ترجمہ۔ اور حالانکہ نہ مجھے کسی نے نکاح کر کے چھوایا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔ ۱۲ مرتب

پر چاول میں موجود ہے۔ مثلاً نزول انزلنا الحديد وغيره میں بقرینہ الحدید وغیرہ اور معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث فی منزل عند المنارة البضا شرقی دمشق بین مہزودین واضعا کفہ علی اجنحة ملکین کے معنی (استغفر اللہ) یہ ہوں گے کہ عیسیٰ دور تکین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے۔ اور قبر سے مراد گورستان ہے۔ یہ اعتراض تو (نفوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خواب میں تین چاند دیکھنے کی تعبیر اس کی عفت کو بالائے طاق رکھنے سے کی گئی ہے ورنہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور شہنشاہ اور مسیح موعود بمنزلہ چاند کے ہیں۔ مرزا صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہیں ہو سکتے بلکہ آپ پر۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ حقیقت و مجاز جمع ہو سکتے ہیں بالکل فن بیان کے خلاف ہے۔ ہاں حقیقت اور معنی کئیائی جمع ہو سکتے ہیں۔ کنایت اور مجاز میں شاید آپ فرق نہ سمجھتے ہوں گے۔ اور مولوی نور الدین صاحب کا فقرہ (ہر جگہ) آپ کو کوئی تاویل کرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ الاعتبار لعصوم اللفظ لالخصوص المورد اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امام مالک وغیرہ کا نام لیتا یہ آپ کی کمزوری ہے کیونکہ میں تو من حیث انا مسلم مناظر ہوں۔ پس بس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ کا آسمان پر ہونا اس سے حضرت عیسیٰ کا افضل ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ افضل یا غیر افضل ہونا ہم بدوئے قرآن کریم اور صحیح حدیث کے سمجھیں گے۔ اور قرآن اور

ایہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اس منارہ سفید کے پاس جو دمشق کی شرق کی جانب واقع ہے دور تکین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔ ۱۲ مرتب

۱۲ یعنی لفظ کا علوم معتبر ہوتا ہے اور خصوصیت نزول شان ملحوظ نہیں ہوتی۔ ۱۲ مرتب

حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے ایسا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم الی و النزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم اس آیت میں خداوند کریم نے انسانوں کو عبادت کا حکم فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر اپنے چند صفات ذکر کے اخیر میں صفت و انزل من السماء الخ کو بیان فرمایا ہے۔ اور اس میں یہ بتایا ہے کہ زمین جو پستی کا مظہر ہے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے اسی قدر عند اللہ زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک نہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک نہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی ہوئی ہے دیکھو۔

ایسا آیت تمام اس طرح ہے ایسا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذین جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم۔ (البقرہ) یعنی اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بنو۔ وہ جس نے زمین کو تمہارے لیے قرار گاہ بنایا اور آسمان کو تمہاری اور اوپر سے پانی اتارنا پھر اس کے ساتھ تمہارے لیے پھلوں سے رزق نکالا۔

۱۔ سبحان الذی اسری بعبدہ اور دیکھو! فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔

یہ کیا کمال اعزاز کا مقام ہے کیونکہ ملک الملوک ایک اپنے مقرب فرشتے جبریل کو براق دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتا ہے اور حسب ارشاد الہی دست بستہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ حضور براق پر سوار ہو کر آیات الہیہ کا معائنہ کیجئے۔ ایسے اعلیٰ اعزاز کے مقام میں یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کسی قسم کا نقص آگیا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے میرا یا اپنے بندے کو۔ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اور پھر عبد کو اپنی طرف مضاف کر کے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا اور نہ اس سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ ۲۔ اترت علیہ آیت باقیل کے ساتھ یوں ہے دنیا فندلی فکان قاص فوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ یہ کیا اعلیٰ اعزاز و اکرام کا مقام ہے۔ اور اس کا بیان یہ ہے کہ دنیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے قریب ہوئے اور اس کی صفات کے مظہر اتم ہوئے۔ فندلی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات کے قریب ہوئے۔ فکان قاص فوسین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مقدار و کماتوں کے ہوا۔ یعنی دائرہ وجود کو جب خط مستقیم نے قطع کیا تو دو کماتیں پیدا ہو گئیں۔ ایک کمان و جب اور دوسری کمان امکان اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اتنا فرق رہا کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن الوجود او ادنیٰ یہ فرق بھی نہ رہا۔ اب وہم پیدا ہوتا تھا کہ

اور دیکھو تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده۔ اور ملاحظہ ہواضافت عبد
طرف اللہ کی اسی وجہ سے مورد فضل الک ذکر کہ ہے اور اسی کمال عبودیت کی
وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین ہیں اور آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ
السلام پر قرب الہی اور رفعت منزلت میں بدرجہا فوقیت ہے۔ اور اسی کمال
عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ از ابتداء پیدائش تا وفات آپ کا ایسا رنگ رہے جو
عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی پیدائش پر زمینی اسباب منعقد
ہوئے اور تمام حیاتی زمین پر بسر کی۔ اور زمین پر ہی فوت ہوئے اور زمین میں ہی
مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ملک افلاک سے قربان۔ الخ
اور دوسری دلیل کے متعلق جو یہ قول پیش کیا گیا ہے وان منکم لمن

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عبودیت نہیں رہی بلکہ الوہیت آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
فما اوحی الی عبده ما اوحی۔ اور عبودیت کے ساتھ شہادت دہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
عبودیت میں ذرہ بفرق نہیں۔ THE NATURAL
لیہ آیت تمام اس طرح ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعلمین نذیراً۔
یعنی برکت والی وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے (محمد) پر کتاب حق اور باطل کے درمیان فرق
کرنے والی نازل کی اس لیے کہ وہ تمام دنیا کی اصلاح کرے۔ یہ بھی اعلیٰ مقام اعزاز کا ہے۔ ۱۲۔
مرتب

۱۱۔ حضرت امیر اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی واجعل لی لسان صدیق۔ اے خدایا
لوگوں میں میرا ذکر خیر جلا دے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عبودیت کا یہ ثمرہ ہے کہ بغیر
عرض کرنے کے خداوند کریم ان کو رفیع الذکر کر کے فرماتا ہے وقد فعلنا لک ذکر کہ اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم آیا ہم نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا۔ وہ ظلی رنگ ہے اور یہ محبوبی رنگ ہے۔ ۱۲۔ مرتب
۱۳۔ کھنڈ کے ایک پٹرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پڑھتے پڑھتے عشق محمدی نصیب
ہوا۔ اور وہ پٹرت صاحب نہایت فصیح شاعر تھے۔ انھوں نے یہ اشعار بصورت محسن فرمائے۔

لیسطن وغیرہ۔ اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں مراد استقبال ہے بلحاظ قواعد نحو۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کر بس جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید دون ثقلہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور امام مالک کا کبھی نام لیا جاتا ہے اور کبھی شاہ رفیع الدین کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا فسان ۱۔ تنازعہ علم الخ کے طریق پر بحث کرنا اسی کا نام ہے۔ اور یہی حال لٹھہ بنہم پسلنا کا ہے۔ مولوی نور الدین صاحب کی مرزا صاحب نے جو آپ کے پیغمبر تھے تو شیخ کی۔ اور بعد نویشن بھی مولوی صاحب مدوح نے اس معنی میں کوئی ترجمہ نہیں کیا۔ جناب تابعی کا نام اور مذکور کیوں کرتے ہیں۔ اور امین عباس رضی اللہ عنہما صحابی کو ہم غارت سلیم کرتے ہیں دیکھئے۔

DE AHLESUNAT WAL JAMAAT

(بقیہ)

ملک افلاک پر قرباں دس پر ناز میں مدتے جہاں کے خیر و قرباں زمانہ کے حسن مدتے
زمانہ قرباں دس مدتے مکاں قرباں میں مدتے میرا دل ہی نہیں قرباں میری جاں ہی نہیں مدتے
عجاز و انکاری پر لہ العالمین مدتے ۱۲ مرتب

ایہ آیت اس طرح ہے۔ فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول انکمتم تو منون باللہ والیوم الآخر یعنی اگر کسی چیز میں باہم جھگڑا کرو تو اسے اللہ (قرآن) اور رسول (حدیث) کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو۔ دیکھو قرآن کریم کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ امر متنازع فیہ اور مختلف فیہ میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے مطابق اس تنازع و اختلاف کو رفع کرو ورنہ تم مومن نہ ہو گے۔ اور قادیانی مناظر نے نہ اس قرآنی فیصلہ کو ملحوظ رکھا ہے اور نہ ہی اپنے شرائط مجوزہ کا پاس خاطر کیا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

عن ابن عباس وان الله رفعه بجسده وانه حي الآن و
 يرجع الى الدنيا فيكون فيها ملكاً ثم يموت كما يموت الناس
 (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) اور الی یوم القيمة کا مطلب حسب قواعد عربیت
 یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے ہو جائیں گے۔ اور آیت
 اغربنا بينهم العداوة والبغضاء سے مراد طول زماں ہے ورنہ یہ آیت اس آیت
 علی الدین کلہ۔ کیونکہ مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک
 عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے (چشمہ معرفت) سبحان اللہ۔ جن باتوں کا جواب مکمل
 طور پر پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے اس سے چشم پوشی کر کے پھر بھی طوطے والی بات سیکھی
 ہوئی پیش کی جاتی ہے۔ اور واہ راہ۔ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد
 نہیں۔ اور براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا خلاف شرائط نہیں۔ کیونکہ مرزا
 صاحب اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں ما معلوم نہیں کہ یہ کتاب کہاں اور کب
 ختم ہوگی۔ اس کتاب کا ظاہر باطن متولی خدا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 اس کتاب کے مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور آپ مرزا صاحب کا کوئی
 قول مجھ پر حجت نہیں قائم کر سکتے۔ اور فول ۳۔ وجھک شطر المسجد

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدہ الحصری
 اٹھالیا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ پس بادشاہ ہوں
 گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اور لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب
 ۱۲ اس کتاب چشمہ معرفت میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے
 کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی
 بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (ص ۲۷۱) ۱۲ مرتب
 ۱۲ یعنی میں نے مجھ اپنے منہ کو مسجد حرام کی طرف کر دیا۔ ۱۲ مرتب

الحصام کا معاملہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ مسئلہ حیات مسیح اعتقادیات سے ہے اور تحویل قبلہ عملیات سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے مناظر صاحب شرائط مقررہ سے دور مراحل جا رہے ہیں۔ اور انھوں نے میرے پرچہ نمبر ۱ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر گھبرا کر تو رات محرف کتاب کو اپنا بیجا قرار دیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ کتاب بھی ان کی امداد سے انکاری ہے۔

اور آیت حسى ا و اذا اجاء احدہم الموت قال رب ارجعون
لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انها کلمۃ ہو قائلہا و من ورائہم
برزخ الی یوم یبعثون۔ (مومنوں) میں ظالمین کا ذکر ہے اور نیز اس آیت کا
مصدق وہ لوگ ہیں جن پر موت آ جائے۔ اور حضرت مسیح ابن مریم کو یہ آیت
شامل نہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے تہذیب کو جواب
دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا۔ اور چونکہ ابن مریم کی توہین ہم برداشت
نہیں کر سکتے اور نہ ہی ابن مریم اس کے مصداق ہیں اس لیے مطابق جزاء مبینہ
سیہ مشلھا ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ بقول میرے مناظر کے مصنوعی مسیح موعود
اس آیت کا مصداق ہے۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد۔ پریزیڈنٹ اسلامی جماعت۔

از گھوٹ ضلع ملتان۔

۱۔ یعنی جس وقت تمہارے ایک پر موت آ جائے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب مجھے واپس لوٹانا کہ
میں اعمال صالحہ بجالاؤں۔ یہ بات ہر گز نہیں ہوگی۔ یہ صرف ایک بات ہے۔ جو وہ کہہ رہا
ہے۔ اور ان کے پیچھے ایک برزخ ہے قیامت کے دن تک۔ ۱۲ مرتب

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء پرچہ نمبر ۳

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
رب اشرح لی صدری الآیۃ۔

۱۔ مفتی صاحب مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں شرائط کے خلاف لکھتا ہوں۔ حالانکہ میں نے شرائط کے خلاف نہیں کیا۔ بلکہ مفتی صاحب خود شرائط کے خلاف کر رہے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کا براہین احمدیہ کا حوالہ اور خلیفہ اول کا قول اور دوسرے پرچے میں حضرت ابن عباس وغیرہ کا قول سب باتیں خلاف شرائط

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بھی اس کی پوری تردید کی ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اور ان کے سربراہین بیان کرتے ہیں وہ ہمارے بحث میں۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی علت الہام ہے اس لیے جب سے وہ کلمہ ہیں جب سے ہی وہ اپنے دعوے میں نمایاں ہیں۔ اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب کلمہ تھے۔ اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں براہین احمدیہ کی عبارت نقل کر کے یہ لکھا ہے ”میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے“ الخ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت الزامی نہیں کی بلکہ مرزائی کارگیری جتلائی ہے اور ابن عباس صحابی ہیں تو ان کا ذکر شرط نمبر ۲ کے مطابق ہے۔ اور کمال تو قادیانی مناظر نے کیا ہے کہ شرط نمبر ۱ کا یہ جھٹلنا تھا کہ ذمہ دلائل میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کی جائے لیکن قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱۰ میں حضرت امام حسن کا قول تاریخی رنگ میں پیش کر دیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ قادیانی مناظر اپنے پیغمبر اور اپنے پیغمبر کے خلیفہ مولوی نور الدین صاحب کی باتیں سخی نہیں چاہتا۔ حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ میں نے مولوی نور الدین کے اقوال بحیثیت خلیفہ ہونے کے پیش نہیں کئے بلکہ اس حیثیت سے کہ مرزا صاحب نے مولوی صاحب کی دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں جو انھوں نے لکھی ہیں۔

۲۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رافع جسمانی اور روحانی۔ دونوں کو شامل ہے۔ یہ بالکل لغت کے خلاف ہے کیونکہ لغت کا حوالہ جو میں نے پیش کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے معنی رافع جسمانی قطعاً نہیں ہوں گے۔ اور آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ایسی مثال پیش کرو جس میں الی بھی موجود ہو۔ مگر اس کی مثال پیش کرنا میرے ذمہ نہیں۔ کیونکہ لغت والوں کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے نام رافع کے معنی چاہے صلہ الی ہو یا نہ ہو اس کے معنی رافع جسمانی کے نہیں ہوتے۔ اور میری مثالیں آپ کے مدعا کو باطل ثابت کرتی ہیں کیونکہ الیہ سے آپ آسمان مراد لیتے ہیں۔ کہ آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اور حدیث میں باوجود آسمان کا لفظ موجود ہونے کے اس کے معنی آسمان پر اٹھ جانا نہیں ہیں۔ اس لئے روح کا علیین میں لے جانا ہی مراد ہے پس حضرت مسیح موعود کا

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۸ میں پھر دوبارہ قادیانی مناظر کو یہ ہدایت کی ہے کہ میری مراد یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رافع جسمانی اور رافع روحانی دونوں کو شامل ہے۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی رافع جسمانی یا رافع روحانی کرے تو اس رافع کو اعزاز لازم ہے جو معنی کنائی ہوں گے اور لازم و ملزوم دونوں معامرا ہو سکتے ہیں جیسا کہ فن بیان میں مصرح ہے۔ اور اس دفعہ اللہ الہ میں رافع جسمانی و اعزاز دونوں معامرا ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳۔ واہ رہے قادیانی مناظر صاحب۔ آپ کے فہم و ادراک پر فسوس۔ مرزا صاحب نے فقط علیین کا لفظ ہی نہیں کہا بلکہ آسمان کا بھی کہا ہے اور پھر قادیانی مناظر نے علیین اور آسمان میں غیریت سمجھی ہے حالانکہ حدیث میں بروایت براہ ابن عازب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا روح فرشتے کے کراہانوں سے گزرتے ہوئے جب ساتویں آسمان پر پہنچے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکتبوا کتاب عبدی فی علیین اور علیین ساتویں آسمان میں سے ایک موضع کا نام ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۳۴) ۱۲ مرتب

قول بالکل حدیث کے مطابق ہے اور آپ کا حدیث کے خلاف اور الی تو دوسری مثالوں میں بھی ہے۔ مثلاً انی مہاجر الی ربی اور فزد الی اللہ اور انا الیہ راجعون اور اتوب الیہ وغیرہ میں کسی کے معنی آسمان پر لے جانا نہیں پس الی کا لفظ ثابت نہیں کرتا کہ آسمان پر جائیں۔ پھر تم انموا الصیام الی اللیل میں میں نے بتایا ہے کہ صبح کو ساتویں آسمان تک جانا چاہیے تھا۔ یہ کیا وجہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر ٹھہر جائیں۔ اور آپ مانتے ہیں کہ استوا صفت رحمانیت کے لحاظ سے ہے۔ اور صبح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر کیوں نہیں لے جایا گیا؟

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں یوں کہا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ان مثالوں میں سے کوئی ایسی مثال نہیں جس میں رفع الی اللہ یا عروج الی اللہ یا صعود الی اللہ ہو اور سر ادا الی غیر اسماء ہو۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں کھول کر یوں کر دیدی ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنی تائید میں آیت نم انموا الصیام الی اللیل پیش کی ہے اور اس کو اتنا پیچ نہیں کہ یہ آیت میری تردید کر رہی ہے کیونکہ الی کا مدخول اللیل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے تو رات ہوتے ہی افطار کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ جب تمام رات گزر جائے تو رات کے اخیر جزو میں افطار کرو۔ اور یہی آیت بدل رفعه اللہ البہ سے جب الی اسماء مراد ہے اور مدخول الی کا اسماء ہے تو اس میں اتنا ضروری ہے کہ رفع الی اسماء ہو یہ ضروری نہیں کہ ساتویں آسمان پر رفع ہو۔ اور قادیانی مناظر کا یہ فقرہ (اور صبح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے، تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر کیوں نہ لے جایا گیا) داد دینے کے قابل ہے۔ ارے قادیانی صاحب جلیات رحمانیہ کا ظہور اسی میں محصور ہے کہ صبح کو دوسرے آسمان سے اوپر لے جایا گیا ہو۔ ۱۲ مرتب

۳۔ آپ نے مل کے متعلق لکھا ہے اور میں ۱۔ جو معنی کئے ہیں وہ مل
اضرابیہ کے لئے کرکئے ہیں۔ کیونکہ ۲۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صلیب پر لٹکا کر مارا ہوا
جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے استثناء کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ

اس عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کے نزدیک مل البطالیہ اور ہے اور مل اضرابیہ اور
ہے حالانکہ درحقیقت ابطال اضراب کا ایک نوع ہے ۱۲ مرتب۔

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں پھر اس کی یوں تردید کی ہے کہ توریت کا ہم نے مطالعہ کیا ہوا
ہے لیکن قرآن کریم کی آیت فاسئلوا اهل الذکر انکم لاتعلمون میں فقہہ انکم
لاتعلمون توریت کی طرف اس مانجن فید میں رجوع کرنے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ یہ وہ کا وہ
عقیدہ جس کی کو ماضیہ اور تردید ہے قرآن کریم نے اپنے اس فقرے وفونہم انما قتلنا
النسیح غیسی الخ کے ساتھ صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ اور نیز قرآن کریم میں ہے انما
جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا
او یقطع ابوابہم واولیہم من خلاف او یقتلوا من الارض ذالک لہم عزی فی الدنیا
ولہم فی الآخرة عذاب عظیم۔ (مائدہ) کسی سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی جزا جو خدا اور
اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا صلیب پر
لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو جلاوطن کیا جائے یا ان کے لیے
دنیا میں خوارگی ہے اور آخرت میں ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ دیکھو کہ اس آیت سے صاف طور پر
معلوم ہوتا ہے کہ لعنتی ہونے کا باعث جرم و عصیان ہے نہ صلیب پر لٹکا کر مارا جانا۔ اور نیز توریت
محرّف منسوخ شدہ میں مطلقاً قتل بالصلیب کو موجب لعن قرار نہیں دیا گیا بلکہ خاص اس شخص کو ملعون
قرار دیا گیا ہے جو کسی سخت جرم واجب الصلیب کی سزا میں مصلوب ہو جیسا کہ سیاق و سباق عبارت
سے ظاہر ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور یہود کا رسول اللہ کہنا بطور استہزاء و افتخار ہے اور نبوت و قتل
میں منافات نہیں جیسا کہ افسان مات او فضل انقلبتم علی اعقابکم سے ظاہر ہے کیونکہ اس
آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ موت یا قتل سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ فوت شدہ یا مقتول نبی نہیں تھا۔ ۱۲

اس میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور صلیب پر جولاٹا یا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اور آیت افسس ۱۰ اہل الذکر پر ہی غور کر لیتے۔ علماء اس سے کیا مراد لیتے ہیں۔ اور سبب بنی اسرائیل وغیرہ آیات سے ثابت ہے کہ ہر ایک آیت اس میں سے محرف و مبدل نہیں اور قرآن مجید سے بھی ان کا یہی مقصد ظاہر ہے۔ یعنی وہ آپ کو جھوٹا قرار دے کر لعنتی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور خدا نے بل کے ساتھ اس کی تردید کی ہے اور بل سے ترقی کے لیے بھی ہوتا ہے۔ ملاحظہ وہ مسلم

۱۔ قادیانی مناظر نے یہاں فاسس ۱۰ اہل الذکر لکھا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا اخیری فقرہ انکم لتعلمون بوجہ مفر ہونے کے قصد اذکر نہیں کیا۔ اس معاملہ میں قادیانی مناظر کی یعنی وہی مثال ہے جو کسی نے ایک بے نماز کو کہا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو اس نے نماز نہ کرنا کہ قرآن کریم کا یہ فقرہ لا تفسروا الصلوٰۃ تو نے نہیں پڑھا تو اس شخص نے کہا کہ کیا تم بھی پڑھو انتم سکا رہی تو بے نماز نے کہا کہ قرآن کریم کے ایک فقرہ پر بھی عمل ہو تو قیامت ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ تو زیست کی ہر ایک آیت محرف و مبدل نہ ہونے کے لیے لازم نہیں آتا کہ یہ آیت ماحض فیہ غیر محرف و غیر مبدل ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر کو درمیان اس بل کے جواب طال کے لیے ہے اور اس بل کے جو ترقی کے لیے ہے تیز نہیں۔ میں آپ کو فرق بتاتا ہوں۔ بل اضطراب کے لیے آتا ہے اور اس سے مراد کبھی پہلے خیال کا ابطال ہوتا ہے اور اس بل کو ابطال یہ کہتے ہیں جیسا ام بقولہون بہ جنتہ بل جاء ہم بالحق اور ماقولہ یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ اور کبھی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال مراد ہوتا ہے اور اس کو بل ترقی کہتے ہیں جیسا قد اطلع من نور کی و ذکر اسم ربہ فصلى بل نوثر ون الحیاۃ الدنیا (معنی)

خاص قابل توجہ

قادیانی مناظر نے روئے اور مناظر مطبوعہ باراول کے ساتھ ایک فیملہ جیسا کیا ہے۔

الثبوت۔ اور اس میں ترقی کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ وہ ملعون نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

اور آپ نے پہلے پرچہ میں جو ”احد الوصفین دوسری وصف کا مژوم نہ ہو“ لکھا ہے۔ اس جگہ مژوم نہیں ہے۔ کیونکہ قتل بغیر رفع روحانی کے پایا جاتا ہے اور رفع روحانی بغیر قتل کے بھی خصوصاً جو قتل اس جگہ مراد ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ

(بقیہ) جس میں یہ لکھتے ہیں مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ مفتی ہو تو اس وقت بل ابطالی ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یشعرون ایمان یعتنون بل اداواک علمہم فی الاخرة کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ کے معنی درست ہو نہیں سکتے۔

www.Islam.com

کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم اتنا کچھ کچھ گڑبگڑ گیا یعنی ان کا علم وہاں تک نہ پہنچ سکا جس سے مراد ہے کہ وہ جاہل رہ گئے۔ اب دیکھو کہ اس آیت میں شعور متقی کو بل باطل کر رہا ہے جیسا کہ وما فسلوه بقبائیل دفعہ اللہ البیہ میں قتل متقی کو بل باطل کر رہا ہے۔ اور اس آیت میں ادراک یعنی جہالت کو بل ثابت کر رہا جیسا کہ بل دفعہ اللہ البیہ میں دفع اس مجسمہ الحصری کو بل ثابت کر رہا ہے اور شعور و جہالت دونوں ضدین ہیں جیسا کہ قتل اس اور دفع اس مجسمہ الحصری کے درمیان ضدیت ہے۔ قادیانی صاحب! ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ خداوند کریم نے حسب فقرہ و بلا شعرون بلا شعور آپ سے ہماری تائید کرائی ۱۲ مرتب

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے (اور یہ امر بدیہی ہے کہ دفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقربین سے ہو) دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں کہا کہ مطلق قتل کو دفع روحانی لازم ہے بلکہ قتل المقرب الا لکی کو لازم ہے اور مانحن فیہ میں بھی قتل اس کا ذکر ہے جو مقربین سے ہے۔ یہ قادیانی مناظر کی عدم لیاقت کے نتائج ہیں یا اس کی گھبراہٹ کے ثمرات ہیں۔ ۱۲ مرتب

ملازم نہیں بلکہ ضدیت موجود ہے۔

پس ایک ہی مثال پیش کریں کہ خدا تعالیٰ رافع ہو اور انسان مرفوع تو اس کے معنی آسمان پر لے جانا ہوں۔ لیکن آپ قیامت تک نہیں پیش کر سکیں گے۔

اقادیانی مناظر نے اپنے پرچوں میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ قائل و رافع ہو اور انسان ذی روح مفعول و مرفوع ہو اور مراد رافع الی السماء ہو۔ اسی مثال کوئی نہیں اور اسلامی مناظر قیامت تک اسی مثال پیش نہ کر سکے گا۔ اور قادیانی مناظر نے زبانی یہ بھی کہا کہ اگر اسلامی مناظر اسی مثال پیش کرے تو میں مبلغ بچاس روپیہ انعام دوں گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ اس کا اس طرح جواب دیا ہے صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثم رفعت الی سدرة العنقی۔ اس فقرہ میں رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے لیکن درحقیقت اس کا قائل خدا تعالیٰ ہے کیونکہ جیسا کہ خلقت میں خلق الیہ افعال ہے جس کا قائل خدائے تعالیٰ کے اور نہیں ہو سکتا وہی روح الی سدرة العنقی ایسا فعل ہے جس کا قائل بغیر خدا تعالیٰ کے نہیں ہو سکتا۔ اور مفعول انسان ذی روح ہے اور مراد آسمان پر لے جانا ہے۔ اس موقع پر اہل اسلام حاضرین میں سے بعض افضلاء نے فرمایا کہ بچاس روپیہ انعام والا طلب کرو۔ لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ ہم قادیانی جماعت سے روپیہ لینا پسند نہیں کرتے۔ قادیانی مناظر نے اپنی رد و ادعا مناظرہ مطبوعہ باراول کے ساتھ ایک خمیر چسپاں کیا ہے جس میں لکھا ہے ”مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رافع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ قائل ہو اور مفعول ذی روح پھر رافع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہو۔ اور رفعت الی ربی کی مثال پیش کی ہے جس میں قائل مذکور نہیں دوسرے محراب کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔“ اس کے متعلق چند امور قابل توجہ ہیں (۱) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں صحیح بخاری کا یہ فقرہ ثم رفعت الی سدرة العنقی پیش کیا ہے جس میں درحقیقت رافع کا قائل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح پھر رافع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہیں۔ (۲) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے فقرہ رفعت الی سدرة العنقی پیش کیا ہے۔ نہ رفعت الی ربی جیسا کہ قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔

اور آیت ایل احیاء میں بل ہم احیاء ہے۔ میں نے ابھی پوچھا تھا کہ جس جسم سے ان کو مقتول نہ کہنے سے انکار کیا گیا ہے آیا اسی جسم سے ان کی زندگی ثابت کی گئی ہے یا کچھ اور۔ اور اگر اور ہے تو ہم کی ضمیر کا مرجع اور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں صنعت استخدام میں قرینہ ہونا ضروری ہے تو اس میں قرینہ یہ ہے کہ اس کے تو معنی کسی طرح بھی آسمان پر بحکم عصری جانے کے عربی زبان کے رو سے ہو نہیں سکتے۔

اور میں نے کہا تھا کہ نزول سے مراد بھی نہیں کہ آسمان سے اترنا ہی معنی

(لغیہ) (۳) یہ کہ رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے۔ لیکن درحقیقت اس رفع کا قائل خدا تعالیٰ ہے جو تفصیلاً

بیان ہو چکا (۴) یہ کہ معراج کا واقعہ بخت ہوا اس فقرے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کے معنی میں تبدیلی نہیں کرتا کیونکہ معراج عالم شہادت میں ہو یا عالم رویا میں ہو دونوں صورتوں میں اس فقرہ کے الفاظ کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھنا ہی ہوں گے نہ غیر۔ ۱۲ مرتب

ایہ آیت تمام اس طرح ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا

تشیعرون (البقرہ) اس میں بل احیاء ہے نہ کہ بل ہم۔ ۱۲ مرتب

یہ عجیب فہم ہے۔ بات یہ ہے کہ جس جسم مقتول کو اموات کہنے سے نفی کی گئی ہے اسی جسم مقتول کے لیے احیاء ثابت کیا گیا ہے۔ ۱۲ مرتب

لما قتلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الہ میں صنعت استخدام اختیار کرنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔ بلکہ

بل ابطالاً اور قصر قلب اس بات پر قطعی قرینے ہیں کہ یہاں صنعت استخدام نہیں۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کر چکے ہیں کہ یہ اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ ہم پر۔ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقرے یدفن معی فی قبری میں چونکہ قبر کے لفظ سے حقیقی معنی مراد لینے خضر ہیں اس لیے اس قدر مجاز اختیار کی جائے گی کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے۔ لیکن بروئے قواعد بیان یہ مجاز اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں کہ قادیان کا مقبرہ مراد لی

جائے۔ ۱۲ مرتب۔

ہوں۔ حدیث کے الفاظ ظاہر ہیں کہ ایک ہی قبر میں دفن ہوں گے نہ کہ ایک مقبرہ میں۔ ورنہ معنی کچھ نہیں اور لفت میں مقبرہ کا لفظ موجود ہے۔ اور آپ نے جو تاویل حضرت عائشہ کی حدیث کی ہے۔

امواہب لدنیہ میں ہے ثم قالوا ابن ندینونہ فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول ما ملک نبی قطا لا یدفن حیث تقبض روحہ وقال علی وانا ابضا سمعنا (امواہب لدنیہ ص ۵۰۰ جلد ۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد صحابہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس جگہ دفن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا مگر وہ اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کا روح قبض کیا گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما یہ حدیث پیش کرتے ہیں اور اسی پر عمل ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواب میں پیش کی جاتی۔ اور قادیانی مناظر نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق بطور محکم ایک دعویٰ بنا دیا کہ پیش کر دیا ہے نہ اس دعویٰ پر قرآن کریم کا فقرہ پیش کیا گیا ہے اور نہ حدیث کا اور نہ ہی قول صحابہ کا۔ اور جب اس حدیث کے مطابق جس کو حضرت ابوبکر اور حضرت علی روایت کرتے ہیں اور جس پر تمام صحابہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بالاتفاق اجماع ہوا کہ سچے نبی کا یہ نشان ہے کہ وہ جہاں مرے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جن کا دعویٰ تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں رہ کر نبی بن گیا ہوں۔ فوت تو ہیشہ سے ہوئے لاہور میں اور مدفون ہوئے قادیان میں۔ کیا یہ واقعہ مرزا جی کے جھوٹا نبی ہونے پر کافی ثبوت نہیں اور بعد مرنے کے مرزا جی کی لاش کو لاہور سے لا کر قادیان لانے کے لیے سوائے ریل کی کس طرح کی گدھے گاڑی کے اور کوئی سواری نہ مل سکی حالانکہ اپنی تعینات میں مرزا جی ریل کو دو جال کا گدھا لکھتے رہے۔ پھر جو شخص ساری عمر وصال کے گدھے پر سفر کرتا رہا ہو اور مرنے کے بعد بھی اس کی لاش کو وصال ہی کے گدھے پر سوار ہونا نصیب ہوا ہو۔ کیا ایسا شخص بقول مرزا صاحب سچا مسیح ہو سکتا ہے یا پورا پورا وصال۔ مرزا جی دوستو! ہم کچھ نہیں کہتے اس بات کو آپ خود ہی سوچیں اور اپنے ضمیر سے جواب لیں فحکروا فی انفسکم افلا تعقلون ۱۲ مرتب

اس سے تو تین چاند اور ایک سورج بنا۔ لیکن حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت وفات ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ ایک چاند ہے تین چاندوں میں سے۔ اور آپؐ کا اپنی خواب کو پیش نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ انہیں تعبیر معلوم نہ تھی اور ہر ایک نبی کے لیے اپنے مرنے کی جگہ فتن ہونا ضروری نہیں۔ کیا آپؐ کو معلوم نہیں کہ حضرت یوسفؑ کو مصر سے شام کو لایا گیا تھا اور حضرت یعقوبؑ کو بھی مرنے کی جگہ فتن نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یہاں اصل میں آنحضرت ہی مراد ہیں۔ اور اعلیٰ اول نے جب خود ہر جگہ کی تفسیر کر دی ہے تو آپؐ کون ہوتے ہیں کہ کسی کی تفسیر کریں۔ میں نے مسیح کی فضیلت بلحاظ معاملہ کے جو خدا تعالیٰ نے ان سے کیا ثابت کی تھی۔ اس کی تردید نہیں کی۔ آخر آسمان پر لے جانا تو بڑی بات نہیں اچھی ہے تو وہ ان کی عبودیت کے نتیجہ میں ہی تو ہے۔ اور آیت ان منکم لمن لیبطن اور یقولن کے معنی استقبال کے لیے کچھ بھی نہیں بنتے۔ اور آیت لہدیہنہم سبلا کے بھی جب تک استمرار ہی معنی نہ لیے جائیں صحیح نہیں۔ مگر قرآن مجید نحو کے تابع نہیں بلکہ قرآن مجید نحو پر حاکم ہے۔

افقرہ (ہر جگہ) کے متعلق اسلامی مناظر نے تفسیر نہیں کی بلکہ اتنا کہا ہے الاعتبار لعموم

اللفظ لا لخصوص المورد ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ انضیلت کا سبب کمال عبودیت ہے۔ نہ آسمان پر

اٹھائے جانا ۱۲ مرتب

۳۔ اس عبارت میں قادیانی مناظر نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس ایسا نحوی قاعدہ کوئی نہیں

جس کو میں اپنی تائید میں پیش کر سکوں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ لغت عرب کو قواعد عربیت کے

مطابق سمجھنا ضروری ہے۔ اور قرآن کریم بھی عربی لغت میں ہے اور لہدیہنہم سبلا میں

بھی استمرار استقبال ہے ۱۲ مرتب۔

اور حضرت ابن عباس کے متعلق تفسیر فتح البیان کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان کی طرف بہت سی روایات منسوب کی گئی ہیں۔ اور ان سے اعلیٰ طرق کی کچھ

اقتادیانی مناظر نے تفسیر فتح البیان کا حوالہ دینے میں شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ سے تجاوز کیا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ممحک پیش کرنے میں شرط نمبر ۳ سے تجاوز کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اس کا اس طرح جواب دیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے جو متوفیک کی تفسیر ممحک کی ہے اس سے قادیانی مناظر کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس تفسیر اختیار کرنے کے بعد بھی یہ آیت یا عیسیٰ انی متوفیک انما یمانند آیت وما فعلوه بقیۃ بل رفعہ اللہ الہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھا دے گئے ہیں جس کی توضیح یہ ہے۔ یہ آیت اس طرح ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و ارفعک الی و میظہرک من الذین کفروا و اجعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنہوں نے تیری پیروی کی ان کو ان پر جنہوں نے انکار کیا فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ اور اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ ہی فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم و روح یعنی زندہ عیسیٰ کیونکہ توفی یعنی موت زندہ انسان کو لاحق ہوتی ہے نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چہ اربعہ میں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہے کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے بلکہ بعد ضمیر متکلم کے اعراف المعارف ہے۔ اور ہجرت تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ زندہ بعینہ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ انتم فاعل استقبال کے لیے کثرت مستعمل ہوتا ہے۔ دیکھو وانا لجاعلون ما علیہا صعباً جبراً (کہف) یعنی اور ہم

اور کچی روایات وہ ہیں جو امام بخاری نے کی ہیں۔ اور بخاری میں انھوں نے

(بقیر) یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت بسا عیسیٰ انسی متوفیک الخ کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے حسب تفسیر حضرت ابن عباس معنی مراد لیں تو ہر چہار ضمیرین خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زعمہ یعنی ہونے کے لحاظ سے تقدیم و تاخیر کا قول کیا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ تمام نحو یوں کا اس پر اتفاق ہے کہ واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں اور محاورات قرآنی بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ واو عاطفہ میں ترتیب ضروری نہیں۔ **وَيَكُونُوا لِلَّهِ إِخْرَجَكُمْ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِمْ كَمَا كُنْتُمْ لِآبَائِهِمْ شُكْبَاءً** (نمل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالنا تم پر بھی نہ جائے شے اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واو عاطفہ ہے اور مضمون اخراج من بطون الامہات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے اور مضمون جعل السمع والابصار والافئدة ذکر میں موخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔ اور دیکھو **وَادْخُلُوا الْبَابَ مَسْجُودًا وَقُولُوا حِطَّةٌ (بقرہ)** و **قُولُوا لِحِطَّةٍ وَاَدْخُلُوا الْبَابَ مَسْجُودًا (اعراف)** سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بدخول الباب ذکر میں مقدم ہے اور مضمون امر بقول حطہ ذکر میں موخر بنے اور سورہ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر برعکس ہے۔ اور ہر دو آیتوں میں واو عاطفہ ہے۔ اگر واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری ہو تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا۔ وھو کماتوی۔ اور عقل بھی یہی فیصلہ کرتا ہے کہ اس آیت میں بر تقدیر تفسیر مبینک تقدیم و تاخیر ہے کیونکہ اگر متوفیک کا وقوع پہلے فرض کیا جائے اور افعک الی سے

متوفیک کے معنی ممیتک کہے ہیں۔ اور عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے۔ اور ابوہریرہ کے مطلق جو میں نے کہا ہے اسے آپ نہیں سمجھے۔ عبارت پر غور کریں۔ آپ ۳۰ میرے پرچہ میں ابن مریم کے لیے کلا کا لفظ نہیں دکھا سکتے۔ یہ

(بقیہ) رفع روحانی مراد لی جائے تو علاوہ مخالفت قواعد عربیت کے یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مقرب الہی ہیں اور بعد الموت ہر ایک مقرب الہی کی رفع روحانی تو ضرور ہوتی ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ودا فعک الہی کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے۔ ۱۲ مرتب۔

اسلامی مناظر نے بوجہ نگی وقت مرزا صاحب کا ایک فقرہ نقل کیا۔ اب تصدیق نقل کی جاتی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں: ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین

کلمہ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت و ریحہ دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ

عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں پھر خلقت ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب حقائق کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر

چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۲) دیکھو مرزا صاحب کے یہ فقرے ”چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں

آیا۔“ ”یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔“ قادیانی مناظر کے اس فقرہ ”اور عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے“ کی صاف طور پر تردید کرتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر نے حضرت ابو ہریرہ سے جو مراد ہے کیوں اب بیان نہیں کی۔ ۱۲ مرتب
۳۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ لکھا ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے

تہذیب کو جواب دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا ہے۔ دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں لکھا کہ ”قادیانی مناظر نے کلا لکھا ہے“ بلکہ یہ لکھا ہے کہ ”قادیانی مناظر نے کلا کہا ہے“۔ ۱۲ مرتب

شخص الزام جو آپ نے مجھ پر لگایا۔

اب آپ کے اعتراضوں کے جواب دے کر میں چند اعتراضات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ کیا تمام انبیاء میں سے صرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر مقرر ملائکہ میں مع جسم عنصری زندہ قرار دینا کمال صفائی سے تمام انبیاء پر ان کی فضیلت ماننا نہیں ہے؟
۲۔ وہ آسمان پر اٹھانے جانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کے

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں ان اعتراضات کے متعلق اتنا لکھا ہے کہ قادیانی مناظر نے جو نمبر دیگر قریباً ۲۲ باتیں لکھی ہیں یہ محض خیالی اور وہی باتیں ہیں جو شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے سراسر خلاف ہیں کیونکہ یہ باتیں نہ قرآن کریم سے مستحکم ہیں اور نہ حدیث سے اور نہ اقوال صحابہ سے اور نہ قواعد عربیت سے بلکہ عقل و نقل ان کی تردید کرتے ہیں دیکھیے ہر نمبر و از ان کی پہنچان نمبر ۱ پر تردید کرتے

THE NATURAL PHILOSOPHY -

۱۔ فضیلت کا سبب ہرگز قرآن و حدیث کمال حیوویت کے لئے مقرر ملائکہ میں ہونا۔ یہی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ کیونکہ ملائکہ میں فقط قوت ملکیت ہے قوت ہستی نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا بعضون اللہ ما امرهم و بقولون ما یومرون تو ملائکہ کی یہ تعریف نہیں ہو سکتی کہ وہ جرم نہیں کرتے کیونکہ ان میں جرم کرنے کی قوت ہی نہیں جیسا کہ عنین کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ زنا نہیں کرتا کیونکہ عنین میں زنا کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور جیسا مظلوج کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ چوری نہیں کرتا کیونکہ مظلوج میں چوری کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور انسان میں چونکہ قوت ملکیت اور قوت ہستی وہ دونوں ہیں اس لیے جو انسان قوت ہستی کی خواہشات کو ترک کر کے قوت ملکیت کی خواہشوں کو پورا کرے اور عبودیت میں کمال پیدا کرے وہ انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود انسان ہونے کے تمام انسانوں سے عبودیت میں زیادہ کمال پیدا کیا ہے اس لیے وہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

۲۔ محبوبیت کی علت کمال عبودیت ہے نہ آسمان پر اٹھائے جانا۔ یہی وجہ ہے کہ

نزدیک زیادہ محبوب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی زیادہ حفاظت کی گئی۔

۳۔ ان کو دوبارہ بھیجنے سے ان کی روحانیت اور قدسیت زیادہ مانتی پڑتی ہے کیونکہ جس کا کام اعلیٰ ہوا ہی کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ اتنی دیر تک رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا خدا تعالیٰ اور مسیح نیا نہیں بنا سکتا

تھا؟

۵۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا؟ اور ساتویں آسمان پر

کیوں نہیں لے گیا کیا ان میں کوئی نقص باقی تھا؟

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجبوبیت مطلقہ ہے جیسا کہ فاتحہ یونٰی یحییٰکم اللہ سے ظاہر

ہے اور جو محبوب اللہ ہوتے ہیں وہ دنیا میں مخلوق کے لیے اسوۂ حسنہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خدا کے راستے میں دکھ دے جاتے اور سناٹے جاتے ہیں تاکہ مسرت ظہیر کا بھی ظہور ہو۔ ۱۲ مرتب

۶۔ یہ سوال ایسا ہے جیسا کوئی کہے مگر اہل فاریں و روم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرف باسلام نہیں ہوتے تو اگر خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع کے زمانہ میں وہ شرف باسلام ہو

جائیں تو لازم آئے گا کہ خلفاء کی روحانیت و قدسیت زیادہ ہے تو ایسے قائل کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کی کاروائی چونکہ تائیس نبوی کی ترقی ہے اور اس بنیاد ڈالی ہوئی کی تعمیر

ہے اس لیے وہ جیسے نبوی کی کاروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے ویسا ہی پیشگوئی آیت لیسظہرہ علی

الدین کلمہ والی آخری خلیفہ نبوی یعنی مسیح ابن کے مریم زمانہ میں تحقق ہوگی۔ کیونکہ مسیح ابن مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر اور خلیفہ نبوی ہو کر تائیس نبوی کی تعمیر کریں گے۔

اس وجہ سے یہ تعمیر یعنی تعمیر نبوی ہوگی۔ ۱۲ مرتب

۷۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون (انبیاء) یعنی اس اللہ سے اس کے متعلق پوچھا نہیں جاتا جو وہ کرتا ہے اور ان سے پوچھا جائے گا۔ ۱۲ مرتب

۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ ۱۲ مرتب

۶۔ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جن انبیاء کو معراج میں دیکھا۔ اور جن کی وفات پر قرآن مجید میں کوئی نص موجود نہیں۔ زندہ نہ مان لیا جائے۔
 ۷۔ مسیح کی شبیہ بنانے میں کیا حکمت تھی۔ کیا یہ دوسرے پیچھا چھوڑا ناقصود تھا؟

۸۔ اس شخص کا جو مسیح کی بجائے مصلوب ہوا قرآن وحدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے آپ حدیث صحیح مرفوع متصل نہیں کوئی ضعیف مرفوع متصل ہی پیش کریں۔

۹۔ اس فعل میں کہ حلیہ بدل کر ایک دوسرے شخص کو مروانے میں کیا حکمت

۶۔ جیسا کہ ملاقات مہدی موجب موت نہیں دیا ہی ملاقات اعیان مستلزم حیات نہیں۔ انبیاء کی حیات کے قواعد یا بیعت تفسیر ہے۔ اور ہم اسلامی جماعت کو تو اس ہی کی حیات کے ساتھ ایمان ہے جس کی حیات کی قرآن کریم یا حدیث نبوی شہادت دیں ۱۲ مرتب

۷۔ مسیح ابن مریم کے شبیہ بنانے میں یہ حکمت تھی کہ یہ دو کو جو مسیح ابن مریم کے قتل کرنے کے لیے آئے ان کو مروادی جائے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ و مکسروا و مکسر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران) یعنی یہود نے (عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایک تدبیر کی کہ آپ کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان یہودین سے ہی ایک شخص کو مصلوب کرا کے قتل کر دیا) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ ۱۲ مرتب

۸۔ قرآن کریم میں اتنا ذکر ہے کہ مسیح ابن مریم کا شبیہ مصلوب ہوا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ضلوه وما ضلوه ولكن شبه لهم اور اسی کے ساتھ ہمارا ایمان ہے۔ اور اس شبیہ کی شخصیت معلوم کرنی ضروری نہیں۔ ۱۲ مرتب

۹۔ اس فعل میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت و تدبیر محکم تھی کہ جو لوگ ایک مقرب الہی کو بے گناہ قتل کرنے کے ارادے پر آئے انہی میں سے ایک شخص کو انہی کے ہاتھوں سے مصلوب کر دیا۔ ۱۲ مرتب

تھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے بعید ہے کہ اس کی طرف کوئی لغو کام منسوب کیا جائے۔

پھر اس میں بھی سنئے کہ وہ کون تھا (۱) حواری تھا (۲) منافق (۳) طیلاؤس

(۴) یہودیوں کا چوکیدار تھا (۵) کوئی شخص تھا (۶) ایک پرشبیہ ڈالی گئی (۷)

جماعت پرشبیہ ڈالی گئی؟ اگر یہ واقعہ ہوا تھا تو اس میں زمین و آسمان کے فرق پائے

جانے کی کیا وجہ ہے؟

۱۰۔ کیا خدا تعالیٰ کو یہود سے اتنی محبت تھی۔ کہ ان کی خاطر خدا تعالیٰ نے کسی

اور کومسح کا ہم شکل بنا کر ان کو خوش کر دیا؟

۱۱۔ کوئی پیارے کو شکل کی چٹک نہیں کرتا۔ اگر کسی کے باپ کی تصویر پر پیر رکھ

دیں تو وہ لڑنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے کی شکل

کو دوسرے کو دے کر کیوں اس کی بے قدری کی؟

۱۲۔ جب وہ یہود کی طرف رسول تھے اور خدا نے ان کو چھپا لیا۔ اور اس کی

جگہ ایک اور شخص کومسح کی شکل دی جسے انھوں نے مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکا کر مار

دیا تو یہود عند اللہ مجرم نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے مسلمات سے یہی بات تھی کہ

جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور جو کاشھ پر لٹکا کر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔

۱۰۔ خدا تعالیٰ کو یہود سے محبت نہ تھی بلکہ ان کو اس وجہ سے کہ انھوں نے ایک مقرب الہی کے قتل

کا ارادہ کیا سزا دی تھی مقصود تھی ۱۲ مرتب

۱۱۔ اس شبہ ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود نہ تھا کہ مسیح ابن مریم کی بے قدری کی جائے بلکہ اس

میں یہ حکمت تھی کہ تدبیر محکم کے ساتھ سزا دی جائے واللہ خبر الصا کوہن ۱۲ مرتب

۱۲۔ یہ عجیب وہم ہے کیونکہ یہود تو اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انھوں نے مسیح ابن مریم کے جو

مقرب الہی ہے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور شبیہ کا مصلوب ہونا یہ تو سزا کا رنگ ہے ۱۲ مرتب

۱۳۔ ایسے ملعون شخص کو جو مسیح کا دشمن تھا بندر اور سور کی شکل دینا چاہیے تھی۔
 نہ کہ اپنے پیارے مسیح کی جو اس کا محبوب تھا۔ جیسے ومنہم من لعنہ اللہ و غضب
 علیہ وجعل منہم القردة والخنازیر سے ظاہر ہے۔
 ۱۴۔ جب ان کی مدت کل چالیس سال زمین میں پہلی اور آخری ملا کر ہے۔
 تو وہ بنی اسرائیل کی طرف بقول آپ کے صرف تین برس تک رہے۔ پھر آسمان پر
 وہ ہزار سال تک اٹھائے گئے تو انہیں رسول الہی بنی اسرائیل نہیں کہنا چاہیے
 بلکہ رسول الہی اہل السماء کہنا چاہیے۔

۱۳۔ وکان اللہ عزیزاً حکیماً اور ان اللہ علی کل شیء قدير۔ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی
 ہمتیں اور قدرتیں غیر متناہی و غیر محدود ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جب ایک موقع پر حرکت اور بجلی
 قدرت کا جس رنگ میں ظہور ہو تو دوسرے موقع پر بھی حرکت اور بجلی قدرت اسی رنگ میں جلوہ گر ہو
 کیونکہ کل ہوم ہوا فی شان ۱۲ ترجمہ OF AULESUNA
 ۱۴۔ مسیح ابن مریم کی عمر کتنی بھی ہو وہ رسول الہی بنی اسرائیل کے متناہی نہیں۔ اور قادیانی مناظر کا
 یہ فقرہ (بلکہ رسول الہی اہل السماء کہنا چاہیے تھا) عجیب جہالت ہے کیونکہ اہل سماء یعنی فرشتے
 مکلف ہی نہیں جیسا کہ اس آیت میں وحملہا الانسان انه کان ظلم ما جھولاً۔ یعنی انسان
 اس لیے مکلف ہے کہ اس میں کمال بالفعل نہیں اور کمال حاصل کرنے کی اس میں قوت ہے کیونکہ علوم
 وہ ہے جس میں عدل بالفعل نہ ہو اور عدل کے حاصل کر لینی اس میں قوت ہو۔ اور جھول وہ ہے جس
 میں علم بالفعل نہ ہو اور علم کے حاصل کرنے کی اس میں قوت ہو یعنی انسان اس لیے مکلف ہے کہ اس
 میں قوت ملکیہ صفت بہمیہ دونوں ہیں۔ اور چونکہ باقی حیوانوں میں فقط قوت بہمیہ ہے قوت ملکیہ
 نہیں اور فرشتوں میں فقط قوت ملکیہ ہے بہمیہ نہیں اس لیے جیسا کہ باقی حیوانات غیر مکلف ہیں دیا
 ہی فرشتے بھی غیر مکلف ہیں۔ اور رسول الہی تکلیف کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ نہ غیر الہی تکلیف کی
 طرف۔ پس ثابت ہوا کہ قادیانی مناظر کا فقرہ مذکورہ عجیب جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۵۔ نیز آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کو کمزور مانا پڑتا ہے۔ کیونکہ کمزور ہی چیز کو چھپایا کرتا ہے۔ اور نیز آیت کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی کے بھی خلاف ہے۔

۱۶۔ مسیح میں وہ کوئی خاص صفت ایسی تھی۔ جو آسمان پر جانے کی متقاضی تھی اور دوسرے انبیاء میں وہ نہیں پائی جاتی۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ مابہ الامتياز کوئی صفت ہے۔ اور پھر وہ صفت اچھی ہے یا بری۔ اگر بری ہے تو وہ آسمان پر لے جانے کی باعث نہیں ہو سکتی۔ اگر اچھی تو رسول اللہ اس سے کیوں محروم رہے ہم تو

۱۵۔ مسیح ابن مریم کے زغہ وجمدہ العصری آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ یہ رفیع الی السماوات والاعلیٰ کے لئے کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نیز یہ رفیع کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی کے بالکل مطابق ہے کیونکہ یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول یعنی مسیح ابن مریم غالب ہوئے اور مسیح ابن مریم کو ایسا غلبہ ہوا کہ آخر زمانہ میں خدا تعالیٰ اسی مسیح کو زمین پر نازل کرے گا۔ اور وہ مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ ہو کر تجدید اسلام کرنے کا اور اسی مسیح کے ہاتھ پر اہل اللہ الیہودیہ مشرف باسلام ہوں گے۔ یہ کیا اعلیٰ غلبہ ہے۔ ۲۰ مرتب

۱۶۔ مسیح ابن مریم میں تنج جبریلی کی ایک جزوی خصوصیت ہے جس کی وجہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور یہ جزوی خصوصیت نفیات کلی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ نفیات کلی کی علت کمال عبودیت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک نہ ہے ویسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک نہ ہیں۔ اور قادیانی مناظر نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند اشعار درج کئے ہیں۔ ان کے متعلق میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اشعار نہ مرزا صاحب نے دلی اعتقاد و اخلاص سے کہے ہیں اور نہ ہی قادیانی جماعت کو ان اشعار کے مضامین کے ساتھ اعتقاد ہے۔ بلکہ ایسے اشعار اسلامی جماعت کو شکار کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں در نہ مرزا صاحب یہ اشعار کیوں کہتے۔

کہ بلا حیثیت سیر ہر آنم ☆ صد حسین است در گریہ آنم ☆ آدم نیز احمد بخار ☆ در برم جامہ ہما برابر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء مانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

يا عين فيض الله والعرفان ☆ يسعى اليك الخلق كالظمان
 ووالله ان محمداً كره دافية ☆ وبه الوصول بسد السلطان
 اور بعد از خدا بشق محمد مكرم ☆ گر کفر ایں یو د بخدا سخت کافر م
 اور ایں چشمہ رواں کہ خلق خدا ہم ☆ یک قطرہ ز بحر کمال محمد است
 اور تمت علیہ صفات کل مزیدہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ہی
 تمام کمالات کے جامع ہیں۔

۱۔ مسیح کے دو ہزار سال میں ان کے قوی میں تغیر ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو دو ہزار برس میں جو ان کی حالت ہو گئی ہوگی اس کا اندازہ کرنا بیجا ہے۔ اور اگر

THE NATURAL PHILOSOPHY

آنچند اداست ہر ہی را جام ☆ داداں جام را مر تمام ☆ آچہن بشنو مذوی خدا ☆ بخدا پاک دانش
 ز خطایا

بجو قرآن منزہ اش دائم ☆ از خطایا ہمیں ست ایمانم ☆ انبیاء گر چہ بودہ اند بے پامن بفرقان نہ کسترم
 ز کے (در شین ص ۱۸۷) اور نیز۔ مہم مسیح زمان و مہم کلیم خدا ☆ مہم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشند (تربیان
 انقلاب ص ۳) اور اسلامی جماعت کا باخلاص یہ ایمان ہے۔

فاق النیین فی خلقی و فی خلقی ولم یدانوا فی علم ولا کرم
 و کلہم من رسول اللہ ملنس غر فام البحر اور شفا من الدہم
 و کل آتی اتی الرسل الکرام فانما اتصلت من نورہ بہم
 فانہ شمس فضل ہم کو اکبہا یظہرون انوار ہا للناس فی الظلم ۱۲ مرتب

۱۔ مسیح ابن مریم کے دو ہزار سال میں ان کے قوی کو قائم رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے باہر
 نہیں۔ درحقیقت یہاں استعجاب ان اللہ علی کلی شہنی قدیر پر ہے۔ ۱۲ مرتب

نہیں تو کیوں؟

۱۸۔ سچ کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے سے کیا فائدہ تھا۔ زمین پر کیوں نہ رکھا گیا تاکہ ان سے مخلوق غذا کو بھی فائدہ پہنچتا۔ خصوصاً جبکہ فرمایا واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض۔

۱۹۔ اگر تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے تو آیت وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا کے خلاف ہوگا۔ یہ نہیں کہ یہ وعدہ کسی وقت میں ہو گا بلکہ الی یوم القیمۃ کے الفاظ پر غور کر لیں۔

۲۰۔ اور علم فزیا لوجی کے ماتحت ذی حیات چیز کے لیے پاور آف ایک کریشن اور پاور آف اسی وی میلیشن کا پایا جانا ضروری ہے مگر وہ اس وقت دونوں سچ میں نہیں پائی جاتیں۔

۲۱۔ اگر سچ دنیا میں دوبارہ آئیں تو وہ تمام جہان کی طرف رسول ہو کر آئیں

۱۸۔ قرآن کریم میں ہے لایستل عما یفعل وہم یستلون۔ اور مامور ملہ غالباً غیر فوری القتل کے لیے آتا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

۱۹۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچوں میں واضح کر دیا ہے کہ الی یوم القیمۃ ہر جہاد واقعات کے متعلق ہے جس کی تائید آیت لوظہرہ علی الدین کلہ کرتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۰۔ انسان اور انسان کے قوی اور قوی کے افعال اور کیلوس و کیموس ہوتا اور خون کا بدل ماحمل بننا یہ سب چیزیں اس قادر مطلق کی مسخر اور محکوم ہیں۔ اور جیسا کہ وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی کو بذریعہ مادی غذا کے قائم رکھتا ہے ویسا ہی وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی بذریعہ غذا غیر مادی قائم رکھ سکتا ہے ویکھو حدیث نست یکاحدکم یطعمنی ربی و یتقینی۔

۲۱۔ دوسرا قائل توجہ ہیں اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرا قبل میں حضور نہیں ورنہ عبارت یوں ہوتی۔ الی بنی اسرا قبل رسول اللہ۔ اور دوسرا یہ کہ سچ امین مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مجدد ہو کر تشریف لائیں گے۔ ۱۲ مرتب

گے۔ تو یہ رسولاً الی بنی اسرائیل کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ وہ کہیں گے کہ میں تمام جہان کی طرف رسول ہوں۔ اور قرآن مجید کہے گا رسولاً الی بنی اسرائیل۔

۲۲۔ پھر یہ سوال بھی ہوگا کہ مسیح کی موت نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام اہل کتاب ایمان نہ لائیں۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن تک سب یہود ایمان نہیں لائیں گے۔ پس ثابت ہوگا کہ مسیح کی وفات قیامت کے بعد ہوگی۔

پس یہ ابائیس سوال ہیں جو میں نے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب دے کر پیش کئے ہیں۔ اور نیز چھ سوال اور باقی وہ سوالات جو میرے پہلے پرچوں میں آچکے ہیں ان کے جوابات دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ آپ کی یہ استطاعت نہیں کہ آپ ان کا جواب دے سکیں۔ پس حیات مسیح کا مسئلہ ایک ایسا

۲۳۔ یہ جان بوجھ کر قرآن کریم کے ساتھ نہیں ہے۔ ۱۲ مرتبہ
ان بابائیس وہی سوالوں کی تردید عقل اور نقل کے ساتھ کی گئی ہے۔ اب ناظرین پر روشن ہو گیا ہے کہ جیسا کہ قادیانی مناظر نے اپنے پہلے پرچوں میں جانباشرط نمبر ۲ کی خلاف ورزی کی ہے ویسا ہی ان بابائیس وہی سوالوں میں اس نے شرطین مذکورین سے تجاوز کی ہے۔ اور نیز خیالی اور وہی باتیں پیش کرنے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قادیانی مذہب کی بناء خیال اور وہم پر ہے نہ عقل اور نقل پر۔

۲۴۔ چھ دھکو سہلے بصورت سوال بھی آپ پیش کر دیتے انشاء اللہ عقل اور نقل کے ساتھ ان کا بخیرہ و جزا جواب ہے۔ ۱۲ مرتبہ

۲۵۔ روئے نما و مناظرہ دیکھنے سے ناظرین یہ فیصلہ کریں گے کہ جواب دینے کی اسلامی مناظر کو طاقت نہیں یا قادیانی مناظر میں جواب دینے کی استعداد ہی نہیں۔ ۱۲ مرتبہ

مسئلہ ہے جس پر کئی سوال اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں۔ اور عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع ملا ہے کہ ہمارا نبی زندہ ہے اور تمہارا نبی مردہ۔ اور قرآن مجید کہتا ہے کہ مردے اور زندے برابر نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح افضل ہیں۔ اور مسیح کفارہ کی بھی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ محض موت کو وہ کفارہ کا باعث نہیں مانتے بلکہ صلیبی موت کو۔ اور پھر اس کا آسمان پر جانا وغیرہ باتیں ان کے عقائد کی تائید کرتی ہیں۔ اور اگر مطلق موت نہیں تو جب بھی وہ مریں تو کفارہ ثابت ہو

اور اسی جن لوگوں کو ایمان بالقرآن والحدیث نہیں ان کو اس مسئلہ حیات مسیح ابن مریم پر کئی سوخیالات باطلہ اور توہمات کا ذہن پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

یہ قرآن کریم کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جن کی روحانیت زندہ ہے اور وہ لوگ جن کی روحانیت مردہ ہے برابر نہیں اور قرآن کریم کا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ زندہ ہیں وہ فوت شدہ سے افضل ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ مولوی جلال الدین صاحب جس ججز بندہ ہیں مرزا صاحب سے افضل ہوں جو فوت شدہ ہیں۔ ۱۲ مرتب

THE NATURAL PHILOSOPHY

یہ نظریں انصاف کیجئے۔ دیکھو یہ قادیانی مناظرہ کیا کہتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم بذریعہ صلیب فوت ہوئے ہیں۔ اور قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ صلیب سے اتر کر کچھ عرصہ کے بعد حضرت اللہ کی موت کے ساتھ فوت ہوئے ہیں۔ عیسائیوں اور قادیانی جماعت کے درمیان اگرچہ مسیح ابن مریم کی موت کے اسباب میں اختلاف ہے۔ لیکن نفس موت میں متفق ہیں۔ اور اسلامی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم پر موت آئی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ بچھڑا اصری آسمان کی طرف اٹھالیا۔ ہے اور وہ اب تک زندہ ہے اور قرب قیامت میں نزول فرما کر تجرید اسلام کریں گے۔ چونکہ کفارہ کی بنا مسیح ابن مریم کی موت پر ہے۔ اس لیے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت کو تسلیم کیا گیا ہے کفارہ کی بنا کئی کرتا ہے یا وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت سے بالکل انکار کیا گیا ہے کفارہ کی بنا کئی کرتا ہے۔

جائے گا اور ہمارا عقیدہ کہ طبعی موت سے وہ وفات پا چکے ہیں کفارہ کو جڑھ سے کاٹ دیتا ہے سچ فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔

۱۔ قد مات عیسیٰ مطر فاً ونبینا حیی و ربی انہ و افانی
کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ ہو۔ جس کا مذہب زندہ ہو۔ لیکن مسیح خود وفات پا چکے۔ اس کی قوم روحانیت کے لحاظ سے مر چکی۔ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ ۲۔ فافہم۔

پریزیڈنٹ۔ حاکم علی القلم خود۔ مناظر جماعت احمدیہ۔ جلال الدین شمس

(بقیہ) اسی کفارہ کی سچ مکی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما فسلوہ بقیناً بل رفعہ اللہ الیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں بلکہ ان کو زندہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ عجیبی نے پہلے آسمان کی طرف اٹھالیا ہے۔ وہاں اس کو گناہ بائسری بھیجے گی ۱۲ مرتبہ ۶۶۱

۱۔ قادیانی مناظر کا مرزا صاحب کے استخار کو جانچا پیش کرنا شرانگہ مناظرہ کی کس قدر خلاف ورزی ہے ۱۲ مرتبہ

۲۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ الی دای) قیامت تک زندہ ہی ہیں اور تمام دنیا میں بھی ایک کامل انسان ہے اس لیے اسلامی جماعت ان کو خاتم النبیین اعتقاد کرتی ہے اور ان کے عل نبوت سے خارج ہو کر کسی حنفی کے زیر سایہ ہونا ایسا سمجھتی ہے جیسا کہ آگ جلتی ہوئی شعلہ زن میں داخل ہونا۔ لیکن افسوس کہ قادیانی جماعت زبانی تو یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ لیکن اعتقاد خاتم النبیین کا انکار کر کے مرزا صاحب کو جی سمجھتی ہے۔ اور ایسے زندہ ہی اور انسان کامل کے عل ظلیل سے خارج ہو کر حنفی کے زیر سایہ ہونا اعلیٰ درج کی ضلالت و شقاوت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ذالک هو الفوز العظیم سے محروم ہیں ۱۲ مرتبہ

۳۔ قادیانی کے ساتھ شاید قادیانی مناظر نے یہ امر کیا ہے کہ اے اسلامی مناظر تو سمجھ لے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ ہی لسانا کہہ رہا ہوں نہ اعتقاداً ۱۲ مرتبہ

۱۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء پرچہ نمبر ۴

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم فان
نناز عنکم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول۔

مجھے افسوس ہے کہ باوجود میرے مناظر صاحب کے جواب نہ دے سکنے کے

پھر بھی وہ شرائط سے باہر ہو کر ادھر ادھر کی باتیں غیر متعلقہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ میں

نے رفع الی اللہ کے معنی رفع الی السماء کئے اور میرے مناظر صاحب نے رفع الی

اللہ کی کوئی مثال پیش نہیں کی اور دیگر مثالوں کو پیش کر کے رفع کے لیے اور معنی

ثابت کیے یہ ان کو کیسا مفید ہو سکتا ہے۔ دیکھئے کہ قرآن کریم میں بعل کا معنی زوج

ہے مگر اعداؤں نے بعل میں بت مراد ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں اسف کا معنی

جزن ہے مگر فلما اسفونا کا معنی فلما اغضبونا ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں

کنز سے مراد مال ہے مگر کنز جو سورہ کہف میں ہے اس سے مراد صحیفہ علم ہے۔

وغیرہ وغیرہ جیسا کہ پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ میں نے

بل ابطالہ کے مقتضا کو اور قصر قلب کے مقتضا کو لے کر فقرہ بل دفعہ اللہ الیہ

سے ابن مریم کی حیات ثابت کی۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی

جواب مطابق شرائط نہیں دیا۔ اور ہر چہ اصرار کے معرّف ہونے کے لحاظ اور ان کا

مرجح ایک ابن مریم زندہ یعنی ہونے کے لحاظ سے بھی میں نے حیات ابن مریم کو ثابت کیا مگر میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی جواب عنایت نہیں فرمایا۔ ہاں صنعتِ استخدام کا نام لے کر ایک شعر پڑھ دیا ہے لیکن علمِ بدیع کی طرف توجہ نہیں کی۔ البدیع ہو علمِ يعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعاية المطابقة ووضوح الدلالة۔ تو صنعتِ استخدام اس جگہ مراد نہیں ہو سکتی جہاں اس کے اختیار کرنے سے مطابقت اور وضوح کے خلاف ہو۔ اور نیز قرینہ کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ شبوہ میں۔ اور قواعد نحو کے مطابق لیو من سے استقبال مراد ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے قواعد نحو کے رو سے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور قرآن کریم اور حدیث صحیح اور اقوال صحابہ اور لغت عرب اور صرف اور نحو اور معانی اور بیان اور بدیع امور مفسرہ قرار دیئے گئے تھے۔ اور میرے مناظر صاحب نے تو عجیب کام کیا ہے کہ کبھی توریت کا نام لیتے ہیں اور کبھی کسی تابعی کا ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں اور کبھی آیات کو ان کے غیر مصداق پر پیش کر کے اس کو ان آیات کا مصداق قرار دیتے ہیں جیسا کہ کلام میں کہا گیا۔ اور کبھی جبرئیل کا

اے ہاں فقط کہا گیا ہے نہ لکھا گیا۔ مرتب

مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں۔ اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین شروع کر دیتے ہیں۔

جو فی الحقیقت ہماری توہین ہے۔ اس لیے مطابق سہ جزاء سببہ سینۃ منہا۔ الخ ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ تو ظالموں کا ذکر ہے اور نیز ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ موعود تو اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ اور شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام

قرآن سے وفات ثابت نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم سے حیات ثابت ہوئی

یہ قاری مناظر کے تفسیری قرآن کریم میں ہے کہ حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فاما کریمت لخالقنا کلمۃ ہو فاعلمنا۔ الخ یہ آیت عیسیٰ کو واپس نہیں ہونے دیتی بلکہ یہ کلا مسیح کے لیے کلا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ وغیرہ میں اس کے متعلق یہ لکھا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کو قرآن کریم نے طویل القدر نبی قرار دیا ہے۔ ہم مطابق آیت جزاء سببہ سینۃ منہا اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ آیت ظالموں کے حق میں ہے۔ اور نیز اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا تو قرآنی دلائل سے قطعاً ثابت ہے۔ اس لیے وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح یعنی مرزا صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے اس آیت کا وہ مصداق ہیں اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ ۱۲ مرتب

یعنی برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی ہے۔ ۱۲ مرتب

ہے۔ اور کوئی آیت حیات کی مخالف نہیں۔ اور اتمی جب مطابق آیت لیا گیا تو پھر کیا اعتراض ہے۔ اور فلما توفیتی کی آیت کے الفاظ میں غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث قول ہے نہ علم۔ اور اذا الاغلال کی مثال اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے لیے۔ اور ماضی بکثرت بمعنی استقبال آتی ہے۔ و نفع فسی الصور وغیرہ اور جب توفی بمعنی غینہ اور موت ہے تو اس قدر تشبیہ کے لیے کافی ہے۔ کہ دونوں میں معنی قبض روح کے ہوں اور ایک میں قبض مع الارسال ہونا اور دوسرے میں قبض مع الامساک ہونا تشبیہ کے خلاف نہیں۔

جراحات ام السنان لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان

اور قد خلت من قبلہ الرسل میں سنة اللہ النبی قد خلت کا کوئی

جواب نہیں دیا گیا۔ اگر ہم بخود ہی مناظر صاحب ان کے معنی مایل ہیں تو لازم

آئے گا کہ (لعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ پس موجب کلیہ نہ

یعنی نیزوں کے زخم مل جاتے ہیں اور جو زبان زخم کرے وہ نہیں ملتے۔ دیکھو اس شعر میں کلمات کو جرح کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور مابہ التشبیہ مطلق تاثیر ہے نہ خاص تاثیر جرح۔ ۱۲ مرتب۔

۲۔ کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں برائے قواعد نحو من قبلہ خلت کے

متعلق ہے۔ ۱۲ مرتب

ہوا۔ اور تسلک امة قد خلعت میں بھی کوئی دلیل نہیں۔ ابوبکر کے متعلق

خصوصیت سے ہم نے جواب دیا نہ کہ دوسرے مقاموں کا اور روح القدس بھی

بوجہ اقنوم ثالث ہونے کے معبودات باطلہ میں داخل ہے۔

اور الذین عام لفظ ہے۔ اور اموات غیر احياء میں اموات کی تاکید غیر

احیاء سے کی۔ اسی لیے کہ یہاں ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے۔ کتاب

یا کلان الطعام میں سبحان اللہ کیا گل کھلایا گیا۔ ہم نے تو یہی بات کہی ہے کاٹا کی

ماضی بوجہ مریم کے ہے اور مریم کی اس تصویر برنگ تذکیر میں تخلیب ہے۔ تو مناظر

صاحب ہماری بات بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔

اور یامریم اقمی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین سے صاف

ثابت ہے کہ جیسا ہماری نماز کے ارکان قیام رکوع سجود وغیرہ ہیں ویسا ہی عیسوی

نمازیں۔ اور اس بحث میں میں نے جو حسانا من لدنا درحکوة کو پیش کیا اس کا

کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور یہ اعتراض کہ بہت جگہ زکوٰۃ سے صدقہ مفروضہ مراد

ہے یہ اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ہر جگہ یہی مراد ہو اور سن بعدی میں اس آیت کو

ملاحظہ فرمادیں سو اتخذو قوم موسیٰ من بعده من حلیم عجل جسد آلہ

کیونکہ جہاں فقرہ تک لہ قد خلعت ہے وہاں پہلے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں اور جہاں حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا ذکر ہے قد خلعت نہیں۔ قرآن کریم نکال کر سورہ بقرہ میں ملاحظہ کریں ۱۲ مرتب

۲ یعنی اسے مریم فرمانبرداری کر واسطے رب اپنے کے اور نجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرتے والوں

کے ۱۲ مرتب

۳ یعنی اور بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے چھپے موسیٰ کے اپنے زیوروں سے بھرا شخص ایک جسم جس

نے آواز نکلتی تھی۔ دیکھو اس آیت میں من بعدہ سے مراد من بعد غیوبہ موسیٰ ہے نہ کہ من

بعد موت موسیٰ۔ اور جیسا کہ اس آیت میں اثبات ہے ویسا ہی آیت مبشراہر سولہ یاتی من

بعدی اسمہ احمد اثبات ہے ۱۲ مرتب

خوار سبحان اللہ لانبی بعدی کو اور من بعدی کو ایک نظر سے دیکھا۔ جناب من الانبی بعدی میں بوجہ ہونے کرہ غیر نفی میں مرزا صاحب کی نبوت کا بطلان ہوتا ہے یہ فقرہ مشتمل بر نفی ہے اور من بعدی مشتمل بر اثبات ہے۔ ذرا غور کریں۔ اگر بات نہ بنے تو ویسا بلا سمجھے سوچے کچھ کہہ دینا مفید نہیں۔ اور من نعموہ میں اعطاء عمرو تکلیس کا بیان ہے۔ پس بس۔ اور حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ الخ آیت بسل دفعہ اللہ الیہ کے بالکل برخلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا جواب آپ نے کوئی نہیں عطا فرمایا۔ معراج کی حدیث ابن ماجہ جو میں نے پیش کی ہے اس کا کوئی جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ اس میں عیسیٰ ابن مریم کا نزول بعینہ ثابت ہے اور ایسا ثابت ہے کہ جس کا جواب کوئی نہیں۔ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فرق سمجھتا ہوں آپ امتحان کر کے دیکھ لیں۔ اور حدیث کیف تہلک امة انبا اولہا و السمہدی اوسطھا و المسيح اخرھا میں میرے پر الزام لگایا گیا ہے کہ یہ شیعوں کا اعتقاد ہے۔ جناب من اہم ہر حیثیت سے امامیہ صاحبان کے مخالف نہیں بلکہ اس امر میں اتفاق ہے کہ امام مہدی عجل کے وقت تشریف لادیں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے کہ اب پیدا ہو چکے ہیں یا نہ۔

دستخط مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط مولوی غلام محمد پریڈنٹ اسلامی جماعت۔ از گہوڑہ ضلع ملتان

یعنی چونکہ قادیانی مناظر کے پاس اس حدیث ابن ماجہ کا کوئی جواب نہیں اس لیے مجبوراً قادیانی مناظر کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ۱۲ مرتب
۲ کیونکہ عروج فیہا بروح عیسیٰ الخ میں اضافت بیانی ہے۔ اے ای عروج بالروح الذی ہو عیسیٰ جیسا کہ عروج کے لفظ سے ظاہر ہے ۱۲ مرتب

۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء پرچہ نمبر ۵

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم الله الرحمن الرحيم. نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.
رب اشرح لی صدري و یسر لی امری و احلل عقدہ من لسانی
یفقہو قولی۔

۱۔ آپ مجھ پر افسوس کرتے ہیں۔ لیکن جناب مفتی صاحب آپ کو افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ آپ کی حالت پر مجھے افسوس آتا ہے کیونکہ یہ پرچہ میرے تیسرے پرچہ کے جواب میں تھا نہ کہ چوتھے یا دوسرے پرچہ کے جواب میں کہ آپ نے حیات مسیح کی دلیل لکھنی شروع کر دی۔ اہل علم آپ کو کیا کہیں گے سوائے اس کے کہ وہ کہیں کہ مفتی صاحب گھبرا گئے تھے اور کچھ نہیں کہیں گے دیکھئے یہی بیان آپ کے تیسرے پرچہ میں موجود ہے اور اسی کو آپ دوہرا رہے ہیں۔

۲۔ میں نے آپ کی تمام توجیہات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے توڑ دیا اور قرینہ

۱۔ قادیانی مناظر کو مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر اکاشر طہ نمبر اوٹھ نمبر ۲ کے تحت میں ردہ کر کوئی جواب نہیں آیا جیسا کہ روکداد مناظرہ سے روشن ہے۔ اس لیے گھبرا کر اور حیا کو دور کر کے اسلامی مناظر کو گھبراہٹ کا الزام لگا رہا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر اکے سوائے کوئی نئی بات بطور دلیل پیش نہیں کی بلکہ بطور تردید اور قادیانی مناظر نے گھبرا کر اپنے پرچہ نمبر اکے سوائے میں بھی نئی دلیلیں پیش کی ہیں۔ مثلاً حضرت ابن عباس کی تفسیر مسبتک جو متوفیک کے ذیل میں لکھی ہے حالانکہ صاحب عبس بنی متوفیک ارج، کو قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر اٹھ میں نہیں پیش کیا۔ ۱۲۔

مرتب

۲۔ سبحان اللہ قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی توجیہات کو اس طرح توڑا ہے کہ قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق وہ کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اس لیے گھبرا کر اس قادیانی مناظر نے توریت کو پیش کیا جو یہودی بحرف اور مفسور شدہ کتاب ہے۔

بھی بتا دیا۔ اور اہل کے لفظ سے جو آپ تضاد ثابت کرتے ہیں اس کو لے کر بھی آپ کے معنوں کی تردید کر دی۔ اور اہل ترقی کے لیے ہوتا ہے۔ کوئی شرط نہیں ہے آپ اپنی طرف سے بڑھا رہے ہیں۔

میں خوب جانتا تھا کہ آپ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید نے جو دلائل وفات مسیح پر دیے ہیں ان کوئی نہیں جو انہیں توڑ سکے۔ آپ کی منطق دانی کی کیفیت تو میں تیسرے پرچے میں لکھ چکا ہوں۔ اب آپ کی صرفی قابلیت لفظ سے امتحانی سے ظاہر ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ نے غلطی سے نہیں لکھا۔ بلکہ آپ کے

(بقیہ) اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تورتہ کا نسخہ ہے حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا پس عمر رضی اللہ عنہ نے تورتہ کو بڑھنا شروع کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مشعر ہوتا جاتا تھا۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ باپے عمر تم کو کیا ہو گیا۔ دیکھتے نہیں کہ حضور کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو خوف زدہ ہو کر کہنے لگے اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ رضینا باللہ ربنا و بالاسلام دیننا و بمحمد نبینا۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر سوئی ظاہر ہو اور مجھے ترک کر کے اس کی اتباع کرو تو یقیناً تم صراط مستقیم سے گمراہ ہوتے اور اگر سوئی زندہ ہوتا اور میری نمدت کے زمانہ کو پاتا تو ضرور وہ بھی میری اتباع کرتا۔ رواہ الدارمی (مشکوٰۃ)۔ یہ تورتہ وہ محرف منسوخ شدہ کتاب ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنا نہیں چاہا۔ لیکن قادیانی مناظر نے اس تورتہ کو اپنی تائید میں پیش کیا۔ اور افسوس کہ اس کتاب محرف منسوخ شدہ نے بھی اس بچارے قادیانی مناظر کی ادا دہنی کی کیونکہ قادیانی مناظر نے تورتہ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو معلوب ہودہ ملعون ہے اور تورتہ کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں معلوب ہودہ ملعون سے آفتاب ہو (استنباب ۲۱ ص ۳۰۳) ۱۲ مرتب۔

ایہ کی علم کا نتیجہ ہے جیسا کہ ظاہر ہو چکا ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے تمام دلائل وفات کو توڑ دیا ہے جیسا کہ روئے داد مناظر سے روشن ہے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا محض تحکم ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ قادیانی مناظر کا اٹنی پر زور دینا یہ اس کی محکمت و مظلومیت کی دلیل ہے کیونکہ قادیانی

علم میں ہی یہی ہے۔ اور علم صرف میں آپ کی تعلیمی حالت بہت کمزور ہے۔
 حاضرین کو میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مفتی صاحب کو بار بار کہا گیا کہ
 آپ پرچہ میں سے اپنے الفاظ اصوات سمیت باب جس کی ماضی توفیقینی کے
 مقابلے میں امتیازی ہوگی نہ امتیازی کیونکہ موت کا لفظ مظاہر نہیں بلکہ اجوف
 ہے۔ پڑھیں۔ مگر آپ نے نہیں پڑھے۔ لہذا مجبوراً مجھے ہی ان کی ڈیوٹی ادا کرنی
 پڑی ہے۔ سنئے مفتی صاحب۔ اس سے ایک تو آپ کی قرآن وانی کا بھی پتہ لگ
 گیا۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی کہ ربنا امتنا اثنتین و
 احیانا اثنتین کیا قرآن مجید میں امیتا ہے یا اتنا۔ پھر روح المعانی میں آیت قلما
 توفیقینی کے ماتحت اس کے معنی اتنی لکھے ہیں نہ کہ امتیازی۔ کتاب ہمارے پاس
 موجود ہے۔ اگر آپ کسی مبتدی سے بھی اس کی گردان کرائیں گے تو وہ بھی بتا
 دے گا کہ امانت امانت امانت امانت امانت امانت۔ جب مذکورہ مخاطب
 کے سینہ پر آئے گا تو امت کے کا۔ نہ امت اور ادغام کا بھی شاید آپ کو قاعدہ
 معلوم نہیں رہا کہ ادغام کس وقت ہوتا ہے اگر آپ صرف کی کوئی ابتدائی کتاب
 بھی پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ لفظ اتنی ہے نہ امتیازی۔ توفیقینی کے
 متعلق میرا پہلے پرچہ میں بالوضاحت لکھ چکا ہوں۔ نیز اذلال کی مثال صرف
 اذ کے لیے تھی۔ کہ وہاں اذ آیا ہوا ہے۔

(بقیہ) مناظر ایسا کوئی مضمون پیش نہیں کر سکا جو موضوع مناظرہ سے چپاں ہو کر یہ ظاہر
 کرے کہ اسلامی مناظر اس کا جواب نہیں دے سکا اور اس کے متعلق قادیانی مناظر کے پرچہ
 نمبر ۵ کے حاشیہ میں تفصیل کی گئی ہے اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں یہ بھی لکھا
 ہے اور اتنی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ۱۲

مرتب

با اس لیے کہ جب وہ فعل ماضی پر داخل ہو تو اس کے معنی استقبال کے ہوتے ہیں۔ جب اہل علم اس مناظرہ کو دیکھیں گے تو وہ آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ اور تشبیہ موت اور نیند میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میں بتا چکا ہوں کہ تو فی جب بغیر قرینہ منام اور لیل وغیرہ کے استعمال ہو تو اس کے معنی نیند کے نہیں ہوتے۔ دوسرے حدیث میں حالات امت بیان کر کے آپ نے فرمایا ہے کہ میں وہی کلمات کہوں گا (جو صبح نے کہے)

اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں سنة اللہ النبی قد خلت کو پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیا سہ بھی ذی روح ہے۔ چاہے تھا کہ آپ مثال ایسی پیش کرتے کہ جس میں خلا کا لفظ ذی روح کے لیے آیا ہوتا۔ ہم نے جو قرآن مجید سے مثالیں پیش کی ہیں ان میں ذی الروح پر خلعت کا لفظ آیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں انک اک امة قد خلت میں موت مراد نہیں ہے۔ بہت

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے لہذا استقبال کے لیے بھی آتا ہے فسوف بعلمون اذا الغلال فی اعناقہم۔ اس عبارت سے دو امر ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ مثال لفظ اذ کی ہے نہ ماضی کی۔ اور دوسرا یہ کہ اذا حق کے لیے بھی آتا ہے اور استقبال کے لیے بھی۔ جب اہل علم مناظرہ کو پڑھیں گے تو قادیانی مناظرے کے فہم وادراک پر فسوس کریں گے۔ ۱۲ مرتب اس کی کافی تردید اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں کر چکا ہے جس کی توجیح حاشیہ میں کی گئی ہے۔ قادیانی مناظرہ ویا بلا ربط باتیں لکھ دیتا ہے۔ ۱۲ مرتب

یہ قادیانی مناظرہ سخت مضطرب و گھبراہٹ میں ہے کیونکہ اس کو انجان بھی یاد نہیں رہا کہ اسلامی مناظرے نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں دلیل قد خلت من قبلہ الرسل کی تردید کرتے ہوئے یہ مثال پیش کی ہے۔ و اذا خلوا الی شیطانہم جس میں قائل ذی روح ہے۔ ۱۲ مرتب

یہ قادیانی مناظرہ مضطرب و بوزن ہے کیونکہ وہ اسلامی مناظرہ کو مخاطب کر کے اپنے پرچہ نمبر ۵

ہی عجیب ہے۔ کیا پہلے جن کا ذکر ہے وہ آسمان پر چلے گئے تھے یا وفات پا چکے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ اگر موجب کلیہ ہی مان لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت رسول نہیں ہیں۔ اور پھر پرچہ کے علاوہ آپ تقریر میں بیان فرماتے ہیں کہ من قبلہ کو صفت الرسل کی بنا صحیح نہیں۔ کیونکہ صفت موصوف سے مقدم نہیں آتی۔ لیکن میں کہاں تک مفتی صاحب کو نحو سکھاؤں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ فاعل کے متعلق لکھا ہے۔ والاصل فی الفاعل ان یلسی الفعل ولہذا جاز ضرب غلامہ زید و امتع ضرب غلامہ زید آقا کی یہی پڑھ لیا ہوتا۔ پس الرسل جو خلت کا فاعل ہے۔ اور اصل فاعل میں یہ ہے کہ وہ فعل سے ملا ہوا ہو۔ اس لیے یہاں صفت محلا موخر ہے اور یہ جائز ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی

(بقیہ) میں یہ لکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تسلیک امۃ قد خلت میں موت مراد نہیں۔ اور اسلامی مناظر کی عبارت پر چسپاں میں اس طرح ہے۔ ”اور تسلیک امۃ قد خلت وغیرہ میں بھی کوئی دلیل نہیں۔“ دیکھو اسلامی مناظر کی عبارت میں یہ فقرہ (موت مراد نہیں) کہاں ہے۔ بلکہ اسلامی مناظر کی اس عبارت کا (کوئی دلیل نہیں) یہ مطلب ہے کہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے وہاں قد خلت نہیں اور جہاں قد خلت ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ ۱۲ مرتب

اگر قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی تحریر و تقریر کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ اگر خلت کے معنی مات کے جائیں اور الرسل کا الف لام استغراقی تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ بروئے ترکیب نحوی الرسل کی مفت و لغت نحوی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ مفت و لغت نحوی تابع کا قسم ہے اور جو تابع ہو وہ ذکر میں متبوع سے موخر ہوتا ہے جیسا کہ تابع کی تعریف سے ظاہر ہے۔ النابع کل شان اہی کل متاخر (کافیہ و شرح جامی ص ۷۷۱) اور جب من قبلہ الرسل کی بروئے ترکیب نحوی مفت نہ ہو سکی تو وہ خلت کے متعلق ہوگا۔

صفت مقدم آئی ہے۔ جیسے صراط العزیز الحمید اللہ۔ پس آپ نے کافیہ نہیں تو قرآن مجید کو ہی پڑھ لیا ہوتا۔ اور میں نے لکھا تھا کہ روح القدس اموات میں تینوں باتوں کی وجہ سے شامل نہیں ہے۔ باقی تمام معبودانِ باطلہ جن کے متعلق تینوں باتیں ثابت ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ فرماتے ہیں غبر احباء کا لفظ لانے سے ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے۔ ٹھیک ہے۔ معبودیت ان کے

(بقیہ) جس کا یہ معنی ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں وہو کما تری۔ اور قادیانی مناظر نے جو کافیہ کی عبارت پیش کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ فاعل کا اصل محل فعل کے ساتھ متصل ہے جس کی وجہ سے ضمرب علامہ زبد میں رید خمیر مجرور کا مرجع ہو سکتا ہے اور اس سے یہ مراد لیں کہ فاعل غلط ہے کہ صفت ولغت نحوی بھی فاعل سے ذکر میں مقدم ہو سکتی ہے جیسا کہ قادیانی مناظر کو ضبط ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے اردو اور انگریزی خوانوں کو دھوکھا دینے کے لیے کافیہ کے محض الفاظ یاد کئے ہوئے ہیں۔ اور صراط العزیز الحمید اللہ میں العزیز الحمید اللہ کی صفت ولغت نحوی نہیں۔ بلکہ العزیز الحمید مبدل منہ ہے۔ اور اللہ بدل ہے۔ اب یہ امر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ قادیانی مناظر کو نہ کافیہ آتا ہے اور نہ ہی قرآن کا فہم وادراک ہے۔ ۲۔ امر تب

۱۔ اسلامی مناظر نے جن باتوں کا مکمل طور پر جواب دے دیا ہے۔ قادیانی مناظر عام لوگوں کو مغلطہ دینے کے لیے پھر پھر بیان کرتا ہے۔ والذین یدعون الخ عام ہے۔

اور الاعتبار لعموم اللفظ لالخصوص المورد۔ ۲۔ امر تب

اللهم اغفر لکاتبہ ولوالدہ و من سعی فیہ۔

مردہ ہونے سے ہی باطل ہوگی اور غیر احیاء نے اموات کے لفظ کی تفسیر کر دی۔
 اور آیت کانا یا کلان الطعام میں جو تغلیب آپ نے لکھی تھی وہ حضرت مریم
 کے لحاظ سے تھی۔ اور اب آپ نے تسلیم کر لیا کہ تغلیب مسج کے لحاظ سے ہے کیونکہ
 مقصود بالذات انہی کا ذکر ہے کہ وہ پہلے کھانا کھاتے تھے۔ لیکن اب نہیں کھاتے۔
 اور آیت کانت من الفاتنین اور وار کمی مع الراکعین سے ہمارے
 استدلال پر بالکل رد نہیں ہو سکتی۔

آپ فرماتے ہیں کہ حساناً من لدنا و زکوۃ کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت میں
 کیوں ذکر کرتا۔ شرط میں لکھا ہے۔ قرآن مجید کی قرآن مجید سے تفسیر کی جائے گی۔
 لہذا میں نے اس سے تفسیر کی۔ کہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا جہاں کہیں قرآن مجید میں اکٹھا
 ذکر آیا ہے وہاں مالی زکوٰۃ ہی مراد ہے۔
 اور ابن ماجہ کی حدیث کا میں پہلے پرچہ میں جواب دے چکا ہوں۔ کہ

اذا دینا منی مناظر تحت گہر کرادھر ہاتھ مار رہا ہے جس مشہور ہے کہ ڈوبتے کو تھکے کا سہارا۔ اصل
 مطلب بالکل صاف ہے کہ مریم اور ابن مریم دونوں سے تفسیر کرنے کے وقت تذکرہ کرنا نیت پر غلبہ
 کو کانا کلان الطعام کہا گیا اور کانت من الفاتنین اور وار کمی مع الراکعین کبھی کانا
 یا کلان کے نظائر ہیں۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ سبحان اللہ زکوٰۃ کی تفسیر میں آیت حساناً من لدنا و زکوٰۃ کو پیش کرنا یہ تفسیر القرآن بالقرآن
 نہیں تو اور کیا ہے۔ اور لفظ صلوٰۃ کے صدقہ مفروضہ میں کثرت استہمال سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں
 لفظ صلوٰۃ ہو وہاں اس سے صدقہ مفروضہ ہی مراد ہو۔ ۱۲ مرتب

۱۳۔ اسلامی مناظر نے بنین ابن ماجہ کی وہ حدیث تردید میں پیش کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم صبی بن مریم کی زبانی ان کا نزول یحییٰ بیان فرماتے ہیں۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ بخاری کی
 حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت صبی بن مریم کو مردوں کی جماعت میں دیکھا۔
 عجیب بات ہے کیونکہ مردوں کی محبت و محبت کرنے والے کی موت کو سترم نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم بھی جب مردوں میں شامل ہوتے تو فوت ہو جاتے۔ ۱۲ مرتب

جب بخاری کی حدیث ثابت کرتی ہے کہ مسیح مردوں میں شامل ہیں تو یہ حدیث اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور بخاری کی حدیث امامکم منکم بھی اس کے خلاف ہے اور اس کی تردید کرتی ہے۔ ۱۲ من نمرہ میں دواہی عمر قطعاً مراد نہیں۔ اور حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ کا جواب میں پہلے پرچہ میں دے چکا ہوں۔ اور بڑے بڑے ائمہ نے اسے حدیث تسلیم کیا ہے۔ اس سے آپ نے مان لیا کہ اس سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔

اب رہی ۱۲ حدیث کیف تہلک امة انا فی اولہا و المہدی فی وسطہا و عیسیٰ بن مریم فی اخرہا اس حدیث میں امت کے وسط میں

ایمان ہو چکا ہے کہ امامکم منکم مانا ہے جو غررت کو چاہتا ہے۔ ۱۲ مرتبہ
۱۲ اسلامی مناظرے کہائے کہ اس سے مراد گمراہی اور یہ نہیں کہا کہ دواہی عمر مراد ہے۔ ۱۲ مرتبہ
۱۳ قادیانی مناظرے کے ذخیرہ لکھے ہیں۔ یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمائے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل سچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رد سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو (تحفہ گوشت و یہ ص ۱۶۶) دیکھو بخیر تو قرآن پر فیصلہ کرنے کی صحت کرتا ہے اور اس کا اسی قرآنی ثبوت دینے سے عاجز ہو کر ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں پر زور دے رہا ہے۔ طرفیہ کہ ان سے بھی اس کا دعویٰ وفات مسیح ثابت نہیں ہوتا۔ ۱۲ مرتبہ

۱۴ یہ حدیث بروئے الفاظ اس طرح ہے۔ کیف تہلک امة انا اولہا و المہدی وسطہا و المسیح اخرہا (مشکوٰۃ) اور اسلامی مناظرے بھی اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس حدیث کو اپنی الفاظ کے ساتھ لکھا ہے۔ امامیہ کا ذکر کرنا یہ قادیانی مناظر کا ڈھکوسلہ ہے جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

مہدی کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ حضرات شیعہ صاحبان کے عقائد کی طرح آپ کا عقیدہ قرار دینے کی وجہ میں پہلے پرچہ میں لکھ چکا ہوں۔ اور سنیوں کی طرح ہمارا یہ فتویٰ نہیں کہ ان سے کھانا پینا اور ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ حضرت مسیح موعود سب کے متعلق فرماتے ہیں۔

اے دل تو نیز خاطر ایساں نگہدار
کا خر کنند دعائے حب پیہرم
در بانہوت کے متعلق۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو مسیح تا صری کے نزول کو مانتے ہیں وہ اسے نبی بھی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ حج الکرامہ میں لکھا ہے فاند
وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ لکنہ رسول و نبی کریم علی حالہ

ان تادیبانی مناظر بجا شرانک مناظرہ سے تجاوز کر رہا ہے۔ اسلامی مناظر کا یہ فتویٰ نہیں بلکہ اس کا یہ فتویٰ ہے کہ "لا تقولوا لمن الہی الیکم السلام" مست مومنین اور قادیانی جماعت کے ہی تنگ دلی سے خلاف اسلام فتوے ظاہر ہو چکے ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب نے جو خط عبدالکیم خان صاحب کو لکھا۔ اس میں یہ فقرہ ہے۔ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" اور میاں محمود صاحب خلیفہ رشید مرزا صاحب رسالہ تحفۃ الاذہان کے صفحہ ۱۳۹ پر یہ لکھتے ہیں۔ "تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اس لیے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے ہم ان کو کافر نہیں گے۔" ۱۲ مرتب

۱۲ اسلامی مناظر تو فان تنساز عنہم فی شئی فرودہ الی اللہ والرسول کے مطابق مناظرہ کر رہا ہے اور قادیانی مناظر شرانک مناظرہ کی خلاف ورزی کر کے حج الکرامہ کی عبارت پیش کر رہا ہے۔ اصل بات یہ کہ نبوت کے دورخ ہیں بطون اور ظہور۔ ظہور میں انقلاب آ سکتا ہے نہ بطون میں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو بطون میں انقلاب نہ ہوگا بلکہ ظہور میں انقلاب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر بذریعہ قرآن کریم تجدید اسلام فرمائیں گے۔ ۱۲ مرتب

لاکما یظن بعض الناس لہ یاتی واحداً من هذه الامة بدون نبوة
ورسالة اور انبیاء سے نبوت کا چھینا جانا آیت ذالک بان اللہ لم یکمغیراً
نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم اورستیوں کے عقیدہ کے بھی
خلاف ہے۔ پس اب اہل دانش فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی تی آنا چاہے تو اس
امت سے یا نبی اسرائیل سے۔ ظاہر ہے کہ مطابق آیت وازواجہ امہاتہم اور
مطابق عقائد اسلامیہ کل رسول ابو امتہ آنحضرت ہمارے باپ۔ اور مطابق
حدیث بخاری الانبیاء اخوة علات۔ حضرت عیسیٰ ہمارے چچا ہیں۔ تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت کے ملنی چاہیے۔ عقل۔ نقل۔ قانون
رداج شریعت سب یہی کہتے ہیں کہ بیٹا و ارث ہوگا نہ چچا۔ پس نبی کا آنا تو آپ
بھی مانتے ہیں اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ وہ (آلنے والا مسیح) نبی اللہ ہوگا۔ پس
ہماری بات کہ آئے والا اسی امت سے ہوگا صحیح ہے۔

ہمارے تمام بیانات اسے ظاہر رہے کہ حضرات عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے
ہیں اور قرآن مجید اور احادیث سے ان کی وفات ثابت ہے۔ اور ان کی وفات

۱۔ قادیانی مناظر جہلاء کے لیے تو ملم سازی کر سکتے ہیں لیکن فضلاء کے لیے ان کا مغالطہ موثر نہیں ہو
سکتا۔ سنئے جناب مناظر صاحب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حیثیت سے کہ بعد النزل وہ مومن
بالقرآن ہوں گے اور قرآن پر عامل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مستفیض ہوں گے۔
اور بذریعہ قرآن تجدید اسلام کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹے ہوں گے نہ
چچے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق اپنے پرچہ نمبر ۱ میں وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم سے
دس دلیلیں پیش کی ہیں جو درحقیقت بغالطات ہیں۔ کیونکہ نو دلیلیں تو ایسی ہیں جن میں مسیح ابن مریم کی
وفات کا ذکر تک نہیں۔ اور ایک پہلی دلیل اگرچہ ایسی ہے

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی واسطے مسیح موعود فرماتے ہیں۔

قدمات عیسیٰ مطرقا ونبینا حی و ربی انہ و افانی

کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ ہو۔ جس کا دین زندہ ہو۔ لیکن عیسائیت مرچکی۔ عیسائی بلحاظ دین مرچکے۔ اور حضرت عیسیٰ کا کام ختم ہو چکا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تازہ کرنے کے لیے آپ کے ۲ خادم ہی آئیں گے نہ کوئی اور۔ پیارو۔ آنے والا آچکا اور اس نے اپنے مقابل پر بلایا۔ اور اس نے تونی کے لفظ کے متعلق ایک ہزار روپیہ انعام دینے

(تقریباً) جس میں مسیح ابن مریم کی وفات کا ذکر ہے۔ لیکن اس دلیل کے متعلق قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو نہ ہوگا جس سے اثبات ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور پھر بھی اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کی شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر دیا اور تفصیلی طور پر پوری تردید کی ہے جیسا کہ اردو مناظرہ ہے روشن ہے۔ اور ویسا ہی حال پانچ حدیثی دلیلوں کا ہے۔ اور اسلامی مناظر نے دو قرآنی دلیلیں اور دو حدیثی دلیلیں اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اپنے دعوے حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے بیان کی ہیں۔ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر ایسے استدلال کئے ہیں جن کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ ناظرین پڑھ کر خود فیصلہ کریں گے۔ ۱۲

مرتب

اسلامی مناظر نے یہ بات دلیل کر دی ہے کہ علت افضلیت کمال عبودیت ہے نہ عمر کا زیادہ ہونا۔ ۱۲ مرتب
۱۲ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں احمی اور خادم ہونے کی قابلیت نہیں۔ ۱۲ مرتب
۱۳ یہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کے لیے سخت مغالطہ ہے۔ کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ تونی باب تکفل سے ہوا اور فاعل خدا تعالیٰ ہوا اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں وہاں ضرور قبض کے معنی ہوتے ہیں۔ اگر اس کے برخلاف کوئی دکھائے تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

کا وعدہ دیا۔ مگر کسی کو جرات نہ ہوئی۔ کہ وہ اس انعام کو حاصل کر سکے۔ پس جب وفات ثابت ہوگئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی ثابت ہوگئی۔ پس یاد رکھو کہ مسیح کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے اور کوئی آسمان سے نہ

(بقیہ) تو اردو خوان اور انگریزی خوان سمجھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اور بوجہ مریت سے ناواقف ہونے کے نہیں سمجھتے کہ توفی مع القیود المذکورہ سے قبض روح کے معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت توفی یعنی یا عیسیٰ النبی متوفیک ای ممیتک اور آیت مخاطب یعنی فلما توفیتنی ای امتی۔ وفات مسیح ابن مریم کو ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ آیت توفی سے بر تقدیر تفسیر ممیتک بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور آیت مخاطب سے بر تقدیر تفسیر امتی جیسا حیات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی ویسا ہی وفات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی جو مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

ابن جب اٹلائی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱۸ میں جہاں مسیح ابن مریم قرآن کریم سے ثابت کر دی تو حسب تحریر مرزا صاحب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہوئے۔ ۱۲ مرتب
یہ کہ یہاں دھوکا دہی اٹلان ہے کیونکہ قیامت کا وقوع سب اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے اور تمام اہل اسلام کو قیامت کے وقوع کے ساتھ اس لیے ایمان ہے کہ ہجر صادق اور قرآن کریم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے۔ اگر قادیانی مناظر کے اس دھوکے کو سمجھ مانا جائے تو قیامت کا وقوع بھی باطل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یوں کہہ سکتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ قیامت کا وقوع محض جھوٹا خیال ہے۔ قیامت کوئی نہ ہوگی۔ قیامت کے ماننے والے جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریم کے اور کوئی ان میں سے قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور ہجران کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور ہجر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی قیامت کو نہ دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ دراز گزر چکا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر قیامت واقع نہیں ہوئی۔ تب دانشمند یکدم اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ قیامت نہیں ہوگی۔ اور قیامت کا وقوع حق واجب الایمان ہے پس ثابت ہوا کہ یہ دھوکا سب باطل ہے۔ قادیانی مناظر کے تمام پرچے ایسی ہی خیالی اور دھمی باتوں سے ہی بھرے ہوئے ہیں۔

اترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرے گئے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہ دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ وہ بھی حضرت مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر حضرت عیسیٰ اب حکم آسمان سے نہ اترے۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اور اگر مفتی صاحب ابھی ایک مثال جس میں کہ تو فی باب تفضل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول ذی روح ہو اور اس کے معنی بحمدہ العصری آسمان پر لے جانے کے ہول پیش کریں۔ تو میں ابھی نقد پچاس روپیہ مفتی صاحب کو انعام دوں گا۔ قرآن مجید۔ حدیث یا لغت سے پیش کر لیں۔ اب میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAA

اے ہمارے قادر خدا۔ ہماری عاجزانہ دعا میں

ایہ عوام کے لیے مغالطہ ہے در نہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ میں تو فی سے رفع جسمانی ثابت کرتا ہوں۔ بلکہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مافلسوہ بقبائیل رفعہ اللہ الہ سے بلحاظ مل ابطلایہ و قصر قلب یہ امر ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ۱۲ مرتب

سن لے اس قوم کے کان اور دل کھول دے
 اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور
 زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستہ باز اور موصد
 بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ اے خدا تو ایسا
 ہی کر۔ جو ہر ایک طاقت اور قدرت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین۔
 والسلام علی من اتبع الهدی۔

مناظر۔ جلال الدین شمس۔ مولوی فاضل۔

جاکم علی پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء
 www.NAFSESLAM.COM

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحکیم۔

فان تنازعتم فی شئی فرددوہ الی اللہ والرسول۔

حضرات سامعین! یہ میرا آخری پرچہ ہے آپ کو میں اس طرف متوجہ کرتا
 چاہتا ہوں کہ میں نے رفع الی اللہ اور بل ابطالیہ اور قصر قلب! بل دفعہ اللہ

اس کی تشریح یہ ہے کہ آیت وما قلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ سے اسلامی مناظر نے شرعاً نمبر ۲
 کے تحت میں ردہ کرچند باتیں قطعی طور پر ثابت کر دی ہیں۔ پہلی یہ کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی
 طرف اٹھائے جانا ہے۔ اور اس تفسیر کی تائید میں دوسرے شہین اور ایک آیت اور عقلی شہادت پیش کی گئی

الیہ سے لے کر اور لام تا کید اور نون تا کید ثقیلہ اور مرجح ابن مریم ہونا یومئذ بہ قبل موتہ سے لے کر ان سپاہیوں سے ایک لشکر تیار کیا۔ اور پھر میں نے ان کو

(بقیہ) ہیں اور ہر اس تفسیر کی تائید میں مرزا صاحب کا قول پیش کیا گیا ہے اور دوسری یہ کہ اس آیت میں بقریہ یعنی بل ابطلیہ ہے اور بل ابطلیہ میں یہ ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطل مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت ہو۔ لکن آیت ام یفولون بہ جنة بل جہنم بالحق (مومنون) اور آیت ویقولون اننا لنار کوا الہوتنا لساغر معنوں بل جاء بالحق (صافات) اور آیت وقالوا نخذ الرحمن ولداً صیحا نہ بل عباد مکرمون (انبیاء) پس بل ابطلیہ کے محققان کے لحاظ سے یہ ثابت ہوا کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بحمدہ العصری آسمان کی طرف اٹھالیا ہے کیونکہ وہ وصف جس کا ابطل مقصود ہے یعنی نقل الحسج اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہے یعنی رفع الحسج ان دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت اسی صورت میں تصور ہوتی ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ صورت زندگی رفع جسمانی مراد لی جائے یا اور اگر رفع روحانی مراد لی جائے۔ تو نقل الحسج اور رفع الحسج کے درمیان تثنائی و ضدیت نہ ہوگی۔ اور قادیانی مناظر اس بل ابطلیہ کے استدلال کا شرط نمبر ۱ و ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئے مناظرہ سے روشن ہے اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور تیسری یہ کہ وہ ماقولہ بقیۃ بل رفعہ اللہ الیہ قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ اعدا المؤمنین دوسری وصف کا مجرور نہ ہو تاکہ مخاطب کا اعتقاد و حکم کے اعتقاد کے برعکس تصور ہو۔ اور قصر قلب کا یہ معنی بھی اسی صورت میں پورا ہوتا ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بحمدہ العصری آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے۔ کیونکہ اگر رفع روحانی مراد لی جائے تو چونکہ مسیح ابن مریم مقربین سے ہے اس لیے نقل الحسج کو رفع الحسج لازم ہوگا اور یہ قصر قلب کے خلاف ہے۔

جتھیا ر مطابق شرائط جنگ مناظرہ پہنا کر میدان میں بھیجا۔ الحمد للہ کہ اس میرے لشکر زبردست کافرین مخالف مقابلہ نہ کر سکا۔ بلکہ اس نے شکست کھائی۔ میں نے یہ جتھیا ر نہایت کوشش سے تیار کئے تھے۔ اور اوو خادم یعنی دو حدیثیں بھی اس لشکر کو

(بقیہ) اور قادیانی مناظر اس قصر قلب کے استدلال کا بھی شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روداد مناظرہ سے واضح ہے۔ اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں انشاء اللہ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا اور اس دلیل و مواضع بے یسار بل دفعہ اللہ الیہ میں یہ خوبی ہے کہ یہ قرآن کریم کا فقرہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخص طور پر نام و ذکر ہے اور دفعہ صیغہ ماضی کا ہے اور یہ جملہ خبریہ تعجیزیہ ہے۔ اور مرزائی جماعت جو مخالفت ہر رنگ دلائل پیش کرتے ہیں ان میں قرآن کریم کا ایسا فقرہ کوئی نہیں جو ان صفات مذکورہ کا جامع ہو۔ اور آیت وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کے متعلق اسلامی مناظرہ نے شرط نمبر ۲ کے تحت میں رد کر چکا ہے اور ذکر کئے ہیں۔ اول یہ کہ تمام صحابہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس فعل مضارع کے آخر میں فون یا کید ثقیلہ ہوا اور ابتداء میں لام تاکید ہوا اس فعل مضارع سے زمانہ استقبال اور خبر دینی مراد ہوتی ہے جیسا کہ یونس میں۔ دوسرا یہ کہ موت کی ضمیر کا مرجع صحابہ ابن مریم ہے۔ ایک سیاق کلام کے لحاظ سے اور دوسرا مولوی نور الدین صاحب نے بھی اس ضمیر کا مرجع صحابہ ابن مریم کو قرار دیا ہے جن کی مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توشیح کی ہے۔ اور تیسرا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی کو ثابت کرتی ہے کہ موت کی ضمیر کا مرجع صحابہ ابن مریم ہے۔ اور ان امور مذکورہ کے لحاظ سے آیت وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کا یہ مطلب ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجود وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ قادیانی مناظرہ دلیل کا بھی شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے مطابق کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روداد مناظرہ سے روشن ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظرہ نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں قرآنی دلائل کے علاوہ دو حدیثیں بھی پیش کی ہیں۔

رسد پہنچا کر تقویت دے رہی تھیں۔ اور پھر یہ بات قابل غور ہے کہ منطوق دلائل

(بقیہ) ایک بنزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج وبولد الخ اور دوسری
لیوسکن ان بنزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً۔ الخ اور ان دونوں حدیثوں سے اس طرح
استدلال کیا گیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ سے حقیقی معانی مراد ہیں نہ مجازات کیونکہ بروئے
قاعدہ فن بیان مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت حذر ہو۔ اور مرزا صاحب ان حدیثوں میں
حقیقت کے امکان کے قائل ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی
ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اور
لحاظ قانون فن بیان اور مرزا صاحب کے تسلیم امکان ان دو حدیثوں سے بھی حیات مسیح ابن مریم
ثابت ہوگی۔ اور قادیانی مناظر ان حدیثوں کا بھی شرط نمبر اول نمبر کے مطابق کوئی جواب نہیں
دے سکا جیسا کہ روئے نماظر سے واضح ہے۔ ۲۔ امر تب

۵۴
قادیانی مناظر نے جو دعوات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے منطوق دلائل پیش کئے
ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے مضمون سے استدلال کیا گیا ہے اور مسیح ابن مریم کی شخصیت کا
ان میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ وہ یوم نحشرہم حکیمًا ثم نقول للذین اشرکو امکاتکم انتم
وشرکاتکم قریبنا بینہم وقال شرکائہم ما کنتم اباننا تعبدون فکفی باللہ شہیداً
بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لفاقلین (یونس) اور ما محمد الا رسول قد خلت
من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلب تم علی اعقابکم۔ اور والذین یدعون من
دون اللہ لایخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احياء وما بشعرون ابان یموتون۔
اور فیہا تحبون و فیہا تموتون و متھا تخرجون۔ ولکم فی الارض مستقر و متاع
الی حین۔ اور السم نجعل الارض کفناً احياء و امواتاً اور ومن نعمہ تنکسہ فی
الخلق اقلاً یعقلون۔ اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلاً یعلم
بعبد علم شیئاً۔ (حج)

کا عام دلائل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھو والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة
فروع میں حاملہ اور غیر حاملہ اور شوہر نادیدہ اور شوہر نا دیدہ اور غیر حائضہ
سب داخل ہیں۔ لیکن یہ آیت عام ان آیات خاص کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ یا ایہا

(بقیہ) اسلامی مناظر نے ان آیات عامہ کے تفصیلی جوابات دے کر پھر اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اجمالی و
اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے جس کی توجیح یہ ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ عام دلیل خاص منطوق دلیل کا
مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة فروع یعنی مطلقہ عورتوں کے لیے
عدت تین حیضیں ہیں۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ شوہر دیدہ اور شوہر نا دیدہ
حائضہ اور غیر حائضہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیضیں ثابت ہوتی ہے۔ اور
وکیو یا ایہا الذین امنوا اذا نکحتم الموثقات لم تطلقتموهن من قبل ان تمسوهن
فمساککم علیہن من عدۃ تعدونہا۔ یعنی اسے ایمان والا واجب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح
کر دو اور پھر قبل مس ان کو مطلقہ کر دو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں۔ یہ مطلقہ شوہر نا دیدہ کے لیے
خاص منطوق دلیل ہے۔ اور وکیو الاتی یمنن من الحیض من نساککم ان اوتینم فعد
تھن ثلثة اشھر واللی لم یحضن واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (یعنی
وہ عورتیں جن کی وجہ کبرنی کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی
عدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے
خاص منطوق دلیل ہے یہاں یہ عام دلیل ان خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ اس عام
دلیل کے حکم سے شوہر نا دیدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں
اور وکیو اما خلقتنا الانسان من نطفۃ اور خلقہ من ثواب۔ ویسای چونکہ آیت وما قتلوه
بقسا بل رفعہ اللہ الیہ اور آیت و ان من اهل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی حیات کے لیے خاص منطوق دلیلیں ہیں۔ یہ عام دلائل پیش کردہ قادیانی مناظر ان کا
مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے عام دلائل کا یہ اجمالی و اصولی

الذین امنوا اذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن
فما لکم علیہن من علة تحدونہا۔ اور والسی بئسن من المحیض من
نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثة اشھر واللالی لم یحیضن و اولات
الاحمال ان یضعن حملھن۔ اور آپ جو تاریخ نبوت بیان کرتے ہیں۔ وہ

(بقیہ) طور پر جواب دیا ہے۔ لیکن اسوس ہے مختم محمد صدیق صاحب امیر جماعت احمدیہ کے فہم و
ادراک پر کہ انھوں نے اپنے اشتہار میں یہ لکھا ہے۔ "طلاق اور حیض والی عورتوں کے مسائل سنائے
شروع کر دیئے۔ غیر متعلقہ مسائل کے بیان کرنے سے بچھا دیا۔" یہ ظاہر ہو گیا کہ مفتی صاحب سخت
گھبرا گئے ہیں اور ان کا علمی ذخیرہ ختم ہو گیا۔ تب ہی تو حیات مسیح کے مسئلہ کو چھوڑ کر حیض اور طلاق کے
مسائل بیان کرنے لگ گئے۔ "اچھی۔ اب اہل علم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر کا یہ
مضون حسب قول مختم صاحب غیر متعلقہ ہے یا موضوع مناظر کے ساتھ چسپاں و مربوط ہے۔"

مختم صاحب اس فہم و ادراک میں محذور ہیں کیونکہ ان کی علمی بضاعہ اسی قدر ہے۔ ۱۲ مرتب
ان اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اور ان کے مریدین بیان
کرتے ہیں وہ ہمارے اوپر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم ان کو مغتری اعتقاد کرتے ہیں اور اسلامی مناظر نے
مرزا صاحب کی قلم کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ چشمہ معرفت، ازالہ ادھام، براہین احمدیہ۔ اب
دیکھنا یہ ہے کہ ان کتابوں کی تصنیف کے وقت مرزا صاحب کی کیسی حالت تھی۔ مرزا صاحب اپنی
کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں۔ "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے میں اس
کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان
سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (ص ۳۱۷) اور مرزا صاحب ازالہ ادھام میں لکھتے ہیں۔ "اور فرمان
جعلناک المسیح ابن مریم نے اس کو در حقیقت وہی بنادیا ہے و کان اللہ علی کل شئی
قدیراً اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثل ہونے کی طرف اشارہ ہے
کیونکہ محمد جلالت نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی ستوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی
کی طرف یہ اشارہ ہے۔ و مبشرأ برسول یتانی من بعدی اسمہ احمد (ص ۱۱۷)

ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ الہام نے مرزا صاحب کو نبی بتایا ہے اس لیے جب سے وہ ملہم ہیں اسی وقت سے نبی ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں جو شرائط کے مخالف نہیں اور ابن عباس کا متوفیک سے سمیتک مراد لینا اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ابن عباس کے نزدیک عیسیٰ مرچکے ہیں بلکہ اسی آیت انی متوفیک الخ سے رفع جسمانی ثابت ہوتی ہے اور الرفع کا معنی اعزاز دہندہ کو یہ معنی نہیں کہ رفع جسمانی بھی مراد لی جائے یا رفع روحانی ہی مراد لی جائے۔ اور ۳۱ متی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے۔ اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضافہ نہیں۔ اور ۱۱ فقرہ حدیث ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی میں ظاہر ہے کہ گو فاعل نہ کو نہیں لیکن یہ رفع فی الحقیقت من جانب اللہ ہے جو اس لحاظ سے فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہے۔ اور انبی مہاجر الی ربی وغیرہ میں رفع الی اللہ

THE NATURAL PHILOSOPHY

(بقیہ) اور اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت بطور الزام پیش کی جیسا کہ اس نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں تصریح کی ہے۔ اور اگر بطور الزام پیش کی جائے تو پھر بھی شرط نمبر ۱ کے خلاف نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت الہام ہے اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب ملہم تھے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت الہام ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہلے اقرا باسم ربک الذی خلص کادجی ہوا تو اسی وقت نبوت کا شروع ہو گیا نہ یہ کہ قرآن کے کثیر حصہ کے نزول کے بعد نبی بنے تو اس لحاظ سے جب مرزا صاحب کا دعوے نبوت ہے تو ان کو اور ان کے مریدوں کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب جب سے ملہم میں تھے ہی اپنے زعم میں نبی ہیں۔ ۱۲ مرتب

اس کا بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب ۲ کیونکہ کثرت اور حقیقت دونوں معمار اوہوکتی ہیں۔ ۱۲ مرتب ۳ اسلامی مناظر نے جب یہ فقرہ لکھ دیا ہے تو تمام مناظرہ میں سے اسی بات پر زور دینا یہ قادیانی مناظر کی شکست کی دلیل ہے۔ ۱۲ مرتب ۴ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ ۱۲ مرتب

کا ذکر نہیں بلکہ ہجرت الی اللہ یا فرار الی اللہ وغیرہ۔ اور تم اتموا الصیام
الی اللیل سے صاف ظاہر ہے کہ رات ہوتے ہی افطار کیا جائے یہ نہیں ثابت ہوتا
کہ تمام رات گزار کر اخیر جزوات میں افطار کیا جائے۔ تو یہی حال رفع الی اللہ
یعنی رفع الی السماء کا ہے۔ اور مطابق فاسئلوا اهل الذکر انکنتم
لا تعلمون جب و قولہم انا قتلنا المسیح سے یہود کا اعتقاد معلوم ہے تو پھر
تو ریت کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے اور استنباب ۲۱ ص ۳۰۳ میں
درج ہے کہ مجرم مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ نہ کہ مطلق مصلوب۔ اور ابن مریم کا بنی
اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آنا اس کے منافی نہیں کہ مجدد ہو کے اخیر زمانہ میں
آئے۔ اور میرے مناظر صاحب نے جو کئی ایک نمبر دے کر قریباً ۲۲ باتیں لکھی
ہیں ان کا قرآن کریم کے لفظوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا فرض تھا کہ پہلے
مضمون لکھتے اور پھر اس پر آیت قرآنی یا حدیث نبوی پیش کرتے۔ اور معراج کی
آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عیسیٰ کو دیکھنا اس سے موت لازم نہیں آتی اور
لیکن نہ لہم کے قصہ کو آپ نے کیوں چھیڑ دیا۔ ہم نے تو بل رفعہ اللہ الیہ
سے مع لحاظ و قولہم انا قتلنا المسیح حیات مسیح ثابت کی ہے۔ بلکہ قابل غور یہ
بات ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں اہل ہے۔ جو ماضی پر داخل ہے اور بلحاظ عام

اسلامی مناظر نے اس فقرے کے ساتھ مرزائی عقیدہ کی تردید کی ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن
مریم صلیب پر چڑھائے گئے لیکن تکلیف سمجھ کر زندہ اتر آئے اور کچھ عرصہ زمین پر گزار کر فوت ہو
گئے۔ اور تردید کی تفصیل یہ ہے کہ آیت و ماضیہ یفینا بل رفعہ اللہ الیہ میں بل الباطالیہ ماضی پر
داخل ہے اور بل الباطالیہ جس ماضی پر داخل ہو اس ماضی کی ماضیت ماضی بل کے لحاظ سے ہوتی ہے۔
جیسا کہ یقولون بہ جنتہ بل جاء ہم بالحق میں اتیان بالحق پہلے ہے اور نسبت جنون پیچھے ہے
و یہاں بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کی رفع پہلے ہے اور واقعہ قتل پیچھے
ہے۔ یعنی مسیح ابن مریم صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ ۲۱ مرتب

یسفولون بہ جنة بل جاءہم بالحق وغیرہ ضروری ہے کہ اس ماضی کی ماضویت ماقبل کے لحاظ سے ہو۔ پس ثابت ہوا کہ واقعہ یہود پیچھے ہوا اور پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ تو اس سے عقیدہ احمدی کی تردید ہوتی ہے۔ اور میرے مناظر صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر بڑا زور دیا۔ لیکن مرزا صاحب بھر یہ کیوں فرماتے ہیں۔

منم مع زمان ومنم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

”اور پھر مرزا صاحب اپنی کتاب چشمہ معرفت میں کیوں بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس قدر معجزات دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ معجزات ہزار نبی پر تقسیم کئے جاویں تو ہر ایک کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر شرف امتی حاصل کرنے کے لیے زندہ ہیں جو امت محمدیہ میں داخل ہو کر تجدید دین کریں گے۔ اور ہم لوگ تو اس بات کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ۔

۱۔ کلہم من رسول اللہ ملتصق غرقاً من البحر اور شفا من الدیم اور میں نے پہلے پرچہ میں لکھ دیا ہے کہ وان من اهل الكتاب بالا الخ۔

ایہ بیت قصیدہ بردہ کا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کمالات ہیں اور دیگر انبیاء کے کمالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے ساتھ وہ نسبت ہے جو ایک چلی کو دریا کے ساتھ نسبت ہے۔ یا ایک چوٹے کو باران کے ساتھ نسبت ہے۔ اور پھر یہ کمالات بھی دیگر انبیاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور دیگر انبیاء بمنزلہ چاند کے ہیں۔ ۱۲ مرتب

میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے۔
 کہ بوقت ثوب محمول موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔
 انوس! جان بوجھ کر چھیڑتے ہیں۔ اور دیکھو ایسا عیسیٰ انسی متوفیک
 الخ۔ میں حضرت عیسیٰ کا زندہ بحسد العصری مرفوع ہونا مطابق معنی ابن عباس
 نیز ثابت ہے۔ کیونکہ متوفیک سے ممینک مراد لیا جائے تو بھی بلحاظ ہر چہار
 ضائر خطاب اور بلحاظ واؤ عاطفہ یہ مانا پڑتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم زندہ بحسد
 العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور واؤ عاطفہ کے متعلق قاعدہ نحوی متعلق عدم
 ترتیب ملاحظہ ہو۔ اور نیز ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطه (یقرہ) وقولوا
 حطه وادخلوا الباب سجداً (اعراف) ملاحظہ ہو۔

www.KitaboSunnat.com

۷۔ اِقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَدْءَ الْإِسْلَامِ غَرِيباً وَسِعُودَ كَمَا بَدَأَ وَأَوَّلَ
 نِزَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ الْإِيمَانُ لِيَأْزِلَ إِلَى الْبِمَدِينَةِ كَمَا تَأْزِلُ الْحَيَّةُ
 إِلَى جُحْرِهَا۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

دیکھو کہ مدینہ طیبہ میں اس وقت کوئی احمدی جماعت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ

اس کی تشریح ہو چکی ہے ۱۲ مرتب

یعنی فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام غربت میں شروع ہوا۔
 اور عنقریب غربت کی طرف رجوع کرے گا جیسا کہ شروع ہوا۔ اور نیز فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً ایمان واپس ہو گا طرف مدینہ طیبہ کی جیسا کہ سانپ اپنے
 سوراخ کی طرف واپس ہوتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کلمہ دوسرے مسلمان ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس مذہب کا نام اسلام ہے مذہب احمدی اس میں داخل نہیں ہے بلکہ مذہب اسلام کے سوائے جو اور مذاہب ہیں پس ثابت ہوا کہ مطابق ان الدین عند اللہ الاسلام کے یہ مذہب احمدی حق نہیں۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد پریذیڈنٹ اسلامی جماعت
(از کوٹ ضلع ملتان)

WWW.NAFSEISLAM.COM

THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

دعا

اے ہمارے قادر مطلق ہماری مخلصانہ دعائیں سن لے۔ اس قوم کے کان اور دل کھول دے جو تیرے حبیب خاتم النبیین کے سایہ سے لوگوں کو نکال کر جہنمی کے سایہ کے نیچے داخل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ مطابق پیشگوئی لیظہرہ علی الدین کلمہ تمام ادیان باطلہ اٹھ جائیں اور تمام دنیا میں دین اسلام ہی پھیل جائے۔ اور ہر جگہ اور ہر ملک میں محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہوں جو معلم توحید ہے۔ ۱۲ مرتب

ناظرین

غور فرمائیں کہ جو شخص مومن ہے وہ مطابق آیہ والذین امنوا اشد حبا لله اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے۔ کیونکہ شدت محبت ہی کو عشق کہتے ہیں۔ اور معشوق جب ایک امر کے متعلق فیصلہ کر دے تو عاشق من حیث ہو عاشق کو یہ حق نہیں کہ اس فیصلہ کی مصلحت دریافت کرنے۔ اگر مصلحت دریافت کرے تو وہ عاشق الہی نہیں۔ تو پھر مطابق آیہ مذکورہ وہ مومن بھی نہیں۔

روند اد مناظرہ کے پڑھنے سے روشن ہو گیا ہوگا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیہ مذکورہ پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ اور قادیانی مناظر نے خلاف۔ اور نیز روشن ہو گیا ہوگا کہ مطابق اذا اجاء الاحتمال بطل الاستدلال کے اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے تمام دلائل کے جانب مخالف کے احتمالات راجحہ بلکہ یقینہ پیدا کر کے دس کے تمام استدلال کو باطل کر دیا ہے۔ اور قادیانی مناظر اسلامی مناظر کے دلائل کے جانب مخالف کا احتمال مرجوح بھی نہیں دکھا سکا۔

علماء و فضلاء حاضرین مناظرہ کثیر التعداد کے آراء حقہ متعلق مناظرہ موصول ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بوجہ خوف طوالت فقط چند علماء و فضلاء کی آراء حقہ بطور مختصہ نمونہ خروار ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن کے مطالعہ سے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے دلائل قویہ اور تبحر علمیہ کا پتہ چلتا ہے۔

عالم بے مثل فاضل بے بدل علامہ دہر مولانا حضرت جناب مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوٹہ ضلع ملتان پریزیڈنٹ (اسلامی جماعت)

احقر بحیثیت صدر جماعت اسلامیہ مناظرہ واقعہ موضع ہریا ضلع گجرات بتاريخ ۱۹۰۸ء۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء ظاہر کرتا ہے کہ جماعت اسلامیہ کی طرف سے

ہمارے ملک کے مشہور فاضل مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی ضلع شاہ پور مناظر تھے۔ اور قادیانی جماعت کے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل تھے جن کا اس سے زیادہ کچھ پتہ نہیں۔ اس مناظرہ کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ:

۱۔ انعقاد مجلس مناظرہ کے متعلق مفتی صاحب کے مساعی جلیلہ قابل شکر یہ ہیں۔ یہ مفتی صاحب کا ہی اثر تھا کہ جس مناظرہ کی ذمہ داری بڑے بڑے افسر نہ لے سکے اس کا ذمہ دار مفتی صاحب کا ایک معتقد ہو گیا۔ مفتی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ مناظرہ ضرور ہوتا کہ قادیانی جماعت کو حوصلہ نکالنے کا موقعہ دیا جائے اور ان کے خیالات کا پورا قلع قمع کر دیا جائے۔ گو قادیانی جماعت نے بے حد کوشش کی کہ مناظرہ نہ ہو سکے۔ مگر مفتی صاحب کی تدبیر نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ اگر قادیانی جماعت حق پر تھی تو اس کو مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا *OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT*

۲۔ مفتی صاحب نے ہر دو دن کے اجلاسوں میں اپنے اخلاق جلیلہ کا وہ ثبوت دیا کہ ہر کہ و مہ نے آفرین آفرین کہی۔ باوجودیکہ فریق مخالف کا مناظرہ نہایت بد خو تھا۔ اور دونوں اجلاسوں کے غیر مہذبانہ الفاظ جو مفتی صاحب کی ذات کے متعلق اس نے استعمال کئے جمع کئے جائیں تو کافی تعداد ہو جائے مگر مفتی صاحب نے اپنی کوہ وقاری و نبی و جبلی شرافت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کو غیر سموع تصور کیا۔ میرے خیال میں فی زمانہ ایک مولوی صاحب کے لیے یہ حلم و بردباری تقریباً محال ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر نے گو حضرت مسیح علیٰ نبینا و علیہ السلام کے متعلق حسب عادت فرقہ ہذا نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ مثلاً کہا کہ ”مسیح (علی نبینا و

علیہ السلام کو) کلا کا کلا واپس نہیں آنے دیتا جس کا مطلب بیان کرنا بھی کفر ہے۔ اور بزرگوں کی اہانت کے کلمات سننے سے ہر مسلمان کو جوش آ جاتا ہے۔ مفتی صاحب بھی جوش میں آئے اور منساب تھا کہ جھوٹے مسیح کو بھی کلاٹھوکتے مگر آپ نے مرزا صاحب کے متعلق نہایت عزت کے الفاظ استعمال کئے جو کسی مسلمان کو نہ بھاتے تھے۔

۳۔ قادیانی مناظر نے دودھ قرآن کریم کو سخت غلط پڑھا۔ ایک تو آیت اِنَّتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الْاٰیۃِ کو اور دوسرے ما کَانَ لِبَشَرٍ الْاٰیۃِ کو جس کی وجہ سے میدان مناظرہ میں سخت اتیری پھیل گئی اس واسطے کہ قرآن شریف کو غلط پڑھنا سخت قبیح ہے اور پھر عوام کے نزدیک تو یہ بالکل افسوس ہے۔ میں نے دیکھا کہ عوام مفتی صاحب اور احقر کے سکوت کو بے محل قرار دے کر فساد برپا بادہ ہیں۔ چنانچہ حافظ غلام محمد صاحب ساکن میانہ کونڈل کا نام نامی مجھے یاد رہے اور ان کی وہ جھنجھلاہٹ والی شکل یاد ہے جس سے باور ہوتا تھا کہ قادیانی مناظر کو شاید نکل جائیں گے۔ مگر مفتی صاحب نے لوگوں کو سخت منع کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی حرکت بھی نہ ہو۔ گو بالکل بھی ہو۔ اس واسطے کہ ذمہ دار اس کا میں ہوں۔ اور شریف اپنی ذمہ داری کو نباہا کرتا ہے۔

۵۔ قادیانی مناظر کے سارے مناظرہ کے اجلاسوں کی بے قاعد گیاں یعنی خلاف درزیاں شرائط مقررہ فریقین ۴۹ ہیں۔ اور مفتی صاحب نے ایک جگہ بھی شرائط کی پابندی کو نہیں چھوڑا۔ اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو میں ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ لکھتا۔

۶۔ مفتی صاحب کی ہر دلیل تحقیقی و انزائی تقریب تام سے مزین تھی۔ مگر قادیانی مناظر بالکل تقریب کے قریب نہ جاتا۔

۷۔ مفتی صاحب اپنا بیان تقریری و تحریری بڑے آرام اور نرمی سے سناتے تھے۔ مگر قادیانی مناظر کی زبان کی رفتار بہت تیز تھی۔ سامعین پر مفتی صاحب کی تقریر اپنا سکھ جاتی تھی مگر قادیانی مناظر کی تقریر کا مل تحفیر کا موجب ہوتی تھی۔ بلکہ بعض تو اٹھ کر چلے جاتے تھے۔

۸۔ قادیانی جماعت نے مفتی صاحب پر پہرہ لگا دیا کہ کسی سے مدد نہ لے سکیں۔ جب ہم نے بھی قادیانی مناظر کے متعلق ایسا انتظام کرنا چاہا تو مفتی صاحب نے روک دیا اور فرمایا کہ جس سے مدد لیں روکو نہیں۔ چنانچہ ایک پہلے دبلے عینک دار قادیانی مناظر کی کاپی کی اصلاح کرتے رہے اور مفتی صاحب کے علمی اعتماد نے انہیں اپنے ارمان نکالنے دیے مگر ہوا وہی جو منظور ایزدی تھی۔

۹۔ جب پہلے دن کا اجلاس ختم ہوا۔ تو اسلامی جماعت کو خیالی آیا کہ مجمع کثیر ہے اور فرصت کو ہاتھ سے نہ ہوتا چاہیے اور سلسلہ تبلیغ شروع کرنا چاہیے۔ تاکہ عوام آریہ و غیرہ کے خیالات سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ اس کا اعلان کیا گیا۔ مگر قادیانی مناظر مع قادیانی جماعت نہایت ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ اگر تبلیغ وغیرہ کا ارادہ ہے تو ہم کو گوارا نہیں۔ یس ہم جاتے ہیں۔ لہذا تبلیغ کا سلسلہ روکا گیا۔

۱۰۔ قادیانی جماعت نے پہلے دن ایک صدر مقرر کیا اور دوسرے دن دوسرا صدر مقرر کیا۔ تاکہ کسی طرح سے مسلمان لوگ ہماری مخالفت کریں اور ہم دوسرے دن کا مناظرہ کئے بغیر نکل چلیں۔ احقر صدر اسلامی جماعت بار بار وقت کی پابندی کی تاکید کرتا تھا۔ مگر صدر قادیانی جماعت فرماتے تھے کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ اتفاقاً احقر کہہ بیٹھا کہ آپ کی گھڑی مجدوسہ یعنی نئی ہے جس پر قادیانی جماعت بگڑ گئی اور بڑے اصرار سے روبراہ ہوئی جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ بہانہ کر کے نکل چلیں۔

فعلک عشرۃ کاملۃ ولدینا مزید

اس سے ناظرین اندازہ لگالیں کہ کون مفتوح ہوا اور کون فاتح۔ میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا تھا کہ اگر مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود بھی سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔ مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔

احقر غلام محمد ساکن گھوٹہ ضلع ملتان۔

جامع الفنون الثقلیہ والعلوم الثقلیہ مولانا مولوی محمد نجم الدین صاحب
پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور

بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء ایک تحریری مناظرہ اہل اسلام و اہل قادیان میں منعقد ہوا۔ سامعین میں سے ایک میں بھی تھا۔ اہل اسلام کے مناظر جناب

مولانا مولوی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی تھے۔ اور اہل قادیان کی طرف سے مولوی جمال الدین شمس تھے۔ میں نہ صرف تقاریر و دلائل جانیہ میں حقانیت کے عنصر غالب کا حتمی تھا۔ بلکہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ پابندی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی جانب متانت و تقاہت۔ استقلال و تحمل سے کام لے رہی ہے۔ مجھے دو

روزہ تجربہ کی بنا پر انہوں سے یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ قادیانی مناظر نے متانت و سنجیدگی کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف شرائط مناظرہ کی پابندی سے آزادی کا عملاً اعلان کیا۔ بلکہ اسلامی مناظر کی شخصیت پر بار بار تحریروں میں شوخیانہ اور غیر شریفانہ حملے کر کے اپنی محکم نظری و حقیر مانگی پر شہادت دی۔ مفتی صاحب جہاں عزم و ثبات۔ وقار و استقلال ان کا طرہ امتیازی تھا وہیں متانت و شرافت۔

تہذیب و شائستگی کے پیکر بن کر موافق و مخالف سے تحسین لے رہے تھے۔ قادیانی مناظر نے مولانا مفتی صاحب کے دلائل و شواہد کو توڑنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ بلکہ ادھر ادھر کے غیر مربوط و غیر متعلق امور سے حاضرین کی توجہ منحرف کرتے رہے۔

مناظرہ آخر تک سکون و امن سے ہوتا رہا یہ سکون اور زیادہ ہو گیا جب آخر میں آفتاب صداقت کی ضیاء باری سے کذب و بطلان کی گھنگور گھٹاؤں کا شیرازہ سرا سر منتشر ہو گیا۔ والسلام۔

نجم الدین پروفیسر اور ٹیکل کالج لاہور

جناب مولانا مولوی ابوالقاسم محمد حسین صاحب مولوی فاضل
از کولوتاڑ اضلع گوجرانوالہ

مکرم بندہ حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہریا سے روانہ ہو کر میں جلاپور جٹاں پہنچا تھا۔ وہاں دو تین تقریریں مرزا جی کے کفر و الحاد پر ہوئیں جن سے نہایت عمدہ اثر ہوا۔ اس کے بعد یہی مولوی جلال الدین شمس قادریانی معدان چودھری صاحب کے جو وہاں جلسہ ہریا میں پریزیڈنٹ تھے جلاپور آئے۔ شرانگہ مناظرہ طے نہ ہوئے۔ لہذا وہاں کی انجمن نے اعلان کر دیا کہ مرزا صاحب قادریانی کے کفر و الحاد پر تقریر ہوگی۔ جلسہ ہوا۔ قادریانی بھی مجبوراً آئے اور مناظرہ میں پھنس گئے کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے مرزائیوں کو دعوت دی تھی اس نے بھی ان کی شکست کا اقرار کیا۔ اور مرزائی پصد رسوائی وہاں سے بھاگے۔ شیعہ و سنی اخباروں میں ان کی شکست کا حال شائع ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

مناظرہ ہریا کے متعلق خاکسار کی رائے

میں مناظرہ ہریا میں جو مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس دربارہ حیات مسیح منعقد ہوا تھا حاضر تھا۔ مناظرہ دو دن نہایت خوش اسلوبی سے ہوا۔ حضرت مفتی صاحب موصوف نے قرآن کریم سے دو دلیلیں حیات مسیح پر پیش کیں۔ جن کو انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا اور قواعد

عربیت سے نہایت محکم استدلال کے ساتھ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و
 علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ان کا جواب
 مرزائی مناظر صاحب سے کچھ نہ ہوسکا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان اولہ کا جواب ہو
 ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اہل علم جو قواعد عربیت کے ساتھ قرآن کریم کی آیات سے
 حیات مسیح پر استدلال کرتے ہیں مرزائی مناظر ہر مناظرہ میں مبہوت رہ جاتے
 ہیں اور سوئے کج بخشی اور دفع الوقتی کے ان کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ٹھیک
 اسی طرح پر خٹس قادیانی نے پندرہ دلیلیں جو درحقیقت مغالطات تھیں وفات مسیح پر
 پیش کیں مگر کسی کو بھی صاف طور پر وفات مسیح سے کوئی تعلق نہ تھا اور وہ اہل علم کی نظر
 میں صرف ابلہ فریبی اور دفع الوقتی تھی۔ اور یہی اس قوم کا مشن ہے جس کو مرزا

صاحب نے اپنی امت کے لیے مستحق قرار دیا۔

مصرعہ: وَلِكُلِّ قَوْمٍ سَبْعٌ مِائَاتٌ مِّنْ نَّارٍ لَّيَالٍ وَنَهَارٍ
 زور تو یہی کی وجہ سے نقل رسالہ وغیرہ سے بہت سے اوراق سیاہ کر دیتے تھے اور
 خلاف شرائط مناظرہ بہت جلدی تقریر کر کے مرزائی تبلیغ بھی کرتے جاتے تھے۔
 مگر مفتی صاحب ممدوح کے اولہ قطعاً اور براہین یقینیہ کا جواب نہ دے سکے۔ رہنا
 لَا تَزَغُ قُلُوبُنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ
 الْوَهَّابُ۔

ابوالقاسم محمد حسین عفا عنہ مولوی فاضل از کولوتاڑا

مولانا مولوی محمد کامل الدین صاحب منشی فاضل از میلووال
 حال مقیم رتو کالہ تحصیل بہلووال ضلع شاہپور

میں مناظرہ ہر بار کے سب اجلاسوں میں شریک رہا۔ علامہ مفتی صاحب نے
 پناہ و دعویٰ صرف ایک آیت و مآثورہ الخ سے بھی ثابت کر دیا اور اس آیت سے اسی

طریقہ پر استدلال بر حیات مسیح کیا جو شرائط میں مشروط تھا۔ یعنی آیت کے ان معنی سے جو احادیث نبوی اور اقوال صحابہ و توابع صرف۔ نحو۔ لغت۔ معانی۔ بیان۔ بدیع کے عین مطابق تھے۔ مولوی جلال الدین احمدی اپنے دعویٰ وفات مسیح کے لیے تذبذب کی حالت میں کبھی کوئی آیت پیش کرتے تھے کبھی کوئی۔ کبھی تو ریت تحریف شدہ کو پیش کرتے تھے۔ کبھی اشعار مرزا صاحب زبان پر لاتے تھے جو شرائط مجوزہ کے بالکل خلاف تھا اور اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ خود ان کو کسی ایک آیت پر اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے پورا وثوق اور تسلی نہیں۔ بلکہ تمام حاضرین نے قادیانی مناظر کی گھبراہٹ اور علامہ مفتی صاحب کے استقلال کو اچھی طرح اس وقت پرکھا جبکہ مفتی صاحب دوسرا پرچہ لکھ کر مولوی جلال الدین صاحب کو دے دیے گئے تو انھوں نے مفتی صاحب کو کہا کہ آپ اخیر پرچہ میں ان الفاظ کے ساتھ قسم لکھ دیں: ”مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے یہ پرچہ اسی اجلاس میں لکھا ہے اور میں نے کسی غیر سے امداد نہیں لی۔“ چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے بلا توقف یہ الفاظ لکھ دیے۔ حالانکہ حضرت مفتی صاحب نے قادیانی مناظر سے پہلے کوئی قسم وغیرہ طلب نہیں کی۔ حالانکہ قادیانی مناظر سے ضرور قسم لینی چاہیے تھی۔ کیونکہ انھوں نے بعض امور کی بابت میرے ہم جماعت اور اپنے استاد مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل سے مدد لی ہے۔ جس کا مجھے ذاتی علم ہے اور اس بات پر میں مولوی صاحب موصوف کے ساتھ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ اور باوجود اس بات کے کہ مفتی صاحب کو آج تک کبھی کسی میدان مناظرہ میں آنے کا موقعہ نہیں ملا صرف ایک آیت میں اپنے مناظر کو جواب کر دیا۔ خصوصاً ایسی قوم کے مقابل کھڑا ہونا نہایت ہی مشکل ہے جو قرآن کریم میں تحریف کرنے اور احادیث میں رد و بدل کرنے سے ذرا بھر بھی نہیں بچ سکتی۔ اس

بات کا پورا ثبوت مرزا صاحب کے اس قول سے چلتا ہے جو انھوں نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ:

”جو حدیثیں میرے الہام کے خلاف ہوں ہم ان کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں“ یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ اگر مرزا صاحب کے وہ اقوال اور الہامات پیش کئے جائیں جو صراحۃً قرآن کریم اور احادیث کے خلاف ہوں تو دوسرے پہلو جی کر کے ان کا لقب متشابہات تجویز کیا جاتا ہے۔ مثلاً ”منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشند“

دوران گفتگو جلسہ گاہ میں میرے سابق ہم جماعت مدرسہ حمید یہ لاہور مولوی محمد اسماعیل صاحب احمدی جلالپوری مولوی فاضل ونشی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے علامہ مفتی صاحب کی لیاقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ مفتی صاحب ایک مالی و مانع آدمی ہیں اور تقریر سے ان کی علمی لیاقت چھپتی ہے۔ بوقت تقریر مفتی صاحب کے حق میں لافض نوک کی صدائیں آرہی تھیں۔ رپورٹ شائع ہونے پر مولوی جلال الدین صاحب کو پتہ چلے گا کہ میں کیا اور کس سے باتیں کر رہا تھا۔

سبحان للہ ای دین تداونت وای غریم فی التقاضی غریبھا

حکایت بود بے پایاں بخناموشی ادا کردم۔

حافظ کامل الدین نشی فاضل میلو والی۔ مقیم رتوکالہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مولانا مولوی امام الدین صاحب ساکن کندوال تحصیل
پنددادنخان ضلع جہلم

بحث کا جو تھا نتیجہ آگیا مرجا حد مرجا حد مرجا
مرزا یوں کی عجائب گت بنی جب مباحثہ شہر ہریا میں ہوا

مرزائیوں سے جلال الدین تھا اہل سنت سے غلام مرتضیٰ
 بحث تھی عیسیٰ کی زندگی موت میں یعنی عیسیٰ زندہ ہے یا مر گیا
 معیار تھا قرآن ہم قول نبی فیصلہ اس پر مسلم ہو چکا
 مفتی صاحب جب پڑھا قرآن شریف لحن داؤدی سے جلسہ بھر دیا
 آیت انا قتلنا جب پڑھی دفعہ اللہ سے یہ ثابت کر دیا
 زندہ ہے عیسیٰ ابھی افلاک پر دیکھ لے نکتہ عجب بل میں پڑا
 ہے یہ اضرابہ ابطالیہ بل اور قصر قلب ہے اس میں چھپا
 موت کو باطل کیا ماقبل نے جو کہ پہلے آ چکا تافیہ کا
 دفعہ سے یہ آوازے آ رہے زندہ ہے وہ آسمان پر چڑ گیا

اس میں ہیں اثبات جند غصری اس کا منکر ہے نہیں جڑ اشقیاء
 بل کے اندر چس گیا جس میں منہ پر پردہ پڑ گیا کسوف کا
 ہاتھ پاؤں مارے سب لیکن کہیں ہر گز راہ ملا
 سب کو روشن ہو گیا زندہ مسج موت کا قائل ہوا ہے روسیا
 ہر طرف سے آ رہی تھی یہ ندا آفریں صد آفریں مفتی غلام مرتضیٰ
 ہے امام الدین کی یہ التجا دست بالا ہو سدا اسلام کا
 راقم امام الدین از کند وال ڈا خانہ اللہ شریف

مولانا مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات
 بحمد اللہ خدا بنمو د مارا غلام مرتضیٰ حق کا پیارا
 بہ ہریا قدم رنجہ چوں بفرمود دیا کر حق و باطل میں ستارا
 نوائے میرزائی منہدم شد بمیدان مباحثہ آشکارا
 غلام مرتضیٰ در ملک پنجاب چمکتا ہے ہدایت کا ستارا

بگویند شیخ از شادی ہمہ دم عجب ہیں عالم دینی ولارا
ایضا

بیا اے طالب صدق و صفائی ہمیں در صد شان کبریائی
چو آمد صدق و حق باطل نہاں شد عیاں شد صدق و حق راد لرہائی
گروہ احمدی زیر و زبر شد چو غالب شد بیان مرتضائی
چو بشیدند علم مفتی دیں شکست آمد بشان میرزائی
بزمی سامہائے امغولان مباحثہ گشت بہر رہنمائی
کہ تادا مند سنی حق و باطل کنند از فرقہ ضالہ جدائی
سکر بستہ درآمد مفتی دیں بسر کردہ کلاہ چشتیائی

سلیمان وار و برکزی تشریف چو یوسف وارا از خواں رہائی
ایضا

داہ سبحان اللہ رب خالق سوہنام بنایا جلسہ وجہ میانی آہا ہر پے رب لیاہا
بارغ قلوب اساذیاں آتے گل باد بہاری ہیاں کلیاں ہویاں گفتہ آئی انہام یواری
جہاں قریباں کدیں نہ ڈٹا یہ جلسہ فیضانی درافشانی یہ حقانی دیکھ ہوئے قربانی
ہوئی زیارت لوکاں تاکیں عالم گہر وچ آئے کڈھ قرآن حدیث کتاباں سکے خوب سنائے
مفتی صاحب میانی دالے وچا ہے سر کردے کاٹھامے سنگ لوہے بہارتہ جان بچا مے نزدے
اس زمانے ظاہر جاہن ثانی تفتہ زانی افش آتے مہر و انگوں خوی مرد حقانی
نص حدیث مفتی صاحب کل جواب لیاہا تادیانوالے ملاں صاحب سائنس کل سنایا
حیات مسیح دی ثابت کیتی داہ حدیث قرآنوں نازل ہوئی وجہ زمانے آخر وچ بچانوں
جسدم عالم تادیانوالا کردا سی تقریراں سننے دالیاں تاکیں ہرگز ہون نہیں تاثيراں
نال تحمل آتے تامل مفتی صاحب بولن خوش بیانی آتے مومن چند جاناں سب گھولن

علم یاقوت مفتی صاحب خوب بیان سنایا علم کلام معانی اندر الحق تیز چلایا
مسئلہ نحو محقق کیا متن متین دکھایا جتنے قدم مبارک رکھیا کسے نہ پھیرا غایا
کتبہ، وصفہ مسکین شیخ امام الدین از قریہ ہریہ
جناب مولوی گل احمد صاحب ساکن پنڈدادنخان ضلع جہلم

شخص تیری چمک دیکھی اجالے میں اندھیرا حضور کس طرح ہو گا جسے گردش نے گھیرا ہے
لڑائی بازی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے کوئی بیڑ جا ڈھونڈو کہ تو بھی اک بیڑا ہے
غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل غلام مرتضیٰ سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے
ذرا دیکھو ما قتلوا و ما صلبوا کی آیت کو تمہارے موت کے عقدے کو کیا اس نے نکھیرا ہے
اگر مطلوب زندگی ہے تو بل رنج کی بل دیکھو مسیح موعود کا چرخ بلندی پر بھیرا ہے

فلک کی کج اہوائی نے لگایا شمس کو کرنا جتنی تو لسا کی دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے
گل احمد از پنڈدادنخان ضلع جہلم
جناب مولوی بدر الدین صاحب ساکن رکن ضلع گجرات

بھگت اللہ کہ از فضل خداوند دل ہر اہل حق گردید خورسند
نماندہ مشتبہ دجال و عیسیٰ جلی شد کذب فرعون صدق موسیٰ
غلام مرتضیٰ مفتی حقانی رمیدہ از دے شمس قادیانی
دم از علم بیاں بروئے دمیدہ ہمیں حلقوم کاہ چوں بریدہ
نئے گویم کہ عیسائے زمان است دے دجال کشتن را جوان است
بدر الدین رکنی

واعظ بینظیر و مبلغ خوش تقریر مولانا حضرت سید صدیق شاہ صاحب
ساکن منگوال تحصیل خوشاب ضلع شاہپور

حمد خدا صلوات محمد آل اصحاب رلائیں اس قصہ بچے واضح ہوئے ساریاں مومنوں تائیں
 مرزایاں تے مفتی صاحب شرطوں کیتیاں تائیں وچہ انہاءے جھگڑا کمرے باہر جائے تائیں
 مفتی صاحب قاضی پورا شرماں والا بندہ وچہ شرطاءے پورا اتریا چھوڑ گھماں دھندلا
 کل شی بیچ الی اصلہ حضرت دا قرمانا جیسا اصل کیدا ہوئے اس پاسے اس جاہ
 ہر کوئی جانے مفتیانوالا ہے شریف گھرا نہ نال شرافت پورا اتریا چھڑ کے کمر بہانہ
 مفتی صاحب مرزایاں نوں عجز ماری غی دی تائیں وچہ انہاءے سینے آتش غم دی جلدی
 بیلی نوں آسمان ۲۰ تے مل چڑھایا جلدی غل انہاءے دل نکالے واہ ٹہی کوئی چلدی
 خوش رہویں اے مفتی شالا ہوئے لی حیاتی اللہ پاک بتایا تئیں رحمت دی برساتی
 مردیاں دے دل دعوے کیچے میریاں خوش تقریراں دینا تے رب دندور کے تیں جییاں تصویراں

ہے خوش غلت ساری عمل تے رب ہوئے خوش شالا توں اج مردیاں دلاں اندر جانی پاؤں والا
 توں ہن اپنے شرمنا کے میں کر شاہ صدیق مفتی صاحب چھوڑیا تائیں باقی کوئی دقیقہ
 صدیق شاہ از منگوال
 www.BAFSESLAM.COM
 "THE NATURAL PHILOSOPHY
 OF AHLESUNNAT WAL MAAT"

خلاصہ

یہ ہے کہ جیسا مرزائی جماعت کے پاس دیگر مسائل مختلف فیہا میں اپنا دعویٰ
 ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی شرعی دلیل نہیں جس میں تقریب تام ہو ویسا ہی
 وفات مسیحی ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے ان کے پاس ایسی کوئی شرعی دلیل
 نہیں جس میں تقریب تام ہو۔ اس کی تائید میں ہم ایک مکالمہ پیش کرتے ہیں۔
 مکالمہ مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی نور الدین صاحب
 خلیفہ اول مرزا صاحب
 جن دنوں مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظرہ درسہ نعمانیہ لاہور میں اول

مدرس تھے ان دنوں مولوی ابراہیم صاحب کے مکان واقع کشمیری بازار میں
 موجودگی مولوی ابراہیم صاحب و دیگر چند اصحاب تاریخ ۱۳ یا ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء
 مابین مفتی صاحب و مولوی صاحب موصوف یہ مکالمہ ہوا۔

مفتی صاحب: میں آپ کو مرزا صاحب کے معتقدین میں سے وسیع
 المعلومات اعتقاد کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے اشتیاق ہے کہ آپ وفات مسیح ابن
 مریم پر کچھ تقریر فرمائیں۔

مولوی صاحب: تقریر شروع کرنے سے پہلے میں ایک حکایت بیان کرتا
 ہوں۔ اس حکایت کو میری تمام تقریر میں ملحوظ رکھنا۔ وہ حکایت یہ ہے کہ:

ایک دن ایک سائل نے میرے سے دریافت کیا کہ اس مقدمہ کا کیا مطلب
 ہے، اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ میں نے سائل کو کہا کہ تم نے اس مقدمہ کا
 کیا مطلب سمجھا ہوا ہے۔ سائل نے کہا کہ میں نے اس کا یہ مطلب سمجھا ہوا ہے کہ
 ایک دعویٰ مثلاً جو جڑ ہے تو اس کی دلیل کے مقدمات و اجزاء بھی سوجھے ہوں گے
 اور وہ دلیل اپنی ایجابی جانب کے لحاظ سے اس دعوے کو ثابت کرے گی۔ اور اگر
 اس دلیل کے مقدمات و اجزاء کی جانب مخالف یعنی سلبی جانب کا احتمال ہو تو وہ
 استدلال باطل ہوگا اور وہ دلیل اس دعویٰ کو ثابت نہ کرے گی۔ میں نے سائل کو کہا
 کہ یہ مطلب غلط ہے۔ بلکہ اس مقدمے کا یہ مطلب ہے کہ اگر احتمالات پر غور کی
 جائے تو کوئی شخص دلیل قائم ہی نہیں کر سکتا۔

مفتی صاحب: جناب میں نے اس حکایت کو سمجھ لیا ہے لیکن جس طریق سے
 میں استفسار کروں اس طرز پر آپ تقریر فرمائیں۔

مولوی صاحب: کہئے۔

مفتی صاحب: یہ تو آپ کا عقیدہ ہے ہی مات سببی۔ لیکن میں یہ دریافت

کرتا ہوں کہ آپ کا عقیدہ مات عیسیٰ وحماء ہے یا شک یا ظن یا تقلید آیا یقیناً۔

مولوی صاحب۔ میرا عقیدہ مات عیسیٰ یقیناً ہے۔

مفتی صاحب۔ تو پھر ضروری ہے کہ اس یقینی دعوے کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل آپہ بیان فرمائیں گے اس دلیل کے مقدمات اور اجزاء بھی یقینی ہوں۔

مولوی صاحب۔ یقینی دعوے میں یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہو۔

مفتی صاحب۔ واقعی یقینی دعوے دو قسم ہیں۔ بدیہی اور نظری۔ بدیہی تو اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج نہیں لیکن نظری اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج ہیں۔ اب میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ کا دعویٰ مات عیسیٰ یقیناً بدیہی ہے یا نظری۔

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATI" صاحب۔ نظری ہے۔

مفتی صاحب۔ جب آپ کا یہ دعویٰ نظری ہے تو پھر ضروری اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہے۔ اور چونکہ آپ کا یہ دعویٰ یقینی ہے اس لیے جو دلیل آپ بیان فرمائیں گے اس کے دلیل کے مقدمات اور اجزاء بھی یقینی ہونے چاہئیں۔ ورنہ یہ دلیل اس یقینی دعوے کو ثابت نہ کر سکے گی۔

مولوی صاحب۔ تو پھر کیا ہوا۔

مفتی صاحب۔ جناب پھر جو مطلب مقدمہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کا ٹکسال نے بیان کیا ہے وہ صحیح ثابت ہوا۔ اور جو معنی آپ نے کئے ہیں وہ غلط ہوئے۔

مولوی صاحب۔ آپ مانحن فیہ کی طرف رجوع کیجئے۔

مفتی صاحب۔ رجوع کرتا ہوں۔ جناب من اتنا عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے دعویٰ مسات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل بیان فرمائیں گے۔ خواہ وہ دلیل قرآنی ہو یا حدیثی یا مجموعی اس دلیل کے متعلق اتنا فرما دیجئے۔ کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ تو میں کبھی نہ کہوں گا۔

مفتی صاحب۔ جناب جب آپ کا دعویٰ یقینی ہے۔ آپ کو اپنی دلیل پر پورا بھروسہ ہے تو پھر آپ یہ کیوں نہیں فرماتے۔
مولوی صاحب۔ یہ میں نہیں کہوں گا۔

اسی نزاع میں مکالمہ ختم ہوا۔ اور مولوی نور الدین صاحب نے اخیر میں فرمایا

کہ مفتی صاحب نے مناظرہ کا غیاضت نکالا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ مولوی نور الدین صاحب وہ ہیں کہ جن کو تمام مرزائی جماعت کے اشخاص اپنی جماعت میں علمی حیثیت سے فائق سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کے مضامین کے ساتھ مرزا صاحب ہمیشہ رطب اللسان رہے اور مرزا صاحب کے انتقال کے بعد بھی مولوی صاحب موصوف خلیفہ اول ہوئے۔ بالیں ہمہ پھر بھی یہ مولوی صاحب اپنا دعویٰ مسات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کر سکے جس میں تقریب تام ہونے کا دعویٰ کریں۔

مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا صاحب کو مناظرہ کے لیے دعوت مرزا صاحب کے خلیفہ اول کا حال تو ناظرین نے سن لیا ہے۔ اب ہم مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی یعنی مرزا محمود احمد صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں بمقام لاہور اس طریق پر مناظرہ کریں کہ تمام مناظرہ کے دو پرچے ہوں۔ پہلے پرچے میں مرزا محمود

احمد صاحب اپنے دعویٰ بات عسلی یہ تھا کہ ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی دلیل ایسی تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے۔ اور طرز استدلال شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور ویسا ہی مفتی صاحب پہلے پرچہ میں اپنے دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی ایسی دلیل تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے اور طرز استدلال شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور دوسرے پرچے میں ہر ایک مناظر اپنے فریق مخالف کے پرچے اول کی مطابق شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ تردید تحریر کرے۔ اور ہر ایک مناظر اپنے ہر دو پرچوں کو عام اجلاس میں ایک وقت معین کے اندر بیان کرے۔

نوٹ:- ہم نے خاص کر مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں مناظرہ کرنے کے لیے اس لیے دعوت دی ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم کو اپنی طرف سے ضیق و کد کے لیے معیار و میزان قرار دیا ہے۔

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

ہدایات

قادیانی مناظر نے روکداد مناظرہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بعنوان ”چند ضروری باتیں“۔ چسپان کر دیا ہے جس میں اس نے اختراعات اور مغالطات درج کر دیئے ہیں جن کے متعلق چند ہدایات کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ ”مشتہر سطر ۳، ۲ میں لکھتا ہے کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات مسیح ابن مریم تھا اور صرف اسی مسئلہ پر مباحثہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ خود مفتی

صاحب نے کہا تھا کہ میں صرف اس مسئلہ پر ہی بحث کروں گا۔“

ہدایت

یہ نا فہمی ہے۔ کیونکہ مشہر نے لکھا ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ اور قادیانی جماعت کا یہ چاہنا ہم ابتداء میں بعنوان ”تعلین موضوع مناظرہ“ مفصل لکھ چکے ہیں۔

مخالطہ

قادیانی مناظرے لکھا ہے۔ مشہر نے ہم پر شرط نمبر ۲، لکھ کر یہ اِثام لگایا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف کیا ہے۔ یہ تو مناظرہ کے پرنچہ جات پڑھنے سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ دونوں مناظروں میں سے کس نے شرائط کے خلاف کیا ہے۔ براہین احمدیہ کے حوالے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے پہلے کی تحریریں اور اپنے آخری پرچوں میں نئے دلائل پیش کرنا کیا شرائط کے خلاف نہیں تھا۔ جس کے مفتی صاحب مرکب ہوئے۔

ہدایت

براہین احمدیہ کے حوالے خلاف شرط نمبر ۲، ہمیں۔ کیونکہ پہلے تو اسلامی مناظرے نے براہین احمدیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھ دیا ہے کہ ”میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے“۔ الخ اور دوسرا یہ کہ دعویٰ نبوت کی تاریخ جو مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے بیان کی ہے وہ ہمارے پر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم مرزا صاحب کو منتہی اور ان کی معتقدین کو ملت ملہمیت کہتے ہیں۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ نبوت کی علت ملہمیت کو قرار دیا ہے اور بوقت تالیف براہین احمدیہ مرزا صاحب بزعیم خود ملہم

تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب کے پیغمبر ہونے کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پہلی دفعہ یہ وحی ہوا۔ اقراء باسم ربک الذی خلق تو اسی وقت سے سلسلہ نبوت شروع ہو گیا۔ نہ یہ کہ قرآن کریم کے حصہ کثیر نازل ہونے کے بعد سلسلہ نبوت شروع ہوا۔ اور نیز مولوی نور الدین صاحب کی تحریریں پیش کرنا شرط نمبر ۲۱ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھ دیا ہے کہ میں نے مولوی نور الدین صاحب کے اقوال کو اس حیثیت سے پیش نہیں کیا کہ وہ احمدی ہیں اور نہ ہی اس حیثیت سے کہ وہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس حیثیت سے پیش کئے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے نبوت کے زمانہ میں مولوی نور الدین صاحب کی توہین رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توحیق کیا ہے۔ اور ان اقوال پیش کردہ کی بعد نہ مرزا صاحب نے ترمیم و تیح کی ہے اور نہ ہی مولوی صاحب موصوف ہنے۔ اور دلیا ہی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آخری پرچوں میں کوئی نیا مضمون بطور دلیل بیان نہیں کیا بلکہ بطور تردید۔ بے شک قادیانی مناظر نے شرط نمبر ۲۱ کے خلاف کثیر التعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً توریت کا پیش کرنا۔ حضرت امام مالک و حضرت امام ابو حنیفہ و حضرت امام شافعی کا ذکر کرنا۔ شاہ رفیع الدین صاحب و مجاہد کو پیش کرنا اور پرچہ نمبر اول میں حضرت امام حسن کا قول درج کرنا خیالی اور وہی باتوں سے اپنے پرچوں کو لبریز کر دینا جو مومن من حیث ہو مومن کا بھی حق نہیں کہ ایسی باتیں مومن کے مقابلہ میں پیش کرے۔ علم فزیالوجی کے مسائل کو بیان کرنا وغیرہ وغیرہ۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ پھر بل رفعہ اللہ الیہ آیت لکھ کر کہتے ہیں کہ

بل ابطالہ میں ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان میں تقابلی اور ضدیت ہونی ضروری ہے مگر رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے الخ۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس کا جواب یہ ہے کہ بل ابطالہ بھی یہاں مان لیا جائے تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کیونکہ یہود کے قتل کرنے سے مراد نفوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ انسی منوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا دعویٰ باطل ہو جاتا تھا جو رفع روحانی کے معنی ہے اس لیے یہود کے قول کی نفی کرتے ہوئے کہ انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا یعنی دعویٰ میں جھوٹ ثابت نہیں کر سکے اس کی ضد کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کو لفظ بل سے ثابت کیا ہے۔

ہدایت

”دوبتے کو تنکے کا سہارا“۔ اب قادیانی مناظر کا بھی یہی حال ہو رہا ہے۔ دیکھو قادیانی صاحب فرماتے ہیں۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ پرچوں میں انھوں نے جواب دیتے ہوئے توریت کو ہی پیش کیا ہے جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے اور جس کا پیش کرنا بروئے قرآن کریم وحدیث نبوی جائز نہیں۔ اور نیز یہ کتاب محرف منسوخ شدہ قادیان مناظر کی امداد کرنے سے انکاری ہے، کیونکہ قادیانی مناظر نے توریت سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور توریت کا حقیقت یہ مضمون ہے کہ جو کس جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے۔ اور قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سب ملعونیت جرم ہے نہ مصلوبیت۔ ارشاد ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ

ورسوله و يسعون فى الارض فساداً ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع
 ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذلك لهم خزي فى
 الحيوۃ الدنيا ولهم فى الآخرة عذاب عظيم۔ (پ ۶) دیکھو اس آیت میں
 خزی کا سبب قتل و صلب بوجہ جرائم یعنی محاربہ اور نساد فی الارض کو قرار دیا گیا ہے نہ
 مطلق مقتولیت اور مصلوبیت وغیرہ کو۔ اور پھر قادیانی مناظر لکھتے ہیں۔ کیونکہ یہودیوں
 کے قتل کرنے سے مراد نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو
 ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا
 لفظ بڑھایا ہے۔ یہ کیسی اعلیٰ جہالت ہے کیونکہ اس مضمون کی صحت اس صورت میں
 مہیوم ہو سکتی تھی جب قتل اور رسالت میں تافی و ضدیت ہوتی۔ حالانکہ قتل اور
 رسالت میں تافی و ضدیت نہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے افسانہ سات
 او قتل انقلبتم علی اعقابکم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیا اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کئے جائیں تو تم مرتد ہو جاؤ گے۔ یعنی اگر وہ فوت
 ہوں یا مقتول ہوں تو تب بھی تم کو اپنے ایمان پر مستحکم رہنا چاہیے۔ کیونکہ موت اور
 قتل رسالت کے منافی نہیں۔ اور یہودیوں کا لفظ رسول اللہ کو بڑھانا بطور استہزاء ہے۔
 اور پھر قادیانی مناظر فرماتے ہیں۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ اسی
 متوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا
 دعویٰ باطل ہو جاتا تھا۔ ارنج یہ کیسی نرانی جہالت ہے۔ کیونکہ بروئے قرآن کریم
 یہودی کا عقیدہ ہے۔ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم اور قرآن کریم نے اس
 باطل عقیدہ کی تردید اپنے فقرہ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ کی
 ہے اور ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے اپنی طبعی موت
 سے مرے گئے۔ قادیانی مناظر کی اس تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یادہ مغلوب

الجبالة ہے یا اس نے بوقت سلامتی عقل یہ تحریر نہیں کی۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتے ہیں۔ اور مشہور خود لکھتا ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا مزدوم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد برعکس اعتقاد متکلم متصور ہو۔ ہر امر میں ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ورنہ کیا یہ جمع نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو اور مرنے والی اللہ نہ ہو۔ یہاں پر یہود کے اعتقاد کی رفع الیہ سے تردید کی گئی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب تھے۔

ہدایت

یہ کیسی بے نظیر جہالت ہے۔ کیونکہ کلام اس میں ہے کہ قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا مزدوم نہ ہو۔ اور قادیانی مناظر نے نہ تو قصر قلب کی کوئی مثال پیش کر کے نقص کیا ہے اور نہ ہی مزدوم اور عدم مزدوم کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ غیر مربوط یہ فقرہ لکھ دیا ہے۔ ورنہ کیا یہ شخص نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو۔ الخ

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ مفتی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یشعرون ابان یبعثون بل ادرک علمہم فی الاخرۃ کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ لے کر معنی درست ہو نہیں سکتے۔

ہدایت

یہ قادیانی مناظر کا زالا جہل مرکب ہے۔ کیونکہ نفی کے بعد بل ابطالیہ سے یہ مراد ہے کہ وصف مفتی کو یہ بل باطل کرتا ہے۔ اور جس وصف پر داخل ہے اس کو

ثابت کرتا ہے جیسا کہ وما قتلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ میں قتل اسحٰق منفی ہے جس کو بل نے باطل کر دیا۔ اور دفع اسحٰق پر بل داخل ہے جس کو اس نے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظر نے جو آیت بطور تردید پیش کی ہے وہ درحقیقت اسلامی مناظر کی صاف طور پر تائید کرتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انتہا کو پہنچ کر رہ گیا۔ یعنی وہ جاہل رہ گئے۔ دیکھو اس آیت میں شعور یعنی علم بالآخرۃ منفی ہے جس کو بل باطل کر رہا ہے اور جہل بالآخرۃ پر بل داخل ہے جس کو وہ ثابت کر رہا ہے اور جیسا کہ وما قتلوه یقیناً بل دفعہ اللہ الیہ میں قتل اسحٰق اور دفع اسحٰق کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تانی وضدیت ہے ویسا ہی آیہ وما بشیعوں ایسانہ مشنون۔ بل انہک ہم فی الآخرۃ میں علم بالآخرۃ اور جہل بالآخرۃ کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تانی وضدیت ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہوا ہے کہ قادیانی مناظر نے تردید کی آیت وما بشیعوں پیش کی ہے جس میں شعور کی نفی ہے اور یہ آیت اسلامی مناظر کی ایسی تائید کر رہی ہے کہ قادیانی مناظر کو اس تائید کا شعور نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کی پردہ دری ہو کر اس کے مذہب کا بطلان آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو چکا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مشتمل لکھتا ہے کہ یہ دلیل معدوم النظر ہے۔ بے شک اس سے جو استدلال کیا گیا ہے اپنی بے ہودگی میں معدوم النظر ہے۔ کیونکہ صحیح دلائل اور استدلالوں کے نظائر دنیا میں موجود ہوتے ہیں۔

ہدایت

بے شک قادیانی مناظر کا اس مقام اور ایسے استدلال پر لفظ بے ہودگی

استعمال کرنا بے ہودگی میں معدوم النظر ہے۔ کیونکہ اس نے اس بے ہودگی کی کوئی صحیح وجہ بیان نہیں کی۔ اور ہم نے جہاں قادیانی مناظر کی جہالت کا دعویٰ کیا ہے وہاں ہی اس جہالت کو مدلل و مبرہن کیا ہے۔

مخالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ پھر لکھتا ہے کیونکہ یہ جملہ خبریہ تیغز یہ ہے۔ ایسا وفات مسیح ابن مریم کے متعلق کوئی فقرہ نہیں۔ اس آیت میں تورفع کے معنی مجسمہ الحصری آسمان پر اٹھا لینا ہی ثابت نہیں ہو سکتے تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہو سکتی ہے۔

ہدایت
جواب سن اسلامی مناظر نے اپنے پڑچھبرا میں بروئے محاورہ قرآنی و
محاورات احادیث و بروئے قاعدہ نحوی متعلق بل و بروئے قاعدہ علم معانی متعلق
نصر قلب آیت و مباحثہ یقیناً بل رفیعہ اللہ الیہ کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بحمدہ الحصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں
جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا جیسا کہ روئے اد مناظرہ پڑھنے سے
روشن ہے۔ بلکہ قادیانی مناظر نے اس استدلال کے جواب میں توریت پیش کر
کے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ میرے پاس اس استدلال کا کوئی جواب
نہیں۔ اور ہم نہایت زور سے اعلان کرتے ہیں کہ انشاء اللہ قادیانی جماعت میں
سے کوئی فرد بھی شرط نمبر ۲۱ کے تحت میں رہ کر اس استدلال کا تاقیامت جواب نہ
دے سکے گا جیسا کہ وقتاً فوقتاً علماء و فضلاء زمانہ پر اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر
ہوتی رہے گی۔ تو پھر قادیانی مناظر کا یہ کہنا (تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہو سکتی
ہے) کیسی دیدہ و دانستہ ولیری ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رفع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہوں۔ اور رفعت الی وہی مثال پیش کی ہے جس میں فاعل مذکور ہی نہیں۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ حضرت عائشہ اور امام حسن و معادیہ کا یہی مذہب تھا کہ وہ آپ کا ایک کشف یا خواب تھا جیسا کہ بخاری کی حدیث واسنیقظ وهو فی المسجد الحرام سے ثابت ہے کہ معراج کا واقعہ دیکھ کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ اور اس کو واقعہ خاص کہہ کر چیمھا چھوڑنا نہایت مشکل ہے۔

www.NAFSEISLAM.COM

جناب من اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں آپ کے اس مضمون کی تردید میں صحیح بخاری کی حدیث کا یہ فقرہ پیش کیا ہے ثم رفعت الی سدرۃ المتی۔ اور رفعت الی ربی پیش نہیں کیا۔ اور اس فقرہ حدیث میں طرز تردید یہ ہے کہ جیسا خلقت میں اگرچہ فاعل مذکور نہیں لیکن اس لحاظ سے کہ فعل خلق کا فاعل خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں ہو سکتا۔ خلقت کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے ویسا ہی رفعت الی سدرۃ المتی اگرچہ مجهول الفاعل ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ فعل رفع الی سدرۃ المتی کا فاعل سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ رفعت الی سدرۃ المتی کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے۔ اب دیکھو کہ اس صحیح بخاری کی حدیث کے فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے۔ اور مفعول ذی روح انسان ہے اور مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہے۔ اور پھر قادیانی مناظر نے کہا ہے۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ الخ ہم اس کو اس

کے متعلق یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اسلامی مناظر کی طرز تردید یہ ہے کہ فقرہ **ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی** میں فعل رفع ہے اور خدا تعالیٰ فاعل ہے اور مفعول ذی روح انسان ہے اور اس فقرہ کے الفاظ سے مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالینا ہے۔ اور معراج کا واقعہ زیر بحث ہونا اسلامی مناظر کی طرز تردید کو مضر نہیں۔ کیونکہ معراج عالم ہویا میں ہو یا عالم کشف میں یا عالم بیضہ میں ہو ہر صورت میں فقرہ **ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی** کے الفاظ سے مراد تو اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالینا ہی ہے۔ قادیانی جماعت کے ان افراد کا جنہوں نے لالچ دنیاوی اور طمع نفسانی کی وجہ قادیانی مذہب کو اختیار کیا ہوا ہے ہمیشہ وطیرہ ہے کہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کو شکار کرنے کے لیے ایسی تحریریں عملاً پیش کرتے رہتے ہیں۔

www.NAFSEISLAM.COM

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ اس طرح تو انسی مہاجر الی ربی کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہاں آسمان پر جانا مراد ہے۔ ورنہ کسی کے لیے دکھاؤ تو سہی کہ قرآن کریم یا حدیث میں کسی نے اپنے لیے مہاجر اور الی ربی کا لفظ کہا ہو اور اسی طرح حضرت ابراہیم کا انسی ذاہب الی ربی سیہلین سے بھی کوئی ان کے آسمان پر جانے کا استدلال کرے تو کر سکتا ہے اور دلیل مانگی جائے تو آپ کی طرح کہہ دے کہ یہ واقعہ خاص ہے ورنہ یہ الفاظ کسی اور کے لیے آئے ہوں تو پیش کرو۔

ہدایت

یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ یعنی آسمان پر جانا یا لے جانا اور عروج اور صعود اور رفع میں بلندی کے معنی ہیں۔ اور

ہجرت اور ذہاب میں بلندی کے معنی ماخوذ نہیں۔

مخالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ جملہ خبریہ تنجیز یہ وفات مسیح کے متعلق قرآن مجید میں
کننت انت الرقیب علیہم ہے۔ خود مسیح کہہ رہے ہیں اور صرف خدا تعالیٰ کے
رتیب ہونے سے پہلے اپنے قول فلما توفیتی سے اپنی وفات کا اقرار کر رہے
ہیں۔

ہدایت

تنجیز یہ سے یہ مراد ہے کہ اس میں شرط کے معنی نہ ہوں اور فلما توفیتی
کننت انت الرقیب علیہم میں لما بمعنی حین متضمن معنی شرط ہے۔ اور نیز کننت
اور توفیتی کی مانوسیت آج کے لحاظ سے نہیں بلکہ قیامت کے لحاظ سے جیسا کہ
قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

DE AHLESUNNAT WAL

قادیانی مناظر کہتا ہے۔ اور جو بات ہم نے توریت سے پیش کی ہے۔ وہ
یہود کا عقیدہ بیان کرنے کے لیے پیش کی ہے۔ وہ قرآن مجید کو خدا کا کلام نہیں
مانتے۔ اور یہودیوں کے نزدیک مسیح مجرم ہی تھے اور انھوں نے آپ پر بغاوت کا
الزام لگایا تھا۔ اور پھر توریت میں صاف لکھا ہے کہ چھوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور نیز
استثناء ۲۱/۲۳ میں لکھا ہے۔ ”وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے ملعون ہے“۔ اسی کے
مطابق گلیون ۳/۱۳ میں پولوس کہتا ہے۔ ”مسیح ہمارے بدلے لعنت ہوا۔ کیونکہ
لکھا ہے۔ جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔“

ہدایت

یہ تحریر قادیانی مناظر کی مناظرہ کے بعد کی ہے بلکہ اس قادیانی اجلاس کے

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو
مناظرہ کے لیے دعوت

کئی سال سے قادیانی جماعت کے لوگ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر
مناظرہ کرنے کے لیے مجھے دعوت دے رہے تھے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ آج کل کا
مباحثہ درحقیقت مناظرہ نہیں ہوتا بلکہ مجادلہ یا مکابرہ ہوتا ہے۔ میں اجتناب کرتا رہا
اور قادیانی جماعت نے اسلامی جماعت کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ تمہارے پاس
اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں در نہ مفتی غلام مرتضیٰ مناظرہ سے اجتناب
نہ کرتا۔ اس پر اسلامی جماعت کے کثیر التعداد اشخاص کے عقائد میں تشویش اور
اضطراب پیدا ہو گیا۔ بلکہ اغلب امید ہو گئی کہ اگر مناظرہ نہ ہوا تو اسلامی جماعت
کے کثیر التعداد افراد مرتد ہو جائیں گے۔ اس حالت کے لحاظ سے مناظرہ کرنا فی
سبیل اللہ یعنی بغرض حفاظت عقائد حقہ میں تے منجانب اللہ اپنا فرض لازمی سمجھ کر
اعلان کر دیا کہ قادیانی جماعت کا فرد اعلیٰ یا متوسط یا ادنیٰ جو میدان مناظرہ میں
نکلے میں اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

چنانچہ مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل آئمہ از قادیان کے
ساتھ میرا مناظرہ تحریری و تقریری بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء بمقام ہریا شلع
گجرات ہوا۔ جس کی تمام روداد ہدیہ ناظرین ہے۔ بنا بریں اب میرا استحقاق
ہے کہ قادیانی جماعت میں سے جس فرد کو مناظرہ کے لیے میں دعوت دوں وہ
میدان مناظرہ میں نکلے۔

چونکہ میاں محمود احمد صاحب کو قادیانی جماعت نے سب سے فائق سمجھ کر
صاحب کی خلافت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور نیز میاں صاحب قریباً چالیس کروڑ
اہل اسلام اور کلہ گو کی تکفیر کرنے میں مقتدا ہیں۔ اور مرزا غلام احمد صاحب لکھتے

ہیں۔

”یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل سچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالفین باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو۔ (تختہ گولڑویہ ص ۱۶۶)

اس لیے میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دعوت کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر بہ مقام لاہور اس طریق سے مناظرہ تحریری و تقریری کریں کہ ہر ایک مناظرہ مطابق آیہ فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول اپنا اپنا دعویٰ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے ساتھ ثابت کرے اور قرآن کریم و حدیث نبوی چونکہ عربی لغت میں ہیں اس لیے ان کی تفسیر میں امور مفصلہ دلیل کے سوائے کوئی پیش نہ کی جائے گی۔ قرآن۔ حدیث۔ اقوال صحابہ۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معنی۔ بیان۔ بدیع لکھنؤ میں میاں صاحب کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکیں گے۔ کیونکہ میاں صاحب مرزا صاحب کو نبی اعتقاد کرتے ہیں اور میں مرزا صاحب کو نبی نہیں اعتقاد کرتا بلکہ متنبی سمجھتا ہوں۔

اب تمام ناظرین پر واضح ہو کہ اگر میاں صاحب میری دعوت کو قبول کر کے میدان مناظرہ میں آگئے تو ہم سمجھیں گے کہ میاں صاحب کے دل میں خلوص اور دیانت داری ہے اور اپنے عقائد ثابت کرنے کے لیے ان کے دل میں جرأت اور قوت ہے۔ اور اگر میاں صاحب نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اور مناظرہ میں نہ

آئے تو یہ ثابت ہوگا کہ ان کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے دل میں خلوص اور دیانتداری ہے بلکہ میاں صاحب کی تمام تعلیمات اور ڈھنگوں میں شکار بازی مقصود ہے اور ”زور بدہ سخن درین است“۔
والا معاملہ ہے۔

اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير
المغضوب عليهم ولا الضالين آمين

خادم الاسلام والمسلمين
مفتی غلام مرتضیٰ

WWW.NATSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT

ادارہ کی ایک اہم اور تحقیقی کتاب

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و بشریت



اس کتاب میں نبی کریم ﷺ کی نورانیت و بشریت قرآن و حدیث اور
معروف مفسرین و محدثین کی کتب کی روشنی میں لکھی گئی ہے نیز اسی موضوع کی قلم
دیوید کتب کا رد بھی مدلل پیش کیا گیا ہے۔ علماء و طلباء کے لیے بڑی اہم تحقیقی تصنیف
ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JANNAH



تالیف:

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ہدیہ

صفحات

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کا موٹے

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی لاجواب کتب

❁ شرک کی حقیقت

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (اول) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (دوم) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (سوم) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (چہارم) (زیر ترتیب)

❁ مجموعہ تصانیف حضرت علامہ محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

❁ دیوبند کا نیا دین (مطبوعہ)

❁ سرورِ کونین ﷺ کی بشریت و نورانیت (مطبوعہ)

❁ دیوبندیوں سے لاجواب سوالات (مطبوعہ)

❁ مجموعہ رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ)

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونگی